تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ہفتم

ظفرنامۂ شاہجہان

جسمیں

ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک

معتبر و مستند کتابوں سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر

ورنیکلر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مہتمم مطبع طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...بالدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی

میرا قاعدہ ہے کہ میں سلطان سلاطین ہند کی تاریخ نویسی کے لئے وہ تواریخ لیتا ہوں جنکے مؤلف
ہمعصر نویس ہوں اور وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جاتی ہون - اُن سے تاریخی حالات
اخذ کرکے لکھتا ہوں اور پھر انگریزی تاریخوں سے جنکا ایک انبار میری نظر میں موجود ہے
بعض مضمون التقاط کرکے لکھتا ہوں اس بادشاہ کے زمانہ میں اہل یوروپ (فرانس پرتگیز
انگریز وغیرہ) بہت ہندوستان میں آگئے تھے - انمیں سے بعض فرنگیوں نے اس زمانہ کی
[illegible] اپنی زبانوں میں تصنیف کین یا انکی تاریخوں سے بعض معاصرین نے جو ہندوستان
میں نہیں آئے مضمون استنباط کرکے اور بعض سنی سنائی باتون کو تحقیق کرکے تاریخین تصنیف
[illegible] یوروپ [illegible] گو یہ قدیمی تاریخین اپنے زمانہ میں شائقین تاریخ کے لئے ایک پرلطف غذا علمی [illegible]
ہوئی اُس زمانہ کے مورخون نے انکے بڑے مزے لئے مگر [illegible] اب ایسی [illegible] اور [illegible]
ہوگئی ہے کہ کوئی مورخ جسکا مذاق تاریخ صحیح ہو اسکو زبان پر نہیں رکھتا گو وہ اس زمانہ
میں اپنے پایہ وقعت سے ساقط ہوگئی ہون مگر انکے سبب سے جو اہل یوروپ کے [illegible]
میں غلط خیالات جم کر نقش کالحجر ہوگئے ہیں وہ کسی طرح مٹائے سے نہیں مٹ سکتے - اگرچہ [illegible]
مورخ یا کوئی ہندوستانی مورخ خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ کا عالم فاضل ہو [illegible]

مان مرزا غیاث الدین قزوینی مخاطب بہ آصف خان کی بیٹی تھی اور سنہ ۱۰۱۹ مین مظفر حسین مرزا
صفوی کی بیٹی سے بیاہ کیا - اس مرزا کی عالی نسبی کا ذکر اقبال نامہ مین بہت کچھ کیا گیا
ہی اس وقت سلطان خرم کی عمر ۲۰ سال قمری کی تھی اور ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۱ مین نواب
عالیہ بیگم سے جنکی منگنی پانچ برس ایک ماہ پانچ دن بعد بیاہ ہوا اس وقت شاہزادہ کی
عمر ۲۰ سال ایک ماہ ۸ روز شمسی کی تھی اور بیگم کی عمر ۱۹ سال ۱۲ روز شمسی تھی یہ بیگم
ایسی ادب شناس و مزاج دان اور خدمتگاری و پرستاری کے مراتب دان تھی کہ
شاہزادہ کو سب سے زیادہ عزیز ہوئی اور اسکو نواب ممتاز الزمانی ممتاز محل بیگم کا خطاب ملا
سنہ ۵ جلوس جہانگیری مین یہ شہزادہ باپ کے ساتھ شکار مین گیا - قاعدہ ہے
کہ شکار کے وقت بادشاہ کی ہمراہ خاص آدمی ہوتے ہین اگر شیر نمودار ہو تو وہ اُسپر
حربہ نہین چلا سکتے - انوپ رای خواص ساتھ تھا ایک شیر نے اُسپر حملہ کیا وہ اسپر حربہ چلا نہین سکتا
تھا اُس نے شیر کے حملہ کو لکڑی سے روکا مگر شیر نے اُسکو دبوچ لیا اور اُسکے ہاتھون کو
زخمی کیا سلطان خرم نے شیر کے ایسی شمشیر ماری کہ وہ زخمی ہو کر بھاگا اور نیم جان
انوپ رای کی جان بچی -

سلطان خرم نے اپنی شہزادگی مین جن مہام کو اہتمام کرکے انجام کو پہنچایا انکا
کارنامہ جہانگیری مین بیان کیا گیا ہی مگر ہم انکو یہان مکرر بہ عبارت دیگر لکھتے ہین تاکہ
شاہجہان کا حال از ابتدا تا انتہا فقط ظفرنامہ کے مطالعہ سے معلوم ہو جاے کارنامہ
کے مطالعہ کی ضرورت اسکے جاننے مین نہ پڑے نہ حضرت بابر نہ حضرت ہمایون
نہ حضرت اکبر کے عہدون مین رانا پورا مطیع ہوا نہ اسکے ساتھ جنگ و پیکار ختم ہوئی
اسلئے سب سے اول جہانگیر نے اسکے پورا کرنے کا ارادہ کیا اور ۲ شعبان سنہ ۱۰۲۲ کو اجمیر
مین جہانگیر دو ارادون سے آیا اول رانا کو ہر راہ سے رو براہ لائے - دوم بعد اس
کام کے تمام ہونے کے کشور دکن کی فتح کو جائے - ہندوستان مین رانا اصالت گوہر
و قدامت خاندان و فسحت ولایت و کثرت خیل و حشم مین امتیاز رکھتا ہے و [illegible]

باہر تھا منازعت کر رکھی تھی جہانگیر نے شاہزادہ کی ماں کو بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ ایسے
وقت میں ماں تیرا رہنا مناسب نہیں ہی جلد چلے آؤ مگر دادا کی عنایت اس پوتے کے حال
ایسی تھی کہ اُس نے والدہ کو رخصت کیا اور کہا کہ جب تک دادا کے دم میں دم ہی میرا سر اسکے
قدم پر لگا ہے جب جہانگیر باپ کے پاس آیا تو وہ بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے اپنے دولتخانہ مین
لے گیا اب تک سلطان خرم دادا کی خدمت مین تھا اور اب ہی باپ کے پاس رہنے لگا۔
اکثر وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ پر تین بادشاہوں کے بڑے حقوق ہین اوّل صاحب قران
گیتی ستان تیموریہ کا جسنے ممالک جہان کو تسخیر کیا خصوصاً ہندوستان کو اور
اپنی اولاد کے لیئے قانون ملک گیری بنایا۔ دوم حضرت بابر بادشاہ کا کہ ولایت
سے ہندوستان مین آنکر ضرب شمشیر سے اُسکو مسخر کیا۔ سوم حضرت اکبر بادشاہ کا
جنکی فرمان روائی کے عہد مین فتنہ کا خار کٹا اور امن و آرام کا باغ لگا۔ اور
دشوار کشا قلعے فتح ہوئے۔ اور گردن کشون نے غاشیۂ اطاعت کندھے پر رکھا۔ باپ
بھی سلطان خرم کو سب شاہزادون سے زیادہ چاہتا تھا اور اسکو لائق جانتا تھا۔
اور منصب ہشت ہزاری اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور علم و نقارہ و تومان و توغ
عنایت کیا۔ نوازش نقارہ سے بلند آوازہ کیا اور آفتاب گیری کی مرحمت سے عزت کو بڑھایا
سرخ بارگاہ سے کہ ولیعہد سے مخصوص ہے سرخرو کیا۔ مہر اوزک حوالہ کی جسکے لگنے پر
فرامین کے اعتبار کا مدار تھا۔ سرکار حصار فیروزہ جاگیر مین دی جو مدتون سے اس
خاندان میں ولیعہدون کو ملتی چلی آتی ہے۔
اس حقیقت پر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ ماؤن کی اصالت و شرافت و نجابت
اولاد کی جلالت و سعادت کے عمدہ ترین اسباب ہوتے ہین اسلئے جہانگیر کو اس کا
بڑا خیال تھا کہ مین اس اپنے نونہال کا پیوند نجیب و شریف عورتون سے کرون چنانچہ اسیے
۱۰۱۵ھ مین نواب عالیہ بیگم سے شاہجہان کی منگنی کی اور اسکو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اپنی
رسم کے موافق پہنائی اس بیگم کا باپ مرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خان تھا اور

سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ولایت کی تسخیر کے لئے آئے تھے وہ اس حد
سے آگے نہین بڑھے پھر اودے پور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی یہان سے
پانچ ہزار سوار بسر کردگی محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا روانہ
کئے کہ وہ کوہستان مین آگے جا کر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و
قتل کرین - اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ پیچھے سے اس کوہستان مین جائے
راجہ سورج سنگہ نے اس ملک کی ماہیت سے اور اہل ملک کی حقیقت سے واقف تھا
اسلئے شاہزادہ سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین جو
غنیم کو خبر ہوگی تو وہ اوسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے کوہون اور کمریون کی راہ
روک لے گا اس صورت مین اہل اردو و بازار کی آمد و شد بند ہوگی اور رسد و آذوقہ کا
پہنچانا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرمائین اور افواج کو دشمنون کے دفع کے لئے روانہ
فرمائین شاہزادہ نے اس صلاح کو مانا نہین اور وہ کوہستان مین داخل ہو کر ادیپور
سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا رانا سنگا جو حضرت بابر سے لڑا تھا
اسکے بیٹے اودے سنگہ نے اودے پور آباد کیا تھا اودے سنگہ کے بیٹے رانا پرتاب سنگہ کا
امر سنگہ بیٹا تھا جس سے شاہزادہ لڑنے آیا تھا اودے پور اس وضع سے آباد کیا گیا تھا
کہ سمت مشرقی مین ایک کوہچہ تھا اُس پر بعض منار بنائے اور اس پہاڑ کی سمت شمال
مین ایک کولاب تھا جسکا نام تالاب مجھولہ مشہور تھا اسپر نشیمن بنا ہے - یہ آب گیر بہت
دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گھرا ہے - بڑی پر فضا اور خوش جا ہے
اسکے جنوب مین ایک میدان گاہ ہے نہایت وسیع اسکے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی
ہے وہ چوگان بازی کے واسطے بنایا گیا ہے اودے پور سے تین کوس پر ایک اور
تالاب اودے ساگر ہے جسکا نام اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف
سے پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف مین اودے سنگہ نے ایک بند مضبوط
و بلند و لمبی و چوڑی بنائی ہے آبشار ہا عجیب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے

جہانگیر کا مطیع نہین ہوا وہ اپنے عہد قدیم کے طریقہ پر چلتا تھا اور لوازم بندگی کو
بجا لاتا تھا کبھی اسنے اپنے ولیعہد تک کو پادشاہ کی خدمت مین نہ بھیجا تھا۔ حضرت
اکبر بادشاہ نے پنجاہ سال سلطنت کی مگر وہ رانا پرتاب کو فرمان بردار نہ بنا سکے
اسلئے جہانگیر کو راجہ مان سنگھ اور امیرون کے ساتھ رانا کی ولایت تسخیر کرنے کے لئے
بھیجا جب رانا پر پادشاہ کے لشکر کے انبوہ و شکوہ سے اور سپاہ کی سخت کوشی سے عرصہ تنگ
اور کام دشوار ہوتا تو وہ کوہسار کی تنگناؤن اور دشوار گذار مقامات مین چلا جاتا
پھر پادشاہی لشکر کے ہاتھ نہ آتا غرض حسب مدعا مقصود نہ حاصل ہوتا جہانگیر نے اول
ہی جلوس مین اس کام کے سرانجام مین نہایت مرتبہ اہتمام کیا اول مہم ہی اختیار کی
اور لشکر گران سلطان پرویز کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ مگر اس کار دشوار کا سرانجام
دینا اسکے قدرت و اقتدار سے باہر تھا سلطان خسرو کے فساد کے سبب سے اُسنے مراجعت
کی۔ پھر مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا پھر ایک مدت کے بعد عبداللہ خان
نے اس ملک مین ترکتازی کی کچھ دنون راجہ باسو نے بھی رانا کی سرزمین مین تگ و تاز
ان سبھون نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا۔ ٹوڈ صاحب کا یہان پر یہ لکھنا
کہ امر سنگھ نے جہانگیر کی سپاہ کو شکست دی صحیح نہین ہے۔ ۱۴ ذی قعدہ سنہ
کو سلطان خرم کو رانا کی ولایت کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ اور ہزار سوار کا اضافہ
کر کے دوازدہ ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کے منصب پر پہنچایا
راجہ سورج سنگھ۔ سیف خان بارہ۔ تربیت خان۔ نوازش خان۔ کشن سنگھ
رتن ہاڈہ۔ رانا شنکرا۔ ابو الفتح دکنی۔ صلابت خان بارہ۔ سورج مل ولد راجہ
باسو۔ مرزا بدیع الزمان ولد شاہرخ مرزا۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ۔ میر حسام الدین
انجو۔ اور ایک اور جماعت امراء و منصبدار اسکے ساتھ کئے اور بہت راجہ امراء
کو بھی مقرر کئے سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ اس سرزمین کے دامن کوہ مین آیا
یہان پانچ شیر شکار کئے قصبہ ماندل مین کہ سرحد ولایت رانا تھی وہ فروکش ہوا

نظر بند رکھا اور پھر جہانگیر پاس بھیجدیا - جہانگیر نے مہابت خان کو شہزادہ کی خدمت مین
روانہ کیا شہزادہ نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور
رانا کو پکڑین - ایک فوج کا سپہ سالار عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری
فوج کا سپہ آرا سیف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری فوج کا لشکر آرا دلاور خان
کاکر و کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا سردار محمد تقی کو بنایا - فوجون کے مارے رانا کو سارون
مین چھپا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے
تھے - عبد اللہ خان ایک تنومند فیل عالم گمان اور پانچ اور نامی ہاتھی رانا کے گرفتار کر لئے
دلاور خان کاکر نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لیے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے جب جادون
نے سترہ ہاتھی اور فتحنامہ جہانگیر کو پیش کیا تو اس نے اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ
جانکر سلطان خرم کو تین کروڑ دام صوبہ مالوہ کی آمدنی سے انعام دیئے - مرزا شکر اللہ کو
میر معصوم کی جگہ بھیجدیا

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام مین آرام نہین کر سکتا تھا سو حال
اسکے بیٹو کے ساتھ اہل و عیال اسکے جا بجا پڑے پھرتے تھے جو دھوڑے آدمیون کے ساتھ
سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہون اور گذرگاہون کو
پانی سے گھیر لے اور مجھے دشمنون کی آگ سے بچا دے - سلطان خرم نے کوہستان کی
تنگناؤن مین تھانے بٹھا دیئے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکے پکڑ لنے
کو لشکر روانہ ہو - محمد شاہ کو کلتاس کے تھانون کی تخریب اور راجپوتون کی تادیب کو
لئے روانہ کیا اس نے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیون کو مارا اور قید کیا -
رائے سندر داس سروہی کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان اس کو بتایا
تھا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے چترمان رانا اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس
سرزمین مین رائے سندر داس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے
خراب کرنے مین کوئی چیز باقی نہین چھوڑی بت خانون پر راجپوت بڑی دلیرانہ مرکر

دہشت وحیرت ہوئی تہا اودیپور کی عمارتین کوہ پر اور تال کے درمیان واقع ہین جو ہندوؤن کی
روش کی اور اس ملک کے معمارون کے ہندسے کے موافق بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند
نہ آئین عبداللہ خان اس موضع مین پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی ترکتازی سے اکثر یہ عمارات
خراب ہوگئین تھین تا عمارات پرانی بنیادون پر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر
میدان مین شاہزادہ کے حکم سے چابکدست معمارون نے نشیمن خاطر فریب دلکشا
جو تال پر مشرف تھے بنائے اور امرائے عظام و بندہاے معتبر نے بقدر نسبت تقرب
دولتخانہ کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنائین۔ جب لشکر کی قرارگاہ اودیپور قرار
پائی تو یہان سے سرحد تک چہہ تھانے شہزادہ نے مقرر کیے تا کہ غلہ کی رسد بے مزاحمت
ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل مین جمال خان برگی اور کپاس مین دوست
وخواجہ محسن اور اتولہ مین سید حاجی اور تیہار مین عزت خان اور دیوک مین سید حسام الدین
انجو اور کوئل وہنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ محمد تقی جو مقام لوہی
سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل و معابد کی تخریب کے لیئے رخصت ہوا تھا
وہ موضع چھپن مین آیا اس ولایت مین ۵۶ محال اور ہر محال کے ماتحت ۵۶ قریے ہین اور
اسی سبب سے اسکا نام چھپن ہی مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانون کا اکھیڑنا شروع کیا
اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس سے جو کچھ اپنی قدرت و طاقت
سے ہو سکے وہ کرے ان سپاہیون نے قتل و قید کرنا اور بڑے بڑے پرانے بتخانون کو
ڈھانا اور غارت و تاراج کرنا شروع کیا۔ بتکدون کی حمایت مین برہمنون اور
راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر (جیوہر) کیے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو
تنومندی و دلاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شبخون مارنے کی اجازت
رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اسکا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے
لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا۔ خان اعظم مرزا کوکہ سلطان خرم کی
خدمت مین آیا اور ایسی ناخوشنما ادائین دکھائین کہ اسکو کچھ دنون سلطان خرم نے

اور منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا۔
رای رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اسکو
ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا ناچار رانا کے فرستادہ
کو بے نیل مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُس نے جہانگیر کا دامن پکڑا اور
مہابت خان کا توسل ڈھونڈا۔ خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول
کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضا جوی
اقبالمند را باید کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند مارا در ضمن قبول این معنی تصور دہ یدہ
خود انستہ از استیصال رانا در گذرد و یکبارہ در صدد خرابی او نہ شدہ دقائق ملتمسات
او را بدرجۂ اجابت رساند چنانچہ بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ
و لایتش را بدستور معہود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکہ او را در رکاب ظفر انتساب گرفتہ
متوجہ درگاہ والاشود فقط اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی
شرائط کو قبول کیا۔ رانا نے اپنے خالو شبھ کرن (سروپ کرن) اور اپنے معتمد خاص ہار پر
(ہری داس جھالہ) کو درگاہ والا مین روانہ کیا اور وہ رائے رایان کی معرفت
سلطان خرم سے ملا جسنے اُسسے کہا کہ مین رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہون رانا
خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور وہ جب
بادشاہ پاس سے ہوکر اپنے وطن مین آئے تو اسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ
مرکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان درست ہوا اول کرن سلطان خرم
سے ملنے آیا اور پھر خود رانا دونو کا حد سے زیادہ احترام و اعزاز ہوا۔ رانا کو سلطان
خرم نے اپنے پاس تخت پر بٹھایا انہون نے پیشکش گران بہا دی اور خلعت گران بہا
پایا اور پھر اسکا ملک اسکو از سر نو دیا گیا وہ زعفرانی علم جو اٹھ سو برس پہلے گہیلوت
راجپوتون کے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست
ہوا۔ کارنامہ جہانگیری مین یہ واقعات بیان ہوئے ہین۔

اور آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مری۔ اس رای نے پادشاہ کے حقوق کا پاس کیا
اور اپنے آئین و کیش کا کچھ خیال نہین کیا بتون کو جلایا اور بتخانون کو ڈھایا ؎

بدلہا چنان مہر او خانہ ساخت   کہ ہندو بہ تخریب بت خانہ تاخت

اس حسن خدمات کے جلدو مین رای سندرداس کو رای رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ
اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجاؤن مین سے
کوئی اور خطاب نہین ہے تھانون کی فوجون نے جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف
دوڑ گیئن اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی بتکدون کو ویران
کیا اور اُن کی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین۔

رانا معاملہ فہمی اور کار روائی سے عواقب امور و دوربینی سے بالکل بے نصیب تھا اور اپنے
کام کی بے اندیشی اور روزگار کی بے بودے سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُس نے ان دنون مین اپنے
معاملہ مین غور کی اور مشاہدہ کیا کہ پادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا
خصوصاً اس وقت مین میرا حال میری حوصلہ سے تنگ ہوا۔ جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کرکے آگے
ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا۔ ناموس معرض خطر مین آیا۔ راحت و آرام
حرام ہوا۔ وہ ننگ و ناموس کے مٹجانے کو بہت مکروہ جانتا تھا۔ بناچار اضطرار و اضطراب کے
ساتھ امان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ وہ ہندوستان
کے کسی پادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا۔ بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان
پادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجا تھا اُس نے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان
دنون مین آباد ملک ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی۔
خویشون نے مع منتسبون کے اپنا سر پکڑا۔ تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے برسون کا
تعلق توڑا۔ رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُس نے اس نازک وقت مین یہی مصلحت
دیکھی کہ امان طلب کرے۔ اسنے ایک مکتوب رای رایان کو لکھا جس سے سابقہ معرفت
رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی پادشاہی کے ماننے کو کہا

واقع پادشاہ کو عرضداشت مین لکھا اور مدد کو طلب کیا۔ پادشاہ سمجھا کہ یہ مہم اہم
سلطان خرم کے بغیر خاطر خواہ انجام نہ ہوگی۔ سپاہ مخالف کی افواج نے خاص کر حبشیون
کے خیل نے جنکا سردار ملک عنبر ہی سر تا سر ملک دکن کو تسخیر کرلیا ہی اُسلئے یہ تجویز کی کہ خود اجمیر
سے چلکر منڈو مین توقف کرے اور سلطان خرم کو دکن کی تسخیر اور دکینون کی تنبیہ و
تادیب کے لئے بھیجے اُس نے سلطان خرم کو اس مہم کی اجازت دی اور شاہی کا خطاب دیا
اور اصل منصب پر اضافہ کرکے بست ہزاری ذات و دس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ بنایا
اور بہت امرا اسکے ساتھ تعینات کئے اور مہابت خان کو حکم دیا کہ ہراولی کرکے سلطان پرویز
کو الہ آباد روانہ کرے۔ سلخ شوال ۱۰۲۵ھ کو شاہ خرم دکن کو روانہ ہوا۔ یہ کشور سرحد کابل
سے لیکر ساحل دریاے شور تک دشمنون کی افواج کے تلاطم سے شورش طوفان مین آنکر
زلزلہ خیز ہورہی تھی۔ شاہ خرم چیتوڑ و مندسور کی راہ سے دکن کی طرف چلا جب اس کا
لشکر رانا کی سرحد پر آیا تو رانا امر سنگھ اُسسے ملنے آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت کے وہ
اپنے وطن کو گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار سوارون کے ساتھ شاہ خرم کی ہمراہی
کے لیئے بھیجا اب لشکر شاہی برہانپور کی طرف روانہ ہوا۔ اثناے راہ مین وکلاے عادلخان
ملے جو پہلے پادشاہ پاس بھیجے گئے تھے انکو مراجعت کی اجازت دی گئی اور علامی افضل خان
و راے رایان کو بیجاپور اور میر کی مخاطب معتمد خان اور راے جادون داس کو
حیدرآباد روانہ کیا کہ عادل خان و قطب الملک کو پند و نصائح ہوش افزاے حقیقت
پر آگاہ کرین اور شاہراہ اطاعت پر لائین جب دریاے نربدا کے کنارہ پر شاہ خرم آیا
تو تمام منصبدار تعینات صوبہ دکن مثل خانخانان و خانجہان و مہابت خان
و شاہنواز خان خلف خانخانان و عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ و راجہ بہاو سنگھ
و داراب خان و راجہ نرسنگھ بندیلہ وغیرہ استقبال کو آئے روز دوشنبہ ۵ ربیع الاول
۱۰۲۶ سنہ کو شاہ خرم برہانپور مین داخل ہوا اور اس تاریخ کو جہانگیر منڈو مین [illegible]
فیروز ہوا۔

سلطان خرم ۲ محرم سنہ ۱۰۲۴ کو باپ کی خدمت مین اجمیر مین آیا باپ نے کمال شوق و نہایت ذوق سے نیم خیز تعظیم دی اور گلے لگایا اور پہلے منصب پر شش ہزاری ذات و دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ کیا اور جاگیر موافق پانزدہ ہزاری منصب و ہشت ہزاری سوار کے مقرر کی اور پھر بخشیان عظام کے وساطت سے پسر جانشین رانا کرن نے ملازمت کی اوس کو خلعت گرانمایہ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور منصب پنجہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا اور نصف طلب منصب کی محال کوہستان رانا سے اور نصف اس سرزمین کی دامن کوہ کے پرگنات سے مقرر ہوئی۔ چار مہینے بعد کنور کرن پسر رانا ۸ رتیر سنہ ۱۰ جلوس کو اپنے وطن کو روانہ ہوا۔

شاہزادہ خسرو کا حال تباہ تھا اور شاہزادہ پرویز کی ضعیف تمیزی و بے جوہری اور بے حاصلی مہم دکن مین سب پر کھل گئی اور شاہزادہ خرم کا جوہر ذاتی و اصابت تدبیر و علو ہمت و بلند اقبالی مہم رانا مین ظاہر ہوئی۔ اسلئے اول دفعہ مین رانا کی مہم کو ایسی شائستگی سے انجام کو پہنچایا جیسے کہ سلاطین کار آزمودہ و ملوک کاردیدہ پہنچاتے ہین اب اس شاہزادہ کو اپنی جولانی کے لئے ایک اور میدان ہاتھ لگا کہ ولایت دکن میں سرداروں کی تجویزوں سے اور صاحب صوبہ کی حیلہ وری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا اور بادشاہ کے حسب المراد نقش درست نہ بیٹھا صاحب صوبہ کی ان بے تدبیریوں و بے پروائیوں اور دور از کار منصوبوں سے ہوا خواہوں کی کسر شان ہوئی اور مخالفوں کی چیرہ دستی ایسی بڑھی کہ تمام ولایت بالا گھاٹ پر وہ متصرف ہوگئے۔ احمدنگر کہ شاہ نشین اور دارالملک اس ملک کا ہے اور ہزار جر ثقیل اور سو تدبیر و حیل و ضرب شمشیر سے فتح ہوا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا اس قلعہ کے اندر سپاہی ایسے بے پا و بے جا ہوئے کہ پیادہ نے پای تخت پر رُخ رکھا۔ خانخانان جو دغا بازی کی بیش بینی مین شطرنجی روزگار کے کھلاڑی کو اسپ و فیل طرح دیتا تھا اپنے کیے سے ششدرِ دہشت و تختہ بند حیرت مین آیا اور آخر کار ناچار صورت واقعہ کو فرا

جب نیا داران دکن نے ولایات متعلقہ پادشاہی کو حوالہ کیا اور خود دارالامان
سلامت و عافیت مین آئے۔ تو شاہ خرم کی خاطر جمع ہوئی اور بے اختیار مرجعت کا
ارادہ ہوا۔ اور عبدالرحیم خانخانان کو خاندیس برار و دکن کا صاحب صوبہ بنایا تیس ہزار
سوار سات ہزار پیادے برقنداز۔ کماندار اسکی کمک کے لئے مقرر کئے انمین سے بارہ ہزار
سوار اسکے خلف الصدق شاہ نواز خان کو محال دکن کے انتظام کے لئے دئے گئے اور
بالاگھاٹ کے ہر ایک سرکار اور تھانہ اور پرگنہ مین امرائے عظیم الشان مین سے ایک کو
تفویض کیا۔ مثل احمدنگر و جالناپور و مونگی پٹن و سرکار باسم و پاتھری و جھکرو و مانپور
و کھیرا و کلم و پرگنہ بالاپور و انیر و پرگنہ برکہ جو بمنزلہ سرکار کے ہے اور ان سب کا حاصل
دو کرور دام یعنی ۵۰ لاکھ روپیہ ہے۔ سلطان خرم نے باپ کی خدمت مین جانے
کی راہ لی۔ اثنار راہ مین وہ فوج کہ گونڈوانہ کے سرکشون کی تنبیہ و تادیب کے لئے
برہانپور سے بھیجی گئی تھی شاہ خرم سے ملی اور اُس نے حقیقت واقعہ اور کیفیت خدمت
کو جو اس ولایت مین کین تحقیق بیان کیا کہ ملک کی تخریب اور اہل ملک کی تادیب
سے راجاؤن نے امان مانگی اور ہر سال باج و خراج دینا قبول کیا جاندہ سے
۲۰ فیل اور ۲۰ لاکھ روپیہ نقد اور جانیہ سے ۳۰ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد
پیشکش کے لئے حاصل ہوا۔ جب شاہ خرم منڈو کے قریب آیا تو دارا شکوہ شاہزادہ
اور امرائے عظیم استقبال کو گئے اور جب شاہ آیا تو باپ نے بھی چند قدم [illegible]
استقبال کیا اور گلے لگایا اور محبت اور ادب نے اپنا جلوہ دکھلایا اصل پر اضافہ
کر کے منصب سی ہزاری و بست ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ دیا خطاب
شاہجہانی عطا ہوا اور مسند پر تخت کے قریب جلوس کرنے کا حکم ملا۔ جہانگیرنامہ
مین یہ عبارت دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھی ہو کہ این عنایتے است نمایان
و لطفے است بے پایان کہ نسبت بہ آن فرزند سعادت مند ظہور یافت۔ چہ از
زمان حضرت صاحب قران تا حال ہیچ پادشاہے ازین سلسلہ علیہ بنیکو

جب شاہ خرم کے اور پادشاہ جہانگیر کے آنے کی خبر اہل دکن نے سنی تو انہون مین تاب
مقاومت نہ دیکھی اور یہ قرار دیا کہ اطاعت کیجیے اور جو ملک متعلق پادشاہی کو دبائے
بیٹھے ہین اسکو چھوڑ دیجیے اور خراج سپاری اور مالگذاری و فرمان برداری کو اختیار
کیجیے افضل خان اور رای رایان جب بیجاپور پہنچے تو عادل خان نے انکا پانچ کوس
سے استقبال اور پادشاہی احکام کی اطاعت کی اور تعہد کیا کہ تمام ولایات پادشاہی
کو اور قلعون کی کنجیون کو خاص کر حصار احمد نگر کی کنجی پادشاہی آدمیون کو حوالہ کرونگا
اور پیشکش گران بہا پادشاہ پاس بھیجونگا اور آیندہ پیشتر سے بیشتر جان سپاری اور
خراج گذاری کرونگا ان سب عہد و پیمان کی خوشخبری سید عبد اللہ نے پادشاہ
پاس جاکر سنائی۔ عادل خان نے افضل خان و رای رایان کو دو لاکھ روپیے دیئے
اور پندرہ لاکھ روپیے کے نقد و جنس پیشکش مین ارسال کیے۔ یہ پیشکش لیکر رای رایان
تو احمد نگر مین پہنچکر قلعہ مین داخل ہوا اور بالا گھاٹ کے تمام محال تحت و تصرف مین
لایا۔ پادشاہ کو عرضداشت مین یہ حال لکھا حضرت نے خنجر خان کو جو سپہ دار خانی کا
خطاب رکھتا ہی تھانہ جالناپور کے اور اسکے مضافات کے انتظام کے لیے بھیجا جہانگیر بیگ کو
جسکا آخر خطاب جان سپار خان ہوا قلعہ احمد نگر کی نگہبانی کے لیے متعین کیا رای رایان
نے پادشاہ کے حکم کے موافق قلعہ جان سپار خان کو سپرد کیا اور خود افضل خان سے ملا
اور عادل خان کی پیشکش پادشاہ پاس لایا۔ میر مکی اور رای جادون داس جو
حیدرآباد اور گلکنڈہ گئے تھے وہ اس ولایت کے قریب پہنچے قطب الملک آگاہ دلی
اور ہوشیار مغزی سے بہرہ رکھتا تھا وہ اس زمانہ مین پادشاہ سے سرکشی پر راضی نہ ہوا
تھا مگر ناچار تجنب ظاہری عادل خان وغیرہ سے مدارا کی سبب سے موافقت آشکار رکھتا تھا
اس نے ۵ رجب سنہ ۱۰۲۶ کو ان سفیرون کا پانچ کوس سے استقبال کیا اور شہر مین لایا اور
اسی روز سے پیشکش کا سامان کیا۔ پندرہ لاکھ روپیہ کی پیشکش روانہ کی میر مکی
اور رای جادون داس نے بہت جلد یہ پیشکش پادشاہ کے پاس پہنچادی۔

۲۷ کو بادشاہ بھی آگرہ کی طرف چلا۔ شاہجہان اسکے ہمراہ تھا اثناء راہ مین سُنا کہ
راجہ بکرماجیت کے روانہ ہونے کی خبر سُنتے ہی سورج مل قلعہ موکہ مین چلا گیا جو بلند
کوہسار اور دشوار گذار جنگل کے درمیان واقع ہے یہ قلعہ اس حدود کے زمینداروں کا
مفر و مقر ہے راجہ بکرماجیت نے بہت جلد جا کر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور سات سو آدمیوں
کو قتل کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ سورج مل بھاگ کر قلعہ اسرال مین
گیا جو راجہ جے نال کے کوہستان کی حدود مین ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس قلعہ کو بھی
دو تین روز مین فتح کر لیا اور ہزار آدمیون کو قتل کیا اور بہت آدمی گرفتار کیے بادشاہی
آدمی بھی کشتہ و زخمی ہوئے سورج مل بھاگ کر راجہ جے بال کے قلعہ مین گیا۔ راجہ بکرماجیت نے
ایک فوج اپنے ساتھ لی اور دوسری فوج ابراہیم خان کے حوالہ کی کہ تلادر کی راہ سے
جمرہ ہی مین آئے اور خود نورپور سے ابتدا کر کے پانچ قلعون کو فتح کیا۔ قلعہ کوتلہ کی فتح
کا ارادہ کیا اسکے تین طرف آب لے پایاب تھا اور مادھو سنگہ برادر سورج سنگہ
اسکے استظہار پر قوی دل تھا راجہ نے کوتلہ کو بھی فتح کر لیا اب راجہ جے پال کے قلعہ کی فتح
کا تہیہ کیا کہ سورج مل کے مرنے کی خبر آئی اسکے تمام اموال کی بازخواست راجہ جے پال سے
کی اور اس سے وعدہ وعید کیے۔ راجہ نے عاقبت اندیشی کر کے تمام مال اور نقود و جواہر
گھوڑے ہاتھی اور اسکے بیٹے و بھائی مادھو سنگہ اور تمام متعلقون اور منسوبون کو راجہ
بکرماجیت پاس بھیجدیا۔ راجہ نے ان سب کو بادشاہ پاس فتحنامہ کے ساتھ بھیجدیا اور
برسات کا موسم نورپور مین بسر کیا اور پھر کانگڑہ کی تسخیر مین مصروف ہوا جسکا حال تزک
جہانگیری مین لکھا گیا وہ کچھ شاہجہان سے متعلق نہین رکھتا۔ اس مہم مین شاہجہان کی
حسن تدبیر یہ بھی تھی کہ اس نے اس مہم مین ایسے آدمی مقرر کیے کہ جو کامیاب و فتحیاب ہوئے
.. شاہجہان باپ کے ساتھ غرہ صفر ۱۰۲۸ھ کو فتحپور مین آیا اور یہان اسکی اٹھائیسوین
سالگرہ ہوئی شاہجہان کی مان کا انتقال ہوا اسکا نام جگت گسائنی اور عرف
جودھ بائی تھا وہ اودے سنگہ راجہ مارواڑ کی بیٹی تھی جسکا عرف راجہ موٹہ تھا جس سے

عنایت سرشار بفرزند شائستہ خود نمودہ۔ باپ نے بیٹے کے سر پر زر و گوہر نثار
کیئے اور امرا کو جو اس مہم مین شریک تھے خلعت و انعام مرحمت کیئے شاہ خرم نے جو
پیش کش بادشاہ کو دی اسکی قیمت کا تخمینہ بیس لاکھ روپیہ قرار پایا اور سوا اس کے
دو لاکھ روپئے نورجہان بیگم کو اور ۶ ہزار روپیہ اور بیگمون کو دیا غرض کل بائیس
لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ پیش کشون مین دیا گیا۔

جب جہانگیر گجرات گیا تو شاہجہان اسکے ساتھ گیا۔ بادشاہ نے اسکو نہایت گران بہا
لعل و گوہر عنایت کیئے اور گجرات مین پہنچکر صوبہ گجرات کے انتظام کا اہتمام شاہجہان کو دیا
اس نے تین فوجون کو مرتب کر کے اس طرح روانہ کیا۔ ایک فوج کو بسرکردگی راے رایان
جام تہارہ کے مفسدون کی سرکوبی کے لئے رخصت کیا دوسری فوج کو بسرکردگی
راجہ بھیم ولد رانا امر سنگہ کانتھ جی کی سرکشون کی گوشمالی کے لئے نامزد کیا اور تیسری
فوج کو بسرکردگی سیف خان کنار دریاے سابرمتی کے فتنہ جویون کے لئے روانہ کیا۔
تھوڑے دنون مین سیف خان اور راجہ بھیم اپنے کام کو سرانجام دیکر الٹے چلے آئے
راے رایان جب زمین جام تہارہ مین آیا تو اس نے جد و جہد و کشش کوشش کر کے
اس مقام کے لوازم اور پیش رفت مہام کے حق کو ادا کیا اور اہل طغیان کو مطیع بنا کے
بادشاہ کے پاس لایا ہر ایک نے سو سو گھوڑے پیش کش مین دیئے۔

بادشاہ نے ان دنون مین سنا تھا کہ سورجمل ولد راجہ باسو نے فرمان بری چھوڑ
کر بے راہ روی اختیار کی اور کوہستان پنجاب کے زمیندارون کو فریب دیکر
پرگنات پنجاب پر دست درازی کی بادشاہ نے شاہجہان کو اس کافر نعمت
کی تادیب سپرد کی۔ جہانگیر کا ارادہ کانگڑہ کی فتح کا بھی تھا وہ شہنشاہ اکبر کے
عہد مین بھی فتح نہ ہوا تھا اس مہم کا اہتمام بھی شاہجہان کو سپرد ہوا اور اسنے
راے رایان کو جسکا خطاب راجہ بکرماجیت ہو گیا تھا یہ خدمت سپرد کی وہ ۲۲
رمضان سنہ ۱۰۲۷ ایک جرار فوج کے ساتھ احمدآباد دارالسلطنت گجرات سے روانہ

نہایت مرتبہ پر پہنچی۔ ناچار گر لیوہ پوری سے نیچے آن کر بالاپور مین توقف قرار دیا دکنیون
نے بالاگھاٹ پر قناعت نہین کی بالاپور کے نواح مین بھی ترکتازی اور دست درازی
شروع کی اور انہون کو اس طرح بند کیا کہ غلہ کا پہنچنا متعذر ہوا۔ نہایت تنگی ہوئی۔ ناچار
دولتخواہون نے خواہ نخواہ بالاپور کی نگاہداشت سے ہاتھ اوٹھایا۔ برہانپور مین
وہ سب آپس مین ملے اس سبب سے غنیم کو دلیری ہوئی مساعدت وقت کی فرصت کو غنیمت
گنا اور تمام ولایت متعلقہ بادشاہی جو دکن و خاندیس و برار مین اولیاء دولت کی
تصرف مین تھی اسکو مالامال کیا اور برہانپور کا محاصرہ کیا۔ بار بار اسی قسم کی عرضداشتین
آئین پھر خانخانان کی عرضداشت آئی کہ جسمین نہایت عسرت و تنگی وقت کا اظہار
تھا اور اپنے احوال کو تشبیہ اسنے خان اعظم کے اس حال سے دی تھی جو مرزایان گجرات کے
محاصرہ کے وقت تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ اگر حضور شہنشاہ اکبر کی طرح عمل نہ کرکے اس جگہ
تشریف نہ لائینگے تو ناچار مجھ کو راجپوتون کے طریقہ ناستودہ جوہر پر عمل کرنا پڑیگا اور
نقد جان کو حضور پر سے نثار کرونگا اس عرضداشت سے بادشاہ کا مزاج برہم ہوا
اسنے غرہ صفر ۱۰۳۱ھ کو شاہجہان کو کمال عظمت و جلال کے ساتھ دار الخلافہ لاہور سے
دکن کی طرف روانہ کیا۔ دس کرور دام بصیغہ انعام اسے مرحمت کئے اور موافق منصب
سی ہزاری ذات و بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مع انعام چالیس کرور دام ہوتے
تھے اب اسکا مجموعہ پچاس کرور دام مقرر کیا اور شاہجہان کے بیس نامور معتبرون کو
خلعت و منصب وغیرہ عنایت کیا امراے نامدار مثل عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن و
لشکر خان و سردار خان و سید نظام و معتمد خان جو لشکر کا بخشی تھا ساتھ کئے اور
بہت سے احدی و برق اندازون کو پچاس لاکھ روپیہ کی ساتھ ہمراہ کیا۔

باپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے سلطان خسرو ہمیشہ نابینون کی پتلی کی طرح
نظر بند رہتا تھا اور اپنے پاداش مین گرفتار تھا اور اسکی نگہبانی خواجہ ابوالحسن کو سپرد
تھی اب خواجہ شاہجہان کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ جہانگیر نے شاہجہان کی

اسکو نہایت ملال ہوا پادشاہ نے اسکی خاطر جمع کی۔ جہانگیر کشمیر کی سیر کو ۵ شوال سنہ ۱۰۲۸ کو روانہ ہوا۔ شاہ جہان اُسکے ساتھ تھا۔ جب جہانگیر کشمیر مین آیا تو باغات و عمارات کی تعمیر کا اہتمام شاہجہان کو سپرد کیا اسکو شوق طبعی اس طرف تھا ایک باغ لگایا اور اسکا نام فرح بخش رکھا اسمین جابجا عمارت نہایت رفعت و متانت و زیب و زینت کے ساتھ تعمیر کرائین پادشاہ دوم مہر سنہ ۱۵ جلوس کو دارالسلطنت کی طرف چلا۔ اس اثنا مین خانخانان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ان دنون مین لشکر شاہی تخت خلافت سے دور ہوا اہل سرحد کا خصوصًا ولایت جنوبی کی ساکنون کا خوف و ہراس کم ہوا۔ دکنیون نے بدستور سہو و فرصت پاکر سرکشی کی۔ اطراف احمد نگر اور اکثر اسکے مضافات اور تمام محال دکن مین سے بعض پر انہون نے تصرف کیا اور اولیاء دولت پر ایسا کار تنگ کیا ہی کہ اسسے مزید متصور نہین۔ پادشاہ اس خبر کو سُنکر اپنی جگھہ سے ہل گیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ لاہور مین پہنچکر مہام دکن کا سرانجام شاہجہان کو پھر حوالہ کرے۔

دکنیون کا ہمیشہ یہ دستور رہا تھا کہ جب وہ لشکر شاہی سے دب جاتے تھے تو عاجزی کرکے اطاعت کا وعدہ کرتے اور جب انکو موقع ملتا تو پھر سرکش ہوجاتے۔ شاہجہان جو پہلی دفعہ برہانپور گیا تھا اور دکنیون نے جو اطاعت کے عہد و پیمان کیے تھے وہ پہلے بیان ہوے لیکن جب شاہ جہان کشمیر کی سیر کو گیا اور دارالخلافہ سے دور ہوا تو انہون نے پھر سر اوٹھایا لاہور مین خانخانان کی یہ عرضداشت آئی کہ تینون دنیادار دکن نظام الملک و قطب الملک عادل خان نے باہم اتفاق کیا اور پچاس ہزار لشکر جمع کیا اول بالاگھاٹ کی وہ ولایتین کہ پادشاہ کے قبضہ مین تھین اُن پر دوبست تصرف کیا امرا اور منصب دار پادشاہی خواہی نخواہی اسکے استیلا سے وہان سے بھاگ کر آپس مین ملے اور تھانہ بھاگکر کو استحکام دیا تین مہینے تک لڑتے رہی غنیم کا غلبہ تھا اسکا لشکر بہت تھا اور اُس نے سب طرف سے راہین مسدود کین چنانچہ اصلا رسد آذوقہ ہوا خواہون کو نہ پہنچنے دیا اور بہت محاصرے دراز ہوے اور شدت عسرت

بہت ہی۔ مین دشمنوان کی مدافعت مین کوشش کرتا ہون مگر چند کوتاہ نظر پست فطرت
ایسے ہین کہ وہ لشکر کی قلت و کثرت کو نصرت و ہزیمت کی علت جانتے ہین۔ وہ
دشمنون کی کثرت کو دیکھ کر سستی و پست ہمتی کرتے ہین اگر حضور کی کومک دیر مین
پہنچیگی تو خدانخواستہ انکی ضعف عقل سے اور دشمن کے قوت غلبہ سے چشم زخم پہنچیگا۔
جب شاہجہان کو عرضداشت کا مضمون معلوم ہوا تو خواجہ ابو الحسن کو چار پانچ ہزار سوارون کے
ساتھ پرگنہ دیبالپور سے روانہ کیا اور خواجہ بیرام بیگ میر بخشی کو اپنے خاصہ ہزار سوار
دیگر لشکر کی ہراولی تفویض کی اور حکم دیا کہ برسم منقلا بہت جلد مقصد کے لئے روانہ ہون
جب خواجہ حوالی منڈو مین گیا تو محمد تقی و یوسف خان کو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ
خواجہ سے آنکر ملے اور ہزار سوار ساتھ لیکر دشمن کے روبرو آئے۔ اور جنگ صف کی اور
مخالفون کو باوجود کثرت کے شکست دی۔ وہ بھاگے محمد تقی انکے پیچھے پڑا وہ دریا سے
پار گئے تو اسکا اور فوج انکی کمک کو آگئی تو پھر انھون نے دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا
مگر محمد تقی نے انکو اپنے تیر و بندوق کی مار سے دریا پار نہ ہونے دیا جب خواجہ
ابو الحسن کو مخالفون کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ اور بیرام بیگ اور تمام بندہاے پادشاہی
شبا شب یلغار کرکے شتابی سے محمد تقی سے ملے اور سب متفق ہوکر دریا پار گئے اور
دشمن سے لڑے اسنے کچھ دیر بان اندازی کی مگر پھر بھاگ گیا لشکر شاہی کے روبرو ٹھہرا
نہ رہ سکا لشکر پادشاہی نے چار کوس تک اسکا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
قتل کرکے مراجعت کی۔ جب شاہ جہان کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو ۲ ربیع الاول
سنہ ۱۰۳۰ کو قلعہ منڈو مین آنکر محفل جشن نوروزی اور انجمن شادی فتح و فیروزی کو ترتیب
کیا ان ایام مین برہانپور سے خانخانان اور کل امراء کی اس مضمون کی عرضی پہنچی
کہ غنیم پاس ساٹھ ہزار سوار ہین اور اسکی دلیری اور جرأت کی نوبت یہان تک پہنچی
ہے کہ اسنے شہر بند برہانپور کا کمال جمعیت خاطر سے احاطہ کرلیا ہے۔ حضور کے ساتھ
تھوڑے آدمی ہین انکو ساتھ لیکر غنیم کے روبرو ہونا حزم و احتیاط سے دور ہے

جمعیت خاطر کے لئے خسرو کو شاہجہان کے وکلا کے سپرد کیا۔ شاہجہان ابتدائے
عمر سے جوانی تک کسی نشہ کی طرف مائل نہین ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک شراب
کی طرف رغبت نہین کی باپنے ایک جشن مین اسکو شراب پینے پر مجبور کیا۔ باوجود باپ کے
حکم کے شراب پینا عقل و شرع کے خلاف شاہجہان کی طبیعت پر گران تھا اُس لئے
باپ سے یہ عہد کیا کہ جب میری عمر تیس سال کی ہو جائے تو پھر مجھے شراب پینے کا حکم نہ دیجیگا
وہ کبھی کبھی جشن و شادی مین عیش و عشرت کے وقت بغیر طبیعت کی رغبت کے باپ کے
حکم سے چند جرعہ شراب کے پی لیتا تھا جس سے اسکو کمال ندامت ہوتی تھی اور
مسئلہ توبہ کا جویا رہتا۔ اب ان دنون مین کہ وہ دکن کی فتح کی طرف متوجہ ہوا
تو شاہجہان سے عرض کیا گیا کہ افواج غنیم بہت ہے اور اس نے برہان پور کا محاصرہ
کر رکھا ہے اور اسکو بڑا غلبہ و تسلط حاصل ہو گیا ہے تو اُس نے کہا کہ حضرت بابر جب رانا
سنگا سے لڑے ہین تو اُنھون نے شراب سے توبہ کی تھی اور اسی توبہ کی برکت سے
خدا نے انکو فتح و فیروزی دی تھی میرے دل مین بھی ہے کہ مین انہی کی طرح شراب پینے
سے توبہ کرون کہ اس مہم سے عہدہ برآ ہون اور خدا میری دعا قبول کرے۔ جب ۲۶
ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو دریائے چنبل پر لشکر آیا اور وزن قمری سال ۲۶ کا جشن ہوا تو
اُس نے شراب سے توبہ کی اور شراب کو دریا مین پھکوا دیا اور تمام ظروف طلا و نقرہ و مرصع
کہ انجمن عشرت کی زینت اور بزم سرور کے زیور تھے توڑ ڈالے اور ارباب استحقاق کو تقسیم
کر دئے۔ پھر بغیر مقام کے کوچ پر کوچ کیا اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا۔ لشکر اجین پہنچا
آیا محمد تقی قلعہ منڈو کا محافظ تھا۔ اسکی اس مضمون کی عرضداشت آئی کہ ۲۷
اسفندار ۱۵ جلوس کو منصور فرنگی آٹھ ہزار سوار و کئی لشکر آخیر بدالکنارہ پر پہنچا
اور بمجرد پہنچنے کے وہ آتشی نہاد باد کی مانند آب سے گذرا اکبر پور کو لے سپر کیا اور پہنچا یا
رفتہ رفتہ نواحی قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اب پائے کتل مین آ کر قلعہ کے اندر داخل
ہونے کا ارادہ رکھتا ہے باوجود اسکے کہ قلعہ وسیع بہت ہے حصار مین شکست و ریخت

وہ خود اس کار کے سرانجام اور اس مہم کے دشوار کے اہتمام مین مصروف ہوا کہ کل کومکیان
برہانپور کی خاصہ سپاہ کی برآورد بنائی جنکی محال جاگیر مدتون سے دکنیون کے تصرف
مین تھی اور اسناد بغیر درست کرنے کے وجوہ مطالبہ ازروے سیاہہ معروض ہوا۔
خزانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ تنخواہ نقد دیدین تا کہ باحتیاج کے تہیہ مین تعویق نہ ہو۔
تھوڑی مدت مین اس صوبے کے کومکیون کو چالیس لاکھ روپیہ دیدیا اور تیس ہزار سوار آمادہ کار
کئے انمین سے سات ہزار سوار خاصہ تھے اور افواج کو پانچ حصون مین تقسیم کیا اور ہر سردار
کو چھہ ہزار سوار دئیے ایک فوج کا سردار داراب خان خلف خانخانان کو بنایا اور دو فوجین
عبداللہ خان اور خواجہ ابوالحسن کو اور دو فوجین راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم کو تفویض
کین کل سپاہ کی سرداری داراب خان کو حوالہ کی کہ انجمن کنگاش اسکی منزل مین منعقد
ہو لیکن در حقیقت امور کلی و جزوی کا حل و عقد راجہ بکرماجیت کی راے کی استصواب پر
موقوف تھا۔ ٢٥ جمادی الاولی ١٠٣٠ کو برہانپور سے لشکرون کو جانے کی اجازت
ملی پانچ چھہ روز ضروریات یورش کے لئے سواد شہر مین قیام ہوا۔ اور پھر دریاے تاپتی
سے جسپر شہر ہے گذر کر ایک کوس پر لشکر ٹھیرا صبح کو یاقوت حبشی کہ مخالف کی کل فوج
کا سردار تھا اپنی قرارگاہ سے ایک کوس چل کر لڑنے آیا آتش ستیز و آویز بلند ہوئی
شاہی لشکر نے مخالفون کو سات کوس آب عادل آباد تک بھگایا اور دشمنون نے
آب و آتش سے اپنے تئین نکالا اور انکے پانچسو آدمی قتل اور تین سو قید ہوئے۔ اور
شاہی لشکر کو بہت گھوڑے و اونٹ و چتری و پالکی و علم نقارہ اور اسی طرح کی چیزین
ہاتھ آئین۔ پادشاہی دو سردار شیر بہادر اور اللہ دردی قتل ہوئے پھر لشکر شاہی
عادل آباد سے ملکاپور کی طرف متوجہ ہوا افواج غنیم نے مالش بسزا پائی تھی راہ مین
اصلا نمودار نہوئے جب پادشاہی لشکر مول مین آیا اور داراب خان اور راجہ
بکرماجیت تین سو سوارون کے ساتھ لشکر اترنے کی جگہہ قرار دے رہے تھے کہ پھر
ایک لڑائی ہوئی اور مخالفون کو شکست ہوئی اور داراب خان نے ایک

صلاح دولت اسکی مقتضی ہی کہ جب تک کل لشکر و منصب وار جنکو اس مہم کے لئے حکم ہوا ہے نہ جمع ہوں حضور کسی موضع مین جہاں ان کے آرام کے لئے فراغت ہو قیام فرمائین جب ان عرائض کا مضمون عرض اعلی مین پہنچا تو کل دولت خواہوں نے جو ہمراہ تھے ظاہر معاملہ پر نظر کرکے توقف مین صلاح بتلائی مگر شاہجہان کو یہ راے پسند نہ آئی۔ اتنا توقف کیا کہ بخشیون نے سپاہ کے چار حصّے کرکے سامان تیار کیا۔ ۱۲ر جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۰ کو اپنے خاصہ دس ہزار سواروں اور پانچ چھہ ہزار بادشاہی سواروں کے ساتھ برہانپور کی طرف کوچ کیا آب نربدہ پر عبداللہ خان بھی دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے عبداللہ خان و راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرنغار قرار دیا اور خود قلب سپاہ مین رہا اور دریاے نربدا سے عبور کیا۔ ۲۳ر ماہ فروردی کو برہانپور کے باہر آیا خانخانان کی جان مین جان آئی۔ وہ شہر کو چند امرا کو سپرد کرکے شاہجہان کی خدمت مین آیا۔ ۲۶ر جمادی الاوّل سنہ ۱۰۴۰ کو خطہ برہانپور مین شاہجہان آگیا۔ مخالف کا لشکر بغیر مزاحمت و ممانعت کے خاطر جمعی کے ساتھ ترکتازی اور دست درازی کرتا تھا کسی طرف سے اسکی چشم نمائی ہوتی نہ تھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ خانخانان اس ولایت کا صوبہ دار اور ماہیت دان تھا اُس نے اور امرا نے عرض کیا کہ اس مرتبہ کثرت غنیم کی غلہ اور طرح کا ہی اور اس موسم میں کمال شدت کی ہے اور تردد نہایت دشوار ہے اور اکثر مراکب موکب خوراک کی تنگی اور کمی علف سے معرض تلف مین آگئے ہین اور برسات کا موسم قریب ہی اس سے زیادہ آگے کام نہین چل سکتا کہ جد و جہد کرکے دشمن کو ایسا ہٹا دینا چاہیئے کہ عادل آباد سے وہ آگے نہ بڑھے اور خود دریا کے اس طرف قیام کرکے برسات کے بعد مخالفوں کو زیر کرکے بالاگھاٹ جانا چاہیئے۔ جب سب امرا نے متفق الکلمہ ہوکر یہ عرض کیا تو شاہجہان نے فرمایا کہ دولتخواہی اور تدبیر کا مقتضا یہی تھا جو تم نے عرض کیا۔ دیکھیئے حکم تقدیر کیا ہوتا ہے۔

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونو طرف سے دار و گیر و کر و فر
خوب ظہور مین آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئی لشکر شاہی نے کھرکی کی طرف باگ اٹھائی ۔
یہان لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک ور اسکے اہل قلعہ دولت آباد مین
لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سوار
کے ساتھ قلعہ دولت آباد مین چلا گیا جب لشکر شاہی کھڑکی مین آیا تو مخالفون کی سپاہ بھاگ
گئی اور لشکر شاہی... کھرکی مین تین روز مقیم ہوا اُس نے اس شہر کو کہ بندرہ سال کے عرصہ
مین ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا۔ کھرکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی
بڑھا تھا کہ یاقوت خان سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت کی سپاہ چنداول کے مقابل آیا۔
داراب خان و راجہ نرسنگہ بندیلہ و راجہ بھیم اسکی کمک کو پہنچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئی
اور اسکو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد
مین تھے - وہان جانا لشکر شاہی نے بمصلحت نہ جانا - اطراف و اکناف مین تاخت و تاراج
کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمد نگر کا محاصرہ دکنیون نے کر رکھا تھا خنجر خان نے قلعہ داری
شائستگی کے ساتھ کی - اب ذوقہ کی نایابی سے وہ بہت تنگ ہو رہا تھا۔ لشکر شاہی نے
۹ ہزار دی بہشت کو اس طرف کوچ کیا - جب خنجر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ قوی ہوا
اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جسنے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا۔
اور دو سو آدمیون کو قتل کیا - جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے پاہر بان گنگا کے کنارہ پر آیا
تو جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہنچا ہی - بمقتضای احتیاط و حزم ہر فوج مین سے
ہزار سوار جدا کئے اور اُن کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ چلے اب یہ سُنکر کہ
دکنیون نے اپنی سپاہ کے دو حصّے کئے ہین تو لشکر شاہی نے بھی اپنے دو حصّے کئے داراب خان
و راجہ بھیم تو یاقوت خان و مردم عادل خان کے مقابلہ کے لئے گئے جو پندرہ ہزار سوار
تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے - طرفین نے داد مردانگی دی مگر آخر کار
دکنیون کا لشکر بیجا ہوا دوسری فوج شاہی بسرکردگی عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن

کوس تک تعاقب کیا اور دو سو آدمیون کو تہ تیغ کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکر سے آن ملا
پھر لشکر شاہی بالاگھاٹ مین آیا اور یہان سارے لشکر کے ملجانے کے لیئے انتظار کیا اور
محمد تقی ہزار سوار لیکر ولایت برار مین اور محمد خان نیازی فوج لیکر ملک خاندیس مین آگئے
اور محال متعلقہ بادشاہی پر تصرف کیا - اب عنبر نے سپاہ کو نوشتہ سرزنش آمود بھیجا
اسکا سارا لشکر بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے روبرو آیا انکے ہراول سردار جادون راؤ
دساجی کیا و دلاور خان و آتش خان تھے - راجہ بکرماجیت کی ہراول کی فوج سے اس کی
مٹ بھیڑ ہوئی جسمین سید صلابت خان و سید علی و سید جعفر و سید مظفر اور اور سادات
بارہ اور اودا - جگرام دکھنی سردار تھے طرفین مین دیر تک جنگ ترازو رہی ٹیکا راؤ
جو دکنیون کا بڑا سردار تھا بے سر ہوا اور بادشاہی سردارون مین سید علی بارہ کے
مختصر سیادت پر چہرہ زخمہاے کاری کی لگین اور وہ ہلاک ہوا اور حمید خان برادر فرہاد خان
حبشی و سید مظفر بارہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مخاطب خانجہانی اور اسکے بھائی
سید جلال و سید بایزید شہید ہوئے - راجہ بکرماجیت جسوقت کہ دشمن کے ہراول سے لڑرہا
تھا یاقوت حبشی سردار قول غنیم کو فرصت ملی کہ وہ بادشاہی لشکر کے احمال و اثقال پر گیا
زمین کی ناہمواری اور اہل اردو و دواب کی کثرت سے چنداول کی فوج کی پاسبانی
آسانی سے نہو سکی مضرت عظیم اسکو غنیم نے پہنچائی اور اکثر آدمیون کے گھوڑے اور اسباب
غارت ہوگئے جب یاقوت کی دست اندازی کی خبر ہوئی تو راجہ بسبب دور دست ہونے
کے وہان نہ پہنچ سکا مگر بے توقف اس نے دشمن سے کارزار شروع کی طرفین نے کوشش مردانہ
کی - بادشاہی سردار صادق خان و عبدالکریم بیگ و گدا بیگ و خواجہ طاہر و باقی بیگ اور
بعض اور ہلاک ہوئے - دکنیون مین فیروز خان حبشی سات آدمیون کے ساتھ قتل ہوا
... سے کہ افواج شاہی پاے بالاگھاٹ مین آئی ۱۲ اردی بہشت ... تو وہ
... جہ کروہ پر پہنچے کھڑکی نظام الملک و عنبر کی دارالقرار تھی اس عرصہ مین ہر روز
... جنمین لشکر شاہی کا پایہ بھاری رہا پھر موضع چنگل تھانہ مین کہ کھڑکی سے

رکھتے ہیں انکو چھوڑ دونگا اور دہم نقد گرامنہ پیشکش خود اور اور تمام دنیا داران دکن کی
طرف سے سرانجام دونگا اور سال بسال درخور حال نذر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہونگا
راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و
تزویر نہیں کرتا تو اسکی تمام درخواستیں شاہ کشور کشا قبول کریگا اور بالفعل اسکے صدق
قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمدنگر کے احاطہ سے ہاتھ اُٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ
اور ضروریات قلعہ کو لے جا رہا ہے اسکی مطلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اس سے
ظہور میں آئینگے تو اسکی درخواستیں شاہجہان کے روبرو پیش ہونگیں وکلاء عنبر ان باتوں کو
خدا سے چاہتے تھے انہوں نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اُس نے بلے توقف اپنے آدمیوں
کو دور قلعہ سے اُٹھا لیا اس سے اولیاے پادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ
خرچ کے لئے اور ایک ہزار تفنگچی حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بے مزاحمت قلعہ میں پہنچ
گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہان کے روبرو پیش ہوگئیں اُس نے اپنی نیک نہادی سے
باوجود اس فتح وظفر کے کینہ توزی و قہر افروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف
کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم
بڑھنے کی متواتر خبریں آرہی تھیں یہ دل نگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہدنامہ
میں ٹھہریں۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی مبادی جلوس تک جو پرگنات
پادشاہی تصرف میں تھے اور جو ضمن صلح میں اول دفعہ بسبیل اشتراک سرکار پادشاہی
سے تعلق رکھتے تھے اور جن میں سے بعض مواضع و قریہ جنمیں وہ خود دخل رکھتا تھا اور تنخواہ داران
شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی ۳۵ لاکھ روپیہ
تھی اور بہ وقت مصالحہ سے ابتک اس کے تحت تصرف میں تھی اُس سے ہاتھ اُٹھائے
اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیشکش و جرمانہ بے ادبی خود و نظام الملک و عادل خان
و قطب الملک سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر سے
اطمینان ہوا تو کھڑکی کی طرف شاہجہان نے سفر کیا۔ قلعہ احمدنگر سرحد

ور راجہ بکرماجیت دکنیون کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جسکے سردار دلاور خان و جادو رائے و آتش خان تھا اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اول راجہ بکرماجیت پانچہزار سوار لیکر ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایان حاصل کی۔ باربرداری کے چارپای ہاتھی گھوڑے۔ اونٹ بیل غنیمت مین ہاتھ آئے اسکے بعد دکنیون کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ مین آئی۔ بیرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اسکا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اس نے دشمنون کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا۔ دو ہزار آدمیون کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور ایک جمع کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہان کو کی۔

محمد خان نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائین گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالا گھاٹ مین آئے۔ مدعا حسب لاستدعا حاصل ہوا۔ جب عنبر کو اسکی خبر ہوئی تو جادون رای کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے۔ شاہجہان کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو سوارون کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادون رائے اور اسکے ہمراہیون کی خوب گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا۔

ملا عنبر نے جب دیکھا کہ شکستون پر شکستین ہو رہی ہین تو اس نے چند مردم معاملہ فہم کاروان راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ شاہجہان اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اسکا مدعا حاصل ہوا تو عادل خان حق خدمت کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا اور شاہجہان اسکے عہد پر اعتماد کیا اور اسکی حیلہ پردازی اور دروغ مصلحت آمیز کو سچ جان کر اسکا اعتبار بڑھایا۔ عادل خان نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جس وقت کہ اسکو وقت ملا سرکشی کی۔ اگر اس دفعہ مجھ بندہ غلام کی تقصیرات معاف ہون اور نجات کا پروانہ یعنی عہدنامہ آزادی عنایت ہو تو مین وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے موکد کرتا ہون کہ پھر اطاعت ...... نہ چھوڑونگا اور محال جو پادشاہ سے تعلق

جواب مین ایک نوشتہ استحسان و تحسین کا بھیجا بہت شاباش دی اور آفرین کی۔
سلاطین ذی شان جن برادرون اور خویشون کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہین انسے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہین اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت و ناگزیر کار مطلق سرکار دولت کا استیصال خیراندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہین۔ دین و دولت کے صواب گویون کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا۔ جہانگیر نے شراب کے نشہ . . . کی بیخبری مین خسرو کو شاہجہان کو حوالہ کر دیا تھا گفتگوے مردم رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ کر اسکی نعش کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اٹھائی برہان پور سے لیجاکر عالم گنج مین اسکو مدفون کیا۔ اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے۔ اور اس سانحہ ناگزیر نے مدتون تک دور و نزدیک کو رنج و الم مین رکھا اور جب تک وہ شہر مین مدفون رہا شب جمعہ کو ایک عالم اسکے مرقد کی زیارت کو جاتا پھر یہان سے اسکی نعش الہ آباد مین منتقل ہوئی ہر منزل مین بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی برسون تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرد اگرد سے جمع ہوکر رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے۔ سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مغیرات کے تناول سے بے پروا اور بیدماغ ہوگیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام مین مطلقاً مصروف نہین ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نور جہان کی راے سے وابستہ تھین وہ اپنی خاطر خواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دوربینی و عاقبت اندیشی پر نظر نہین رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کارفرمائی پر اور صاحب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہوگئے تھے۔ جس سے انتظام ملکی مین خلل پڑا اور یہ بات شاہجہان کی طبیعت کو نہایت گران تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اس سے بڑے فساد اٹھینگے۔ بیگم شہریار کی پیش رفت کار مین ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جسطرح ہو سکے شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اسکی زندگی کی پایندگی پر اعتماد نہ رہا تھا۔ پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف لے جائین۔

پر تھا۔ شاہجہان نے بالا گھاٹ کے وسط مین ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا۔
اور امراے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے
ساتھ ظفر نگر مین عبد اللہ خان کو مقام آرہ مین کہ ظفر نگر سے چھہ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ
ابو الحسن کو موضع بیلی مین جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خان برادر خان مذکور دوسری کو قم
مین جو نزدیک روہن گرکھیہ ہے اور خنجر خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر مین اور بلند خان کو تین
ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور مین اور جان سپار خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ بیر مین یعقوب خان
بدخشی کو مونگی پٹن مین اور اودا جیرام وغیرہ دکنی تھانہ و برہان پور مین مقرر کیا دیوی گام تک جا بجا
تھانے مقرر کرکے راہ گیرون کو مخالفون کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔
عنبر کی التماس پر شاہجہان نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول
کیا جاے کہ عادل خان سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے
۱۸ لاکھ۔ حکیم عبد اللہ خان گیلانی عادل خان پاس اور کنہیر داس برادر راجہ نظام الملک
و عنبر پاس اور عبد العزیز خان قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوئے
راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ زمیندارا اور راجہ گوندوانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ
کرے۔ ملک عنبر کے تسلط و تطاول کو عادل خان نہین دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال
مین اور محال کے تسلیم کرنے مین تعلل و تہاون کرکے دفع الوقت کرتا تھا۔ افضل خان جو
عادل خان سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اُس نے عادل خان کو سمجھایا اُس نے پیشکش
مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ۶ ہاتھی سامان کرکے افضل خان و
حکیم عبد اللہ خان کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجی اور افضل خان کو دو لاکھ روپیے دیئے
اور قاضی عبد العزیز بھی سو نخچیر فیل اور نو لاکھ روپیہ نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ
روپیہ . . . قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہیر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش
نظام الملک اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشین اور فتحنامہ حکیم علیم الدین مخاطب
وزیر خان پنجہزاری ذات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئین جہانگیر نے شاہجہان کے

پچاس ہاتھی جاتبہ سے لیکر شاہجہان کی خدمت مین آئے اور منڈو مین شاہجہان نے
پہنچکر زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ
یہ ہی کہ مین ہمیشہ حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہون فرمان اشرف میری پاس ورود
شرف مین آیا۔ مین منڈو کی طرف روانہ ہوا اور پرزردی بہشت سنہ ۱۸ جلوس قلعہ مذکور
مین داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات مین
مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے حسب الامر صلاح وقت منڈو کی اقامت مین دیکھ کر یہان
توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا۔ مہم قندھار کا
انصرام اس کشور کی طرح نہین ہو سکتا۔ ملتان سے قندھار تک تین سو کروہ کی قریب
فاصلہ ہی اور اس سرزمین کی منزلون مین جب اہل کاروان کے لئے غلہ میسر نہین ہوتا تو
اس لشکر کلان کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہہ
بادشاہ سپاہی منش و مصاف دیدہ ہے بکرر روم اور اوزبک کے روبرو ہو کر غالب آیا
ہے۔ ناچار اذوقہ کا اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہئیے الحال مصلحت یہ ہے کہ
صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندھار کی سمت واقع ہین۔ مجھ رضا جکی جاگیر مین مقرر
ہون تاکہ اس یورش کے لیئے غلون کا سامان اور تمام ضروریات بہ آسانی ہو سکین
اور خزانہ پرزر بہت سا سرانجام کرنا چاہئیے کہ وہ اس قسم کے لشکر کو وفا کرے اور
اس سبب سے کہ لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجہ کمال ہونی چاہئیے تاکہ افزائش و کمی
مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو بحکم نمایان لشکر کا سررشتہ میرے اختیار مین دیا جائے
یہ امر صلاح دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کی ساتھ
دلخواہ سرانجام پائے۔

جب مضمون عرضداشت جہانگیر پر واضح ہوا تو نور جہان بیگم اسپر مطلع ہوئی ان ملتمسات مین سے
ہر ایک کو نامناسب وقتون مین بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ
بادشاہ کا مزاج شاہجہان سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپردگی

شاہجہان نے محض مصلحت وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اوّل معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار مین لانا
چاہیے تاکہ رعیت و سپاہ کا حال بتر نہو جب توجہ کیجاے حقیقت مین رعیت بہ ہمہ جہت بے شایان گنج بے پایان ہی اور اپنے
اختیار کو قبضہ اقتدار سے نکلنے نہ دیجے اور برادرون کی گرد فتنہ دور کیجے۔ اسنے ارباب خلاق سے
موافقت کی اپنے دور ہونے کے سبب سے جو فساد محتمل تھا اسکو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو
زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ پرویز و شہریار کی بناے کار ابھی پایدار
نہین ہوئی اور انکے معاملہ کی رسائی نے استحکام نہین پایا ان دونو کے معدوم کرنے کے لئے
سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام مین مصروف ہوا اور محفل کنکاش کی آراستگی مین
اور لشکر کے اجتماع مین مشغول ہوا اول خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سر نو دولتخانہ برہانپور کے
در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرائش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس مین
طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہان برہانپور سے دار الخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ
کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خان جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان
پاس لایا کہ شاہ عباس داراے ایران نے قندھار کا قلعہ لیلیا ہے ان دنون مین اس
گرامی فرزند کے مساعی جمیلہ سے دنیا داران دکن سے سب ابواب مین خاطر جمع ہی اور اس
قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس مین منحصر ہے کہ
برہانپور سے مندو یا اجمیر مین آجاؤ اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان دو
مقامون مین سے کسی مقام مین گذارو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک مین سفر کا موسم
ہے ہماری کومکیون کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے موافق
شرف آفتاب کے روز برہانپور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ مین افضل خان و
حکیم عبد اللہ و قاضی عبد العزیز دکنی کنیہ ہون مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت جو عادلخان
کی افواج کی تنبیہ و ربالاگھاٹ مین تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل کر کے اور راجہ بھیم
چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد او

مکدّر ہوئی تو اُسنے افضل خان کو برسمِ یلغار دربار مین بھیجا اُسنے حقیقت معاملہ کے قائل
کو لباس مُلائم اور مناسب وقت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہجہان نے کسی وقت
بے ادبی نہین کی جس خدمت کا ارشاد ہوا اسکو بجالایا اور اِس وقت مین اُسنے نمایان
فتوح حاصل کین اور خدمات شائستہ بجالایا تعجب ہی کہ اُسلیے ذراسی تقصیر نکی ہو
اور حضور کو اُس سے اسقدر سرگرانی ہوا اور آس رضا جو کی جاگیر مین یہ تغیر ہو حکم
اس عرض سے کچھ نفع نہ ہوا ناچار رخصت ہوکر شاہجہان پاس آیا اور حقیقت معاملہ کو
عرض کیا۔ اسنے شاہجہان نے جانا کہ اب نامہ و پیغام سے کارسازی نہین ہوسکتی خود
باپ کی خدمت مین جانا چاہیئے اور حقیقت معاملہ کو خاطر نشان ذہن نشین کرنا چاہیے
وہ حزم و احتیاط کے ساتھ افواج لیکر کوچ درکوچ دربار کی طرف متوجہ ہوا جہانگیر
اس خبر کو سُنکر نہایت متغیر و متاثر ہوا اور لشکر کو مقابلہ کے قصد سے تیار ہونے کا
حکم دیا اور لاہور سے جلد روانہ ہوا اور جب دہلی مین آیا تو مہابت خان کی صوابدید
سے ترتیب افواج ہوئی اور عبداللہ خان ہراول سپاہ مقرر ہوا اور آزمودہ کار سپاہ
اسکے سپرد ہوئی اور اخبار رسانی اور راہون کا انتظام اسکے حوالہ ہوا۔ بادشاہ کو یہ
خبر نہ تھی کہ وہ شاہجہان کا ہمدست و ہمداستان ہوکر جھوٹی سچی خبرین لکھ کر بادشاہ
کے پاس بھیجتا ہے جب بادشاہ کے درست اخلاص ملازم اسکے نفاق کا بادشاہ
سے عرض کرتے تو وہ اُس سے ناراض نہ ہوتا بعض دولتخواہون نے خلوت مین بھی
کنایہ و صریح اسکے نفاق کی حقیقت کو معروض کیا تو بادشاہ نے اُس پر توقع سے زیادہ
عنایت و مہربانی کی اور ہر باب مین اسکی دلجوئی کی۔ شاہجہان آدمیون کی کثرت
کے سبب سے دریا کے کنارہ پر سفر کرتا تھا تو بادشاہ نے بھی دریا کے کنارہ پر افواج
ہراول و جرانغار و برانغار و التمش و طرح چنداول کو ترتیب دیا اور شاہجہان نے
راجہ بکرماجیت و داراب خان خلف خانخانان و راجہ عظیم و رستم خان و بیرم بیگ
کو ایک ایک فوج دیکر پانچ فرق سپاہ کے بنائے اور نظام ہر کل سپاہ کا سپہ سالار

اور حصار و میان دواب اور اسکے حدود کی جاگیر شاہجہان سے لیکر شہریار کی تنخواہ
مین مقرر کی اور شدید سزاول دکن کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ
و احمدآباد و دکن شاہجہان کی جاگیر مین تنخواہ مقرر ہوئی ہی وہ ان مین سے جہان چاہے
اپنا محل اقامت مقرر کرے اور حضور مین آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اسکے
ہمراہ ہی اسکو بہت جلد حضور مین روانہ کرے اور بعد ازین اپنا ضبط احوال کرکے فرمودہ سے
باہر نہ جاے۔

نورجہان بیگم رات دن اسی ادھیڑبن مین رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت
حاصل ہو وہ جہانگیر کو بسبب اسکے امراض کے امتداد و اشتداد کے چراغ سحری جانتی تھی وہ
سمجھتی تھی کہ اگر شاہجہان بادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر
جسکے اسکی وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیرافگن خان سے پیدا ہوئی تھی بادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار
زیادہ ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال مین اس نے سب مراتب سے آنکھین
بند کرکے شاہجہان کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز بادشاہ کو اسکی طرف سے بھڑکاتی
رہی۔ مہم قندھار شہریار کے نامزد ہوئی۔ اعتماد الدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سبب
مہم کے خرچ کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتون تک قندھار اور
اسکے توابع مین حکومت کرچکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار
کا اتالیق مقرر کیا۔ بادشاہ سے بغیر ضا نہ تقریر دلپذیر کرکے شاہجہان کے گماشتون
کے پاس جو جاگیرین تھین انکو متغیر کرکے شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرایا۔ اور اس باب
مین دو تنخواہون کی گفتگو کو بند کرایا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ شاہجہان کو وکیل
میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار مین بند کردی اور اسکو شاہجہان پاس جانے کی اجازت
دیدی غرض ایکدفعہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی اوٹھا دی کہ کسی طرح الفت و
موانست صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ دارون اور سردارون کو
شاہجہان کے پاس سے طلب کیا شاہجہان کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

امرا کنے بیوفائی کی اور لشکر پادشاہی سے جا ملے۔ شاہجہان نے تمام کشتیون کو اس طرف
لے گیا اور گھاٹون کو بقدر امکان استحکام دیا اور بیرم بیگ بخشی کو معتمد نوکرون اور
دکنیون اور توپچیون کو دے کر دریا پر متعین کیا کہ کسی متنفس کو اُترنے نہ دے۔ اس وقت محمد تقی
خانخانان کے قاصد کو اس نوشتہ کے ساتھ جسپر اسکے دستخط تھے پکڑکر شاہجہان پاس لایا۔ جسکے
عنوان پر یہ بیت مرقوم تھی ؎ صد کس بنظر نگاہ میدارندم + ورنہ بپریدمے ز بے آرامی۔
شاہجہان نے خان مذکور کو مع فرزندون کے گھر سے طلب کرکے اس نوشتہ کو دکھلایا اگرچہ
عذر و انکار بہت کئے اور اس مقدمہ سے اپنی تئین ناآشنا بتلایا مگر کوئی جواب ایسا
جس سے شاہجہان کی تسلی ہوتی نہ دے سکا اسکو داراب خان اور فرزندون کے ساتھ
دولتخانہ کے قریب نظربند کیا۔ سو آدمی اسکی حراست کے لئے مقرر ہوئے جس سے خانخانان نے دیکھ لیا
کہ جو فال مین نے اپنی مونھ سے نکالی تھی پوری ہوئی۔ زاہد خان نے بھی ایک مکتوب مہابتخان کو
لکھا تھا اُسکا جواب پکڑا گیا اور وہ مع پسر قید ہوا اور اُسکا خان و مان تاراج۔
جب شاہجہان قلعہ آسیر کے نزدیک آیا جو استحکام و متانت و ارتفاع و سامان توپ و تفنگ و
جاری چشمون مین بے نظیر ہے اور اُسکے برآمد کی راہ ایسی تنگ و تاریک ہے کہ ایک بڑھیا رستم کو
روک سکتی ہے۔ اپنے ملازم شریف کے ہاتھ منشور جو ترہیب و تخویف و امید پر مشتمل تھا۔ میر
حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو قلعہ دار کے نام بھیجا اور تاکید کی کہ اگر منشور کے استقبال
کے لئے وہ آئے تو پھر اسکو اوپر نہ جانے دینا۔ میر نے شریف کو قلعہ بے مبالغہ و مضائقہ سپرد
کیا اور خود شاہجہان پاس آکر منصب چار ہزاری ذات و سوار کا اور علم و نقارہ اور
خطاب مرتضی خان کا پایا۔ دوسرے روز شاہجہان مع خانخانان و داراب خان اور
اسکی تمام اولاد کے قلعہ کے نیچے آیا اور عورات اور فضول اسباب کو یہان قلعہ مین چھوڑا
اور تین روز تک آذوقہ و مصالح و قلعہ داری مین مشغول رہا اور کنور گوپال کو اسکی نگہبانی
سپرد کی۔ قلعہ کے اوپر محض اسی سبب سے گیا کہ خانخانان اور اسکے فرزندون کو یہان
محبوس کرے پھر برہانپور مین آیا اور راو رتن ہاڈہ کو درمیان مین ڈالکر صلح کے

دارابؔ خان کو بتایا۔ نہم جمادی الثانیہ سنہ ۳۳ کو بلوچ پور وقبول پور کے مابین طرفین کی فوجین
جابجا توزک وترتیب سے جنگ کے انتظار مین کھڑی ہوئین دونون طرف کی توپخانون
نے ہنگامۂ رزم کو گرم کیا۔ جنگ کے نقارون نے آوازہ بلند کیا۔ بادشاہ نے عبداللہ خان
کو ترکش خاصہ عنایت کیا کہ وہ جانفشانی جو اس مقام کے لئے لازم ہے بجالاے مگر
اس خان ناحق شناس نے قطعًا بادشاہ کی عواطف ومراحم پر نظر نہ کی۔ عین وقت پر وہ
شاہجہان سے اپنی سپاہ سمیت بلگیا جس سے شاہجہان کے لشکر کو چیرہ دستی وفرط
دلیری وجرأت ہوئی۔ لشکر جہانگیری چاہتا تھا کہ ہزیمت کو غنیمت سمجھے کہ ناگاہ راجہ
بکرماجیت کے گولہ لگا اور وہ مرگیا داراب خان باوجود دستگاہ وکثرت لشکر
وساز تجارہ کے خانخانان کے اشارہ سے لڑائی مین مصروف نہ ہوا اور میدان جنگ سے
عنان کھینچی۔ شاہجہان نے مصلحت وقت یہ جانا کہ وہ خانخانان سمیت برہانپور کی
طرف چلا لشکر شاہی نے بسرداری سلطان پرویز واتالیقی مہابت خان تعاقب
کیا۔ پانچوین شہریور سنہ جلوس کو شاہجہان منڈو مین آیا اور ۲۰ کو بیس ہزار سوار اور
تین سو جنگی ہاتھی وتوپخانہ عظیم لےکر سلطان پرویز ومہابت خان سے جو تعاقب مین
چلے آتے تھے لڑنے کا ارادہ کیا داراب خان وعظیم بیگ وبیرم بیگ ورکار آمد امرا
کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور خود خانخانان سمیت عقب سے عرصۂ جنگ مین قدم
رکھا مہابت خان تازہ چارہ گری کرتا کہ فریب وافسون سے دلہاء رمیدہ کو صید کرتا
اور اس طرف کے امراء کو نامہ وپیغام بھیجتا اور آئین تملق وچاپلوسی کا اظہار کرتا یہ
امراء بھی بستہ عقد وعہد وپیمان کو سخت قسمون سے واثق کرتے اور وقت وقت کے
منتظر رہتے ایک دن میدان جنگ گرم تھا کہ اول برق انداز خان اور پھر رستم خان
ومحمد مراد بدخشی اور امراء جو شاہجہان کی عنایت سے جاہ ومنصب سے سرافراز
ہوئے۔ سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے۔ شاہجہان یہ حال دیکھ کر اپنے
امراء سے بے اعتماد ہوگیا۔ سب کو بلاکر آب نربدہ سے عبور کیا۔ اس وقت الکہ

چلنے لگے اور اسباب و دواب جو اس اضطراب مین آدمیون کا بره جاتا تھا اسکے والک
تبتی تھی - شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ دکنی میری ہمراہی نہین کرینگے اور کام کے وقت اورون
کو بھی گمراہ کرینگے اور حرکت ناپسندیدہ درمیان مین لائینگے اسلیئے انکو رخصت کیا اور
فیلان گرانبار کو احمال و اثقال کے ساتھ قلعہ ماہور مین اوداجی رام کو سپرد کیا اور
خود آگے روانہ ہوا اور قلعہ ماہور کی راہ سے سرحد تلنگانہ مین کہ داخل ملک نظام الملک
ہے آیا - اور یہان سے اڈیسہ کی طرف روانہ ہوا - نورجہان بیگم نے یہ خبر سنکر ابراہیم خان
کو جو اسکا خالو تھا اور بنگالہ کا صاحب صوبہ بالاستقلال تھا لکھا کہ جس طرح سے ہوسکے
ایسی کوشش کرو کہ شاہجہان کا کوئی کام نہ بن سکے اس لئے اُس نے اپنی برادرزادہ احمد بیگ
کو جو کٹک کا حاکم تھا لکھا کہ اپنے مقدور سے زیادہ یہ کوشش کرو کہ شاہجہان کے لشکر کو روکو
اور اگر نوبت جنگ کی آئے تو بے پروا پروانہ کی طرح آتش جنگ مین پڑو - شاہجہان
جب مچھلی پٹن آیا تو راہ مین مرزا محمد پسر افضل خان مع والدہ وعیال کے بھاگ گیا - شاہجہان
نے سید جعفر و خان قلی کو اسکے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے تو پکڑ لاؤ اور نہین
اسکا سر لاؤ - ان دونو سے خوب لڑا اور خان قلی کو مارا اور سید جعفر کو زخمی کیا اور خود قتل
ہوگیا اسکا سر کاٹکر شاہجہان پاس آیا - برہانپور کے پاس ہی شاہجہان نے لعل بازوبند
عادل خان کے لئے اور فیل و شمشیر مرصع عنبر کے لیئے افضل خان کے ہاتھ بھیجے تھے افضل خان بیجاپور مین
تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا یہ حال تباہ سُنا تو اس نے بیجاپور مین رہنے کا ارادہ کیا - عادلخان
کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے افضل خان کو استمالت کرکے سلطان پرویز
پاس بلالیا -

شاہجہان نے مچھلی پٹن مین توقف کیا تو سلطان محمد قطب الملک نے یہ حسن خدمت کی کہ
ضیافت و مہمانداری کے لوازم کو بجالایا اور ایک معتمد کے ہاتھ پیشکش مین نقد و جنس بھیجی
اور وفا و وفاق کا اظہار مریدانہ کیا اور اپنے گماشتون کو لکھا کہ سب جگہ شاہجہان کی
کی خدمتگاری اور جان سپاری مین حتی الوسع کوشش کرین - یہان شاہجہان

باب مین رسل و رسائل شروع کئے۔ مہابت خان نے جواب مین لکھا کہ حرف صلح بغیر خانخانان
مشکل ہی جب تک وہ نہین آئیگا معاملہ صلح اورون کی معرفت درست نہین ہوگا۔
شاہجہان نے خانخانان کو اپنے محل مین طلب کیا۔ حد سے زیادہ دلجوئی کی اور مبالغہ سے
ظاہر کیا کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار عنایت الٰہی کے سوا نہین ہی مجھے تجھ سے معاونت
و ہمراہی کی توقع بہت ہی۔ اگر بمقتضائی جوانمردی و اصالت کے میری دولت کے ناموس
و عزت کا حفظ اپنے ذمہ لو تو معاملہ حالت اصلی پر آئیگا اور مین سالہا، دراز تک اس مروت و نیکخواہی
و اخلاص کا ممنون رہونگا بعد اسکے عہد و پیمان قرآن شریف پر قسم کھا کر ہوئے اور
اسکو آب نربدہ پر صلح کے لئے روانہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ دریا کے وار صلح و دوستی کے باب
مین نامہ و پیغام ہون۔ اتفاقاً خانخانان کے پہنچنے سے پہلے ایک رات کو لشکر شاہی کی
ایک جماعت شاہجہان کے آدمیون کو غافل پاکر ایک مشہور گھاٹ سے دریا پار
آگئی اور اسکے بعد اور لشکر بھی اُتر آیا۔ بیرام بیگ نے یہ حال دیکھ کر خویشتن داری سے
ہاتھ اوٹھایا اور گھاٹون کی نگہبانی چھوڑ کر برہان پور کی طرف چلا آیا۔ خانخانان
نیرنگی اقبال سے متحیر ہوا اور اپنے کام مین عاجز رہا اور سلطان پرویز کے نوشتے
وعدہ وعید و دلاسا و استمالت و دلجوئی کے چرب زبان پیغام گذار لائے تو وہ
مہابت خان کی معرفت سلطان پرویز پاس چلا گیا۔ جب شاہجہان نے دیکھا کہ
لشکر جہانگیری دریا سے پار آیا اور بیرام بیگ دریا کو چھوڑ کر بھاگ آیا اور خانخانان
پرویز سے جا ملا تو قتال و جدال سے ہاتھ اُٹھایا۔ اور سب کی وفا سے دل برداشتہ
ہوا اور یہ قرار دیا کہ اطراف ممالک محروسہ مین ولایت غنیم مین جا کر چندے گذران
کرون وہ دکن کا عازم ہوا۔ ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۴ھ کو آب تپتی سے عبور کرکے دکن کی
جانب چلا اس ہرج و مرج مین بہت سے بندہاے شاہی و بادشاہی نے کام ناکام
جدائی اختیار کی اور اسکی ہمراہی سے باز رہی۔ جادون رائے و اودا جے رام کا
وطن اس طرف تھا انہون نے چند منزل ہمراہی کی اور پھر ایک منزل کے فاصلہ پر

کہ اپنے ولینعمت کے حقوق تربیت کو ادا کرون اس سے شاہجہان کو معلوم ہوا کہ جہان
کا ارادہ جنگ کا ہے تو سوار و پیادہ کا ایک گروہ بسرداری داراب خان پسر خانخانان
مقبرہ کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا سید مظفر و سید جعفر و خواجہ قاسم مخاطب صفدر خان کو ہمراہ
کیا۔ انہون نے جاکر مقبرہ کا احاطہ کیا اور نقبین لگا کے حصار کی دیوار کو اڑایا اور یورش کی
اندر کے آدمیون نے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور نامی
سردار مارے گئے تو دیواربست پر قبضہ ہوا پھر شاہجہان نے فوج بسرداری عبداللہ خان
بہادر فیروز جنگ کو ابراہیم خان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابراہیم خان نے ساری
کشتیان اپنی طرف دریا پار کھینچ لین تھین اور دریا سے لشکر کا عبور ہونا بغیر کشتیون کے
دشوار تھا اس لشکر کو چار منزل پر جاکر کشتیان ملین اور دریا خان پچاس سوارون کو
ایک بار پار اترا۔ کل تین سو جوان اسکے ساتھ گئے تھے۔ اتفاقاً اسی وقت اسکی خبر ابراہیم خان
کو ہوئی وہ باد سحاب کی طرح آکے اس کنارہ پر آیا اور اپنے نوارہ سے راہ بند کی اور
کشتیون کو ڈبو دیا اور احمد بیگ اپنے خویش کو دریا خان کے روکنے کے لئے متعین کیا
مگر اسکو دریا خان نے شکست دی پھر ابراہیم خان نے آخر دریا خان کو گھیرا اور نوارہ
نے کہ ایک دریائے آتش تھا اسکا احاطہ کیا۔ اس حال مین عبداللہ خان فیروز جنگ
بھاگل پور مین کشتیون مین بیٹھ کر دریا کے پار دریا خان کی کمک کو آن پہنچا۔ غرض
دونون لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی۔ پانی کی طرح بے قدر خون ایک نے دوسرے کا
خاک پر گرایا۔ ابراہیم خان مارا گیا اور بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی اور شاہجہانی
سپاہ کو فتح ہوئی۔ اسنے مخالف کے سردارون کے سرون کو نیزہ پر بلند کیا اور ملک کے
انتظام کے لئے شاہ جہان ڈھاکہ مین گیا اور داراب خان سے حلف لیکر بنگالہ
کا صاحب صوبہ بنایا اور اسکی زن و دختر کو مع ایک پسر شاہنواز کے ساتھ لیا۔
اور الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت مین پٹنہ مین داخل ہوا جو
سلطان پرویز کی جاگیر مین تھا اور وہان سے جونپور اور الہ آباد کے قصد

ساحل دریاے شور کے راہ سے دشوار جنگلون کو طے کرتا ہوا کٹک کے باہر پہنچا جو نشیمن حکام
یہان سے جس وقت صوبہ بنگالہ کی طرف کوچ کیا تو احمد بیگ حاکم کٹک نے اُس کے لشکر کا
رستہ روکا۔ ستیز و آویز کے بعد اس نے شکست عظیم پائی اور بیچارہ بے پا ہوا اور بھاگ کر
براہیم خان حاکم بنگالہ پاس گیا اسلئے ولایت بے حاکم ہوئی تو اس سرزمین مین زمیندار
اور اجنبی جنہیم بہت سے آگئے جو ایسے دن کا انتظار عمر بھر سے کیا کرتے ہین۔
راجاؤن نے یہ ملک شاہجہان کے اہل کارون کے سپرد برابر کئے
ابراہیم خان یہ خبر پاکر جہانگیر نگر معروف ڈھاکہ سے بے توقف آلات پیکار و اسباب کارزار
اور آوارہ اور لشکر بہت سا اور بہت مست ہاتھی لیکر چلا اور اکبر نگر مین جسکو پہلے راج محل
کہتے تھے آیا اور اپنے بیٹے کے حصار مقبرہ مین لشکرگاہ بنایا جو اکبر نگر سے ایک کوس پر تھا
اور احمال و اثقال سپاہ کو اس حصن استوار کی چار دیواری مین چھوڑا اور پھر آب گنگ سے
عبور کرکے اس طرف گنگا کے اپنا خیمہ لگایا شاہجہان کو معلوم ہوا کہ ابراہیم خان برسر پرخاش ہے
تو شاہجہان نے اسکو فرمان بھیجا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ان ایام مین تقدیر ربانی اور سرنوشت
آسمانی سے وہ باتین ظہور مین آئین جو میری حال کے لائق نہین تھین اور گردش روزگار سے
لشکر اسلام اس سمت مین آیا میری نظر ہمت مین اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی
جولانگاہ سے زیادہ نہین ہے اور میرا مطلب اس سے زیادہ تر اعلےٰ ہے۔ چونکہ یہ سرزمین
پیش پا افتادہ ہے وہ سرسری نہین چھوڑی جاسکتی اگر تیرا ارادہ درگاہ والا مین جانے کا
ہو تو اپنے ساتھ عیال و مال و ناموس مین تصرف کرنے مین دست کوتاہ ہے مین خوشی سے کہتا ہون
کہ بفراغ خاطر روانہ درگاہ والا ہو اور اگر یہان توقف کی صلاح ہو تو اس ملک مین
جس جگہ کو چاہے پسند کرکے آسودہ و مرفہ الحال زندگانی بسر کرے ابراہیم خان نے جواب
مین معروض کیا کہ بندگان حضرت نے یہ ملک اس بوڑھے غلام کو سپرد کیا ہے سر من
و جان ملک۔ جب تک جان مین جان ہے کوشش کرونگا۔ عمر گذشتہ کی خوبیان
معلوم باقی عمر مجہول الکیفیت اسسے زیادہ کوئی آرزو و ارمان میری دل مین نہین ہے

کھاکر جان دیدی - اس حال مین شاہجہان کے لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور ہاتھیون و علم
و توغ و قورچیون کے سوا کوئی گرد و پیش اسکے نہ رہا اور افواج شاہی اسکو مرکز بناکر
محیط ہوئی اور اسکے گھوڑے کو تیر کے زخم سے گرادیا شاہجہان نے پیادہ ہوکر لشکر بادشاہی
سے لڑنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا رمین عبداللہ خان نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اس پر
سوار کیا اور اسکو الٹا لے آیا اول وہ قلعہ رہتاس مین آیا سید مظفر بارہ کو رضا بہادر کے
ساتھ شاہزادہ مراد کی خدمت مین قلعہ کی نگہبانی کے لئے چھوڑا اور شاہزادون کو ہمراہ
لیکر اسی راہ اڑدیسے جس سے وہ آیا تھا دکن کی معاودت کا قصد کیا اور داراب خان کو
لکھا کہ وہ گڈھی مین آکر ملجائے اس نے لکھا کہ مجھے اس صوبہ کے زمیندارون نے ایسا گھیر
رکھا ہے کہ مین حضور تک نہین پہنچ سکتا - یہ اسکی بیروشی و ناہنجاری شاہجہان کو ناگوار ہوئی
اسلئے اسکے جوان بیٹے کو عبداللہ خان کے حوالہ کیا اسنے فوراً قتل کر ڈالا - کوچ بکوچ چلکر
بردوان پور کے باہر آیا اور لعل باغ مین فروکش ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس صوبہ کے
تمام پرگنات اپنی نوکرون کو جنھون نے رنج و تعب اٹھائے تھے جاگیر مین تنخواہ کر دئے - اور
باقی محال مین کروری مقرر کئے ان لوگون نے جاکر تمام اعمال مین استقلال کے ساتھ تصرف
کیا - راو رتن مخاطب سربلند رائے نے قلعہ داری کا سرانجام کیا - کچھ دنون مدافعہ و مقابلہ
کیا اور پانچ چھ مہینے تک اندر اور باہر سے توپ و تفنگ چلتے رہے - ایک دن محمد تقی نے بہادری
کی کہ قلعہ کے دولت خانہ تک پہنچ کر اسپر قبضہ کیا - عبداللہ خان وغیرہ جو محاصرہ مین مصروف
تھے انہون نے اس خبر کو سنکر نفاق کے سبب سے نہ اسکی مدد کی نہ اس مقدمہ کو شاہجہان
سے عرض کیا اور خود عنان موڑی - اندر اور باہر کے دلاورون مین جنگ عظیم ہوئی
اور مغلون اور راجپوتون نے ایک دوسرے کا خون خاک پر خوب بہایا - اس حالت
مین محمد تقی ہمراہیون کی قلت کے سبب سے اور اہل لشکر کی بیخبری و بیمددی کی وجہ
سے عاجز ہوا اور تین سو پیادون کے ساتھ قلعہ دولت خانہ مین آیا اور لاعلاج
ہوکر ہمراہیون کے ساتھ گرفتار ہوگیا اس عرصہ مین شاہجہان علیل ہوگیا - اور

کوچ کیا اس صوبہ کے اکثر زمینداروں اور جاگیرداروں نے آنکر ملازمت کی قلعہ رہتاس کو
سید مبارک قلعہ دار نے خوشی سے شاہ جہان کو حوالہ کیا اور خود اسکا ملازم ہوگیا۔
شاہجہان نے اپنے اہل محل کو اس حصن حصین مین چھوڑا اور خود جونپور مین آیا تو یہان
اسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج جرار بسر کردگی سلطان پرویز بہ اتالیقی مہابتخان
اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہی۔ سلطان پرویز کے نام یہ حکم آیا ہے کہ خانخانان
کی جانب سے خاطر جمع نہین ہی اور داراب خان شاہ جہان کے پاس ہے چاہئے کہ
خانخانان کو دولت خانہ کے پاس مختصر خیمہ مین نظر بند کرو اور خانان بیگم زوجہ شاہزادہ
دانیال کو کہ اپنے باپ کی شاگرد رشید ہے اسکے ساتھ رکھو اور معتمد آدمی اس کی
پاسبانی کے لئے مقرر کرو۔ پرویز اور مہابت خان نے خانخانان کے ایک عمدہ
غلام فہیم نام کو بھی مقید کرنا چاہا۔ مگر یہ مرد مردانہ اور کار آگہی اور سپاہگری مین یگانہ
تھا اسکی غیرت بھلا کب قید کی بے عزتی کو گوارا کرتی وہ اپنے بیٹے اور چودہ نوکرون
کو لیکر بادشاہ کے آدمیون سے لڑا اور کارنامہ رستمانہ دکھا کر عزت پر جان فدا
کی اور اپنی یادگار چھوڑی۔ شاہجہان بوالدہ الاحباب کی رعایت آداب کے سبب سے
اس افواج سے کہ دربار سے اُس کے لئے متعین ہوئی تھی مقابلہ کرنا مکروہ جانتا تھا اس لئے
اُس نے بودے سپاہیون اور سوارون کو رخصت کیا اور اکثر آدمیون کو آگے بھیجا۔
اور خود جمع قلیل کے ساتھ پیچھے رہا۔ اس اثنا مین افواج شاہی نے دریا سے عبور کیا
اور اطراف و جوانب مین پھیل کر محاصرہ کیا۔ بنگالہ کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ کے
فرار ہوئے تھے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاص کر راجہ بھیم معرکہ مصاف کے خالی
چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا۔ دونو طرف سے تیر و تفنگ کے
پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا۔ فرط تہور سے عرصہ صفا کے
خانہ بات کو دار البقا حیات جان کر راجہ بھیم اپنے چند راجپوتون کے ساتھ بادشاہی
لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہنچ گیا اور ستائیس زخم

[illegible]

کو فتح ہوئی اور سلطان پرویز کی وفات کی بھی خبر ہوئی اسلئے مراجعت کا ارادہ ہوا
اس راہ کی مسافت کو جو ۱۱۰۰ کروہ پادشاہی ہے ۷۰ کوچون اور پچاس مقامون مین
یعنی چار مہینے مین طے کیا اور یہان ۲۲ روز قیام کیا اور پھر دکن کو مراجعت کی اور ۱۰
صفر ۱۰۳۶ھ کو گجرات کی طرف سے سفر کیا۔ ٹھٹھہ اور ناسک کے درمیان مسافت ۲۶۰ کروہ
ہے — اسکو ۴۸ کوچ اور دو مقام مین قطع کیا اور آذر سنہ ۲۱ جلوس مین وہ ناسک مین
آگیا۔ ان دنون مین سید مظفر و رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خان شاہزادہ مراد بخش
کو لیکر شاہجہان پاس آگئے۔ ان دنون مین ناسک مین نہایت شدت سے گرمی تھی
وہ موافق مزاج نہ ہوئی تو نظام الملک کی التماس سے وہ جنیر مین چلا آیا یہ مقام نہایت
دلکشا و غایت عذوبت آب و لطافت ہوا رکھتا تھا۔ دی سنہ ۲۱ جلوس جہانگیری
مین وہ خوش عمارتین اور دلکش نشیمنین جو ملک عنبر نے تعمیر کئے تھے۔ شاہجہان سے رونق
افروز ہوئین یکم ماہ صفر ۱۰۳۶ھ کو جنیر مین مہابت خان بھی جہانگیر سے بگڑ کر شاہجہان
پاس آیا اور عفو تقصیر کرائی شاہجہان نے اسپر کمال عنایتین فرمائین۔ اب شاہجہان کے
ایام نحس ختم ہوئے۔ اسکے پانچ سال تک بڑے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے نامناسب
و ناملائم امور پیش آئے۔ بڑی بڑی لڑائیان لڑنی پڑین اور طرفین سے نامور معتبر افسر کشتہ
ہوئے۔ اور ارباب مناصب نے اپنی جان عزیز کے گوہر اپنے ولی نعمتون پر نثار کئے۔
شاہجہان نے ان سب تغیرات کو کشادہ روئی و ثابت رائی سے انجام کو پہنچایا
اور جبین بچین نہ ہوا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی کے درمیان گذرے

پادشاہ نے تناول نبیذ اور نورجہان کی فرط محبت کے سبب سے تمام معاملات سلطنت نورجہان کو سپرد
کردئے تھے جو وہ کہتی تھی پادشاہ کرتا تھا وہ جو چاہتی تھی کرتی تھی اسی کے رشتہ مند
بڑے بڑے عہدے و منصب رکھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جہانگیر کو موت کا پیغام آئے

سنگم نیر مین چلا آیا اس اثناء مین ہوا خواہون کی عرضداشت شاہجہان پاس آئی کہ بنگالہ
سے حضور کی بغاوت کے بعد مہابت خان کی تنخواہ مین اس مملکت کی جاگیر ہوئی اور
مہابت خان کو حکم ہوا کہ داراب خان کو فوراً قتل کرکے اسکا سر ہمارے پاس بھیجدے۔
مہابت خان کے اشارہ سے مقربیا خان کے ایک نوکر نے داراب خان کو مار ڈالا۔
اور اسکا سر بادشاہ پاس بھیجدیا۔
آخر کار شاہجہان نے باپ سے عفو تقصیر چاہی اسپر جہانگیر نے اسکو لکھا کہ اگر رہتاس
اور آسیر کا قلعہ حوالہ کرو اور سلطان داراشکوہ اور سلطان اورنگزیب کو میرے
پاس بھیجدو تو تمہاری تقصیر معاف ہوجائیگی۔ شاہجہان نے دونو قلعہ بادشاہی آدمیون کے
حوالہ کئے اور اپنے دونو بیٹون کو سوم جمادالثانی ۱۰۳۵؁ کو دو لاکھ روپیہ کی
پیشکش دیکر جہانگیر پاس روانہ کیا اور خود ناسک مین چلا آیا۔ یہان کی ہوا ناموافق
ہوئی۔ دکنی خصوصاً حبشی جو پہلے جان سپاری اور کمال پرستاری و خدمتگذاری
کے مدعی ہوئے تھے اب وہ بیروشی اور بدسلوکی کرنے لگے۔ اسواسطے شاہجہان نے ٹھٹھہ
جانے کا قصد کیا اور ۲۰ رمضان ۱۰۳۵؁ کو ناسک سے اس طرف کوچ کیا۔ اجمیر و ناگور
و جیسلمیر ہوتا ہوا غرہ شہریور ۱۹ جلوس کو امرکوٹ مین آیا اور ۲۴ مہر کو ٹھٹھہ مین پہنچا
یہان سلطان پرویز کی طرف سے شریف الملک حاکم تھا وہ پانچ ہزار سوار اور بہت
پیادے اور زمیندار . . . . . جمع کرکے لڑنے کو آیا۔ شاہجہان پاس تین چار سو
آدمی تھے ان سے محمد شریف نے شکست پائی اور قلعہ مین پناہ لی اور اسکو برج و بارہ و توپ
و تفنگ وغیرہ مصالح قلعہ داری سے استحکام دینے مین مشغول ہوا۔ باوجودیکہ شاہجہان
نے اپنے آدمیون کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے منع کیا۔ مگر انہون نے قلعہ کو جا گھیرا۔ قلعہ کے
گرد میدان مسطح بیدرخت و بے پناہ تھا اور اسکے گرد ایک خندق عریض و عمیق پانی
سے بھری ہوئی تھی۔ اسلئے آگے جانا اور الٹا آنا مشکل تھا۔ ناچار میدان مین
تیراندازی کی اور کئے سردار مارے گئے اس حال مین شاہجہان کو سخت

خبردار ہو۔ آصف خان بیگم اور بولاقی کو لیکر فوج خاصہ اور دولتخواہون کی ایک جماعت کے
ساتھ لاہور کے ارادہ سے چلا کہ شہریار کو پہلے اسے برباد کرے کہ وہ اپنی بنا کو استوار کرے جب
بیگم اس پر مطلع ہوئی تو وہ دم بخود تھی اور اپنے سرشتہ نگاہداشت کو ہاتھ سے نہ دیتی
تھی شہزادگان مذکور کو اپنے ساتھ حوضہ مین ہاتھی پر بٹھاتی تھی اور اپنے گرد ہاتھیون کا
دورہ اپنے معتمد آدمیون کو بٹھا کے کرتی تھی اور خاوند کی نعش کو لیکر آہستہ آہستہ چلتی تھی
موضع بھنبر مین نزول ہوا۔ خواجہ ابوالحسن کو جو باطنی دولت خواہ شاہجہان کا تھا اور پہلے
چل کر بھنبر مین پہنچ گیا تھا اسکو آصف خان نے اپنے تئین متفق کیا اور کل ابواب دولتخواہی مین
خصوصاً شہریار کے استیصال کے باب مین   اور امیرون سے عہد و پیمان سخت قسمون کے
ساتھ کیا۔ بادشاہ کی نعش کو بہ آئین شاہانہ لاہور کو دوش بدوش روانہ کیا اور نورجہان کے
باغ مین دفن کیا۔ جب دستور اعظم کو معلوم ہوا کہ اس حال مین نورجہان اپنا خیال نہین چھوڑتی اور
خفیہ شہریار کو نامے لکھتی ہی اور سرانجام مہمات پر رہنمونی کرتی ہی۔ تو اسنے یہ سمجھکر کہ اس سے ایک
خلل عظیم واقع ہوگا ناچار بیگم کو محل بادشاہی سے بلا کر اپنے گھر مین لے آیا اور حزم و احتیاط کے
سبب سے اسکی محافظت مین مبالغہ کیا۔ خواجہ سراؤن کا جانا بند کیا سوا چند معتمد خادمون کے
کسی کو اسکے پاس نہ جانے دیا اور سلطان داراشکوہ شاہ شجاع و سلطان محمد اورنگ زیب
کو اسنے جدا کیا اور صادق خان سے آصف خان خویشی و عمزادگی کا رشتہ رکھتا تھا
اور وہ شاہجہان سے نفاق کے ساتھ متہم تھا اسلئے آصف خان نے ان شہزادون کی
خدمتگاری اسکے سپرد کی کہ اسکے سبب سے شاہجہان اسکی تقصیرات معاف کردے۔
لاہور مین شہریار نے اول ان امیرون پر کہ آصف خان سے اتفاق رکھتے تھے دستدرازی
شروع کی ایسی جس کسی کا نقد و جنس و فیل اسپ ہاتھ لگا اسکو اپنی مجہول نوکرون کو دینا
شروع کیا۔ شہریار کی بے تمیزی کے سبب سے فتنہ جویون نے جو ایسے دن کو خدا سے
چاہتے ہین۔ آدمیون کے خاص کو بادشاہی طویلون کے گھوڑے ہاتھی لے لئے شہریار عیال
اور ناموس امرا کو اپنے گھر مین نظر بند رکھتا تھا اور چند ناہنجار غرض پرستون کی راہنمونی

کشمیر مین شہریار کو جسکا لقب ناشدنی زبان زد خلائق تھا عارضہ داء الثعلب کا ہوا۔ تمام بال داڑھی
اور مونچھون کے اڑ گئے۔ آتش آتشک سے آبلہ زدہ ہو گیا وہ سمجھا کہ ایسے چہرہ کو بے وساطت نقاب
باہر لانا مناسب نہین ہے۔ اور خانہ نشینی بھی قباحت سے خالی نہین۔ جسوقت جہانگیر لاہور کی طرف
روانہ ہوا تو وہ اس سے اجازت لے کر لاہور مین علاج کے لئے چلا آیا۔ نور جہان بیگم کی
مرضی نہ تھی مگر کمال کراہیت سے خواہی نخواہی اسکو روانہ کیا۔ نور جہان نے اپنے مطلب کیلئے
داور بخش پسر سلطان خسرو عرف بلاقی کو شہریار کے آدمیون کے سپرد کر رکھا تھا جو اسکو نظر بند
رکھتے تھے۔ بادشاہ نے شہریار سے داور کو لیکر ارادت خان میر بخشی کے حوالہ کیا نور جہان نے
اسمین دم نہ مارا۔ جب شہریار لاہور کو روانہ ہوا تو جہانگیر سخت بیمار تھا اس نے ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۷ھ کو
منزل جنگر ہتی مین عالم بقا کی راہ لی۔ نور جہان نے اپنا ارادہ جو ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی
بے اختیار ظاہر کیا۔ اول اس نے چاہا کہ بلاقی کو اپنے ہاتھ تلے لائے۔ اور پھر چند دولتخواہون کو
جنسے وہ ہمیشہ پر حذر رہتی تھی مشورہ کے بہانے سے بلا کر بعض کو زندانی اور بعض کو انجہانی
بنائے اور اس طرح خاطر جمع ہو کر فارغ البال اپنے کام مین مصروف ہو۔ جب نور جہان کا ارادہ
بے پردہ ہوا تو آصف خان نے داور بخش کو ارادت خان کے پاس سے بلا کر اپنے پاس مقید رکھا
اور یہ سوچا کہ شاہ جہان بہت دور ہے اور دارا شکوہ و اورنگ زیب و شاہ شجاع
نور جہان کے ساتھ محل مین ہین انکا ہاتھ آنا بھی بے ربط و ضبط کے مشکل ہے اور رسم دیرینہ کا
مقتضا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ ہو تا کہ اجتماع ضروری ہو کر سپاہ و رعیت کے حال پر توجہ
کی جاسکے کہ وہ پراگندہ نہ ہون اور شاہجہان کے آنے تک ملک مین فتنہ و آشوب برپا نہ ہوا۔
اور شہریار کے استیصال کے واسطے دستاویز ہو۔ سلطنت کے لئے مصلحت یہ ہے کہ داور بخش کو
برائے نام بادشاہ بنائین اور آشوب کو مٹائین اور شہریار کے خس و خار کو شاہراہ دولت
سے پاک کرین۔ فوراً بنارسی مشرف فیلخانہ کو مقرر کیا کہ وہ ہوا کے پر لگا خاک پر گذر کر شاہجہان
پاس جائے۔ تنگی وقت نے عرضداشت نویسی کا اقتضا نہین کیا اور حقیقت معاملہ کو زبانی عرض
کیا اور مزید اعتماد کے لئے مہر اپنی اسکو دی کہ وہ شاہجہان کو دے غرض جب تک شاہجہان

مدار علیہ تھا اور در پردہ وہ شاہجہان کا دولت خواہ تھا اُسنے یہ سمجھکر کہ مبادا شہریار
کے نجانے سے اسکے لشکر کو استظہار و اعتقاد ہو - اسکو سمجھایا کہ جبتک لشکر کی خبر نہ آئے
وہان خود جانا مناسب حال نہین ہے - جب لاہور سے تین کروہ پر دریا کے کنارہ دونو لشکر
آمنے سامنے آگئے تو بے اسکے کہ ہنگامہ ستیز و آویز گرم ہوا ور تفنگ چھوٹے یا تیر چلے شہریار کی
فوج فرار ہوگئی - جب شہریار کو بایسنغر خان کی ہزیمت اور لشکر کی پراگندگی کی خبر
آئی تو اُسنے اپنے دولتخانہ مین معاودت کی جسمین وہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اترا
تھا آصف خان نے شہر سے باہر منزل کی - میر افضلخان اُس سے ملنے آیا - اُسنے جو خدمات
شاہجہان کی دولتخواہی شہریار احمق کی لا ابن نصیحت مین کین تھین وہ مشکور ہوئین اسی روز
آصف خان کے کہنے سے شائستہ خان اُسکا بیٹا اور ارادت خان میر بخشی قلعہ کے اندر
گئے اور بادشاہی خزانون اور کارخانون کو ضبط کیا جہانگیر کے معتمد خواجہ سرا فیروز خان
وخدمت خان محل شاہی مین اندر گئے اور شہریار اور اس کی بیوی کو گھر مین سے باہر لائے
اور ایک محفوظ محل مین محبوس کیا - دوسرے روز یمین الدولہ اور تمام دولتخواہ شہر مین آئے اور
شہریار کی آنکھون مین میل کھینچین کہ پھر وہ سلطنت پر میل نہ کرے - خلاصۃ التواریخ سجان سنگھ
عارف مین لکھا ہے کہ جسوقت شہریار کی آنکھون مین میل کھینچی تو یہ رباعی بدیہہ پڑھی

رباعی

ز نرگس گلاب ار چہ بتوان کشید — کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من — بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان یمین الدولہ نے عرضداشت شاہجہان پاس روانہ کی اس مین کیفیت حال
اور بشارت فتح کو تحریر کیا اور بہت جلد بلایا -
بنارسی جو جہانگیر کے مرنے کی خبر لیکر گیا تھا پر لگا کے بیس روز مین ۱۹ ربیع الاول پنجشنبہ
کو جنیر مین جہان شاہجہان تھا پہنچا اول وہ مہابت خان سے ملا جو یہان شاہجہان
کی قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا اور اسکے ذریعہ سے شاہجہان کے پاس وہ گیا

پادشاہی خزانون کے موہنہ کھولدیے۔ خاک سے زیادہ زر کو بے قدر جان کر بے اعتبار
آدمیون مین تقسیم کردیا اور نامناسب آدمیون کو مناصب عالی پر نامزد کرکے بے نسبت
خطاب دیے اسکو یہ تصور تھا کہ انکی کوشش سے مین بادشاہ ہو جاؤنگا چند دنون مین اُسنے
ستر لاکھ روپیہ نقد خزانہ عامرہ پادشاہی کو لٹا دیا جسمین سے شہریار کے برباد ہونیکے
بعد ۴۸ لاکھ روپیہ آدمیون سے بازیافت ہوا اور بچیس لاکھ روپیہ یونہی بھنگ کے بھاڑ
مین گیا۔

شہریار ناکردہ کار نے ناآزمودہ کارون کے ہاتھ مین اپنا کام سپرد کیا بایسنغر خان
پسر شاہزادہ دانیال کو فوج کا سپہ سالار بنایا وہ خواجہ ابوالحسن کی قید سے جہانگیر کی
وفات کے دن بھاگ گیا تھا اور اسکے ساتھ قدیم و جدید لشکر بارہ ہزار ساتھ کیا
اور تمام محاربہ توپخانہ و قورخانہ و فیلخانہ سرکار پادشاہی کہ کشمیر کے جانے کے وقت
جہانگیر نے یہان چھوڑا تھا ہمراہ کیا۔ آصف خان پاس اسوقت تک اس سبب سے تھوڑا تھا
کہ اولیاء دولت نے کشمیر کی راہ کی صعوبت و تنگی کے سبب سے آدمیون کو اپنی جاگیرون
مین بھیجدیا تھا۔ آصف خان پاس کل سپاہ ایک ہزار (عمل صالح مین دس ہزار لکھی) تھی
۱۱ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو لاہور سے تین کوس پر وہ آیا اور ترتیب افواج و تسویۂ صفوف
مین مشغول ہوا۔ داور بخش (بلاقی) کو ایک ہاتھی پر سوار کیا اور طہمورث و ہوشنگ پسران
شاہزادہ دانیال کو دوسرے ہاتھی پر اور محمد داراشکوہ اور شاہ شجاع و اورنگزیب کو
تیسرے ہاتھی پر۔ غرض جرانغار و برانغار و قول و التمش وغیرہ کو ان شاہزادون اور
امراء سے رونق دی شہریار نے بھی اپنا لشکر مقابلہ کے لئے بایسنغر خان کی سپہ سالاری
مین بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ اپنی بیوی کی تحریض سے جو نورجہان کی بیٹی تھی
پیچھے روانہ ہوا۔ دریاے راوی سے عبور کیا۔ افضل خان جہانگیر کے زمانہ مین میرسامانی
کی خدمت رکھتا تھا۔ اس سبب سے وہ کارخانجات کے ساتھ پہلے لاہور مین آیا ہوا تھا
وہ اس زمانہ مین بظاہر شہریار کے ساتھ آشتی رکھتا تھا اور اسکا وکیل اور دل سے آصفخان کا

مانڈو مین آیا اور مالوہ کو اسکے صوبہ دار مظفر خان سے لیکر اُسپر متصرف ہوا۔ اس
حرکت ناصواب سے جو اسکے فتنہ اندیش دل مین باتین تھین وہ ظاہر ہوگئین۔ جب سرحد
گجرات پر شاہجہان آیا تو ناہر خان مخاطب بہ شیر خان کی جو اس صوبہ کے عمدہ
تعیناتیون مین سے تھا عرضداشت آئی کہ اس وقت سیف خان صوبہ دار احمد آباد
باطل ارادہ رکھتا ہے۔ شاہجہان نے احمد آباد کی صوبہ داری شیر خان کو مرحمت
کی اور سیف خان کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بطریق نظر بند رکھے نواب ممتاز زمانی
کی حقیقی بہن جو ایک ہی تھی وہ سیف خان کی بیوی تھی اُسنے اپنے بہنوئی کی
سفارش شاہجہان سے کی اُسنے خدمت پرست خان کو بھیجا کہ سیف خان کو احمد آباد
سے ہمارے پاس لے آئے اور شیر خان سے کہدے کہ اسکو کوئی گزند اور آسیب
نہ پہنچے اور فرمان صوبہ داری احمد آباد کا شیر خان کو دیدے شاہجہان کوچ
بہ کوچ چلکر دریاے نربدہ پر آیا اور بابا پیارہ کے گھاٹ سے اُترا اور قصبہ
سیوپور مین قیام کیا۔ ہر منزل مین صوبہ گجرات کی تعیناتی زمین بوس ہوتے۔
۱۱ ربیع الاول کو جشن قمری ہوا۔ شاہجہان کی عمر کا ستائیسوان سال ختم
ہوا۔ اور اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔ اس روز مبارک مین دلیر خان بارہہ
زمین بوس ہوا اور اس دن شیر خان کی عرضداشت شاہجہان کے پاس
آئی جسمین لکھا ہوا تھا کہ گجرات کے ہندو ساہون کی چٹھیون سے معلوم ہوا
کہ دارالسلطنت لاہور مین یمین الدولہ اور تمام دولتخواہون نے حوالی لاہور
مین ناشدنی (شہریار) سے جنگ کی اور اسکو شکست فاحش دی وہ حصاری
ہوا اور اپنے پاؤن سے زندان مکافات مین گیا۔ اس مژدہ کو سُنکر شاہجہان
نے شادیانے کے نقارے بجوائے۔ خدمت پرست خان احمد آباد سے سیف خان
کو لے آیا۔ وہ بیمار تھا بادشاہ کی جرم بخشی سے شفا ہوگئی حوالی سورت
مین جو توابع گجرات سے ہے میر شمس الدین آیا وہ قلعہ سورت کا صوبہ دار

اور جہانگیر کے واقعہ ناگزیر کا حال سنایا اور آصف خان یمین الدولہ کی انگوٹھی پیش
کی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر رویا اور مراسم عزاداری کرنی چاہتا تھا۔ کہ
مہابت خان اور دولتخواہون نے کہا کہ اب اسکا وقت نہین ہی۔ مناسب یہ ہے کہ بہت
جلد اورنگ خلافت کی قرارگاہ پر چلیئن کہ ارباب البغی و عناد پر فتنہ و فساد کی راہ بند
ہو اور رعایا و زیر دستون کو شورش پرستون سے امان ہو۔ شاہجہان نے ان
باتون کو منظور کیا اور ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو صوبہ گجرات کی راہ سے دار الخلافہ
آگرہ کی طرف راہ لی اور امان اللہ و بایزید کے ساتھ منشور آصف خان پاس بھیجا
کہ بنارسی پہنچا اور مین گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کو روانہ ہوا۔ جان نثار خان کو
خان جہان لودی کے پاس بھیجا کہ اسکو یہ مژدہ سنائے کہ وہ بدستور سابق دکن
و خاندیس و برار کی صوبہ داری پر سرافراز رہا اور اسکی مخفیات ضمیر پر مطلع ہو کر ہمسے
عرض کرے۔ برہانپور مین نثار خان آیا۔ خانجہان نے شاہجہان کی مہربانی کا خیال
نہین کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ نظام الملک سے موافق اپنے مطلب کے عہود و مواثیق
ایمان مغلظ کے ساتھ کر لئے اور ساری ولایت بالا گھاٹ اسکے حوالہ کی۔ سپہدار خان
نے کہ قلعہ احمدنگر کی ضبط و حراست کا عہدہ رکھتا تھا قلعہ کے حوالہ کرنے مین خانجہان کے
نوشتہ کو نہ مانا اور سب جاگیردار اسکے نوشتون کے مطابق اپنی اپنی محال جاگیر
چھوڑ کر برہانپور مین آئے اور ایسی مملکت مفت و رائگان نظام الملک کے
تصرف مین آئی اور اسنے جان نثار خان کو بغیر عرضداشت کے رخصت کیا۔
اور اپنے فرزندون کو سکندر دوتانی اور ایک جماعت افغانون کے حوالہ کیا جو
اسکے ساتھ نہایت اتفاق رکھتے تھے اور خود برہانپور سے چلا۔ بندہائے بادشاہی
مین سے مثل راجہ رگھوسنگھ و راجہ جے سنگھ وغیرہا کو ساتھ لیا۔ ان راجاؤن نے اپنے
شر سے بچنے کے لیے بالضرورۃ اسکے ساتھ موافقت کی تھی۔ جب انہون نے شاہجہان
کے آنے کی خبر اجمیر مین سنی تو وہ اُس سے جدا ہو کر اپنے وطنون کو چلے گئے۔ وہ

پیادہ پا روضہ پر تشریف لے گیا اور مراسم زیارت کو ادا کیا اور مرقد مبارک کی غربی سمت میں نذر مین کے موافق ایک مسجد گیارہ محراب کی طول میں ۵۵ گز اور عرض میں ۱۰ گز بنوانے کا حکم دیا اور صحن کا طول ۲۶ گز اور عرض ۱۴ گز قرار پایا سنگتراشون کو حکم دیا کہ وہ اسکو بالکل سنگ مرمر کی بنا دین۔ صوبہ اجمیر مین اور اسکے نواح کی صوبہ داری مہابت خان کو مرحمت ہوئی۔

مشرقی مورخون کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض مضامین تاریخ کے اول تمہیدات لکھتے ہین گو اسکو تاریخ سے علاقہ نہین ہوتا مگر انمین فلسفیانہ و عاقلانہ مضمون ہوتے ہین جو دلچسپ معلوم ہوتے ہین انہین ہم بھی کبھی کبھی نقل کیا کرتے ہین۔ ایسی تمہیدین ابو الفضل نے نہایت دلچسپ پر تکلف لکھی ہین انکا ترجمہ کیا ہے۔ بادشاہنامہ مین بھی اسکی تقلید مین بعض مقدمات لکھے ہین۔ جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہوگا۔

داد ار بیہمال و آفریدگار بے مثال نے اپنی قدرت کاملہ سے افراد نوع انسان کو قوت شہوی اور غضبی کا محل بنایا ہے کہ ایک کے واسطہ سے وہ جلب منفعت اور دوسرے سے . . . . دفع مضرت کیا کرے یہی قوا اسکی زندگی کا سرمایہ اور پائندگی کا پیرایہ ہے۔ شہوت و غضب کی تیزی و تندی سے اپنا فائدہ گو اسمین دوسرے کا نقصان ہو حاصل کرتا ہی اور اپنی مضرت سے جسمین دوسرے کا نفع ہو بچتا ہے یہی عدم کو الف اور وجود مخالف کا سبب ہے جس سے مصلحت تمدن مین اختلال ہوتا ہے جسمین کارگذاری اور مددگاری ایک دوسرے کی ہوتی ہے اور عقدہ نظام عالم کا حل ہوتا ہے اور بنی آدم کا قوام اور اس مخالفت فطری کا رفع اور مخاصمت جبلی کا دفع عدالت وسویت جزمی پر منوط ہی اور اتحاد و وداد دہری پر مربوط۔ اور اس شان کبیر و امر عسیر کی تیسیر نہین ہوسکتی بغیر قہرمانی بادشاہ کے کہ کلاہ قہر الہی سر پر اور قبا ہے نیرو ظل الہی کی سر پر رکھی اور ایزدی قہاری وغفاری کا مظہر ہو اور ملک رانی

مقرر ہوا۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو تالاب کانکریہ مین جو شہر احمد آباد سے باہر ہے
شاہجہان آیا۔ شیر خان صوبہ دار گجرات کا اضافہ دو ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا
ہوکر پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا اور خواجہ جہان کو یہان دیوان مقرر کیا۔ مرزا
عیسی ترخان کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری ملی اور منصب مین دو ہزاری ہزار و سہ صد سوار کا
اضافہ ہوکر منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار و پانصد سوار ملا اور اس طرف رخصت
کیا اور معتقد خان و جمال لوہانی و سید مبارک کو منصب دیکر احمد آباد مین چھوڑا اور سید
دلیر خان کو اور چند اور احمد آباد کے تعیناتیون کو ساتھ لیکر ۲۵ کو دار الخلافہ
آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور خدمت پرست خان کو لاہور جانے کا حکم ہوا۔ اور
اسکے ہاتھ جمہور کے نظام . . . و کل مصلحت پر نظر کرکے فرمان اپنے ہاتھ سے لکھ کر
آصف خان یمین الدولہ پاس بھیجا کہ ناشدنی (شہریار) و بلاقی اور اسکا بھائی گرشاسپ و
شہزادہ دانیال کے بیٹے طہمورث و ہوشنگ نابینا کئے جائین اور یہ پانچون آدمی
اگر ہو سکے تو ہمارے پاس بھیجے جائین ورنہ جہان انکا مقر ہے وہین بھیجے جائین۔
خدمت پرست خان ۱۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو یہ فرمان لیکر آصف خان پاس
لاہور پہنچا۔ اسی روز یمین الدولہ نے ممبر پر شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور بلاقی
کو ایک روز مناسب محل مین محبوس کیا۔ ۲۵ کو ان پانچون شہزادون کو وادی فنا کا [illegible]
جب شاہجہان ولایت رانا مین آیا تو رانا کرن نے از روے اخلاص و عقیدت
استقبال کیا اور ۴ جمادی الاول کو مقام گوگندہ مین ملازمت کی جہان پہلے اسکے باپ
رانا امر سنگہ نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے اسکو پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار
کا منصب دیا اور اسکے تیول پیشین برقرار رکھی ۵ کو کنار تالاب مانڈل مین جشن
شمسی وزن ہوا۔ عمر کی ۲۶ سال کی انتہا اور ۲۷ سال کا آغاز تھا۔ ۱۷ جمادی الاول
کو اجمیر مین شاہجہان آیا اور انا ساگر کے کنارہ پر عمارات جو جہانگیر کے حکم سے تمام
تیار ہوئی تھین انمین وہ تشریف فرما ہوا اور اپنے باپ دادا کی آئین کے موافق

ایک ہاتھی پر سوار دونو طرف اپنے ہاتھون سے روپیہ پھینکتا ہوا آیا چھوٹے بڑے
اُسکے دیدار کے لئے گھر سے بازار مین آگئے اشاعت جلوس کی ساعت بارہ روز بعد
ٹھیری اس لئے شاہ جہان اپنے اُسی محل مین دس روز رہا جسمین ایام شاہزادگی
مین رہتا تھا۔ بارھوین روز ۸ شہر جمادی الثانی ۱۰۳۷ سنہ مطابق ۶ فروری ۱۶۲۸ سنہ
کو گھوڑے پر سوار ہوکر دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبر آباد مین آیا اور ساڑھے تین گھڑی بعد
سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ ارباب سیف و قلم و اعیان دولت و حشم نے مبارکباد
دی اور زر و گوہر نثار کئے اصحاب عمائم کے جیب و دامان پادشاہ کی خیرات سے پر ہوئے
ایک مبارک جشن ہوا۔ رامشگرون نے اپنے نغمہ باربدی سے قلب کو راحت دی اور
قالب کو روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمہ حسن سے چشم و گوش کو آپس مین رشک دلاتے تھے
ساری مجلس بخار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ منبرون پر پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے
حمد و نعت کے بعد اس پادشاہ کے خاندان کے دس پادشاہون کے نام صاحبقران
سے شروع کرکے لئے اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار
اسکو مرحمت ہوا۔ سکہ لگا۔ اشرفی و روپیہ کے ایک رُخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی
خلفاء راشدین اور دوسرے رخ مین پادشاہ کا القاب منقش ہوا اور خطاب ابو المظفر
شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے
فرامین اور مہر اوزک مزین ہوئے اور تمام ممالک محروسہ مین قاصدون کے ہاتھ
وہ بھیجے گئے۔ مہر اوزک مین جہانگیر کے نام تک۔ باپ دادا کے نام کندہ تھے
اُسکا نام نہ سپہر شہود تھا اب اس پادشاہ کا نام بھی ہسپہر مین مندرج ہوکر نہ سپہر کا
مرکز بنا۔

جیسا جشن شاہانہ دربار مین ہوا۔ ایسی ہی محل مین مجلس پادشاہانہ و محفل ملکانہ۔۔۔
ممتاز الزمانی بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہان کے سر پر سے
نثار کئے۔ اور پیشکش جو ایسے پادشاہ کے لئے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی

کے آداب کی تعظیم و وظائف کاردانی کی تقدیم اور حدود سیاست و احکام معدلت
کی اقامت جہان کو آباد رکھتی ہے۔ مراسم دادگستری کا امضا اور لوازم جہان پروری
کا اجرا لے مراتب مظلوم نوازی و ظالم گدازی کی کفایت دلوں کو شاد رکھتی ہے ہمیشہ
جہان کشائی کی . . . ہمدمی جہانیوں کی امن و آسائش میں مبذول ہوتی ہے اور اس کی
رائے گیتی آرا نے عالم ملکوت کی سفیر ہوتی ہے اور اسرار ملک کے جام جہان نما گرفتاروں
کی آزادی پر اور فسادگروں کی اصلاح پر مصروف وہ عالم حیران زدہ کو آبیاری معدلت
سے ایسا سرسبز کرتی ہے کہ پھر او سپہر پژمردگی نہیں آتی باد جہان کے شورش کدہ سے
بیداد کی گرد کو ایسا ہٹا دیتا ہے کہ کسی دل پر غبار کدورت نہیں بیٹھتا وہ جہانبانی کی اشغال
بے پایان کو نیروے الٰہی سے انصرام کو پہنچاتا ہے اور فرمانروائی کے بار گران کو دوش
ہمت گران بار پر اوٹھاتا ہے چہرہ وفا کو ناخن عذر سے نہیں چھیلتا ہے اور حرف خلاف
کو دل صفا منزل کی لوح سے کزلک نفاق سے نہیں تراشتا ہے وہ حقیقت سلطانی کو
پاسبانی ہمہ جانتا ہے۔ غرض امور جہانبانی کو شبانی ہمہ جانتا ہے وہ تیرہ دلوں کو
اپنے ارشاد کے فروغ سے روشن اور پژمردہ خاطروں کی نسیم احسان سے گلشن بناتا ہے
وہ مصاف اس لئے کرتا ہے کہ غمزدہ کے دلوں کو غبار محنت سے صاف کرے اور تیغ خونریز
غلاف سے اسلئے نکالتا ہے کہ خنجر فتنہ کو نیام میں کرے جس سلوک میں بمقتضاے خلافت الٰہی
خویش کو بیگانہ پر اور تردد یا کو دور پر رجحان نہیں دیتا اور بہ اقتضاء ظل الٰہی افاضہ فاضل
میں بد و نیک و دوست دشمن کے ساتھ یک معاملہ کرتا ہے۔ سب احوال میں اہل فضل و ہنر کو
جہانبانی کی ضروریات میں شمار کرتا ہے اور اس طبقہ کی مراسم عزت اور اس طائفہ کی لوازم
معیشت کو انکی درخور حالت انجام دیتا ہے تاکہ اسکے صیت فضیلت دوستی و صوت ہنر پروری
کو سنکر کل بلاد کے دانا اپنے دل کو مواطن و مساکن کی محبت سے خالی کرکے رہ نوردی کی
محنت و تعب اوٹھا کر حصول مطالب کا سرمایہ جانیں اور اسکی تختگاہ میں آئیں [illegible] اس
نشان کا آئینہ شاہجہان ہے وہ روز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولی سنہ [illegible] دار الخلافہ [illegible]

اور روشن رای بیگم و ثریا بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور
شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ
مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائین۔

جب شاہ جہان نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی
شریعت محمدی کا جسمین کچھ خلل پڑ گیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول حکم اُسنے یہ دیا کہ
سجدہ کرنے کی تعظیم کا جو حقیقی سزاوار ہے اب آیندہ کوئی دوسرے کے لیئے اپنی
پیشانی کو خاک مذلت پر نہ رکھے۔ یعنی اکبری عہد مین بادشاہ کو جو سجدہ کرنیکا دستور تھا
وہ موقوف کیا۔ مہابت خان خانخانان نے معروض کیا کہ جہان آفرین نے نظام
عالم کے لئے اپنے بندون کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت مین متفاوت پیدا کیا ہی ایک
کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری اور پایہ بلند فرمان
گذاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم پذیری
اور فرمان برداری کے لئے پیدا کیا اور ہر ایک کو استعداد کے اندازہ اور حالت
روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے اتمام مین محمد و معاون بنایا ایسی ہی مراتب
تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو بہ پرہیزگاری اور
احکام الٰہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہے تو اوسکی جگہ زمین بوس
مقرر کیا جاے جسنے مخدوم خادم مین اور رئیس مرؤس مین اور سلطان رعیت
مین استقامت امور جمہور کے لیئے امتیاز ہو۔ بادشاہ دین پناہ نے اُس کی
ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونو ہاتھ زمین پر لگا کے پشت دست پر
بوسہ دین اسکا نام زمین بوس رکھا گیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی
تھی اسلیے بھی موقوف کرکے تسلیم چہارم مقرر کی جسکا بیان آگے آئیگا لیکن سادات
کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہین اور فضلا اور صلحا اتقیا اور درویشان پرہیزگار اور زہاد
نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جو وقت

اور ایسی ہی جہان آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ نے جو شاہجہان کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی
نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے۔ معماشگافون نے انی جاعل فی
الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہان بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین محمد شاہجہان صاحب
قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے مین یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ و اعتلا عطیہ
یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شعر طرازون نے یہ رنگین تاریخین لکھین۔

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم جلوس شاہجہان دادہ زیب ملت و دین	در جہان بادتا در جہان باد شد شاہجہان بادشاہ جہان

(زینت شرع) (خدا بحق دار داد) (دوشنبہ بیست و ہشتم بہمن) اس
خاندان کا دستور ہے کہ بادشاہ ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت
فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت آشیانی کا نصیر الدین اور عرش
آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہان کا لقب بعد
اورنگ نشینی کے آصف خان نے شہاب الدین مقرر کیا اور اُس پر صاحب قران ثانی
کا اضافہ اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور سے بہت مشابہت ہے۔
بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھہ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دئیے اور دس لاکھ
روپیہ سالیانہ اسکا مقرر کیا اور جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپیے
بخشش ہوئے اور چھہ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ
خزانہ سے نقد دیا جاے اور نصف روپیہ کی جائداد دی جاے۔ اور ممتاز الزمانی
کو آٹھ لاکھ روپیہ اسلئیے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ و شاہ شجاع اور اورنگ زیب
لاہور سے آئین تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ انمین اس طرح تقسیم کیا جائے کہ دارا شکوہ کو
دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگ زیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش و لطف اللہ۔ اور

انعام مرحمت کرتے ہین۔ یہ ہماری عنایتین تم کو مبارک ہون آپ اس منصب سے زیادہ کے
مستحق ہین۔ بادشاہ نے ۲۰ لاکھ روپیہ عطا کیا جنمین سے سات لاکھ روپیہ کی تفصیل او پر لکھی
گئی کہ اہل خانہ و شاہزادون کو دیا اور بارہ لاکھ روپیہ سادات و مشایخ و فضلا و علما
و شعرا و غیرہما کو عطا کیا اور منصب و خطاب ان امرا کو جو موجود تھے مرحمت کیئے۔ مہابت خان
کو منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب خانخانان
و سپہ سالاری و علم و نقارہ و تومان و توغ اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع ساز نقرہ و طلا
و مادہ فیل و چار لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوئے وزیر خان کو جو وزیر تھا منصب پنجہزاری
ذات و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ سید
مظفر خان بارہ ہتھوری کو منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار و انعام ایک لاکھ روپیہ
اور اور سامان امارت اور دلاور خان بریج کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار و پانصد سوار و
پچاس ہزار روپیہ اور بہادر خان روہیلہ کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار سوار و پچاس
ہزار روپیہ انعام سردار خان کو منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار انعام تیس ہزار
روپیہ۔ راجہ بیٹھلداس پسر راجہ گوپال داس گور کو جو ایام شاہزادگی سے رفیق تھا اور
اپنے ایک بیٹے بلرام کی جان کو اپنے ولی نعمت کی خیر خواہی مین فدا کر چکا تھا منصب
سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار اور انعام تیس ہزار روپیہ اور مرزا مظفر کرمانی کو منصب سہ
ہزاری ذات و ہزار و دویست و دو سوار انعام تیس ہزار روپیہ راجہ منروپ ولد راجہ جگناتھ
کچھواہہ کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار انعام پچیس ہزار۔ قلیچ خان کو منصب دو ہزار
و پانصدی دو ہزار سوار انعام پچیس ہزار روپیہ۔ خواجہ قاسم سعید امانی کو منصب دو ہزار و
پانصدی ذات و ہزار و بست و دو سوار انعام پچیس ہزار روپیہ رضا بہادر مخاطب
بخدمت پرست خان کو منصب دو ہزاری ذات و ہزار و دویست سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ
انکے سوا یوسف محمد خان تاشکندی و جان نثار خان و لہراسپ خان ولد مہابت
خان خانخانان و دیانت خان دشت بیاضی یکہ تاز خان نصیب شیرانی۔ تر خان وغیرہ

پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کریں اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھیں۔
آصف خان یمین الدولہ ابھی لاہور میں تھا اُسکو بادشاہ نے یہ فرمان جسکا
ترجمہ یہ ہی لکھا ہی اپنی ہاتھ سے تحریر کرکے بھیجا۔

دانائے رموز سلطنت عظمیٰ واقف اسرار جلالت کبریٰ۔ سرخیل یکرنگان وفادار
سالار یکجہتان حق گذار۔ کارفرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم۔ زبدہ خوانین عالی
شان قدوۂ امرائے بلند مکان۔ عضد الخلافہ یمین الدولہ۔ عموئے دانا آصفخان
امان حضرت ملکستان میں رہ کر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۲۵
ماہ بہمن موافق ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ کو دار الخلافہ اکبرآباد میں تخت سلطنت پر
میمنت جلوس کیا اور آپ نے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے وہی
لقب ہم نے قرار دیا۔ ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی خطبہ
میں درج ہوکر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا۔ **بیت**

للہ الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید۔

ہم امیدوار ہیں کہ کل ہندوستان کی پادشاہی کہ محض اپنے کرم سے اُس نے ہم کو
عنایت کی ہے ہم کو اور تمکو مبارک ہو جو اس دولت میں شریک ہیں روز بروز
فتوحات تازہ اولیائے دولت کو نصیب ہوں۔ خدمت پرست خان نے
جمعہ کے آخر دن کو تمہاری عرضداشت پہنچائی اور عرض کیا کہ تم نے مقرر کیا ہے
کہ روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ بہمن کو وہان سے روانہ ہوا اور روز جمعہ ۱ ماہ اسفندارمذ
کو ہماری ملازمت سے مشرف ہو اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا زمانہ قریب ہے
اس سے ہم خوش ہوئے۔ تمہاری یہ قرارداد کہ شاہزادوں کو اپنی ہمراہ لائیں اور
خواجہ ابو الحسن کو لاہور میں چھوڑیں مستحسن معلوم ہوئی وہ خلعت جو جلوس کے دن مہیا
تھا وہ تمہارے لئے بھیجتا ہوں۔ آپ عمو کو بالفعل منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت
ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ہم عنایت کرتے ہیں اور سوا اسکے بندر لاہری بطریق

ہوا۔ اسکی خدمات نمایان کا بیان بھی ہو چکا ہے۔ راجہ گوپال داس کور جو اپنے بیٹے
بلرام سمیت جنگ ٹھٹھہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بیرم بیگ ترکمان جسنے ابھی
بیٹے حسن بیگ کے ساتھ ساحل دریائے گنگ و جمن پر میدان جنگ مین جان دی۔
محمد تقی سمسار مخاطب بشاہ قلی خان۔ شیر خواجہ۔ عابد خان پسر خواجہ نظام الدین
احمد بخشی حضرت عرش آشیانی نے اکبرنگر کی یورش مین جان فدا کی۔ علی خان
ترین جنگ ٹھٹھہ مین قتل ہوا۔ شاہ بیگ خان نے قلعہ برہان پور کی یورش مین جان
دی۔ خان قلی بہادر برادر کلان قلیچ خان و محمد خان ہمہند و رحیم خان کاکر
مع اپنے بیٹے اللہ داد کے جو عابد خان۔ جمال خان۔ رستمی خان برگی کے ساتھ
نواحی کانگرہ مین جان سپر ہوئے۔ حسن بیگ بدخشی و شیر بقا۔ سید عبدالسلام و
صالح بیگ فوجدار جسنے پرگنہ پیلا دمین جان دی۔
جہانگیر کے زمانہ مین جو منصبدار بدستور بحال رہے انکے نام یہ ہین۔
یمین الدولہ صاحب صوبہ لاہور و ملتان۔ خان جہان لودی ناظم دکن و برار
و خاندیس۔ اعتقاد خان صوبہ دار کشمیر۔ باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اڑیسہ۔
جو منصبدار معزول ہوئے۔ مرزا رستم صوبہ دار بہار جسکی جگہہ خان عالم مقرر
ہوا۔ خواجہ ابو الحسن ناظم کابل و ظفر خان اسکا بیٹا جو نائب تھا لشکر خان
اسکی جگہہ مقرر ہوا سیف خان صوبہ دار احمد آباد جسکی جگہہ شیر خان مقرر ہوا۔
مظفر خان حاکم مالوہ جسکی جگہہ خان زمان ولد مہابت خان مقرر ہوا۔ جہانگیر قلیخان
ولد خان اعظم الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا اوسکی جگہہ جان سپار خان
ہوا۔ اختیار خان ناظم دہلی اسکی جگہہ قلیچ خان مقرر ہوا۔ یہ نام جو امرا او منصبدارون
کے لکھے ہین انہین کے کام شاہجہان کی سلطنت کے سارے کام ہین
اس سبب سے کہ معاملات دینیہ و مہمات دنیوہ کا ربط اور اوامر سبحانی کو
احکام سلطانی کا ضبط بغیر اس کے نہین ہوتا کہ امرائے زمان مین سے ایک

ابراہیم حسین خان مخاطب برحمت خان وزبردست خان خواجہ برخوردار وحیات
ولد علیخان ترین وجیت سنگہ راٹھور سیورام گور وسیام سنگہ سیسودیہ ونوبت خان
وجہان خان کاکر وخنجر خان وعلاول ترین وتشریف خان وعثمان رتہیلہ عم بہادر خان
واہتمام خان وترکتاز خان وحبیب سور ورشید خان خواجہ سرا +
اب اُس جماعت کے نام لکھے جاتے ہین جو جہانگیر کے زمانہ مین منصب رکھتے تھے انمین بعض
منصب سابق پر بحال رہی بعض کا اضافہ ہوا - خان عالم - قاسم خان جوینی لشکر خان
راجہ جے سنگہ نبیرہ راجہ مان سنگہ - سید دلیر خان بارہہ - راجہ بھارتہ بندیلہ - مرزا خان
ولد شاہ نواز خان بن عبد الرحیم خانخانان مصطفی بیگ مخاطب ترکمان خانی
بابو خان کرانی - سید بہوہ - علی قلی درمن - بہار سنگہ بندیلہ - نور الدین قلی سید یعقوب
بخاری - جگمال ولد کشن سنگہ راٹھور سید عالم بارہہ - راجہ دوارکا داس کچھواہہ - راجہ
بیر نرائن - سردار خان پسر لشکر خان - ان سب کو ہزاری سے زیادہ منصب ملا تھا -
شاہجہان نے اپنے ایام شاہزادگی کے رفیقون کو خلعت وانعام ومنصب سے سرفراز
کیا انکے نام یہ ہین جنکو ہم بطور یادگار لکھتے ہین - وزیر خان جو وزیر تھا سید مظفر خان
بارہہ - اسلام خان بخشی - معتقد خان - دلاور خان - بہادر خان - سردار خان
راجہ بیٹھلا داس گور - مرزا مظفر کرمانی - راجہ منروپ قلیچ خان خواجہ قاسم سید ابی
رضا بہادر مخاطب بہ خدمت پرست خان - یوسف محمد خان تاشکندی جان نثار خان
اخلاص خان - خواجہ میان جوانی - اعتماد خان - خواجہ یکہ تاز خان - زبردست خان -
نوبت خان - شرزہ خان - اہتمام خان - ترکتاز خان - رشید خان خواجہ سرا -
سید احمد - منیر خان - کلید لیخان خواجہ سرا - اب ہم اُن وفاداروں کے نام لکھتے ہین جو بادشاہ کی شہزادگی کے
دنون مین اسکے اخلاص و وفا کے سبب سے لڑائیون مین دُنیا سے رخصت ہوگئے - راجہ بھیم پسر رانا
امرسنگہ جسکو خطاب مہاراجگی دیا گیا تھا جس کی مردانہ موت کا ذکر پہلے لکھا گیا ہے جسکا نام سندر داس
تھا - جس کا خطاب راے رایان ہوا - اور بعد ازان راجہ بکرماجیت

اور دین الٰہی کی ترویج کے ۳۴ سالی کو ۳۴ سال لکھنا خردمند قبول نہین کرتا اس لئے اُنکی
[illegible]
سال و ماہ قمری کو جسپر تاریخ ہجری مبنی ہے [illegible]
کے دس فرمان روا ہوے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر دس سال کو ایک ورق قرار دین
پس اس بادشاہ کی تاریخین اس قاعدے کے موافق سال اول از ورق اول اور سال [illegible]
دور دوم سمجھنا چاہیے۔ اگرچہ بادشاہ ۸ ماہ جمادی الثانی کو تخت پر بیٹھا تھا لیکن
مہینے کی پہلی تاریخ سے ابتدای سال ہوتی ہی اسلئے تمام ممالک محروسہ مین فرمان جاری ہوے
سال جلوس کی ابتدا غرہ جمادی الثانیہ سے سمجھنی چاہیے۔

بادشاہ کا قد اوسط — خردی و بزرگی مین میانہ۔ رنگ گندم گون پیشانی کبرو
صغر مین معتدل۔ اُسکے دائین طرف ایک خال۔ ابرو فراخ کشادہ۔ چشم کی تنگی و فراخی
مین اعتدال اور سیاہی و سفیدی مین کمال۔ پتلی نہایت سیاہ۔ دائین آنکھ کی پشت
پر ایک خال۔ ناک سیدھی بائین آنکھ اور ناک کے درمیان ایک مسا۔ کان متوسط۔ چہرہ
مین کمال اعتدال ہونٹ نہ موٹے نہ پتلے۔ دانت خردی و کلانی مین اعتدال رکھتے
ہین اور آپس مین خوب ملے ہوئے۔ زبان زیادہ تر فارسی زبان مین باتین کرتی ہے
اور ہندوستانیون سے ہندوستانی بولتی ہے۔ بادشاہ نے نواب خدیجہ الزمانی
رقیہ سلطان پاس پرورش پائی ہے اور وہ ترکی بولتی تھی اسلئے بہت سے ترکی
لفظ بھی بادشاہ کو یاد ہین مگر اُسکے بولنے کی مشق نہین ہے۔ جہانگیر نے ایک دن
مہربان ہو کر فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ خرم مین کیا عیب ہے تو مین
یہ عیب کہون کہ وہ ترکی زبان نہین جانتا۔ شاہجہان نے اس اپنے عیب کو دور نہین
کیا۔ ڈاڑھی و مونچھین سیاہ رنگ۔ دونو کے رکھنے مین شریعت کا پابند۔ مونچھین
ترشواتا۔ ڈاڑھی یکمشت و دو انگشت رکھتا۔ سینہ فراخی و تنگی مین میانہ۔ ہاتھ کوتاہی
و درازی مین نہایت معتدل۔ ہتیلی کشادگی و نرمی مین متوسط۔ انگلیان درازی
و کوتاہی و نرمی و درشتی مین متوسط۔ ہر ایک انگلی پر ایک خال۔ پاؤن معتدل

جزو کو جو کسی مشہور سانحہ عظیم کا مورد ہوا ہو جیسے کہ تجدید ملت یا حدوث دولت اور
حوادث و وقائع کا مبداء مقرر کرین۔ ورود احکام اور ناسخ و منسوخ و ضبط انساب
و ام الہم و حفظ اوقات وغیرہ کے زمانہ کا تعین کرنا ایک زمانہ کے آغاز کے تشخیص مقرر کرنے
کے بغیر مشکل ہے وسلوک درسائل بدون تاریخ کے دشوار ہیں ازینرو تمام امم سابقہ اور
اقوام سابقہ نے تعیین وقائع و حوادث کے لئے ایک مبداء قرار دیکر معاملات
دینی و دنیوی کا مدار اُسپر رکھا ہے جسکو عربی زبان مین تاریخ کہتے ہین۔ اول ہبوط
آدم کو پھر بعثت نوح کو بعد اسکے طوفان کو پھر بعثت ابراہیم کو اس سے پیچھے بعثت
یوسف اسکے بعد بعثت موسیٰ کو پھر بعثت سلیمان کو پھر بعثت عیسیٰ کو اور حضرت عیسیٰ
اور آنحضرت کے درمیان کہ زمانہ جاہلیت تھا فرزندان اسمٰعیل نے کعب بن لوی
کے مرگ تک بناء کعبہ کو بعد ازان عام الفیل کو تاریخ بنایا اور اہل فارس ہر تاجدار کے
جلوس کو تاریخ اعتبار کرتے ہین اور ہندوستان مین بھی پہلے یہی طریقہ جاری تھا
مسلمانون نے تاریخ ہجری وضع کی اسکے واضع فاروق اعظم ہین۔ بعض عمال کے
مکاتیب بے ضبط تواریخ کے آتے تھے اور ایسے معاملات کی تنقیح جیسی کہ ہونی
چاہیئے نہین ہوتی تھی۔ امیر المومنین نے ہرمزان موبد فرس سے پوچھا کہ مجوس کس
چیز سے حفظ اوقات کرتے ہین کیا کہتے ہین اسنے جواب دیا کہ ماہ روز جسکا معرب
مورخ ہوا اور اُس سے تاریخ کا اشتقاق ہوا اس سبب سے کہ نوروز سے عالم افروز
ہوتا ہے رات دن برابر ہوتے ہین ہوا مین اعتدال ہوتا ہے باغ و راغ کو
پھل پھولون سے زینت ہوتی ہے اور کوہ و صحرا مین درخت سرسبز ہوتے ہین اور
زمین کی آرائش سبزہ سے ہوتی ہے۔ یہ زمانہ تمام زمانون مین ممتاز ہوتا ہے
اسلئے اکبرنامہ اور جہانگیرنامہ مین سال کا آغاز فروردین سے شمار ہوا۔
بادشاہ آئین احمدی و طریق محمدی کو رواج دینا چاہتا تھا اس لئے اوسکے دل
مین آیا کہ ۳۲ سال شمسی و ۶ روز و ۵ ساعت نجومی برابر ۳۳ سال ہلالی کے ہوتے ہین

احوال کا کماں تجسس کرنا چاہیے تاکہ مقربان حضور و حکام صوبجات اور انکے پیشکارون
کی بد و نیکی کی مکافات کیجائے اسکے انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ جو اور بادشاہ اپنی
ساری عمر مین بخشش کرتے یہ ایک اپنے جشن مین دولتخانہ کے اندر خرچ کرتا۔ بادشاہ کبھی کوئی
بات ایسی جسمین کوئی قباحت یا رکاکت ہو لی زبان پر نہین لاتا اور کسی کے مُنہ پر ایسی بات
نہین کہتا کہ اُس سے دوسرا آدمی منفعل و خجل ہوتا۔ ہتک حرمت و خرق عزت کا دخل
نہوگیا ہے۔ بادشاہ خوش بیان تھا۔ خوش خط تھا۔ اکثر اوقات شاہزادون یا
امیرون کو مہمات ضروریہ مین اپنی ہاتھ سے فرمان لکھتا۔ کبھی عنوان منشور پر جو منشی لکھتے
اپنے ہاتھ سے چند سطرین لکھ دیتا۔

بادشاہ کچھ اپنا وقت عبادت آلہی مین کچھ استراحت بدن مین کچھ شکار مین کچھ حوادث
امور مین جو انسان کی زندگی و پایندگی کے لئی ناگزیر ہین صرف کرتا ہے اسکی اوقات عفلت
سے منزہ و عطلت سے معرا ہین۔ اوقات شبانروزی کو اس طرح قسمت کیا ہے کہ آخر
شب مین طلوع فجر سے دو ساعت پہلے جاگتا ہے اور وضو کرتا ہے اور معبود حقیقی کی پرستش
کے لئی تیار ہوتا ہے۔ اکبرآباد مین خلوتگاہ مین ایک مسجد ہے اسمین قبلہ کی طرف منہ
کرکے بیٹھتا ہے اور خدا کی عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے کہ نماز کا وقت آتا ہے تو ادا
سنت و فرض کرتا ہے او مصلے پر بیٹھکر دعائین اور وظیفہ پڑھتا ہے اور پھر حرم سرا
مین جاتا ہے جب دو تین گھڑی دن چڑھتا ہے تو وہ جھروکہ درشن مین آنکر بیٹھتا ہے
جسکے آگے ایک وسیع میدان ہے اسمین ایک خلقت اسکے آگے جھکتی ہی ستمدیدہ پریشان
حال بغیر کسی کی مزاحمت کے دادخواہی کرکے درد دل کو عرض کرسکتے ہین اور اسی میدان
مین نظر کے سامنے لشکر شمار ہوتا ہے اور اکثر مست ہاتھی جنکا دولتخانہ خاص و
عام کے صحن مین آنا خطرناک ہی اس وسیع میدان مین لائے جاتے ہین اور اکثر جنگ
فیل ہوتی ہی ایک عجیب و غریب تماشا ہے۔ تماشائیون کے غل غپاڑہ سے ایک
شور قیامت برپا ہوتا ہے اور نامور ہاتھی تیز رفتار گھوڑون کے پیچھے دوڑاے

قیافہ دانون نے پادشاہ کے قیافہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔
پادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور صوم وصلوٰۃ جس طرح کہ کتب فقہ مین لکھی ہین
ادا کرتا ہے اور متبرک راتون مین آدھی رات سے زیادہ عبادت و دعاؤن مین بسر کرتا
ہے اور سادات و مشائخ و فضلا و صلحا کو خیرات دیتا ہے اور محتاجون کی قضائے
حاجات کرتا ہے۔ طہارت کا لحاظ ایسا ہے کہ اگر کسی چیز کو مثلاً جواہر کو ہاتھ لگاتا ہے
تو ہاتھ دہوتا ہے خوشبوؤن کا بڑا شوق ہے جرم بخش عذر پذیر بڑا ہے بخشش و بخشائش
بہت کرتا ہے جن امیرون نے کہ اسکے ایام شاہزادگی مین تقصیرات کین تھین ان سب کو
اُس نے معاف کر دیا اور انکو اپنے مناصب و عہدون پر بدستور بحال رکھا وہ رہے
احکام شریعت کے موافق دیتا تھا۔ اگر کوئی غافل بوجہ شرعی کسی کو قتل کرتا یا کسی کا
ہاتھ کاٹتا تو اسکو موافق شریعت و عدالت کے سزا دیتا اگر صوبون مین کوئی
شخص مستحق عقوبت ہوتا تو وہان کا ناظم بغیر پادشاہ کی اطلاع کے سیاست نہین
کرسکتا۔ امور سیاست مین ارکان دولت اور احاد الناس مین کچھ تمیز نہین ہوتی تھی
اگر سلاطین روم و قزلباش وا وزبک کی سفاکی اور بیباکی کا بیان اسکے روبرو ہوتا
تو وہ ایسا متاثر ہوتا کہ اسکے چہرہ پر کدورت کے آثار نمودار ہوتے وہ بار بار یہ
کہتا تھا کہ ایزد بندہ نواز نے سلاطین کو حکم گذار اور تمام بنی نوع کو فرمان بردار بنایا ہے
کہ وہ الہی پادشاہانہ ہمت عدالت و سویت پر مصروف کرین جس سے کہ نظام عالم
اور قوام اہل عالم وابستہ ہے اور سیاست ایسی کرین کہ ظالم کا ہاتھ مظلوم کی دامن
تک نہ پہنچ سکے۔ زیردستون کے ساتھ کمال نرم خوئی اور شگفتہ روئی سے سلوک کرین
اور رسم و تعدی کے خاروبن کو کاٹ کر گلشن جہان کو آراستہ کرین نہ یہ کہ مختصر رکت و
کمتر تقصیر پہ تیغ کین کھینچکر افراد انسان کی کہ خدا کی بنیان باشان ہے خونریزی کرین
اور زرا ذرا سی شک وتوہم سے اور کمتر گمان سے اپنی بنی نوع سے کہ ودیعت ایزدی ہے
گرنے لگین اپنے نزدیکون کے اطفال کی خبرداری و ہوشیاری اور دورون کے

رسم معتاد کے موافق بادشاہ کے سامنے لاتے۔ یہ ضابطہ حضرت اکبر نے مقرر کیا تھا
کہ گھوڑے اور ہاتھیون کی تعداد معین جسکو معتاد کہتے تھے بادشاہ کے روبرو
کی جاتی اور جانورون مین اگر زبونی و لاغری ہوتی تو اس زر کی بازخواست ہوتی
جو سرکار سے بطور تنخواہ دواب کی خوراک کے لئے دی گئی ہے۔ داغ و تصحیحہ کے
متصدی امرای کے تابینون کو جنکے گھوڑون کا داغ و تصحیحہ تازہ ہوتا ہے مع
گھوڑون کے بادشاہ کے روبرو لاتے اگر آدمی یا گھوڑا زبون ہوتا تو تابینان باشی
عتاب بادشاہی مین معاتب ہوتا کہ پھر غفلت نہ کرے۔ بادشاہ یہان کبھی
چار گھڑی کبھی پانچ گھڑی بہ تقاضاء قلت و کثرت حوائج و مہمات کے ٹھیر کر
نشیمن خاص مین جاتا۔ جو عوام مین غسلخانہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت اکبر نے
دیوانخانہ اور حرم سرا کے درمیان ایک خلوتگاہ بنائی تھی اس مین حمام تھا جسمین وہ
غسل کیا کرتا تھا جسکے سبب سے اُسکا نام غسلخانہ مشہور ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے
اُسکا نام دولتخانہ خاص رکھا۔ یہان بعض مقربین ور دیوان اور بخشی آتے
تھے اور مطالب ضروریہ کو عرض کرتے تھے۔ بادشاہ اس جگہ بعض ضروری عرائض
کا جواب خود لکھتا اور بعض مطالب جو بذریعہ وکیل یا فدیرہ وغیرہ... الغرض صوبہ داران
کے خدمت عرض کے متصدی عرض کرتے تو انکا جواب زبانی دیتا۔ دبیر اس کے
موافق فرمان لکھ کر بادشاہ کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے اگر عبارت مین
کوئی غلطی یا مطالب مین سہو ہوتا تو بادشاہ اسکی اصلاح کر دیتا یا دشاہزادہ
مین جو صاحب رسالہ ہوتا فرمان کی پشت پر اپنا رسالہ لکھ کر مہر لگاتا اور رسالہ
کے نیچے دیوان اپنی معرفت لکھتا بعد اسکے یہ فرامین حرم مین جاتے اور انپر مہر
اوزک جو ممتاز الزمانی بیگم پاس رہتی تھی لگائی جاتی اس خلوت کدہ مین یہاں
خالصہ شریفہ اور تنخواہ ارباب مناصب کے باب مین دیوان عظام معروض کرتے
اور انکا انصرام ہوتا اور یہین صدر کل حوائج اصحاب استحقاق کو عرض کرتا

جاتے ہین کہ ہیکار ہین سوار پر دلیر ہون اور کٹہرہ نقرہ ہین شاہزادے یمین و شمال کھڑے
رہتے ہین اور جب انکو حکم ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے ہین اور اکثر امرای مجرکی طرف پیٹھ کرکے
ایوان سے نیچے اور بعض جو قرب کی نسبت سے امتیاز رکھتے ہین داہین بائین طرف
اپنی مرتبہ کے اندازہ کے موافق قیام کرتے ہین اور جھروکہ کی برابر متصدیان مہمات
اپنی رتبہ کے موافق کھڑے ہوکر معاملات ملکی اور مالی کو عرض کرتے ہین منصبدارون
کی ملتمسات بذریعۂ بخشیان عظام معروض ہوتین اور ایک جماعت اضافہ اور
خدمت سے سربلند ہوتی۔ صوبون اور اطراف ممالک سے جو امرا آتے وہ ملازمت
سے مشرف ہوتے اور جو گروہ کہ صوبجات اور خدمات پر متعین ہوتا اسکو اجازت
ہوتی اور میر آتش اور مشرف توپخانہ بخشیون کے ذریعہ سے احدیان برق انداز
اور احدی بادشاہ کے روبرو کیئے جاتے جنکو وہ رعایت کا مستحق جانتے
اسکے لئے التماس کرتے اور سرکار خاصہ کے معاملات کے متصدی جیسے میرسامان اور
میران بیوتات ہین اپنے مطالب طرح طرح کے عرض کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کو فوراً
ایسا جواب دیتا کہ انہین کسی کے مکرر پوچھنے کی احتیاج نہین ہوتی بڑے بڑے شاہزادون
کی اور حکام صوبجات اور فوجدارون اور دیوان اور بخشی اور اور مہمات کے متصدیون
کی عرائض اور پیشکشین گذرتین۔ بڑے بڑے امیرون کی عرائض کو بادشاہ خود مطالعہ
فرماتا اور اوروں کی عرائض کی حقیقت کو ارباب التقریر عرض کرتے اور ممالک محروسہ کا
صدر کل صدور جزو کی عرائض اور احدیان جو قابل عرض ہین معروض کرتا اور
سادات و مشائخ و فضلا و صلحا ہین اہل استحقاق کے احوال اور نتائج کو عرض کرتا
اس جماعت کا مقصد حاصل ہوتا۔ جو استعداد نقد روپئے ہر ایک کو بادشاہ کے
روبرو دیتے۔ اور عرض مکرر کی خدمت کا متصدی مناصب جاگیر و نقدی اور
اقسام معاملات ابواب المال و ارباب التحاویل اور کل احکام مطاعہ کی یادداشتون کو
دوبارہ عرض کرتا اور اصطبل و فیل خانہ کے کارگذار گھوڑون اور ہاتھیون کی رسم

فیصلہ سوا ر انکی سرزمین کے کہین اور صورت پذیر نہین ہوتا۔ وہان کے ناظمون کے نام فرمان
صادر ہوتے کہ دروغ بیانی اور حق گذاری سے جھوٹ سچ کو سمجھ کر ظلم کا تدارک کرین اور ستمدیدہ
کی داد دین اور نہین تو متخاصمین کو دار الخلافہ کی درگاہ عدل و انصاف مین بھیجدین دولتخانہ
خاص کے مشاغل سے فارغ ہو کر شاہ برج مین بادشاہ آتا۔ یہ شاہ برج دہلی و اکبرآباد
لاہور مین بنے ہوئے ہین اسمین سوائے شاہزادون کے اور چند مقربین کے کوئی
اور بے اجازت داخل نہ ہوتا یہانتک کہ خدمتگار بھی بے طلب نہین آتے اور بعض امور
بادشاہی جنکا اظہار صلاح دولت نہ ہوتا اور مضامین فرامین جو امرائے دوردست
کو لکھے جاتے اور انکا اظہار مصالح ملکی کے برخلاف ہوتا۔ انکے باب مین بادشاہ و
وزیر کے درمیان گفتگو ہوتی اور خالصہ و طلب تنخواہ ارباب مناصب کے مطالب ضروریہ
دولتخانہ خاص مین عرض نہ ہوتے تو انکو وزیر یہان معروض کرتے۔ اس باب مین بادشاہ
حکم دیتا۔ یہان بادشاہ دو تین گھڑی صرف کرتا اور کبھی اگر مقاصد زیادہ ہوتے تو زیادہ
دیر تک ٹھیرتا۔ دوپہر کے قریب بادشاہ محل مین داخل ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھتا
اور وظائف سے فارغ ہو کر کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ یہان حرم سرا مین بھی محتاجون
کی احتیاجین رفع کرتا۔ شمس النساء خانم کہ مزاج دانی اور شیوا زبانی و حسن خدمت و لطف
ادب کے ساتھ نواب ممتاز الزمانی بیگم کی خدمت مین مہم سازی و معاملہ پردازی کی
تھی وہ بیگم صاحبہ سے درماندون کے مقاصد اور افتادون کے مقاصد عرض کرتی اور
وہ بادشاہ سے معروض کرتی۔ بادشاہ مستورات پراگندہ اوقات کے درخور حال مین
اور روزینہ و زر نقد مرحمت کرتا اور بعض کنواری لڑکیون کا جنکا بے کسی کے سبب سے
عروسی سرانجام نہ ہوتا انکو زیور لباس و ضروری اسباب درخور اصالت و حالت
عنایت ہوتا اور ہمسرون مین اسکا نکاح ہوجاتا۔ ہر روز محل مین زر روزینہ اور بہت
روپیہ خرچ ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد دولتخانہ خاص و عام کے جھروکہ مین بادشاہ
آتا اور اندازہ وقت کے موافق مہمات روائی ہوتی۔ کچہریون کو جنکو ہندی زبان مین

کسی جماعت کو زمین اور نقد روپیہ بعض کو یومیہ اسکی استعداد کے موافق مرحمت کرتا
اور بعض کا دامن خزائن وزن اور تصدق کے روپیون سے بھر کر انکی احتیاج دور
کرتا۔ کچھ دیر صنعت گرون کی مرصع کاری و مینا کاری کے کارنامون کو دیکھتا کارگاہ
عمارت کے داروغہ معماران شگرف کار سے اتفاق کر کے آثار طرح عمارت کو نظر
اصلاح مین لاتے۔ بادشاہ اسپر توجہ تام اس لئے کرتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ابنیہ
رفیعہ و امکنۂ منیعہ اپنی خاوند کی علو ہمت اور دولت کو روزگار دراز تک بزبانی
کے زبان سے گفتار مین لاتے ہین اور اعصار دیرباز تک اسکی نام کی آبادگیری
و زینت گستری و نزاہت پروری کو یادگار بناتے ہین اکثر منازل کو وہ خود
طرح فرماتا جو طرح کہ چابک دست معمار بڑے فکر اور غور سے طرح کھینچتے اس مین
بادشاہ بجا تصرف اور زیبا باز خواست کرتا اور جو طرح مقرر ہوتی اسکے احکام
کی شرح آصف خان یمین الدولہ لکھتا جو عمارت کے متصدیون اور معمارون
کی دستاویز ہوتی۔ اس بادشاہ کے عہد مین تعمیر عمارت کی شان اس بلندی
پر پہنچ گئی تھی کہ اہل جہان کو اسپر حیرت ہوتی تھی اسکی تفصیل اپنے محل پر کیجائیگی
کبھی کبھی شکاری جانور پرندے اور درندے بادشاہ کی نظر کے روبرو ہوتے اور
کچھ دیر دولتخانہ کے صحن مین گھوڑون اور تنگہ سوارون کا تماشا بادشاہ دیکھتا
دن کی چار پانچ گھڑیان ان مشاغل مین بسر ہوتین۔ روز چارشنبہ مین جھروکہ
درشن سے اٹھکر دولتخانہ خاص مین بادشاہ جاتا اور اس روز یہان متصدیان
عدالت اور ارباب فتوی اور چند فضلاء دیندار اور دیانت کار اور چند امراء جو
بادشاہ کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے موجود ہوتے اور متکفلان عدالت ایک ایک دادخواہ
کو بادشاہ کے روبرو لاتا۔ مدعی کا مدعا عرض ہوتا۔ بادشاہ نرم خوئی سے
واقعہ کی کیفیت استفسار فرماتا۔ اور علماء کے فتوی کے موافق حکم دیتا اور اگر سیاست
کرتا تو شارع کی اجازت سے اور اطراف کے جو دادخواہ ہوتے جنکے دعوے بیان

افسوس ہے کہ وہ خواب غفلت مین اسیر ہون

غرہ رجب ۱۰۳۷ کو آصف خان یمین الدولہ شاہزادون داراشکوہ و محمد شجاع
و اورنگزیب کو لاہور سے ہمراہ لیکر دارالخلافہ اکبرآباد کے حوالی مین آیا بہشت آباد
سہرند و سکندرہ مین بادشاہ کے حکم سے فروکش ہوا۔ ممتاز الزمانی بیگم بیٹون سے
ملنے گئی۔ آصف خان نے اُسکا استقبال کیا۔ ما بیٹون کے آپسمین ملنے سے وہ خوشی
ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا وہ ایک حالت وجدانی تھی نہ لسانی و بیانی دوسرے
روز یہ سب بادشاہ سے آکر ملے۔ بڑی بڑی نذرین گذرین امرا کو مناصب و جاگیرین
عنایت ہوئین۔ آصف خان کو مہر اوزک جو ممتاز الزمانی پاس رہتی تھی عنایت ہوئی
اور خدمت والا وکالت کی تفویض ہوئی لفظ عمو سے مخاطب ہوا -

روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۱۰۳۷ کو نوروز ہوا۔ صحن دولتخانہ خاص و عام میں
سایہ بان جسکا نام دل بادل ہے کھڑا ہوا اور اسکے گرد شامیانے طلا و نقرہ کے
ستونوان کے کھڑے ہوئے رنگارنگ فرش اور گوناگون بساط بچھے اور دولتخانہ
خاص و عام کے در و دیوار کی آرایش مخمل و زربفت سے و فرنگی پردون اور رومی
چینی دیباؤن سے اور گجراتی و ایرانی زربفتون سے ہوئی۔ بادشاہ تخت پر
بیٹھا اسکے گرد شاہزادے اور امرا کھڑے ہوئے انعام و خلعت مرحمت ہوئے۔
لشکر خان سے جو بادشاہ نے نو لاکھ روپیہ لیا تھا وہ اسکو واکیا گیا۔ نذر محمد خان
جب کابل پر آیا تھا جسکا ذکر آگے ہوگا ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن کو بدل دیا تھا
اسکو پھر صوبہ داری کابل پر سرافراز کیا ظفر خان نے درہ خرمانہ مین جو مضافات
تیراہ مین ہے اس وقت کہ عبدالقادر پسر احداد کو قتل کیا تھا جہانگیر کے مرنے کی خبر
سنی تو یعقوب خان بدخشی و باقی چو قتلیج و سعادت خان و عبدالرحمان ترنامی و معین خان
بخشی اور ایک اور جماعت کو کابل مین بھیجدیا تھا اور خود پشاور مین آیا ناظم جہات
کے بعد ہر سال کی رسم کے موافق کہ اس صوبہ کا ناظم قشلاق پشاور مین اور ییلاق

سے کی گھڑی مین قور حوالہ کیا جاتا دولتخانہ خاص مین مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی
جاتی خوب روشنی ہوتی اور یہان چار پانچ گھڑی مہمات سلطنت کے نظم مین مشغول ہوتا
اور کبھی اُس مکان مین گوینده وسازنده کے نغمات سُنتا۔ بادشاہ اس فن مین جو
مستلذات مین لذیذ ترین اور معقولات مین دقیق ترین ہے خصوصاً نغمات ہندوستانی مین
بڑی دستگاه رکھتا ہے۔ سب جانتے ہین کہ حسن صورت کو خصوصاً جب وه کیفیت نغمہ سے
تشکیف ہو دلربائی و خاطر کشائی مین اثر عظیم ہے۔ اقوام مین سے کوئی قوم موسیقی بغیر نہین
جنگلی آدمیون مین بھی وه موجود ہے وسعت دستگاه اور اداہاے نازک کی فزونی
اور معانی رنگین و مضامین دلنشین کی فراوانی اور مراتب ناز و نیاز کی گذارش جو
ہندوستان کے نغمہ مین ہین۔ کہین اور نہین۔ غرض ہند کا جیسا نغمہ حسن عالمگیر ہے
ویسا ہی حسن نغمہ آور نغمہ شناس اور حسن پرست دونو اس کے اسیر ہین۔ بادشاہ کی
محفل مین بعض صافی دل صوفیون نے سماع و وجد مین جانان کو آسانی سے جان
دیدی کامون سے فارغ ہوکر بادشاہ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور دولتخانہ خاص سے شاہ برج مین جاتا ہے اگر کوئی
کام دولتخانہ خاص مین سرانجام نہین ہوتا تو وزیر کل اور بخشیون کو بادشاہ طلب کرکے سرانجام
دیتا ہے۔ غرض وه آج کا کام کل پر نہین ٹالتا بلکہ کل کا کام بھی آج کرتا ہے پھر
بادشاہ محل مین جاتا ہے اور دو تین گھڑی گانا سنتا ہے پھر پلنگ پر لیٹتا ہے جب تک کہ
سوئے۔ اہل مجلس پس پرده کتب سیر و تاریخ و احوال انبیا و اولیا و وقائع سلاطین سابقہ
و حوادث خواقین سالفہ جو پند پذیرون کے لئے تذکره بیداری اور بیدار بختون کے
واسطے تبصره ہوشیاری اور دستور العمل کلی و قانون شافی کردار و گفتار و باعث
عبرت و حیرت اصحاب بصیرت و بصارت کے ہین خصوصاً ظفرنامہ و واقعات بابری
پڑھتے ہین وه دو پہر سوتا بادشاہ اکبر فرمایا کرتا تھا کہ جو اوقات کہ دادگستری
خلق پروری۔ انجام مہام جہانیان۔ و قضاے حوائج محتاجان۔ اسباب رضاے
الٰہی کے جمع کرنے کے لئے اعظم نعمت بادشاہی کے حق ادا کرنے کے لئے ہون

کرتے ہین پادشاہ نے اس رات کو بڑی روشنی کرائی اور بہت روپیہ مستحقون کو مرحمت
کیا۔ ماہ رمضان مین پادشاہ نے علاوہ یومیہ مد معاش کے تین ہزار روپیہ نقد
اہل احتیاج کو دیا۔ غرہ شوال کو عید ہوئی۔ پادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر عیدگاہ مین
گیا اور نماز ادا کی اور آنے جانے مین بہت روپیہ نثار کیا۔ دریائی خان رہیلہ جسکو
پادشاہ نے ایام شاہزادگی مین تربیت کیا تھا وہ جنیر مین پادشاہ سے جدا ہوکر
خانجہان صوبہ دار دکن پاس چلا گیا تھا اور اس کو رنگی اور کافر نعمتی پر بس
نہین کی بلکہ اور فساد اندیشے اور کاسد خیال کیئے جب شاہجہان پادشاہ
ہوا تو عفو تقصیر کے لیئے وہ حاضر ہوا۔ شاہجہان نے عفو تقصیرات کو تکملات مراسم
جہانداری و متممات مکارم فرمان گذاری جان کر اسکے جرمون سے چشم پوشی کی
اور خلعت اور منصب چار ہزاری ذات وسہ ہزار سوار مرحمت کیا۔ اٹھارھوین
رمضان کو آدھی رات کو ججھار سنگہ بندیلہ بھاگ گیا۔ نہم شوال کو مرزا رستم صفوی
اور اسکے دو بیٹے مرزا مراد مخاطب بہ التفات خان اور مرزا حسن صوبہ بہار سے
آئے۔ انکو خلعت مرحمت ہوا۔ مرزا بوڑھا تھا مرض نقرس مین مبتلا تھا ایک لاکھ
بیس ہزار روپیہ سالانہ اسکا مقرر ہوا کہ وہ دار الخلافہ مین اپنی زندگی آرام سے بسر کرے
نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہنچی اور اسکو
یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان دکن مین جنیر کے اندر ہے اور ابھی وہ پادشاہ نہین
ہوا اور اس وقت ہرج مرج ہو رہا ہے اور سلطنت کے عقد مین خلل پڑ رہا ہے اور
غرض پرستون کی زیادہ سری و ہوس طلبی سے سرحدون کے نظم و نسق مختل اور
مہمات ملکی و مالی مہمل معطل ہو رہے ہین تو اسنے میدان خالی دیکھ کر اور فرصت
کو غنیمت سمجھ کر . . ملک کابل اور اسکے مضافات پر ترکتاز کی باوجودیکہ
اسکے بڑے بھائی امام قلیخان والی توران نے اسکو بہت تاکید کے ساتھ
منع کیا مگر اسکا کہنا اسنے نہ مانا اور پندرہ ہزار سوار ازبکیہ و رایمانان لے کر

کابل میں بسر کرتا ہے کابل جانے کا ارادہ کیا۔ ہر چند تجربہ کاروں نے اس بے ہنگام
جانے کو منع کیا مگر اسنے نہ سُنا۔ اور کوتل شادی کی راہ سے ہکتارو خیبر کو روانہ
ہوا۔ خرد سالی اور ناآزمودہ کاری کے سبب اُسنے سفر میں احتیاط و حزم
نہیں کیا۔ ارک زیون اور آفریدیون نے جو اس کوہستان میں پُر شعب افغان ہیں
اور ظاہر میں فرمان بردار و خدمت گذار اور باطن میں فتنہ جو و شورش پژوہ ہمیشہ
دزدی اور دست اندازی کی تلاش میں رہتے ہیں اُنھوں نے برسر راہ لشکر شاہی
کو تاراج کیا اور اس سبب سے کہ سردار ناکردہ کار تھا بہت مال غارت ہوا۔ اور بہت
نقصان ہوا وہ اسکا کچھ چارہ نہ کر سکا۔ بادشاہ نے اُسکو نوروز کے دن خلعت دیکر اسے
صوبہ کی عظیم مہمات کے لئے روانہ کیا اور پندرہ ہزار سوار ساتھ کیے۔ عبد اللہ خان
اوزبک جو قید میں تھا اسکا قصور معاف کر کے رہا کیا پھر بادشاہ محل میں گیا اور
ممتاز الزمانی بیگم کو پچاس لاکھ روپیہ کے زیور اور عالم بیگم کو پچیس لاکھ روپیے کے جواہر
اور پچیس لاکھ روپیے کے مرصع آلات محمد دارا شکوہ و شاہ شجاع و اورنگ زیب مراد بخش
و روشن آرائے بیگم و ثریا بانو بیگم کو عنایت کئے غرض روز جلوس سے اس جشن کے
دن تک ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات خلعت و خنجر وغیرہ
انعام میں دیئے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ تو ممتاز الزمانی بیگم اور شاہزادوں کو دیا
اور بیس لاکھ روپیہ اور ملازموں کو دیا اور ممتاز الزمانی اور شہزادوں نے دس لاکھ
روپیہ نذر میں دیا آصف خان یمین الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر دی اور منصب
ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مرحمت ہوا اس خاندان میں کوئی
امیر اس مرتبہ پر نہ پہنچا تھا۔

۱۴ شعبان کو جسکی رات لیلۃ البرات مشہور ہے اور متبرک راتوں میں شمار
ہوتی ہے اور ہندسان قدر... اور محاسبان قضا مقدار عمر و مبلغ عمر تمام خلائق کے
لئے مقرر کرتے ہیں صلحا و اتقیا لیلۃ القدر کی قدر و منزلت کر کے جاگ کر عبادت

کرنے کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوا شہر سے پانچ کوس پر آیا اور کوہ تتر وہ پر سے اُس نے
مکاتیب طرح طرح وعدہ وعید و بیم کے بندہا و بادشاہی اور اہالی دیوانی پاس صالح
ایسک قاسی وغیرہ کے ہاتھ بھیجے۔ یعقوب بدخشی و بایجو قلیج خان و شمشیر خان مبین خان
و عبدالرحمن ترباتی اور امرا نے دروازہ دہلی کے باہر انجمن مشورہ کر کے ان فرستادوں
کو اپنی محفل میں طلب کیا اور مراسلات کے مضمون پر مطلع ہو کر سب نے کہا کہ ہم
فدیون کی جب تک جان باقی ہے اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے میں جانفشانی
کے سوا اور کوئی کام نہیں کرینگے بمقتضاء الدین النصیحۃ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں
کہ اہل قلعہ کی کومک کو لشکر عنقریب آنیوالا ہے تم اس قلعہ کی تسخیر کی ہوس نہ کرو اور
اپنے ملک کو مراجعت کرو۔ اگر لشکر آ گیا تو پھر تمکو اپنے گھر پہنچنا میسر ہوگا اور اگر ہوگا
تو بدشواری و خواری۔ ایلچیوں نے یہ حال جا کر نذر محمد خان سے کہا اُسنے پنجم ماہ
شوال ۱۰۳۷ھ کو قلعہ کابل کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہر روز یورش ہوتی اور
طرفین سے کشش و کوشش ہوتی اور غالب و مغلوب ہوتے۔ جب مورچال
خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ایک دن میر موسی نے قلعہ سے باہر نکل کر دشمنوں
پر بہادرانہ حملہ کیا اور انکے سرکوبوں کو خاک کی برابر کیا اور فتح پائی اور بہت سے
ہتھیار چھین لئے۔ مگر خود قتل ہوا۔ غرض تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر کو بادشاہی
لشکر غالب رہا۔ لشکر خان جب پشاور میں آیا تو اسنے اپنے بیٹے سزاوار خان کو لشکر
کے ساتھ آگے روانہ کیا ظفر خان بھی جو بادشاہ کے حکم سے اس خدمت پر مامور
ہوا تھا پشاور سے اپنی افواج کے ساتھ لشکر خان کے استصواب سے بطور منقلا کے
سزاوار خان کے بعد روانہ ہوا اور چار پانچ دن میں جلال آباد میں آیا۔ اور
گندمک میں پہنچا جب لشکر اوزبک میں لشکر خان کے آجانے کی خبر آئی تو اسکو
کمال ترس و بیم ہوا۔ جب لشکر خان موضع تارپایاب میں کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے
آگیا تو نذر محمد خان کو اسکی اطلاع ہوئی اور اُسنے سُنا کہ مہابت خان کو

کابل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ پاس خبر آئی کہ نذر محمد خان ولایت
کابل مین آگیا ہے اور قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اُسنے احتیاطاً سپہسالار مہابت خان
خانخانان کو اوزبکون کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے
پہلے بھی لشکر بسرکردگی خواجہ ابوالحسن مشہدی مخاطب بہ لشکر خان کابل روانہ ہوچکا تھا
جب مہابت خان سرہند مین آیا تو معلوم ہوا کہ اوزبک فرار ہوگئے تو بادشاہ
نے اسکو اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور معتقد خان لاہور سے جہانگیر کی پردگیان حرم
کو دار الخلافہ مین لانے کے لئے روانہ ہوا۔ نذر محمد خان کے بھاگنے کا حال یہ ہے ولایت
کابل کی سرحد مین جب نذر محمد خان آیا تو اول ضحاک و بامیان کی نواحی مین آیا
اور قلعہ ضحاک کی تسخیر کو پیش نہاد خاطر کیا۔ اس سرزمین کا کوئی قلعہ سختی و دشواری
مین قلعہ ضحاک کی برابر نہین ہے اُسنے اپنے بیٹے عبد العزیز سلطان کو عبد الرحمن
اتالیق اور چند اور کارآزمودہ بہادرون کے ساتھ پہلے روانہ کیا اور پیچھے خود روانہ
ہوا۔ خنجر خان ترکمان قلعہ دار ضحاک نے خوب مقابلہ کیا اور اوزبکون کو خوب مارا
اور انکو بھگا دیا۔ نذر محمد خان نے انکو بڑی سرزنش و ملامت کی۔ ۱۵ رمضان کو
امرائے مذکور نے چارون طرف سے قلعہ پر حملہ کیا مگر خنجر خان نے اپنی دلاوری
سے سب کو ہزیمت دی۔ جب نذر محمد خان نے جانا کہ قلعہ آسانی سے ہاتھ
نہین آسکتا تو اسنے یہ ارادہ کیا کہ قلعہ کابل کو کہ بظاہر خالی ہے جلد کر لیجے
جب وہ ہاتھ آجائیگا تو اور قلعون کا ہاتھ آنا آسان ہوگا وہ اس ارادہ سے روانہ
ہوا۔ غوربند و چاریکاران اور اسکے اطراف کی راہ بند کی گئی تھی ناچار
اسنے سیاہ سنگ سے کابل کا آہنگ کیا اور نواح بلغان مین آیا اور سنگر بلغان
و بلند اکو توڑا (سنگر عبارت اس سے ہے کہ کوہسارون کی تنگناؤن مین
دیوار پتھرون کی بناکر پناہ گاہ بناتے ہین) ولایت مین داخل ہوا اور سرزمین
مین جسمین مسلمان رہتے تھے انکو بالکل لوٹ لیا جو کچھ ہاتھ آیا لے لیا استراج و اسیر

جوان دو بھائیون نذر محمد خان و امام قلی خان پاس ہین
ان کے دفاتر کی نقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھمہ جہت مال . .
وجوہات و سائر جہات و نقدی و غلہ و جمع خراج و ارتفاعات و زکوٰۃ قریبا ایک
کرور بیس لاکھ سکہ خانی ہے جو یہان رائج ہے جسکے ہندوستان کے تیس لاکھ روپیئے
ہوتے ہین انہین سے ۱۶ لاکھ روپیئے امام قلیخان نے مداخل کے اور چودہ لاکھ روپیہ
نذر محمد خان کے محاصل کے ہین ان دونو بھائیون کی آمدنی خاندوران بہادر
نصرت جنگ صاحب صوبہ مالوہ کی برابر ہے ان دو بادشاہون کی آمدنی ہندوستان
کے ایک صوبہ . . کی برابر ہی اصفہان کی جاگیر ہرسالہ پچاس لاکھ روپیہ کی ہے -
ہر ایک بھائی کی آمدنی سے ساڑھے تین گنی بلکہ زیادہ - غرض ہندوستان کی
آمدنی سے ایران توران کی آمدنیون کو کچھ نسبت نہین ہے - جو ہندوستان کے
مسلمان بادشاہ کی آمدنی تھی وہ نہین اور مسلمان بادشاہ کی آمدنی نہین ہوئی
سہرند کو پہلے سرہند کہتے تھے اور اب بھی سرہند کہتے ہین سلاطین غزنویہ کے
زمانہ مین یہین تک ملک قبضہ مین تھا اس سے آگے ہندوستان کے فرمانروا
سلطنت کرتے تھے اس لئے سرہند کا نام اسم بامسمی تھا جب سارا ہندوستان
مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو اسکا نام سرہند سے بدل سہرند رکھ دیا -
پہلے بادشاہون کے زمانہ مین دیوان عام مین جب بادشاہ دربار کرتا تو بندگان
شاہی کے سر پر کوئی سایہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ دہوپ و مینہہ سے بچاؤ ہوتا اس لئے
بادشاہ نے حکم دیا کہ عمارت عالی چہل ستون بنائی جائے کہ دیوان عام مین
بیٹھنے کے وقت تابش آفتاب و رحمت نزول کی امراد کے لئے زحمت نہو - یہ
عمارت جہروکہ دولتخانہ خاص و عام مین ستر گز لمبی و بائیس گز چوڑی چالیس روز
مین بادشاہ کی مرضی کے موافق تیار ہوئی - اس ایوان کے تین طرف راہین ہین
جنمین امرا و خدمت پیشہ و منصبدار روشناس آنے جاتے ہین ایک چاندی کا کٹہرا

بھی لشکر کے ساتھ روانگی کا حکم ہوا ہے تو اسنے سوچا کہ لشکر پے در پے چلا آتا ہے
اس صورت میں کارگری سے اور چارہ سازی تدبیر سے باہر ہو جائیگا
بھاگنے کو بھی جگہ نہ رہی گی مناسب ہے کہ عقل کے موافق کام کیا جائے انجمن مشورہ کو
منعقد کیا۔ رد و قبول کے بعد یہ بات قرار پائی کہ صلاح وقت یہ ہے کہ لشکر شاہی سے
مقابلہ کیا جائے۔ اُسنے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور وہ موضع نگرامی میں آیا لشکر خان بھی
نگرامی کو روانہ ہوا اور اُسنے اپنے ہراول کو حکم دیا کہ فوراً غنیم کی طرف متوجہ ہو۔
نذر محمد خان یہ حال دیکھ کر سست ہوا اسکے لشکر میں لٹیرے بہت تھے وہ کابل کے
محاصرے میں جو تین مہینے رہا پراگندہ ہو گئے تھے اب نذر محمد خان پاس آٹھ ہزار
سوار رہ گئے اس سبب سے بھی اسکے ثبات قدم میں تزلزل ہوا۔ ۹ محرم ۱۰۴۳؁ کو بھاگنے
کو غنیمت جانا اور غوری کی راہ سے تین روز میں پندرہ روز کی راہ طے کر کے
نواحی بلخ میں پہنچا اور لشکر خان ۱۲ محرم ۱۰۴۳؁ کو کابل میں داخل ہوا اس فتح کی
تاریخ لفظ لشکر فتح ہوئی اُس نے تمام حال فتح کا پادشاہ کو لکھا نذر محمد خان نے
کابل کی رعیت اور باشندوں کو سخت اذیت دی تھی اور قزاقی کے طریقہ سے
اس دیار کے سادات و شرفا و صلحا و علما و مشائخ کو بہت ستایا تھا تین مہینے
تک محصوروں اور رعایا و مالگذار پر کمال صعوبت گذری تھی پادشاہ نے اس ظلم
پر اطلاع پا کر ایک لاکھ روپیہ قاضی زاہد کے ساتھ کابل روانہ کیا کہ سادات و شرفا
و صلحا جو لٹ گئے ہیں اونکو دیدے۔ باوجود فتح کے پادشاہ کو مسلمانوں پر ظلم ہونے
سے ملال ہوا۔

کہتے ہیں کہ نذر محمد خان کو اس غارت گری میں بلخ و بدخشان
کے ایک سال کے محصول سے دو چند سہ چند مال ہاتھ آیا
ولایات بلخ و بدخشان اور اُس کے اعمال ما وراء النہر و ترکستان
. . . .

عرفاً واجب لازم تھا قید رکھا اور باقی کو جو عذاب شدید مین گرفتار تھے خلاص
کیا لشکرون نے ججھار سنگھ کے قلعہ کو جا کر گھیر لیا اور اُسکے آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا
بادشاہ کے گوالیار مین آنے سے قلعہ کشا سپاہ کو تقویت ہوئی اور ججھار سنگھ کا دل
شکستہ ہوا وکیل زبان فہم کو بھیجکر معروض کیا کہ اگر میری تقصیرات اور گناہ معاف
ہون تو پھر مین نافرمانی نہین کرونگا اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ عبد اللہ خان و
بہادر خان روہیلہ و بھارت سنگھ بندیلہ نے قلعہ ایرج کو فتح کر لیا اور تین ہزار
آدمیون کو قتل کیا بادشاہ نے بھارت سنگھ بندیلہ کو نقارہ سے بلند آوازہ کیا
لشکر ججھار سنگھ کا ابھی کام تمام نہوا تھا کہ مہابت خانخانان نے بادشاہ سے
اسکی تقصیرات کو معافی کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ہمارے پاس
آنکر آستان بوسی کرے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اور شاہجہان کے تخت پر بیٹھنے
سے پہلے خان جہان لودی نے تمام محال بالاگھاٹ کو نظام الملک کے حوالے
کر دیا تھا جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اُس نے نظام الملک کو فرمان بھیجا کہ
بالاگھاٹ کی محال جو پہلے ہماری سلطنت سے متعلق تھی اور بدنظمی کے سبب سے
تم اسپر متصرف ہو گئے تھے اس سے دست کشی کرکے پھر اولیای دولت کو بازگشت
کرو اور فرمانبرداری اختیار کرو اور خودسری و خودکامی کو چھوڑو۔ اگر ان محال کے
چھوڑنے مین اہمال کروگے تو خان زمان کو جو اپنے باپ کی جگہ نیابت مین
کام کر رہا ہے حکم دیا جائیگا کہ وہ لشکر کو لیکر بالاگھاٹ پر متوجہ ہو اور ان محال کو
تمہارے تصرف سے نکال لے اور سرکشی کی سزا دے نظام الملک نے بادشاہ کے
حکم کی اطاعت کی اور بالاگھاٹ کے اماکن کو بندہای بادشاہی کو حوالہ کیا
اور عرض کیا کہ سید کمال قلعہ دار بیر اپنا قلعہ بادشاہی آدمیونکو نہین حوالہ کرتا
جب نظام الملک کی عرضداشت آئی تو یہ حکم ہوا کہ خان زمان لشکر لیجاکر

اسکو اپنی دولت موفورہ اور قلاع حصینہ اور اشجار مثمر اگہہ جسکی حفاظت مین اس کے
باپ دادا برسون رہے تھے غرور تھا وہ بھاگ کر اوندچھہ مین جو اسکی پناہ جائے
تھی پہنچا - لشکر کو تیار اور قلعون کو مستحکم اور اسباب قلعہ داری کو جمع اور مداخل
مخارج کو محکم کرنے لگا اور مفسدان مردم آزار کا طریقہ اختیار کیا - رعایا و مسافرون
کے ملک و مال پر دست اندازی کی - جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے خانخانان
مہابت خان سپہ سالار کو دس ہزار سوارون اور پانچہزار بندقچیون اور پانچسو
بیلدارون و تبر دارون کو گوالیار کی راہ سے اسکے تعاقب مین بھیجا - سید
مظفر بارہ و اسلام خان و دلاور خان و سردار خان و راجہ رامداس و نظر بہادر
اور دس اور امیر اسکے وطن کے خراب کرنے اور اسکے استیصال کے لئے تعین کئے اور
مہابت خان کو ایک لاکھ روپیہ دیا - خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ
اس صوبہ سے اپنے ہمراہیون اور کمکیون کو لیکر مہابت خان کی کمک کرے -
بھارت سنگہ بندیلہ جو اس ولایت کے ارث کے سبب سے جھجھار سنگہ سے عداوت
رکھتا تھا اسکو بھی اس مہم مین شریک کیا عبد اللہ خان فیروز جنگ مامور ہوا کہ کالپی
کی سپاہ اس ملک مین لے جائے اور بہادر خان روہیلہ کو حکم ہوا کہ دو ہزار بندوقچی
اور بہت سے بیلدار و تبر دار لے کر جانب مشرق سے اوسکی گوشمالی کرنے کے لئے
روانہ ہوا اور یمین الدولہ کی فوج مین سے دو ہزار سوار بسرداری محمد باقر بھیجے گئے
غرض کل لشکر ۲۷ ہزار سوار و ۶ ہزار تفنگچی ۵ سو بیلدار اس راجہ کی استیصال کے لئے
روانہ ہوئے اور بادشاہ خود شکار کے لئے اس دیار کی طرف روانہ ہوا - فتح پور مین
آنکر سال سی و نہم عمر کا جشن وزن قمری کیا اول ربیع الثانی سنہ ۳۷ کو یہ مجلس آراستہ
ہوئی - انعام اکرام بہت کچھ ہوا - پھر جشن سے فارغ ہو کر سیر و شکار کے لئے قلعہ گوالیار
کی طرف متوجہ ہوا - قلعہ کے مکانون کی سیر کی - قیدیون کے مکان پر گذر
ہوا انکے حال پر رحم آیا - سوائے چند آدمیون کے جنکا حبس دائمی شرعاً

ہاتھ مین پکڑے گناہ گارون کے طور پر حضور کی پیشگاہ مین عفو گناہ کے لئے پیش کیا
اُس سے ہزار مُہر نذر مین لیگئین اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اسکے
تمام ہاتھیون مین سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی
تمام جاگیر مین سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت
کی اور اوسکی باقی جاگیر خانجہان و عبداللہ خان بہادر و سید مظفر خان و بھارت سنگھ
بندیلہ اسکے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ جھجار سنگھ دو ہزار سوارون و دو ہزار
بندیلہ پیادون کے ساتھ دکن مین خدمات بجا لائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات
جو اس نے ظلم و ستم سے اپنے قبضہ مین کر لی تھین انکو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر اونکو
ہاتھ نہ لگائے۔

۲۴ رجب ۱۰۳۸ھ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ
. . . . پر ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ مہابت خان خانخانان دکن کا
صوبہ دار ہوا۔ دیوانی کل علاقے افضل خان شیرازی کو مرحمت ہوئے اسکی وزارت کی
تاریخ ع شد فلاطون وزیر اسکندر + ہوئی وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان
مین آیا تھا اور میر سامانی کے عہدے میر جملہ کو جسکا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی
۲۷ رجب کو پادشاہ نے دس ہزار روپیہ مستحقون کو خیرات کئے اور یہ مقرر ہوا کہ
ہر سال یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ چار شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ
ماہ رمضان مین اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم مین اور دس ہزار روپیہ بارھوین
ربیع الاول کو محتاجون اور نیازمندون کو دیا جائے اسکے عہد مین ساری یہ خیراتین
جاری رہین۔

ان دنون مین کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے پادشاہ سے عرض کیا گیا
کہ لشکر خان صوبہ دار کابل نے ایک جماعت لشکر کو بسر کردگی یا لجو قلیچ و ینجہ خان
و عوض بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا۔ سرحد کابل و

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہی تسخیر کرے۔ جب وہ لشکر لے کر آیا تو سید لال نے
قلعہ اسکو حوالہ کر دیا پھر خان زمان برہان پور کو چلا گیا۔ جس وقت خان زمان بیر کی
تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پردازی سے ساہو جی بھونسلہ کو
چھہ ہزار سوار دے کر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک مین شورش برپا کرے
جسسے شاید قلعہ بیر کی فتح مین التوا ہو دریا خان روہیلہ جو پشادوہ کا جاگیردار تھا
ہوا اور سیل کی طرح دوڑا اور اسنے ان سرکشون کو میان دواب تپتی اور نربدا
مین گھیر کر ملک سے باہر کر دیا اس سال مین بادشاہ نے چار لاکھ ایک سو بیگھ مزروع
درو بست علاوہ بہت سی نقد کے بوسیلہ صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو مرحمت کی

واقعات سال دوم جلوس سنہ ۱۰۳۸ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ھ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا۔ اس تاریخ مین معتقد خان جو
جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبر آباد مین لایا تھا گوالیار مین آستان بوس ہوا
۳ تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہونے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا
ایک مرتبہ سونے سے اور دوسرے مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس سے
بادشاہ نے اپنے تئین تولا ان اشیا کو بخشش کر دیا اگرچہ بادشاہ سلخ ربیع الاول
۱۰۰۰ھ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق
ساعت مین ضعف ہو تو مجلس جشن برس روز کے اندر کسی اور تاریخ مین منعقد ہو۔
۲۳ کو بادشاہ نے گوالیار مین ۳۲ روز رہ کے اکبر آباد کی طرف مراجعت کی
اور ۳ ماہ ۷ روز بعد بادشاہ دار الخلافہ مین آیا اس تاریخ مین مہابت خان جو
بندیلہ کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا اور اس نے
عرض کیا کہ ججھار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو۔ بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ اسکو
لائین مہابت خان نے فوطہ اسکی گردن مین ڈالا اور اسکے دو نو سرے اپنے

اور لاکھون سادات و اشراف آدمیون کی جانون کے عوض مین دو بادشاہون کو
ہاتھ لگی تھی جب شاہجہان نے اکبرآباد آنے کا قصد کیا تو جان نثار خان کے ہمراہ فرمان
طلب اپنے دستخط خاص سے لکھکر بھیجا اور اسکو تکلیف رفاقت از راہ لطف کی اسکے جواب مین
کلمات لایعنی اور لغو زبان پر لایا اور حکم بجا نہ لایا اور اسکے سوا تنگ ظرفی یہ کی کہ برہانپور
سے مالوہ مین آیا اور بعض محالات کو تاخت و تاراج کیا اور منڈو کا محاصرہ کیا جب
شاہجہان کے جلوس کی خبر اسنے سنی اور راجہ جے سنگہ و گج سنگہ اور بہلول وغیرہ
اسکی ہمراہی سے جدا ہوئے تو اسنے محاصرہ چھوڑا اور برہان پور مین چلا گیا اور بعد
ازان اسنے بادشاہ کو عریضہ لکھ بھیجا جس مین جلوس کی تہنیت دی اور ایام گذشتہ
کے افعال کی ندامت کا اظہار کیا۔ اگرچہ بادشاہ جانتا تھا کہ اسکے زبان و دل متفق
نہین ہین مگر وہ عذر خواہ ہوا ہے اس لئے اپنی خطابخشی و جرم پوشی کی وجہ سے صوبہ
برہانپور و برار پر چند مدت کے لئے بحال کر دیا اور جب مہابت خان کو دکن کا
صوبہ دار مقرر کیا تو اسکو مالوہ کی صوبہ داری پر سرافراز کیا پھر وہ مہم ججھار سنگہ کی کو ہاتھ کے
لئے مقرر ہوا اور فتح کے بعد بادشاہ کے حضور مین آیا۔ بادشاہ کوئی کلمہ التفاتی کی بات
زبان پر نہ لایا۔ بلکہ اسکے حال پر اس قدر التفات کیا کہ وہ کینہ خواہ ظاہر بینون کے لئے
بہت عجیب و غریب تھا۔ مگر مشہور ہے کہ الخائن خائف (خیانت کرنے والا خوفگین
ہوتا ہے) وہ اپنی تقصیرات سے جو اندازہ تحمل سابق سے زیادہ تھین ترسان و لرزان
رہتا تھا۔ اسکے بیٹون کا ہمدم و ہم بزم مخلص خان کا بیٹا لشکری تھا۔ اس نے خوش طبعی کے
طور پر دوستی کے اظہار کے لئے انسے کہا کہ باوجود ان تقصیرات کے بادشاہون کی تدبیر
سے غافل رہنا اور اندیشہ انتقام سے فارغ ہونا حزم و دانائی سے باہر ہے آجکل
مین تمہارے اعمال ناصواب کی سزا تمہاری حال پر عائد ہوگی۔ اس ذکر پر بیٹون
نے خانجہان خان کو مطلع کیا یہ پیر کہن کار اس تذکرہ سے متوہم ہوا اور فکر کرنے
لگا۔ دربار مین جانا اور مجرا کرنا چھوڑ دیا گھر مین گوشہ نشین ہوا اور ایک ہزار سوار تجربہ کار

بلخ پر یہ بیرانا قلعہ ویران پڑا تھا۔ جبکہ نذر محمد خان بلخ کابل سے غوربند کی راہ سے فرار
کیا تو یلنگتوش نے اثناء مراجعت مین راہ ضحاک مین اپنے ایماقات مین سے اس قلعہ مین
اوزبکون کا ایک گروہ چھوڑا اور اسکے حکم سے اوزبکون نے قلعہ کی مرمت کی اور آذوقہ
جمع کیا جب فوج شاہی قلعہ ضحاک مین پہنچی تو یہ اوزبک قلعہ بامیان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔
بادشاہی لشکر نے وہان پہنچکر اُس قلعہ کو بالکل مسمار کر دیا۔

محمد اکبر شاہ غازی پاس چھہ ہزار ہاتھی تھے مگر ایک بھی انمین سفید ہاتھی نہ تھا سفید
ہاتھی کی تمنا مین انکی عمر ختم ہو گئی اور وہ نہ ہاتھ لگا۔ ان دنون مین خواجہ نظام تاجر
جو نیا دیکھو دیکھی کی طرف گیا وہان ایک ہاتھی جسکا رنگ مائل خاکستری تھا خریدا۔
اگرچہ وہ بہت لاغر تھا مگر ندرت رنگ کے سبب اسکو مول لیا اور ہندوستان کا
ارادہ کیا۔ بارہ سال یہ ہاتھی اس پاس رہا۔ روز بروز رنگ اسکا سفید ہوتا گیا۔
جب دلیر خان کو جسکی جاگیر مین یہ سوداگر بدلتون رہا تھا۔ اس ہاتھی کی خبر ہوئی تو اسنے
اس کمیاب گران بہا جانور کو خاطر خواہ قیمت سوداگر کو دیکر خریدا اور بطریق پیشکش کے
بادشاہ پاس بھیجا جسنے اسکا نام گنج بہتی رکھا۔

پنجم صفر کو یمین الدولہ نے دو زناردار برہمنی بادشاہ کے روبرو پیش کئے اور عرض کیا
کہ یہ دونو دس ہندی بیتین جو دس شاعرون نے تازہ کہی ہون اور کسی نے نہ سنی
ہون ایک دفعہ مین سنکر یاد کر لیتے ہین اور ان ابیات کو اس ترتیب سے کہ شعرا کہہ چکے
ہین از بر سنا دیتے ہین اور دس بیتین اس وزن اور مضمون کی بدیہہ کہہ دیتے ہین
اسکا امتحان ہو کر دونو کو خلعت اور ہزار ہزار روپیہ انعام دیا گیا۔

خان جہان لودی جسکا اصل نام پیرم یا پیرا تھا۔ جہانگیر کی سلطنت مین ادنی درجہ
سے اعلی مرتبہ پر پہنچ گیا تھا۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب دکن مین شورش ہوئی اور
وہ دکن کا صوبہ دار تھا تو اُسنے نظام الملکیون سے سازش کرکے ولایت بالاگھاٹ
چھہ لاکھ ہون کی طمع مین آنکر دیدی جسکی ۵۵ کروڑ دام کی جمع تھی اور کروڑون پیدا

نکلا اور مرحلہ پیما ہوا ایک پہر رات گئے بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا بادشاہ نے
اس ساعت خواجہ ابو الحسن و خدمت پرست خان عرف رضا بہادر و سید مظفر خان
بارہہ و نصیر خان وغیرہ نامی امیرون اور نامدار راجاؤن کو اسکے تعاقب مین
روانہ کیا اور شدید سزاول اسکے لانے کے لئے تعین کئے اور بادشاہ دیوان
سے گیا گیارہ گھڑی رات گئی اور چار گھڑیان عرض کرنے اور امیرون کے اطلاع دینے
مین اور شہر کے دروازہ سے باہر آنے مین لگین کہ محمد رضا بہادر میر آتش وغیرہ آٹھ سات
امیرون اور دو تین راجاؤن کا آجانا معروض ہوا پھر اور امیرون کے لئے تاکید
و تہدید و وعدہ و وعید کرکے محل مین بادشاہ تشریف فرما ہوا اس واقعہ مین مرشد
پرست نوکرون کی اطاعت اور بادشاہ کی پرداخت خانہ پروردون کی
اور امور ملکی کی تقید بڑی تعجب خیز ہے کہ تین چار گھڑی کے عرصہ مین ساری امیر
گھوڑون پر زین لگائے اور اونٹون اور ہاتھیون پر اسباب لاد کے جنگ کے لئے
تیار ہو گئے۔ دوسرے روز صبح کو چھہ گھڑی دن چڑھے خان جہان خان
لودی آب دھولپور پر کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کروہ ہے اپنے قبائل اور
فرزندون کو اُتار رہا تھا کہ ناگہان لشکر شاہی پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک
دو گھڑی چڑھے مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا۔ خانجہان مال و عیال کو اُتار کر پھر اور
دریا کے کنارہ پر قلب مکانون مین مورچے جمائے اور بادشاہی فوج کو دکھا
لشکر بادشاہی مین سے ہر امیر معدود خاص افسرون کے ساتھ احدیون اور
برقندازون کی فوج لیکر پہنچا تھا باقی سپاہ سیل روان کی طرح دوان
دوڑاتی ہوئی آتی تھی غرض بہادرون نے مقابلہ مین تقدیم کی خصوصاً
خدمت پرست خان نے توپ خانہ کے آدمیون سے خوب کام لیا اور خواصخان
بھٹی و مرحمت خان بخشی احدیان و سید مظفر خان بارہہ نے ابتدا مین دست و
بازو تیر اندازی مین کھولے دونو طرف سے تیرون کا مینہ برسنے لگا . . .

اپنے دروازہ پر بٹھائے۔ پادشاہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے اسلام خان کو تسلی
کے لئے بھیجا تو حکم کے سبب کا استفسار فرمایا اسکے جواب مین احمق نے کہا کہ حضور کا مزاج
مجھ سے منحرف ہی اور مجھے اپنی آبرو پر نظر ہے افغان اور کل صاحب عزتون مین آبرو پر
جان و مال فدا ہوتے ہین یہ عذر خواہی کرکے اُسنے التماس کیا کہ یا تو جان بخشی کا
خط آزادی جو بندھا کے قدم کا توقع رستگاری ہوتا ہے مرحمت ہو یا حکم ہو کہ مین اپنے
سر کو کاٹ کے نیزہ پر لگا کے حضور کی خدمت مین بھیجدون۔ پادشاہ نے فرمایا کہ
اسکی نجات کے لئے امان نامہ یمین الدولہ کی مہر لگا کے دیدین بعد ان عنایات
کے وہ چند روز بدستور سابق مجرا کرنے آیا۔ پھر برہمکار مصاحبون نے یہ مضمون اسکے
خاطر نشان کیا کہ یہ سارے الطاف و عنایتین اسلئیے ہین کہ تیرے شجر حیات پر تیشہ
لگے تو پھر اسلئے دل مین پہلے سے زیادہ وسواس اور ہراس پیدا ہوئے اور اُس نے
فرار کی تیاری کی۔ آصف خان کو جب اس بات پر اطلاع ہوئی تو اُس نے
پادشاہ سے التماس کیا کہ اسکے گھر پر چوکی بٹھائی جاے۔ پادشاہ نے کہا کہ
بے تحقیق و ثبوت تقصیر چوکی کے بٹھانے سے اسکی خفت ہوگی اس ضمن مین خانجہان
نے جو کچھ ہاتھی اور گھوڑے اور جواہر اُس پاس تھے اُنکی فہرست بناکر بطریق نذر و
پیشکش کے پیش کئے۔ کہ وہ سرکار مین ضبط ہوجاوین۔ پادشاہ نے چند لعل و جواہر
قبول کرکے باقی کو معاف کیا آخر کو غضب سلطانی کے توہم سے جو قہر الہی کا نمونہ
ہوتا ہے اور بلاؤن کے خیال سے جو عالم جانبخشی و جرم پوشی مین اندازہ قبول
عقل سے زیادہ تھین۔ ایک رات کو دو گھڑی رات گئی اُس نے چھوٹے بڑے
متعلقین مین سے بعض کو ہاتھی پر اور بعض کو گھوڑون پر برقع پوش کرکے سوار
کیا اور جریدہ خانہ بدوش ہوکر دو ہزار افغان جرار کہ جنمین اکثر اسکے خویش و
تبار و یک جان و دو قالب تھے اور بارہ فرزند و داماد تھے اور تین سو پیادے
اور شاگرد پیشہ ہوا خواہ قدیمی تھے ساتھ لئے اور آگرہ سے نقارہ بجاتا ہوا

ایک جماعت کو جنکی عورتون نے خود اپنے تئین دریا مین ڈبو دیا تھا ساتھ لیکر دریای
چنبل سے عبور کیا اور کشتیون کے تختون کو جو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے اس طرف
دریا کے تھین توڑ ڈالا اور راہ راست کو چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا باقی سب بہیر صغیر و کبیر
مع مال و عیال زوال و بال مین آنکر تاراج و اسیر و کشتہ ہوئے جب جنگ ختم
ہوئی تو فدائی خان و خواجہ ابوالحسن و معتمد خان و راے رائو خان زمان
و راجہ جیسنگہ وغیرہ امرا اور فوج جو پیچھے رہی تھی متواتر آن کر لشکر سے ملے رات
کی بیداری اور راہ کی ماندگی اور مردون کی تکفین و تدفین کی ضرورت اور
خانجہان کے راہ کی دریافت اور کشتیون کا موجود نہ ہونا یہ سب باتین دریا کے
کنارہ پر توقف کا سبب ہوئین سخت زخمیون کی جماعت عبور کے قصد کی مانع ہوئی
ناچار باقی روز اور تمام شب دریا پر ٹھیرے۔ کشتیون کی تلاش کی۔ مردون کو
دفن کیا۔ نیم جان زخمیون کی مرہم پٹی کی دوسرے روز دوپہر کے بعد دریا سے
عبور ہوا۔ اور خانجہان اور ان امیرون کے درمیان جو تعاقب کے لئے دریا سے
پار ہوے تھے سات پہر کا فصل ہو گیا۔ خانجہان کے لئے یہ توقف غنیمت ہوا۔
یہ سپاہ اسکا سراغ ڈھونڈتی ہوئی گوالیار اور چندیری کی راہ سے تعاقب
کرتی ہوئی مرحلہ پیما ہوئی۔ یہان تک کہ گوندوانہ برار سے دونو فوجین نکل آئین
چونکہ خانجہان بندیل کھنڈ کی راہ سے گذرا تھا۔ راجہ جہجہار سنگہ کے بیٹے بکرماجیت نے
اسکو غیر متعارف راہون سے اپنے ملک سے نکال دیا اگر وہ خانجہان کو پکڑ لیتے
تو اسکا کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض خانجہان کی اس بیکسی مین راجہ اور راجپوت
سب طرح سے اسکی شرط خدمت و رفاقت کو بجا لائے اور گوندوانہ مین اسکو پہنچا
دیا وہ گوندوانہ کی سرحد پر پہنچ کر راہ برار سے برہان نظام الملک کی ولایت
مین آیا یہان کے آدمیون کی رعایت کی آگ خانجہان کو لگی تھی اس زبوم کا
جو کوہ نشین صحرا نورد اسکو ملتا اسکو اپنی طرف رہبری کرتا اور انعام کو

دلاوران جنگ جو اور مبارزان رزم خو نے آپس مین ہمچشمی کے سبب سے خوب مردانہ
جانبازی کی۔ خدمت پرست خان کی پیشانی پر تیر لگا۔ باوجودیکہ اسکے چہرہ پر
خون تلاطم پہ رہا تھا مگر اسنے دم واپسین تک تردد نمایان کیے اور نقد جان
کو اپنی قبلۂ برحق پر نثار کیا۔ جب بزم کارزار مین مشعلہ پیکار بلند ہوا افغانون نے
مردریا حیقلشین کمین دونو طرف کے لڑنے والون نے موت کو اپنی آنکھون سے
دیکھ لیا۔ سرکو باد فنا مین دیکر ایک متاع بے اعتبار زیر پا افتادہ دیکھی۔ راجہ
بیٹھلداس پرتھیراج مع رجپوتون کی جماعت کے ہندوستان کے دستور کے
موافق گھوڑون پر سے اُترے اور افغانون پر حملہ کیا اور زخمی ہوئے خواص خان
بھٹی و مرحمت خان نے چند نامور افغانون کو مار کر زمین کو اپنے خون سے گلزار
کیا سید محمد شفیع نبیرۂ سید مظفر خان بارہہ اور اُنیس بارہ کے سیدون کے ساتھ
داد کے روبرو مارا گیا اور سید مظفر خان اور اسکے پچاس ہمراہی زخمی ہوئے۔
راجہ بیٹھلداس چند راجپوتان اور ستر مغل احدیون کے ساتھ مارا گیا۔ پرتھیراج
راٹھور پیادہ اور خانجہان خان سوار باہم مقابل ہوئے اور ایک نے دوسری کو
نیزون سے زخمی کیا مگر سالم جدا ہوگئے اور جانین سلامت لے گئے۔ خان جہان
کے دو بیٹے عظمت خان و حسین خان اور اُسکا داماد شمس خان مع اسکے دو بھائی
محمد خان و محمود خان جو عالم خان لودی کے پوتے تھے۔ یہ پانچون روز نبرد مین
شیر کے پنجہ کو رنج دیتے تھے اور فیل دمان کو امان نہ دیتے تھے مع ساٹھ افغانون کے
کہ خان جہان سے دور و نزدیک کا رشتہ رکھتے تھے کشتہ ہوئے اُسکے اہل و
عیال کا دریا سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے وہ اس سے پہلے کشتہ ہوئے۔
خانجہان کے بیٹے جو وقت لڑائی مین مصروف تھے انکے قسم دینے سے خانجہان نے
فرصت پاکر چند لونڈیون اور دو بیویون کو دریا سے عبور کرایا اور جماعت والدہ
کی عورتون کی ایک جماعت کو اور سات بیٹون اور خویشون اور افغانونکی

تہنیت کے لئے بھیجتا ہون امید ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ اتحاد قائم رہیگا
امیر برکہ کو پچاس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ کے دیا گیا۔ بادشاہ کی توجہ سے اور یمین الدولہ
آصف خان کے حسن اہتمام سے ملا فرید دہلوی نے اور منجمون کے اتفاق سے ایک زیج
حسابی بنائی جس مین یہ مضامین تھے اعمال رصدی کے مباشرون کے مسائل و دقیقہ تدارک
اور تمادی ایام سے جو زیجات ماضیہ مین تفاوت پیدا ہوئے ہین اسکا رفع اور تصحیح اول
و خطاہا ے ناسخان و تسہیل اعمال و اصلاح اغلاط محاسبان اور زیجہاے باستان کے تشییدکے فوائد
اور اس والا آستان کے منجمون کے مستنبط کے عوائد ہے جو اصول و دقیقہ صحیحہ رصد جدید
الغ بیگی پر موضوع تھے اور تاریخ جلوس پر مبنی تھی اور اسکا نام زیج شاہجہانی تھا وہ تمام
کرکے اس نے بادشاہ کے روبرو پیش کی اسپر بادشاہ نے نوازش کی اس لئے کہ اس کتاب کا
فائدہ سب عوام کو پہنچے اسکو بادشاہ کے حکم سے ہندوستان کے نجم شناسون نے یونان کی
اختر شناسون کے استصواب سے ہندوستانی زبان مین ترجمہ کیا اسسے پہلے کو کب کی
تقویمین زیج جدید الغ بیگی سے مستنبط ہو کر تقویمات مین لکھی جاتی تھین اب اس ہی زیج
سے مرقوم ہوتی ہین کہ اختلافات سے خالی ہے اور آسانی سے استنباط ہو سکتا ہے
۲ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو جشن وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا انتالیسوان سال ختم ہوا اور
چالیسوان سال شروع ہوا۔

صوبہ کابل کے واقعات سے اور لشکر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ
تیراہ اور اسکے نواحی کے افغان خصوصاً قبیلہ عوریہ خیل جو بایزید عرف پیر روشنائی کے
مرید ہین اصلا احکام شریعت پر توجہ نہین کرتے اور وہ اپنے پیر کے کہنے کو بجاے آیہ
حدیث جانتے ہین اور انہون نے الحاد کا شعار اختیار کیا ہے انکے نکاح کی رسم یہ ہے
کہ ایک مجلس جمع کی اور ایک گاے کو ذبح کیا اور اہل مجلس کو کھلایا اور بغیر ایجاب و قبول کے
ازواج پر تصرف کیا۔ طلاق کا دستور یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ مین تین سنگریزہ دیدی
اور بیوی کو گھر سے باہر نکالدیا۔ بیوہ عورتون کو میت کے متروکات مین شمار

نقد و جنس دیتا اور اسکی منت و احسان کو قبول کرتا اور سپاہ جو اسکے تعاقب کر رہی تھی اسکی راہ عمداً بتا مانتا سے وہ نوکی کرتا۔ جہان پادشاہی لشکر
وہ پر اشجار راہون اور دشوار گذار جنگلون مین سرگردان ہوتا۔ بہلول میانہ
جاگیردار بالاپور کہ منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار رکھتا اپنی تقصیرات کے
کے سبب سے بھاگنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا وہ خان جہان کے
فرار کی خبر سنکر بھاگ گیا اور سکندر دوتانی کہ خانجہان خان سے رشتہ رکھتا تھا
جالناپور سے فرار ہوا اور خانجہان سے جو گوندوانہ سے گذر کر بالاگھاٹ کو جاتا
تھا۔ یہ دونو مل گئے اور پھر یہ تینون دولت آباد مین نظام الملک سے جا ملے
پادشاہی فوج خانجہان کو راہ مین نہ روک سکی۔ راہ بگلانہ کی سرحد پر مقیم ہوئی
جب پادشاہ کو خبر ہوئی کہ خانجہان نظام الملک سے جا ملا تو پادشاہ نے خود
دکن جانے کا ارادہ کیا اور ۲۲ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو پیش خانہ روانہ کیا اور
جمادی الاولی کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔

اس سال کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ یحیی بیگ ایلچی شاہ عباس ایران کا
پادشاہ پاس مراسلہ تہنیت آمیز لایا تھا وہ ابھی رخصت نہ ہوا تھا کہ شاہ عباس کا
انتقال ہو گیا اور اسکا قائم مقام شاہ صفوی ہوا اسکے بعد یحیی بیگ کو رخصت
کیا اور اپنی طرف سے میر برکہ کو ایران روانہ کیا اور تہنیت و تعزیت کا نامہ لکھا
جسکا ماحصل یہ ہی کہ خدا کا شکر ہے کہ شاہ عباس کے انتقال کے بعد آپ جیسا لائق
پادشاہ جانشین ہوا ہمارے اور آپ کے خاندان مین مدت سے سلسلہ محبت
والفت برادری جاری ہے۔ الحب یتوارث سلف سے خلف کو محبت
ورثہ مین پہنچتی ہی۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بھی موانست ارث مین پہنچی ہے
شاہ عباس حضرت اکبر شاہ پادشاہ کو چچا اور جہانگیر کو بھائی کہتا تھا اور شاہزادگی
مین شاہ مرحوم کو چچا کہتا تھا اب آپ کو مین اپنا فرزند لکھونگا میر برکہ کو

یمین الدولہ آصف خان تھا اسکے ہمراہ بھی بڑے بڑے امیر اور راجہ تھے اور کل
پندرہ ہزار سپاہ تھی پادشاہ نے ارادت خان کو خطاب اعظم خانی کا عنایت کیا
اور کل سپاہ کا سالار بنایا اور اسکو یہ نصیحتین کین کہ پیشوائی اور سرداری کے عمدہ
اسباب یہ ہین - مدارا و سازگاری و مواسات و بردباری راجہ جے سنگھ
و شائستہ خان کو موافقت و مرافقت کی نصیحت کی کہ اعظم خان کی صلاح و ہدایت
کو صواب سمجھ کر اسکے استشارہ و استصواب کی تقدیم کرین -
۲ رجب ۱۰۳۹ کو پادشاہ برہان پور مین آیا اور ۸ شعبان ۱۰۳۹ کو جشن
نوروزی ہوا - ممتاز الزمانی کا اصل اور اضافہ بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا
اور امراء کو منصب و خطاب و جاگیر عنایت ہوئے -
آٹھ رمضان کو خواجہ ابوالحسن مع امرائے عظام ولایت ناسک ترنبک . .
(یا ترمباک جو ناسک سے کچھ مغرب مین ہے) و سنگم نیر کی تسخیر کے لئے رخصت
ہوا - اور آٹھ ہزار سپاہ اسکے ساتھ ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ خواجہ مع تعیناتیون
کے نواحی قلعہ تلنگ (النگ) مین جہان مناسب جانے برسات کے موسم مین
جبتک اقامت کرے کہ شیر خان صوبہ دار گجرات مع تعیناتیون کے اس سے
آ ملے اور بعد برسات کے ختم ہونے کے وہ بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اس
ملک کے زمینداروں مین سے بعض کو ساتھ لیکر ناسک (ناسنگ) مین آئے - خواجہ
آٹھ روز مین برہانپور سے موضع دھولیہ مین کہ حسن النگ کے حوالی مین واقع ہے آیا
اور یہ موضع برہانپور اور ناسک کے درمیان واقع ہے) اور برسات کے آخر ہوتے
تک یہین قیام کیا - قلعہ کالنہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا اور نظام الملک کے
آدمیون کے قبضہ مین تھا خواجہ ظفر خان کو اسکے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا وہ
بطریق ایلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور کچھ اسیر کرکے الٹا آیا ۲۶ کو شیر خان صوبہ دار
گجرات . . . خواجہ ابوالحسن سے ملا - قلعہ باتورہ و حوالی قلعہ چاندور جو ناسک .

کرتے ہین انکے وارثون کو اختیار ہے کہ انکو نکاح مین لائین انکو بہ کر دین انکی بیع و
شرا کرین - جو مسافر اجل رسیدہ اس سرزمین مین وارد ہوا اور انکے ہاتھ لگ گیا تو اسکو
دستگیر کرکے حلال اور مباح شکار سمجھتے ہین اور اسکو اپنی مملکت مین لاکر خرید فروخت
کرتے ہین اور اسکو وجہ معاش بناتے ہین اور متروکہ میت مین دختر اور انکی اولاد کو
بے نصیب کرتے ہین اور قتل اور قطاع الطریقی کو انکے صلحا اپنی باپ دادا کی سنت و رویہ
جان کر ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور اس بات کو اپنا جوہر رشد و کمال اظہار
سعادت جانتے ہین جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو گدھے کے کان کو کتر کر اسکے زخم کے چند
قطرون کو مولود کی زبان پر ٹپکاتے ہین اور اسکا تالو اٹھاتے ہین کہ وہ خونخواری مین
کمی نہ کرے اور اس طرح کے افعال بد انکے ہان شائع ہین - جب بادشاہ سے یہ باتین عرض
ہوئین تو اسنے حکم دیا کہ حکام آئین شریعت پر انکو متنبہ کرین بعد شدید تاکید کے کہ
فساد اور ہنگامہ کی نوبت آئی - مدتون مین یہ باتین کم کیا بلکہ کم ہوئین مگر آثار
انکے ابتک باقی ہین —

واقعات سال سیوم جلوس

غرہ جمادی الثانی ١٠٣٩ھ کو جلوس کا سال سیوم شروع ہوا جشن وزن شمسی اس مہینے
کی تیسری تاریخ کو ہوا - بادشاہ مالوہ مین داخل ہوا - ۹ رجب کو آب نربدہ سے
پار اتر کر ملک خاندیس مین داخل ہوا —

نظام الملک ورخانجہان کے استیصال کے لئے تین فوجین اس طرح روانہ ہوئین -
اول سپاہ بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن ۲۰ رجب ١٠٣٩ھ کو قلعہ اسیر کی نواح
سے بالاگھاٹ روانہ کی - بڑے بڑے امیر و راجہ اسکے ہمراہ گئے - یہ سپاہ مع احدی
اور برقندازون سمیت بیس ہزار سوار کی تھی دوسری سپاہ کا سردار راجہ گج سنگہ
تھا اسکے ہمراہ بڑے بڑے امرا و راجہ تھے کل سپاہ اس پاس مع احدیون اور
برقندازون کے پندرہ ہزار سوار تھی تیسری فوج کا سردار شائستہ خان خلف

پانچ راجاؤن کے زخم کاری لگے اور زین سے زمین پر گرے پادشاہ کے جن نوکرون نے
جان نثاری کی تھی انکے فرزندون اور خویشون کا اضافہ و اسپ و خلعت عنایت کیا فدویان
کار طلب کے زخمون کو لطف و کرم کا مرہم لگایا۔ بہت انعام دیا اور اضافہ کیا۔
جادو راے نظام الملک کو مع بیٹون اور بھائیون اور پوتون کے پادشاہ کی خدمت
مین آیا تھا۔ پادشاہ نے منصب بست و چہار ہزاری پانزدہ ہزار سوارون کا سب کو
ملاکر دیا تھا۔ ان دنون مین پھر نظام الملک کی نوکری کے قصد سے قلعہ دولت آباد کے
قریب آیا۔ نظام الملک جانتا تھا کہ اس بدذات کی ذات مین بیوفائی لازم ہی۔ اسنے
ارادہ کیا کہ اسکو پکڑ کر مقید کر دے بعض اپنے محرمون اور ہمرازون سے اسنے مصلحت
کی اور یہ مقرر کیا کہ جب جادو راے حضور مین آئے تو سب اسکو ملکر پکڑ لین ایک دن قلعہ
کے اندر ملاقات کے لیئے نظام الملک نے جادو راے کو طلب کیا اور مشہور کیا کہ خلوت
ہوگی اس خلوت مین اسکو اور اسکے دو بیٹون اور ایک پوتے اور چند آدمیون کو آنے
کی اجازت دی۔ جادو راے کو حقیقت معاملہ پر اصلا آگاہی نہ تھی وہ غافل اندر آیا
کہ ناگاہ ایک جماعت کمین گاہ سے اسکو زندہ گرفتار کرنے کو نکلی۔ مگر جادو راے نے ہاتھ نہ
بندھوائے بلکہ ہتھیار اٹھائے طرفین سے حملے ہوئے۔ آخرکار وہ اور اسکے بیٹے اُجلا اور رگھو اور
بسونت راے اسکا پوتا جو جانشین اسکا ہوتا یہ چارون پنجہ اجل مین اسیر ہوئے۔ اور چند
آدمیون کو انھون نے بھی کشتہ کیا اپنے دونو قدیم و جدید ولی نعمتون کی نمک حرامی کی
سزا بھگتی۔ اسکی بیوی اودرجائی نام کہ صاحب اختیار و عاقلہ و باہوش تھی وہ خاوند
اور بیٹون کے کشتہ ہونے سے اصلا نہ روئی نہ پیٹی اپنے بھائی جگدیو اور اپنے اور
سپاہیون کے ساتھ ہاتھی گھوڑے اور زر و زیور و نقد اور اشیاء ضروری لیکر اور باقی
سب چیزون کو وہین چھوڑ کر اور آگ لگا کر استقلال کے ساتھ نقارہ بجاتی ہوئی سندکھیڑ
کو روانہ ہوئی وہین اُسکا وطن تھا اور پدر و شوہر کی جاگیر قدیم و جدید تھی۔ ہرچند
نظام الملک نے متصل تسکین نامے معاودت کے لئے اس پاس بھیجے مگر اسنے انکا اعتماد

ترنبا کے پاس ہیں انکی تاخت کے لئے شیر خان کو خواجہ نے روانہ کیا اس نے وہان جاکر لوٹ مار کی اور الٹا چلا آیا اور بہت غنیمت ساتھ لایا۔

بالاگھاٹ کے مخبرون سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اور شائستہ خان مین موافقت نہین ہے اس لئے پادشاہ نے شائستہ خان کو اپنے پاس بلالیا اور عبداللہ خان بہادر کو جو کابل سے پادشاہ کی خدمت مین آگیا تھا اُسکو شائستہ خان کی فوج کا افسر مقرر کردیا۔ شائستہ خان ۷ ذیقعدہ کو پادشاہ کی خدمت مین آگیا پادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ مغل سادات بارھہ و بخاری اور ہندوستان کے شیخزادون کے منصبدارون مین سے دوسو پادشاہ کی سواری کے وقت جلو مین رہا کرین انکا نام مردم جلو ہوا اور قوم مغل کے سو منصبدار اور دوسو احدی جنگی مردانگی مکرر بارہا ظہور مین آئی ہو وہ سونے چاندی کے گرز لیکر پادشاہ کے ساتھ سواری مین ہمرکاب ہون اور غیر سواری کی وقت وہ دولتخانہ کے دروازہ کے باہر حاضر رہین انکا نام گرزبردار ہوا ان سب کو پادشاہ نے ہتھیار مرحمت کئے۔ پادشاہ نے سنا کہ دکمنیو پنج فرقہ مین تین گانون کو جلادیا ہے اور فساد مچایا ہے تو پادشاہ نے حکم دیا کہ راسم مین راؤ رتن رہسا اور وزیر خان برار مین جاکر اس گروہ کو ایسی تنبیہ کرے کہ پھر کسی اور کو بغاوت کا حوصلہ نہ ہو اور اس خدمت کے بعد وہ بالاگھاٹ سے چلا آئے۔

ان دنون مین پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ دکنی بارہ ہزار سوارون نے شائستہ خان و خان اعظم کی سپاہ سے قزاقی کے طور ایک دو دفعہ مقابل ہو کر شوخی کی ہے بعض کا کام اور بعض آدمی کام مین آگئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ پادشاہی آدمیون نے بھی کارہا نمایان کر کے انکی جمع کثیر کو قتل کیا آخر کار دکنی فرار ہوئے پادشاہی نامی آدمیون مین سے امام قلیخان پسر جان سپار خان اور پسر شجاعت خان و راجہ جیتر سال سترسالی بہادر زادہ راجہ مان سنگھ مع دو بیٹون کے کشتہ ہوئے منصبدارون اصدکم منصب خانہ زادون کی ایک جماعت ماری گئی۔ راجہ گردھر داس غیرہ

عبدالقادر پسر احداد و افرکور کریمداد پسر جلالہ و محمد زمان
پسر برادر عم زادۂ احداد اور اس کے دو بھائیون
دہنتور و نغنہ و تمام کوہ تیراہ اور دونو بنگش علوی و سفلی
کے آدمیون اور کل الوس خٹک و ایمان جاجی
و توری کو جمع کیا اور یہ سب یولم گذر مین کہ پشاور سے
سات کروہ پر ہے کمال الدین سے آن ملے کمال الدین نے بھی اس عرصہ مین
الوسات پشاور و اشغر و محمد زئی و گگیانی و خلیل و مہمند و داؤدزئی و یوسفزئی
و بیر کلانی اورا ور ون کو جھوٹے وعدہ کرکے جمع کرلیا انہون نے ۱۲ ذی الحجہ کو پشاور
کو سب جانبون سے صفین باندھ کے گھیر لیا سعید خان نے یہ سمجھ کر کہ سپاہ اس قدر
نہین ہے کہ ایک فوج کو شہر کی حراست کے لئے چھوڑے اور ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے جائے
حصار شہر وسیع ہے اگر وہ لڑنے جائیگا تو کسی طرف سے دشمن اسمین گھس آئیگا اور لشکر
متفرق ہو کر اسکی مدافعت نہین کر سکے گا اس لئے اسنے حصار کی حفاظت کو مقدم
جانا اور وہ اس سے باہر آیا دشمن حصار سے باہر محلون مین آگئے شہر کو گھیر لیا۔
حصار خام تھا اور اس مین شکست و ریخت بہت تھی اسمین سعید خان نے مورچے تقسیم کئے
جسطرف دشمن حملہ کرتے اس ضلع کے نگہبان مورچے کی حفاظت تفنگچیون کو سپرد کرتے
اور خود حصار سے باہر لڑنے آتے۔ فتح پا کر پھر حصار مین چلے جاتے۔ ایک دن
ایک گروہ نے اتفاق کرکے بجای سپرون کے منہ کے سامنے تختے لگا کے حصار پر حملہ
کیا سعید خان مورچون پر تفنگچیون کو چھوڑ کر باہر لڑنے آیا اور دشمنون کو مار کر
بھگا دیا۔ حصار کے باہر محلون مین جو افغان ٹھیرے ہوئے تھے انکو اپنے
سردارون کی شکست کی خبر نہ تھی اسلئے لشکر شاہی نے مصلحت نہ دیکھی کہ انکو
شہر کے گرد چھوڑ کر بھگوڑون کا تعاقب کرے اول اسنے ان محلون مین دشمنون
کو قتل کیا اور پھر تعاقب مین گئی پانچ چھ کوس تک جو دشمن ہاتھ لگا اس کو قتل کیا

نہ کیا اور از سرِ نو جاگیر مین اپنا سرانجام کرکے درگاہ والا کو روانہ ہوئی اور اعظم خان
کی وساطت سے جگدیو کو منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور پتینگ رائے اسکے پوتے
کو منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار کا عطا ہوا اور ایک لاکھ بتیس ہزار روپیہ ملا
اور جاگیر وطن کی بحالی ہوئی۔

اللہ وردی خان قراول بیگی نے عرض کیا کہ نخچیرگاہ مین چند شیر مین بچے دیکھے گئے
پادشاہ کے حکم سے درندون کو بادر مین احاطہ کرکے باغ زین آباد کے باہر لائے
اور بادر ایک دام نہایت مضبوط تھا اور اسکا طول دس ہزار گز پادشاہی تھا۔ اور
ارتفاع چھہ گز اور سرا اوپر بادبان کی طرح وہ موٹے ستونون پر برپا کیا جاتا تھا
پادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہوکر ایک شیر کا شکار کیا اور گرزبردارون نے شیر کے چار
بچے پکڑے۔

کمال الدین ولد شیخ رکن الدین روہیلہ جسکا خطاب شیر خانی اور منصب چار ہزاری تھا
اسکو خان جہان لودی نے ایسے نوشتے لکھے کہ جسسے وہ فساد پر آمادہ ہوا۔ آب
اٹک سے نواحی کابل اور اور جانبون کے افغانون نے اتفاق کرکے یہ قرار دیا کہ
پشاور مین اول شورش اٹھائی جائے۔ اور بابچو قلیچ خان اور دو گماشتہ لشکر خان
کی تحریر سے سعید خان کو کوہاٹ مین اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے کوہاٹ مین قلی خان
بیگ بخشی تھانہ دار اور ذوالقدر خان و شادمان پکھلیوال و خضر گکھر و احدیون اور
تابینون کی جماعت کو چھوڑا اور آدھے پہر مین پشاور مین وہ خود آیا۔ اول اسنے
کمال الدین کو نصیحتین کین مگر وہ مفید نہ ہوئین ظاہر مین وہ چاپلوسی و لابہ گری
کرکے خدمتگاری اور فرمان برداری دکھلاتا اور پوشیدہ اسباب فساد کو تیار
کرتا۔ قریب و بعید کے قبائل کو اغوا کرتا اور زبان آور خوشامدیون کو بھیجکر
الوس افغانون کے سردارون کی دعوت کرتا۔ عبدالقادر پسر احداد کو تحفے بھیج
بلایا کہ اس سے اپنی بیٹی بیاہے . . . .

غلہ کو لے کر چلی گئی ہے اور انکو اپنا ملجا و پناہ بنا یا ہے ہان بیس تیس گروہ تک جا کر غلہ
کو جمع کرین اس تردد سے بہت غلہ اور ماکولات و اجناس لشکر کو ہاتھ لگے ان دنون
مین نظام الملک نے محلدار خان و داداپنڈت و عمر خان افغان کو سات ہزار سوار
دے کر بھیجا کہ رات کو افواج شاہی پر بان مارین اور جو جماعت کہ ہمیشہ گاہ کی واسطے
جائے اسکے گاؤ و شتر چھین لین جب خواجہ کو اطلاع ہوئی تو اُس نے شاہ نواز خان
کو اُن سے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ بیس گروہ ایلغار کر کے دشمن کے سر پر جا پہنچا او سخت
لڑائی ہوئی طرفین سے بہت آدمی مارے گئے دکھنی فوج کو شکست ہوئی محلدار خان
اور اسکے ہمراہی سارا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے شاہ نواز خان نے بہت غنیمت کے
ساتھ مراجعت کی جب لشکر پراگندہ نے فراہم ہو کر لشکر شاہی کی نواحی مین بان مارنے
شروع کیے تو خواجہ نے انکی بنگاہ کو نواحی سنگمیر مین دریافت کر کے خان زمان خان
کے ساتھ فوج کو بھیجا کہ اسکو تباہ کرے فوج راتوں رات ایلغار کر کے دشمنون کے بنگاہ
پر آئی تو محلدار خان نے جو اس جماعت کا سردار تھا سراسیمہ ہو کر قلعہ چاندور کو فرار کیا اور
اسکے ہمراہی جو مرنے اور قید سے بچے پریشان ہو کر ادھر اُدھر چلے گئے۔ پادشاہی فوج
نے غنیمت لیکر معاودت کی پھر دشمن پادشاہ کے لشکر کے گرد نہ آیا۔

جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اپنے ہمسرون کے ساتھ سازگاری نہین رکھتا
جو سرنامۂ سرداری ہے اور اپنے فرمان برون کے ساتھ بردباری نہین برتتا۔ جو
پیرایہ سرداری ہے اس سبب سے لشکر کے درہم برہم ہونے کا اور خصم کے شوخی کرنے کا سبب
ہوتا تھا اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک سردار ایسا مقرر کرون کہ کل سپاہ اس سے درجہ
اعلی کی امید و بیم رکھتی ہو۔ اور اور سردارون کو اُس سے برابری کا گمان نہ ہو
اور سب اسکی . . . صلاح دید کی متابعت مین اور اسکے مقتضائے تدبیر کے موافقت مین
گریز کرنے مین گریزی نہ کرین اسلیئے کل سپاہ کی سرداری یمین الدولہ آصف خان کو
سپرد ہوئی۔ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۱ کو وزن قمری کا جشن ہوا بادشاہ نے [illegible]

اور پھر شہر کو چلے آئے جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی تو سعید خان کے منصب پنجہزاری ذات و پانصد سوار کا اضافہ کرکے منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار و پانصد سوار کا عنایت کیا اس مہم کا نتیجہ سوائے افغان کشی کے کچھ اور نہ ہوا۔
دیانت خان قلعہ دار احمد نگر کا انتقال ہوا اسکی جگہ جان نثار خان مقرر ہوا تین سردار نامی نظام الملکی ساداات خان و شرزہ دما و جی بندھائے بادشاہی جرگہ مین داخل ہوئے —
اعظم خان کی فوج ہراول کے سردار سید مظفر خان کی نا فہمی کے حوالی مین ایسا ہوا بادشاہ نے اُسے بلا لیا اور جی سنگہ کو اسکی جگہ مقرر کرکے بھیجدیا۔
خواجہ ابو الحسن جو تلنگانہ کی فتح کے لئے نامزد ہوا تھا وہ برسات کے بعد بادشاہ کے حکم سے قلعہ النگ (للنگ) کے حوالی سے راہی ہوا۔ بگلانہ کی راہ سے وہ ناسک ترنباک کی ولایت پر متوجہ ہوا۔ بگلانہ کی سرحد مین آیا اس ملک کے زمیندار بھرجی نے چار سو سوارون کو لیکر استقبال کیا اور خان زمان و لہراسپ پسران مہابت خان جو اس لشکر کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے تھے وہ بھی خواجہ سے آن ملے خواجہ گھاٹ چاندی سے غنیم کے ملک مین آیا خان زمان و شیر خان و شاہ نواز خان مین سے ہر ایک کے ہمراہ ایک فوج کی اور مقرر کیا کہ ان تین طرح کی فوج مین سے ہر کوچ مین ایک ہراول اور دوسرا چنداول ہو نظام الملک کے قریات و پرگنات کے عاملون کی رعایا سر راہ سے اوٹھکر جنگل مین چلی گئی تھی اس سبب سے گرانی غلہ و کمی آئی تھی افواج نظام الملکی نے پہلے خرابی پھیلا رکھی تھی اور بادشاہی فوج کے آنے سے اور خرابی پر خرابی آئی لشکریون پر زندگانی تنگ ہوئی اور جان کی عوض مین بھی نان نہین ملتی تھی لشکر ایسا عاجز ہوا کہ اسمین تفرقہ پڑنے لگا خواجہ مذکور نے حکم دیا کہ ویران دیہات مین غلہ کے چاہون کی جستجو کرین جنمین اس ملک مین دستور ہے کہ غلہ دفن کیا کرتے ہین اور پیشتر کوہ و جنگل مین جہان رعایا مال و عیال اور ایک سال کے

و راجہ بہار سنگھ بندیلہ و راجہ انوپ سنگھ و چندرمن بندیلہ و اہتمام خان و کیلوجی و
او د راجہ رام و جگت پور راے اور دکنیون اور منصبدارون و احدیون و برقندازون کو
ہمراہ لیا اور ایک پہر رات گئے مچھلی گانون سے دشمنون کے استیصال کے لئے سوار ہوا
اور چار گھڑی رات باقی تھی کہ وہ موضع پیپل نیر مین کہ بیر سے چھ کوس پر تھا آیا اور اُس نے
صف شکن خان کو لکھا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ دشمن کے لشکر کے کنارہ پر آؤ تاکہ وہ
بادشاہی لشکر کی جمعیت قلیل دیکھ کر کسی طرف باہر نہ چلا جاے۔ دشمن کا لشکر بیر سے
چار کوس چلا تھا اور دامن کوہ مین اقامت رکھتا تھا کہ صف شکن خان ایک پشتہ کے اوپر
دشمن کے لشکر کے سامنے آیا۔ خان جہان کا بیٹا عزیز صف شکن خان سے لڑنے آیا۔
اور اس اثنا مین اعظم خان بھی لشکر لیکر آموجود ہوا۔ عزیز اس لشکر کے سامنے نہ ٹھہر سکا
بیتاب ہوکر باپ پاس گیا اور گذارش کیا کہ جو جماعت پہلے دکھائی دی تھی وہ
صف شکن خان کی فوج تھی اسکے ساتھ ہی بادشاہی سپاہ بہت جلد آگئی۔ اب
خانجہان نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ اور پاے گریز شکستہ ہے
ناگزیر سارے افغانون کو ساتھ لے کر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ راجہ جے سنگھ سردار
فوج ہراول نے مع راجہ بیٹھلداس و راجہ انوپ سنگھ او راو ر راجپوت اور سپہدار خان
سرآمد فوج جرانغار مع بہادر خان و سردار خان و خواص خان و اہتمام خان
داروغہ توپخانہ تفنگچیون سمیت اور مرحمت خان احدیون کے ساتھ دشمنون کے
بنگاہ پر سب جا پہنچے۔ دشمن اپنے اسباب کو اور سوداگرون کے اموال اور امتعہ
کو جو لوٹا تھا آپس مین تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے
اکثر احدی اور تابین اس اسباب کی لوٹ مین پڑ گئے تو بادشاہی فوج
کا انتظام بگڑ گیا مسلمان اور راجپوت اور جتنا نام اوپر لیا گیا ہے تھوڑے تھوڑے
آدمیون کے ساتھ پہاڑ پر دشمنون کے تعاقب مین چلے گئے۔ بہادر خان روہیلہ
و اہتمام خان و نرہر داس جھالا نے اورون سے آگے بڑھ کر قلعہ کوہ پر

سال شروع ہوا۔

برسات کے بعد لشکر شاہی نے دیول گانون سے نظام الملک و افغانون کے استیصال کے واسطے حرکت کی اعظم خان نے جب سُنا کہ آصف خان سپہ سالار ہو کر آتا ہے تو اُس کی رگ غیرت حرکت مین آئی اور اپنی جگہ سے فوج لیکر چلا مقرب خان و بہلول اور امراء دکھنی نے جب لشکر کی حرکت کی خبر سنی تو وہ جالنا پور سے جہان برسات بسر کرنے کے لئے ٹھیرے ہوئے تھے پاتھری (پونا اور بان گنگا کے ملاپ سے ۳۰ میل ہے) مین گئے اعظم خان کو جب دشمن کے اس سفر کا حال معلوم ہوا تو وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا موضع راجھوری مین جو آب بان گنگا پر واقع ہے آیا۔ تو اسکو معلوم ہوا کہ لشکر نظام الملکی بالاگھاٹ پر دھارور مین آیا ہے اور اس قلعہ مین پناہ لی ہے اور خانجہان ابھی نواحی بیر سے باہر نہین نکلا (دھارور اور بیر احمد نگر کی مشرقی سڑک پر ہین) اُس نے لشکر شاہی کی خبر سنکر جو جماعت کہ محال متعلقہ بیر کی تحصیل محصول کے لئے بھیجی تھی اس کو بلا لیا اور نبوسنہ دریا خان کے آنے کی ادھر دھارور سے مقرب خان اور بہلول کے آنے کے انتظار مین چشم براہ بیٹھا اعظم خان اس ارادہ سے راجھوری سے مہگانو مین آیا کہ ان سب کے جمع ہونے سے پہلے خانجہان پر چڑھائی کرکے اسکی جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اس اثنا مین صف شکن خان ولد سید یوسف خان رضوی قلعہ دار بیر کے خطوط آئے کہ خانجہان راجوری مین مچھلی گانون سے ۲۴ کوس پر اپنے اسباب کو جو اسنے کہو اور کیورانی مین تاجرون کا رہزنی کرکے لوٹا ہے تقسیم کر رہا ہے اور اکثر اوسکے متعلق جو تحصیل کے محصول کیلئے پراگندہ ہو گئے تھے فراہم ہوئے ہین اور اسنے یہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی پاتھری کی نواحی مین ہے یہ قرار دیا ہے کہ جب وہ بیر کے نزدیک ہو تو کوچ کرے۔

اعظم خان نے لشکر کے ہمراہ مچھلی گانون مین یاقوت خان و مالوجی بھونسلہ و اکرام خان وغیرہ کو چھوڑا کہ وہ لشکر کی حراست کرکے آہستہ چلین سپہدار خان و راجہ جے سنگھ و راجہ چھتر سنگھ بندیلہ و راؤ سور بھورتیہ و بہادر خان و راجہ بیٹھلداس و سردار خان

اُسکی ران پر مارا۔ پرسرام نے بھی اُسکے گلے پر جمدھر مارا اور سر اسکا کاٹ لیا اور گھوڑا
اور سپر و انگشتری اور دو شمشیر اسکی راجہ بہار سنگھ پاس پہنچائین راجہ انکو اعظم خان پاس لایا
خان نے گھوڑا اور یراق پرسرام کو دیدیا اور سر کو بیر کے دروازہ پر لٹکایا اور انگشتری
کو جسپر اسکا نام کندہ تھا بادشاہ پاس بھیجا کہ سب کو یقین ہو جاوے کہ بہادر ملک عدم کو
رخصت ہوا لشکر شاہی نے تین کوس تک دشمن کا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
مارا۔ شب گذشتہ کی ایک پہر گئے سے پہر روز تک سپاہ یکسان سوار رہی اور تیس کروہ
مسافت طی کی۔ حرارت کی شدت سے اور حرکت کی کثرت سے گھوڑے اور سوار
مین تاب و توان نہین رہی اعظم خان نے یہان توقف کیا کہ سپاہی اور گھوڑے
آرام کرین اور جو آدمی پیچھے رہے ہین وہ بھی آجائین اس عرصہ مین خان جہان
اور اُسکے ہمراہی جنکے گھوڑے تازہ زور تھے فرصت کو غنیمت سمجھکر بھاگ گئے اعظم خان
درویش محمد دکنی کو اور جگدیو رائے برادر جادو رائے کو جو بیر مین تھا اور بعض اور
امیرون کو اُسکے تعاقب مین بھیجا اور خود بھی باوجود گھوڑون اور سپاہیون
کے تھکے ہونے کے مع کل ہمراہیون کے متعاقب روانہ ہوا۔ خانجہان نے دیکھا کہ
لشکر شاہی تعاقب نہین چھوڑتا تو اُسنے ہتنی کی عماری مین سے عیال کو اُتار کر
گھوڑون پر سوار کیا اور ہمراہ لیا۔ یہ ہتنی مع عماری درویش محمد اور اُس کے
ہمراہیون کے ہاتھ آئی اُنھون نے افغانون کی ایک جماعت کو مع عیال کے گرفتار
کیا۔ خانجہان کے بہت سے کار آمد آدمی زخمی ہو کر ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ سوا
لباس کے جو پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے جسپر سوار تھے کچھ ان پاس نہ تھا خانجہان
چند رفیقون کے ساتھ کوہستان مین چلا گیا۔ رات ہو گئی تو اعظم خان نے
تعاقب چھوڑا۔ یاقوت خان کو پھیلی کا نوان مین لشکر مین چھوڑا تھا اس کے خاطر
فراہم نہ تھی اسلئے وہ بیر مین آیا کہ لشکر مین بھی آجائے اور یہ بھی معلوم ہو گیا
کہ مقرب خان و بہلول کا ارادہ کیا ہے اسی روز یاقوت خان لشکر سے ملا اور

دشمنون کا تعاقب کیا۔ جب خانجہان نے دیکھا کہ کچھ امیر آ گئے اور کچھ اور امیر چلے آتے
ہین تو اُس نے ایک ہتنی کی عماری مین عورتون کو بٹھا کے سیوگانون کو بھجوا دیا احمد نگر
کے شمال مشرق مین ہی خود لڑنے کے لئے قدم استوار کیا اور اپنے برادرزادہ بہادر
کو جسکی بہادری اور دلیری پر اعتماد رکھتا تھا بہادر خان روہیلہ کے روبرو بھیجا۔
بہادر خان پر ہمراہیون کی قلت کے سبب سے کام تنگ ہوا پیادہ ہوا اور جانفشانی
کی۔ کشش و کوشش مین کارنامہ مردانگی دکھایا۔ ایک جمع کثیر کو نیست کیا بہادر کے
دو تیر ایک سینہ پر ایک پہلو پر لگے اور چند اسکے ہمراہی میدان پیکار مین جو کثرت
غبار سے شب تار بن رہا تھا پروانہ وار شعلہ شمشیر آتشبار پر جاتے تھے۔ صدر دہی
جھالا نے بعض راجپوتون کے ساتھ نیکنامی کے ساتھ جان دی۔ سپہدار خان و
خوشحال و مرحمت خان کہ داہنی طرف سے پہاڑ پر آ گئے تھے اس کارزار کو دیکھکر
ایک سنگ چین کی دیوار کی پناہ مین کمانداری کر رہے تھے اور راجہ بہار سنگھ
بندیلہ برانغار کی فوج سے بہادر خان کی کومک کو آیا اور مردانہ کوشش کی
بعض اسکے ہمراہی مارے گئے راجہ جے سنگھ و راجہ بیٹھلداس و راجہ انوپ سنگھ
جو پہاڑ کے دوسری جانب مین تھے وقت پر آن پہنچے اعظم خان نے پائے کوہ
مین پہنچکر ملتفت خان و راؤ سور بھورتیہ اور چندرمن بندیلہ کو پہاڑ پر چڑھنے
کی تاکید کی۔ تین گھنٹہ تک خوب لڑائی رہی جس کسی کو زخم کاری لگتا وہ دوسرے
زخم کی آرزو کرتا اور سربازی مین پیش قدمی کرتا اس وقت بعض امیران شاہی
تنگ ہو رہے تھے کہ بہادر نے دیکھا کہ بادشاہی فوج پے در پے چلی آتی ہے تو
وہ بھاگ گیا اور خانجہان نے بھی فرار کیا۔ جب یہ پشتہ پہاڑ کی بلندی پر سے
نیچے آئے تو بادشاہی سپاہ کے پیکانون اور بندوقون کا مینھ اُنپر برستا تھا
بہادر کے ایک تفنگ لگا کہ وہ ہنگامہ پیکار مین جانے سے باز رہا اسی اثنا مین بہادر کے
پاس راجہ بہار سنگھ کا نوکر پرسرام اسکے پاس پہنچا اس جوان نے بھی ایک جمدھر

جو دولت آباد سے دس کوس پر ہے اور نظام الملک بھی لشکر شاہی کی خبر سن کر
نظام آباد سے قلعہ دولت آباد مین چلا گیا۔ اس قلعہ کے باہر نظام الملک نے نظام آباد
آباد کیا تھا اور اسکے متعلقون نے منازل اور عمارات تعمیر کی تھین۔ خانجہان اور
دریا خان نے بھی الدسور مین رہنا مصلحت جانا وہ ایلورہ کھیٹا مین آنکر مقیم ہوئے۔ جو
دولت آباد سے آدھ کروہ پر ہے پھر اپنے چند منتسبون کو او باش درہ مین جو اس
حسن حسین کی پناہ مین واقع ہے لے گئے۔ دریا خان ایک ہزار سوارون کو لے کر
خانجہان سے جدا ہو کر چاندور اور گھاٹ چالیس گانو (چاندور سے مشرق مین ۲۵
میل ہے) کی طرف اس قصد سے چلا کہ قصبہ نارول اور دھرن گانو کو لوٹے۔
پادشاہ نے عبداللہ خان بہادر کو بالا گھاٹ سے بلایا تھا وہ بیمار ہو گیا تھا۔
ظاہر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو معالجہ کے لئے بلایا ہے مگر حقیقت مین منظور یہ تھا
کہ دریا خان کے فساد کے مواد کو وہ خارج کرے۔ پادشاہ نے اسکو دریا خان
کی تنبیہ و تاکید کے لئے معین کیا دسوین جمادی الاولی کو اسکو اور امراء کے ساتھ
روانہ کیا۔ دریا خان نے قصبہ لاول اور دھرن گانو اور بعض مواضع پائین گھاٹ
چالیس گانو کو لوٹا مارا۔ جب عبداللہ خان بہادر کی خبر سنی تو وہ بالا گھاٹ
پر چلا گیا۔ دولت آباد اور اسکے نواح مین آسمان سے بارش نہوئی اور زمین
سے نبات آگی۔ جو جہان کی سرسبزی کا سرمایہ اور اہل جہان کی پایندگی
کا مایہ بنتے۔ اعظم خان نے اس طرف لشکر کالیجانا مصلحت نہ جانا اور اسکی رای مین
یہ آیا کہ مقرب خان بہلول کی طرف متوجہ ہو جو دھارور اور انبہ جو کامی مین مین
اور اسکی صوابدید کے موافق یمین الدولہ کا نوشتہ آیا جو موضع او جھر مین آگیا تھا
وہ مانک دودہ کی راہ سے گھاٹ کو روانہ ہوا وہ پہاڑ پر چڑھتا تھا کہ ایک
تنگنا مین دشمنون نے اہتمام خان میر آتش کا مقابلہ کیا اس نے گھاٹ پر چلنے
مین پیش قدمی کی تھی اسکے سپاہیون نے دشمنون کے بہت آدمی مارے۔

معلوم ہوا کہ دریا خان نہوسہ سے نکل کر خان جہان سے ملا ہے اعظم خان نے بیر مین فوج
کی آسائش کے لئے اور لشکر کی شان دیکھنے کے واسطے چند روز اقامت کی پادشاہ
کو اعظم خان نے اس فتح کا حال لکھا تو پادشاہ نے امرا کو بقدر انکی خدمات کے صلہ دیا
خانجہان اور دریا خان سیوگانو سے بیضاپور اور بھونسلہ مین دولت آباد کے جانے
کے قصد سے آئے۔ یہ نظام الملک کی ولایت کے پرگنے تھے پادشاہی فوج کے ورود
سے ان مین آبادی کا نشان باقی نہین رہا تھا (بیضاپور اورنگ آباد سے مغرب مین
۳۰ میل ہے) تو خان اعظم نے بیس ہزار سوار لے کر سیوگانون کی طرف کوچ کیا۔
ان ہی دنون مین ساہوجی بھونسلہ داماد جادو راے جو نظام الملک کے لشکر ہنود
کا سردار تھا وہ اعظم خان سے آنکر ملا۔ جادو راے کے کشتہ ہونے کے بعد اسنے
نظام سے ہمراہی کا پیوند توڑ دیا۔ پرگنہ پونہ و چاکنہ مین آکر اقامت کی اُس نے
اعظم خان کو لکھا کہ اگر پادشاہ کی طرف سے کوئی عہدنامہ جس سے اس بندہ کی
خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت ہو تو مین خدمت گذاری کے لئے لشکر شاہی
مین آؤن۔ اعظم خان نے پادشاہ کو لکھا پادشاہ نے اعظم خان پاس فرمان بھیجا
کہ تم اسکی تسلی کر دو۔ جو کچھ تم تجویز کرو گے ہم اسکو قبول کرینگے اس حکم کے پہنچنے کے بعد
دو ہزار سوار لے کر وہ لشکر مین داخل ہوا۔ اعظم خان کی التماس سے اوسکو منصب
پنج ہزاری ذات و سوار خافی خان نے منصب شش ہزاری و پنج ہزار سوار لکھا ہے
اور دو لاکھ روپیہ انعام ملا اور اسکے بھائی بیناجی کو سہ ہزاری ذات ہزاری و
پانصدی سوار کا منصب ملا اور سنا ماجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار
سوار کا منصب عنایت ہوا اور اسکے اور خویشون کو انکے رتبے کے موافق مناصب
اور اسی ہزار روپیہ انعام ملے۔

جب خان جہان اور دریا خان نے یہ خبر سنی کہ پادشاہی لشکر نے سیوگانو
کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بیضاپور اور بھونسلہ سے موضع لاسور مین آئے

تفنگچیون اور کمانداروں کی سرراہ کو روک لے تو بالکل عبور ہونے کا رستہ بند ہو جائے۔
باقر خان نے جا کر اطراف و جوانب کو خراب اور غارت کیا۔ کھیرہ پارہ سے جا کر وہ پر قطب الملک
کے غلام منصور نے اپنے نام پر ایک قلعہ منصور گڈھ بنایا تھا باقر خان نے اسکی فتح کا ارادہ اس سبب سے
نہیں کیا تھا کہ برسات آگئی تھی وہ اٹھا چلا گیا جب برسات ختم ہوئی تو پادشاہ کے حکم سے اسباب
تسخیر کو تیار کر کے لشکر شائستہ کے ساتھ کھیرپارہ مین آیا قطب الملک کے سردار شیر محمد خان اور
اور سرداروں نے باقر خان کی معاودت کے بعد اپنی پراگندہ سپاہ کو فراہم کیا اور تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے جمع کر لئے توپ و تفنگ و رام اور آلات حرب اور ادوات ضرب سے
قلعہ کو استحکام دیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ باقر خان نے پادشاہی سپاہ اور زمینداران
کھلی کوٹ و کودکہ (کودلہ) والہ کو جو تابع ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ۹ جمادی الاولی کو
منصور گڈھ کے حوالی مین آیا۔ مخالفون نے ایک میدان مین جو قلعہ کی شمال شرق مین تھا
صفین آراستہ کین پادشاہی افواج بھی آراستہ ہوئین باوجودیکہ قلعہ کی توپ و
تفنگ اور بان و بندوق آگ برساتے تھے مگر اہل قلعہ شاہی لشکر کے حملون کے آگے نہ ٹھیر سکے
اور ہزار پریشانی کے ساتھ درخت زار اور کوہستان مین بھاگ گئے۔ باقر خان قلعہ کی تسخیر
مین مصروف ہوا باوجود توپ و تفنگ قلعہ پر سے چل رہے تھے وہ اسکی دیوار کے نیچے پہنچا اور زینے
لگا کے دیوار حصار پر نمودار ہوا۔ نگاہبانان قلعہ جنکو اہل دکن ناک داری کہتے ہین اپنے
لشکر کی شکست کو دیکھ کر ڈر گئے اور اس ملک کے آئین کے موافق انہوں نے منہ مین تنکے لیکر
امان مانگی۔ باقر خان نے انکے حال پر رحم کیا اور اسکو قلعہ سے سلامت نکلنے دیا اور منصور گڈھ
کو میر علی اکبر کو سپرد کیا اور کھیرپارہ کی حراست مصطفی قلی بیگ منصبدار کو دی۔
نظام الملک کا ملک اس سبب سے بہت برباد ہوا کہ خان جہان پر پادشاہی لشکر نے برابر
حملے کئے۔ اور جس بات کو نظام الملک باعث جمعیت جانتا تھا وہ باعث تفرقہ ہوا اب
خانجہان کو نظام الملک کی دوستی غرض آلود و محبت مصلحت آمود پر اعتماد نہ رہا۔ دریا خان
اور اپنے بیٹوں اور متعلقین کو ساتھ لیکر اسنے پنجاب کا ارادہ کیا کہ اسکی حدود کے قبائل

اور بعض سرداروں کو قید کر لیا اور وہ بالاگھاٹ پر چڑھ گیا۔ موضع دھنگانو
مین کہ احمد نگر سے بیس کروہ ہے خیمے لگائے اور دوسرے روز جام کھیر مین پہنچا۔ جو
نظام الملک کی ولایت مین تھا (یہ موضع اورنگ آباد سے جنوب شرق مین ۳۰
میل پر ہے) اعظم خان نے پرگنہ مذکور کو دلاور خان حبشی کو جو درتنخواہ ہو گیا تھا
جاگیر مین دیا اور ایک جماعت کو انتظام کے لئے یہان چھوڑ کر آگے بڑھا اور موضع
ہتنگی مین آیا۔ قلعہ کے نگہبان برج و بارہ کی استواری مین مصروف ہوئے پیادہ ہای
لشکر نے اس قلعہ کو ایک پہر مین فتح کر لیا بعض اہل قلعہ کو مار ڈالا اور باقی سپاہی
قید کئے اور سارے توپ تفنگ و اسلحہ و اسباب قلعہ داری جو اس حصار مین تھا
سپاہ قلعہ کشا کو ہاتھ آیا۔ لشکر آب بجنرہ پر پہنچا کہ قلعہ دھارور سے بارہ کروہ پر ہی تو
مقرب خان و بہلول گھاٹ الجن دو دہ سی پیچھے آئے اور پرگنہ بیر کے مضافات
مین پہنچے۔ اعظم خان نے ساہو جی بھونسلہ کو محال متعلقہ جنیر و سنگمنیر کے انتظام و ضبط کے
لئے بھیجا اور خود اور افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب مین کتل الیم سے گذر کر قصبہ بیر
مین آیا اور یہان سے پرلوز مین گیا جو آب دنہ کے کنارہ پر ہے مخالف بھاگ کر
نواحی دولت آباد مین آئے جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد
سے علف و غلہ کی نایابی کے سبب سے بالاگھاٹ پر ہو کر دھارور کو روانہ ہوئی
ہین تو اسنے ارادہ کیا کہ سر راہ انکو روکے اور دست بردی کرے مگر اس اثنار
مین معلوم ہوا کہ انہون نے اسباب اور ہاتھیون کو قلعہ دھارور کی پناہ مین
بھیجدیا ہے اور پاین گھاٹ مین جانے کا ارادہ ہے اس لئے وہ کتل الجن دوو
مین آیا جو دھارور سے تین کروہ پر ہے۔
سنہ گذشتہ مین باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اوڑیسہ کھیڑ پارہ مین آیا تھا جو
چھتر دوار سے دو کوس پر ہے یہ ایک تنگنا قطب الملک کی ولایت کی
سرحد اور اوڑیسہ کے درمیان ہے اور اس قدر تنگ ہے کہ اگر ایک جماعت قلیل

خواجہ بابا سے آفتاب مخالفون کے معلوم ہوا کہ افاغنہ ایک دن پہلے وہان آگئے تھے۔
پہنچنے سے پہلے اور خواجہ عبدالہادی پسر صفدر خان بھی باپ سے پہلے سرفنج مین آگئے تھے
ان دونونے ملکر اس بلدہ کی حراست کی۔ اسپر بھی مخالف سرکار شاہی کے پچاس ہاتھی
لوٹ کر لے گیا۔

بادشاہی لشکر کے تعاقب کے سبب سے خان جہان دریا خان کو نجات وحیات کی راہ
نہ ملتی تھی وہ ملک بندیلہ مین آئے کہ کالپی مین جائین جب بادشاہ کی خدمت سے
خانجہان دکن بھاگ کر گیا تھا تو وہ جھجھار سنگہ بندیلہ کے بیٹے بکرماجیت کے تعلقہ مین آیا تھا
تو اسکی ضیافت واعانت وبدرقہ راہ کی شرائط کو بکرماجیت بجالایا تھا جسکے سبب سے وہ باغی ہو
غضب مین گرفتار ہوا تھا اس دفعہ پہلی امید پر اسکی سرحد مین خان جہان پھر آیا بکرماجیت
تقصیر گذشتہ کی تلافی کے لئے پہلے شکار جستہ کی انتظار مین بیٹھا تھا اسکے نزدیک آنے کی خبر
سنکر اپنی فوج کے ساتھ شکار کے قصد سے سوار ہوا اور تاخت وتاراج و دستگیر کرنے کے لئے
اس صید افگار کے نزدیک اپنے تئین پہنچایا۔ اتفاق سے خان جہان کو بھی اسکے ارادہ سے
اطلاع ہو گئی وہ اسکی سرحد سے تند و جلد مع عیال کے جو اسکی وبال جان تھے نکلا۔ خانجہان
سے آدھ کوس پیچھے دریا خان بطور چنداول کے جاتا تھا کہ بکرماجیت اسکے مقابل ہوا۔ دونو
دار و گیر مین سرگرم ہوئے۔ اتفاقاً تفنگ کی گولی دریا خان کی پیشانی پر لگی جس سے دریا کی
کشتی حیات حباب کی مانند بحر فنا مین غرق ہوئی۔ رجپوتون کو خانجہان کے آگے جانے
کی خبر نہ تھی۔ انہون نے دریا خان ہی کو خانجہان جانا اور اسکا سر کاٹا اسکے مال وعیال
کو لوٹا۔ ہمراہیون کو قتل کیا خانجہان بلا تردد جان سلامت لے گیا۔ دریا خان
کے ہمراہی شرط غیرت وجانبازی کو کارفرما ہوئے بعض نے اپنی ناموس کو کشتہ کیا اور
چار سو افغانون کے قریب اور پسر دریا خان خون کے دریا مین غرق ہوئے اور بہت سے
بندیلہ مارے گئے۔ بکرماجیت نے دریا خان اور اسکے بیٹے کا سر بادشاہ پاس بھیجا
اسکے صلہ مین جگ راج کا خطاب اور اضافہ منصب پایا۔ خانجہان دریا خان کے

افاغنہ کی اعانت سے آتش فساد کو روشن کرے اُس نے دولت آباد کی نواح سے مالوہ کی طرف سفر شروع کیا۔ پادشاہ نے پیش بینی و دوراندیشی سے مالوہ کو افغانون کا مستقر سمجھ کر عبداللہ خان بہادر کو دریا خان کی تنبیہ کے لئے بھیجا جب بالاگھاٹ مین دریا خان آیا تو عبداللہ خان کو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ پائین گھاٹ مین توقف کرے اور دریا خان کے جانے کی جسطرف خبر سنے وہان اسکا تعاقب کرے خان مذکور نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر کیفیت واقعہ پادشاہ سے معروض کی جب ۲۴ جمادی الاولی کو یہ ماجرا معلوم ہوا تو پادشاہ نے خود تقویم دیکھ کر ساعت نیک مقرر کی اور سید مظفر خان بارہہ کو ۲۵ کو مالوہ کی سمت روانہ کیا کہ بیجاگڈھ کی راہ سے نواحی قلعہ مانڈو مین دریای نربدہ سے پار ہوکر جاے اور دریا خان جہان آئے وہان وہ جاے۔ اور اسکو سزا دے مظفر خان بہت جلد نربدہ کے گھاٹ اکبرپور سے پار ہوا اور اپنے مقصد کی طرف چلا اور عبداللہ خان بہادر کو معلوم ہوا کہ دھرم پوری کے گھاٹ سے دریا خان نے عبور کیا ہے تو اُسنے بھی اسی گھاٹ سے عبور کیا اور کونہیرہ مین آیا یہان سُنا کہ ۲۸ جمادی الاولی کو یہان سے مخالف روانہ ہوگئے ہین تو وہ دیپالپور مین آیا یہان یہہ دریافت ہوا کہ مخالف اجین مین گئے ہین اور اطراف شہر کو انہون نے غارت کیا اور نولاہی کی طرف گئے ہین وہ اُنکی طرف روانہ ہوا۔

واقعات چہارم سال سنہ

روز یکشنبہ غرہ جمادی الثانیہ سنہ [illegible] کو پادشاہ کی اورنگ آرائی کا چوتھا سال شروع ہوا۔ چوتھی کو عبداللہ خان بہادر نولاہی مین پہنچا۔ سید مظفر خان دیپالپور کی پانچوین کو مندسور کی سرراہ منکو مین آیا۔ مخالفین مندسور کی راہ کو چھوڑ کر داہنی طرف گئے تو وہ موضع تال گانو مین آیا اور اُس تاریخ مین عبداللہ خان بہادر سے آن ملا خبر آئی کہ افاغنہ تال گانو سے دس کوس پر گذرے تھے اور آج کے دن وہان سے کوچ کیا ہی افواج شاہی جلد کوچ کر کے تال گانو کو روانہ ہوئی۔ خلجی پور مین اتری تو معلوم ہوا کہ افاغنہ سرونج کی طرف روانہ ہوئے ہیں لشکر شاہی سرونج کو روانہ ہوا تو

فرصت پاکر جان سلامت لے جائین بس پادشاہی ہاتھی جو سرونج مین افغانون نے
لئے تھے اور اور ہاتھی اور عمدہ گھوڑے و توپ و علم انکے امر سنگہ زمیندار بھاندیر (جھانسی
کے شمال مشرق مین ہے) کے ہاتھ آئے۔ خانجہان بقیۃ السیف اور چند ہمدمون کے ساتھ
قصبہ کالنجر مین آیا تھا۔ یہان کے قلعہ دار سید احمد نے اس کی راہ کو روکا اور اکثر اسکے
رفیقون کو قتل کیا۔ حسن پسر خانجہان کو ایک جماعت کے ساتھ اسیر کیا خانجہان
جریدہ جان بچانے کے لئے تالاب سندرھ تک گیا کہ خاک اجل دامنگیر ہوئی
مرنے کا ارادہ کیا اپنی ہمدمون اور ہم رزمون کو جدا ہونے کے لئے چند بار شدید
فہمید دین اور جان بچانے کا اختیار دیا۔ چند آدمیون نے جان کو عزیز رکھ کر رفاقت
چھوڑی اور ایک جماعت نے حق نمک دیرینہ کی پاسداری اور وفاداری کی رعایت
کے سبب نقد جان کو عزیز نہ رکھا اور کہا کہ اگر سر برود از سر پیمان نرویم اس ضمن مین
مظفر خان مع مادھو سنگہ اور دو سو گرز برداروں کے بلائے آسمانی کی طرح خانجہان
کے سر پر جا چڑھا۔ خانجہان اور اسکا بیٹا عزیز خان جو سب سے زیادہ عزیز اس کو
تھا اور پردم واپسین تک دشمن سے لڑنے کو نہ بھیجا تھا پیادہ ہوئے اور چند افغان کہ ساتھ
رہے تھے انہون نے ہاتھیون کو آگے رکھ کر بناہ مین مورچال بنایا اور فوج شاہی سے مقابلہ
ومقاتلہ شروع کیا۔ مادھو سنگہ و گرز بردار ... پیش آہنگی کرکے حملہ آور ہوئے۔ اور
خانجہان شیر زخم رسیدہ کی طرح غوش کرتا ہوا لڑنے کھڑا ہوا۔ اس جان سپر شیر نے
لڑنے مین جبتک کوتاہی نہین کی کہ طناب عمر اسکی تیغ اجل نے کاٹی مادھو سنگہ کی برچھی
سے وہ گرا باوجودیکہ اسیر زخم ... زخم پڑے تھے وہ حریف کے محاربہ کے جواب مین کوتاہی
اور پہلوتہی نہین کرتا تھا کہ سید مظفر چلین آگیا اور اسکے حربہ جان ستان سے عالم
بقا کو رشد ہوا۔ کہتے ہین کہ شاہ قلی نے اسکا سرتن سے جدا کیا ان ساری افغانو
مین جو اسکے ساتھ اکبر آباد سے ہوئے تھے۔ چند افغان راہ مین رفاقت عیال مین
دستگیر ہوئے اور بیس افغان زندہ جان سلامت لے گئے۔ باقی سب تیغ و تیر

تشہیر ہونے سے بڑا حیران و سرگردان ہوا اسکو افغان اپنا باوفا ہمدم و ہمراز
و محرم جانتا تھا وہ روتا ہوا - تال سندرھ سے پندرہ کوس پہ آیا (سندرھ کی بجا بجے
سیہوندہ بھی لکھا ہے جو شمال مین کالنجر کے کین ندی پر ہے) خانجہان کے
ہمراہی اور گھوڑے چند روز سے ایلغار کر رہے تھے اور کسلمند و زخمی ہو رہے تھے
اور خود خانجہان کے بھی تردد راہ اور فکر آبروے ناموس و غیرت نام سے ہوش اڑے ہوے
تھے پیک اجل کے التماس سے مقام ضرور ہوا اس ضمن مین سید مظفر خان بارھہ کہ اپنی شجاعت
کے سبب سے ہمیشہ پیش قدم رہتا تھا وہ بلا کی طرح خانجہان کے سر پر آیا - خانجہان نے
پانچسو (ہزار) سوار لائق کارزار کہ اس بیکسی مین اسکے یار و مددگار تھے ساتھ لئے اور
باقی زخمی سواروں اور بھیر اور خزانہ کو جو لوٹ سے بچ رہا تھا ایک منزل آگے روانہ کیا
اور خود مظفر خان کے مقابل مین ہمراہیوں سمیت آ گئے کارزار اور جان سپاری پر آمادہ ہوا
دونو طرف سے عجب مقابلہ و مقاتلہ رستمانہ ہوا - سادات بارھہ نے افغانون کی
شمشیر کے مقابل مین آخر روز تک لڑ کر نمک خواری کی داد دی اور افغانون نے بھی
چپقلشہاء مردانہ مردرہا ایسی کین سادات بارھہ نے آفرین کی -

چو برق اندر رگ ابر بہر مصاف
برون گشت شمشیر خود از غلاف
چنان گشت دست و بغل کارزار
کہ شد تیغہا جفت مقراض وار

اس گرمی ہنگامہ مین خان عالم کا خویش شیرزاد اور درگاداس راجپوت بہادر
کام آکر فنا ہوئے - خانجہان کے اکثر ہمراہی زخمی ہو کر آخرت کا سفر کر گئے - خانجہان کا
بیٹا محمود خان طعمہ تیغ سادات ہوا - دوسرا بیٹا زخمی ہو کر جنگ سے باز رہا اور خانجہان
زخمی ہوا - ناچار ثبات اختیار کیا اور پاس ناموس کے سبب سے بھلا کسی چیز کا عقیدہ
نہ ہوا - گھوڑے ہاتھی اور زخمی ہمراہی کہ سواری نہین ہو سکتے تھے یہان چھوڑ کر مرحلہ پیما
ہوا - بلکہ بعض کارآمدنی اسباب و مرغوب چارپایے عمداً اس منصوبے سے چھوڑتا تھا
کہ بعض غنیمت دوست غنیم اسکے لینے مین مصروف ہون جس سے انکی تفرقہ ہو - کہ افغان

اور اس وقت ملتفت خان کو نا نوجی وغیرہ کے ساتھ تعین کیا کہ قصبہ دھارور اور اس کی
پیٹھ کو غارت کرے اس پیٹھ میں ہفتہ وار دھارور کے نزدیک و دور کے آدمی سودا
بیچنے آتے ہیں اور لاکھوں روپیے کا مال اسباب فروخت ہوتا ہے اور قلعہ دھارور کی
فتح میں بہت ہی کوشش کرے وہ دکن میں کشورکشائی اور فزونی اسباب قلعہ داری
میں مشہور ہے وہ ایک پشتہ کے اوپر واقع ہے اور اسکے دو جانب میں گھری ندیان
دشوار گذار واقع ہیں جسکے سبب سے لشکر کے گذرنے کی گنجایش نہیں ہے اعظم خان قصبے سے
گذر کر قلعہ کی چار دیواری سے اسقدر فاصلہ پر کہ اسپر توپ چلسکے آن بیٹھا اور
ملتفت خان اور اسکے ہمراہیوں نے خندق کے کنارہ پر جا کر قصبے کے ان آدمیوں پر
لوٹ مار کی جو توپ و تفنگ قلعہ کے استظہار پر خندق میں اپنے اسباب و اموال اور
اہل و عیال کو لا کر جنگ میں کوشش کرتے تھے اعظم خان کو قلعہ کی دیوار میں
ایک جگہہ دریچہ معلوم ہوا جو گچ و سنگ سے بند تھا اُسکے دل میں یہ خیال آیا
کہ اسکو ڈھا کر یا باروت سے اُڑا کر قلعہ کے اندر جانا آسان ہے اسکو ڈھوانا
شروع کیا اور مورچے باندھے اور اہل حصار کو تنگ کیا سیدی عالم حبشی اور
اسکا باپ اور بھائی اعتبار راؤ قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے۔ بان و توپ و
تفنگ مارنے شروع کیے لشکر شاہی بھی کنگروں کے رخنوں پر اپنے مورچوں سے تیر
و بندوق لگاتے تھے جتنے حصار کے توپچیوں و تفنگچیوں و باندار و نکا گروہ مارا گیا۔
قلعہ کے دروازہ پر جو بڑی توپ لگی ہوئی تھی وہ پہلی دفعہ جو چھوڑی گئی تو اُس کے
صدمہ سے اُسکا ارابہ ٹوٹ گیا اور توپ بیکار ہو گئی اگرچہ بعض دولت خواہ
اعظم خان کو منع کرتے تھے کہ بہتر یہ ہی کہ اس قلعہ دشوارکشا کی فتح کو اور وقت موقوف
رکھنا چاہیے اب دشمنوں کا تعاقب کرنا چاہیے مگر اعظم خان کو قلعہ کا حال خوب
معلوم تھا وہ قلعہ کی تسخیر سے باز نہ رہا اور اس نے ان ملازموں و تنخواہ داروں میں سے جو کام
میں کوشش نہیں کرتے تھے بعض کو محافظت کے لیے مقرر کیا بعض کو بھمیہ و کاہ کے لانے

وسنان وگولہ تفنگ سے زان کے طعمہ ہوئے اور خان جہان کے دم واپسین تک بلکہ اسکے انتقال کے بعد تقدیم وفاداری وشرط جان سپاری کو کام مین لائے اُس دن مظفر خان کے بیرہ نے ستائیس آدمیون کے ساتھ جان نثاری کی اور چند سادات اصدا جہوت زخمی ہوے۔ بعد ازان عبد اللہ خان آیا اس نے خان جہان کے اور اسکے بیٹون کے اور اسکے ہمراہیون کے سرون کو بادشاہ پاس بھیجا۔ جان جہان پسر خانجہان سے زندہ بھاگ کر دریا خان کی بیوی کی پناہ مین گیا تھا۔ زن مذکور نے اسکو گرفتار کرکے اپنے بھائی بہادر خان کے ساتھ بادشاہ پاس بھیجدیا۔ کیا خدا کی شان ہے کہ سر جو کئی ہزار سرون کا سردار تھا اور ادنٹے پایہ سے ایسے مرتبہ عالی پر پہنچا تھا کہ باشاہزادون کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ گنتا تھا۔ ایام حکومت رانی مین چہار صوبہ دکن مین جو بادشاہون کا ہمسر تھا اب یہ بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ سنان پر سر اور ون کی عبرت کے لئے شہر بشہر مشتہر ہوتا تھا۔ وہ برہان پور مین آب تپتی کی کشتی مین سیر کر رہا تھا کہ یہ سر اسکی نظر کے روبرو آئے اُس نے ابن فساد کے مٹنے کا شکر ادا کیا اور شادیانے بجوائے۔ سر کے لانیوالے کو اور کل جان نثار بند و نکو جو بیکارین ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے اضافے اور خلعت واسپ و فیل و جواہر دے کر سرافراز کیا عبد اللہ خان کو فیروز جنگ کا خطاب دیا اور منصب کا اضافہ کرکے ششش ہزاری ششش ہزار سوار کا منصب اور خان جہان کا خطاب عطا فرمایا۔ طالب ملی نے خانجہان (پیرا) اور دریا کے سرون کے متواتر آپہنچنے۔ اور بہ ترتیب ملاحظہ شاہی کے گذرنے پر یہ رباعی کہی ــــ

رباعی

این مردہ شمع از پئے ہم زیبا بود — این کیف دو بالاچہ نشاط افزا بود

از رفتن دریا سر پیرا ہم رفت — گویا سر او حباب دریا بود

اعظم خان نے کشل امجن وودہ سے نکل کر دھارور سے تین کوس پر مقام کیا

اب اُنہون نے درخواست کی کہ تمام قلاع موعودہ مین سے قلعہ دھارور جو ان پانچ قلعون
مین سے ہے جنکی شرح عہدنامہ مین کی گئی ہے۔ عادلخان کو عنایت فرمائین ورنہ عہد شکنی سے
دل شکستگی کا مادہ تیار ہوگا۔ اعظم خان نے جواب مین کہا کہ اولاً قلعون کا عطا کرنا تمہاری
اعانت و مدد پر اور نظام الملک کی تادیب پر موقوف تھا وہ اصلاً ظہور مین نہین آیا۔
قلعہ دھارور کی تسخیر کے وقت بالکل معاونت کا اثر ظہور مین نہین آیا اس صورت مین تمہاری
درخواست اور ایفاء عہد کی اظہار طلب بیجا و بے موقع ہے اور صلاح کار تلافی گذشتہ کی
کہ عذر خواہ تغافل سابق ہو سکے وہ قلعہ قندھار کی تسخیر مین اعانت کرنی ہے
. . کہ مخالفون کی فوج بقیۃ السیف گھاٹ کے نشیب مین ہے اور سوا اسکے کہ بالا گھاٹ
مین آئین انکو کوئی چارہ نہین ہے۔ قصبہ باندوہ مین جو انکے نزدیک ہے تم اقامت کرو اور
اپنے آدمیون کو حوالی قلعہ بلدرک وغیرہ سے طلب کے جمعیت کے ساتھ آمادہ کارزار ہو اور
جس گھاٹ سے کہ مخالفین نکلین وہان پہنچکر انکی سرراہ کو روکو تاکہ افواج شاہی وہان
پہنچکر انکا کام تمام کرین۔ قندھار کی طرف جو نظام الملک کی فوج جاتی تھی اسکی طرف
اعظم خان خود گیا۔ دو روز مین حوالی انبہ جوکاہی مین آگیا اور اس قلعہ کے استحکام سے خاطر جمع
کی اور میر عبد الہادی داماد کو اسکی نگہبانی سپرد کی اور گھاٹ انبہ جوکاہی سے نیچے آکر
قصبہ بیل مین گیا۔ پھر شب درمیان قصبہ کھیر مین آیا۔ جب مخالفون کو حقیقت کار پر اطلاع
ہوئی تو انہون نے قندھار کا جانا موقوف کیا۔ پرسی کی راہ سے پرلنور کو روانہ ہوئے
اعظم خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو موضع اشتی مین آیا اور وہان سے پرلنور کی طرف
متوجہ ہوا مخالف جالنا پور کی راہ سے دولت آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بڑی بڑی
مسافتین طے کرتے تھے اور انکے پیچھے لشکر شاہی منزل بمنزل چلتا تھا جب لشکر شاہی جالنا پور
مین آیا تو معلوم ہوا کہ نظام الملک کی سپاہ جالنا پور سے بھوکرہی کی طرف روانہ ہوئی تھی انکی
کہ سپہدار خان جو تھوڑے آدمیون سے قلعہ تلتم کا محاصرہ کر رہا ہے اسے جاکر تدبیر کرین
جب اسکو لشکر شاہی کے آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو فسخ عزیمت کرکے وہ دولت آباد کی

لئے بھیجا اور خود قلعہ کی کشائش مین مصروف ہوا اور ۲۳ تو جمادی الثانیہ کو قلعہ کی دروازہ کی
طرف گیا اور دو ہزار آدمیون کو نردبان اور کمند کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوار پر چڑھایا اور حصار
مین داخل ہوا اموال و اسباب و رپارۂ جواہر و مرصع آلات کو لوٹا۔ آدمیون کے ازدحام کی
سبب مبلغ و مقدار اسکی ضبط مین نہین آئی سیدی سالم قلعہ دار اور اسکا باپ اور اسکے بھائی
اور اہل و عیال معہ اعتبار راؤ اور اہلبیت شمس عجم ملک بدن اور نظام الملک کی جدہ و زوجہ
مع تمام عملہ و فعلہ کے اسیر ہوئے۔ اعظم خان نے بعض کو جنکا نگاہ رکھنا مصلحت کے لیئے ضرور تھا
نگاہ رکھا اور باقی اور عورت اور بچون اور چھوٹے بڑون کو امراے دکن کی التماس سے
چھوڑ دیا یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے ان سردارون کو جو اس قلعہ کی
فتح مین شریک تھے بڑے بڑے منصب و انعام عنایت کیئے اعظم خان نے قلعہ دھارور کی
سرداری عبد اللہ خان رضوی کو سپرد کی قلعہ دھارور سے نظام الملک کی فوج جو کوہ
پر پڑی تھی اس خبر کو سنکر وہ قلعہ قندھار کی طرف اس خیال سے روانہ ہوئی کہ نصیری خان
نے جو اسکا محاصرہ کر رکھا تھا وہ پراگندہ خاطر ہو۔ اعظم خان نے اس خبر کے سنتے ہی
انکی تنبیہ کے لئے کوچ کیا کہ اس اثنا مین خبر آئی کہ عادلخان کے امراے عظام مین سے
رندولہ خان عادلخان کے اشارہ سے رسالت و پیغام و مصالحہ و قلعہ قندھار کی رخصت
کے لئے نزدیک آیا ہے اعظم خان نے مقام کر کے اپنے بیٹے ملتفت خان کو یاقوت خان حبشی
کے ساتھ اسکے استقبال کو بھیجا کہ اسکو اعزاز کے ساتھ لائین بعد ملاقات و ادائے پیام محبت
التیام اسکے کلمہ و کلام سے ظاہر ہوا کہ رندولہ خان دس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے
باپ فرہاد خان کے ساتھ ملک عادلشاہیہ کی حراست کے لئے مقرر ہوا ہے اور انون
مین عادلشاہ سے اس شرائط پر صلح ہوئی تھی کہ فوج بادشاہی کی اعانت کے بعد
نظام الملک کے قلعون مین سے پانچ قلعے مع بعض تعلقہ کے جو دکن کی طرف ہین اسکو عنایت
کیئے جائین باوجود اسکے عادلشاہیہ باطن مین نہین چاہتے تھے کہ نظام الملک کا
استیصال بالکل ہو مگر افواج بادشاہی کی معاونت مین کجدار و مریز عمل مین لاتے تھے

لکھا کہ تمنے وعدہ

اس امر پر اطلاع ہوئی تو اسنے رندولہ کے مکنون ضمیر کی آگہی کے لئے
یہ کیا تھا کہ مین نلدرگ کو جاتا ہون اور لشکر کا سرانجام کرکے بادشاہ کے لشکر سے ملتا ہون
اب یہ سُنا جاتا ہے کہ تم پرگنہ کاسی کو جاتے ہو یہ امر نقض عہد گذشتہ و خلف وعدہ
رفتہ پر دلالت کرتا ہے رندولہ نے اسکا جواب کچھ نہ دیا اور لشکر نظامیہ پرینڈہ کی طرف
روانہ ہوا - اور ہاتھی اور اسباب زائد کو قلعہ پرینڈہ مین چھوڑا اور خاطر جمعی سے نلدرگ کی
طرف جہان رندولہ ٹھیرا ہوا تھا روانہ ہوا جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ رندولہ نے مقرب
کے وکیل کو اپنے آدمیون کے ساتھ خواص خان پاس بھیجا ہے جسپر عادلخان کی مہمات کا مدار تھا
اور خواص خان نے اُسکو تسلی دیکر واپس کیا ہے اور عادلخان کو قلعہ شولاپور کے حوالہ کردینے
کی شرط پر صلح قرار پائی ہے تو اُسنے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کرکے کمک طلب کی
بادشاہ نے حکم دیا کہ ناسک سے مع خواجہ ابوالحسن کی فوج کے اور سید دلیرخان مع احدیون کے
اور یمین الدولہ کے تین ہزار تابین یہ سب جاکر اعظم خان سے ملین شیخ معین الدین بیجاپور سے
عادلخان کے پیشکش اور شیخ محی الدین گلکنڈہ سے قطب الملک کے پیشکش لیکر جاتے
تھے اعظم خان کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالف شیخ معین کو مضرت پہنچائین اس لئے ارادہ
اسنے مصمم کیا کہ قلعہ پرینڈہ کو تسخیر کیجئے اور آدمیون جو اسباب مخالف ہاتھی وغیرہ چھوڑ گئے ہین
اسپر قبضہ کیجئے تاکہ مقرب خان اس طرف مشغول ہو اور پیشکش لیجانے والون کو نہ ستائے
اور بادشاہی کمک بھی آجائے اور ان دوروئیون کے درمیان جو اتفاق ہوا ہے اسپر
اطلاع ہو جائے پھر جو مصلحت وقت تقاضا کرے اسپر عمل ہو جب وہ پرینڈہ سے
ایک کروہ پر پہنچا تو اُسنے راجہ جیسنگہ کو فوج کے ساتھ بھیجا کہ وہ قصبہ بلیٹہ (بیٹہ) پرینڈہ
کو تاراج کرے راجہ اول بلیٹہ مین گیا کہ قلعہ پرینڈہ کی جانب جسمین ایک کروہ پر
ہے اسکو تاراج کیا اور پھر قصبہ پر چڑھا جو قلعہ کے متصل تھا اس قصبہ کے گرد دیوار خام
بلندی مین پانچ گز عرض مین تین گز تھی اور اسکے گرداگرد ایک خندق تیس گز چوڑی تھی
اس مین رخنہ ہاتھیون سے ڈالے حصار کے محافظ تفنگچی بھاگ کر قلعہ کی خندق مین

پناہ مین آئی نظام الملک نے اسکو پیغام دیا کہ اس نواح مین تمہارے رہنے سے لشکر شاہی اس طرف
متوجہ ہوتا ہے ہمارے صواب دید یہ ہے کہ اس سمت مین کہ رندولہ و لشکر عادلخانیہ ہے چلے جاؤ۔
غرہ رجب سنہ کو وزن شمسی کا جشن ہوا - بادشاہ کی عمر کا انتالیسوان سال ختم ہوا اور چالیسوان
سال شروع ہوا اور تیس ہزار زر و سیم وزن محتاجون کو دیا گیا اور مراسم ادا کی گئین۔

مقرب خان و بہلول خان نظام شاہیہ پر افواج شاہی کے صدمات سے عرصہ تنگ ہوا تو وے
اس قصد سے کہ بیجاپوریون سے مصالحہ کرین رام دودہ کی راہ سے بالاگھاٹ کی طرف متوجہ ہوئے
اعظم خان بھی جالناپور سے سیلی و سنگمیر کی راہ سے بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور شاہ گڈھ مین آیا
اور قلعہ انباجوگائی کا سامان کرکے میر ابراہیم اپنے خویش کو اسکی نگہبانی کے لئے بھیجا اور دوبارہ
رندولہ کو لکھا کہ ہم مین اور تم مین یہ امر قرار پایا تھا کہ جسوقت لشکر نظام شاہیہ بالاگھاٹ پر
آنے کا قصد کرے تو تم اسکے سر راہ کو روک کر جانے نہ دو - ان دنون مین وہ گھاٹ پر مانک دوڈی
سے آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے نزدیک بہت ہے بموجب قرارداد کے انکی راہ روکو
اور گھاٹ پر نہ آنے دو کہ لشکر شاہی وہان پہنچے اور تمہارے ساتھ اتفاق کرکے اس کا
استیصال کرے - رندولہ خان نے اسکا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی بندر کاوڑا اور مچھا کی
طرف چلے گئے ہین - اتنے تھوڑے آدمی میرے ساتھ ہین کہ وہ لشکر نظام شاہی کے مقابلہ کی تاب
نہین لا سکتے - مین بھی بلدرکا کو جاتا ہے اور حقیقت حال عادلخان کو لکھتا ہے بعد
جمعیت لشکر کے سرانجام کے جس طرف اشارہ ہوگا عمل کیا جائیگا مقرب خان نے جب دیکھا
کہ کسی طرح لشکر شاہی اسکا پیچھا نہین چھوڑتا تو اسنے مکرر رندولہ کو پیغام بھیجا کہ تم نظام الملک کے
خاندان کے نمک پروردہ ہو اسی کی تربیت سے تمہارا نشو و نما ہوا ہے اور اعتبار و قدر تمہارا
بڑھا ہے اس وقت لشکر شاہی اس خاندان کی خرابی کے درپے ہے نمک پروردگی کا حق مقتضی اسکا
ہے کہ اس خاندان کے حفظ دولت و آبروئی مین سعی بلیغ کرو - ہمنے عادلخان کو قلعہ شولاپور کے دینے
پر نظام الملک کو راضی کر لیا ہے تم طرفین کے وداد و اتحاد کی بنیاد کے مستحکم کرنے مین کوشش کرو
تاکہ یہ دونو خاندان لشکر بادشاہی کے صدمات کی آفات سے محفوظ رہین اعظم خان کو

کوچہ سلامت کو خندق مین پہنچایا اسکا بھرنا شروع کیا اعظم خان نے دروازہ قلعہ کے محاذی
ایک مورچہ بنایا اسکا فاصلہ خندق سے ایک تیر کا تھا۔ کوچہ سلامت کو راست کر کے خندق
کے کنارہ پر دمدمہ بلند کیا۔ اہل قلعہ پر تیر و تفنگ کا صدمہ پہنچایا اور مقابل کی دیوار و ن کو
خاک کی برابر کیا حصار کے اندر متردوین پر کار تنگ ہوا خصوصاً برج شیر حاجی کے آدمی
سرکوب کی مار کے سبب سے سر باہر نہین نکال سکتے تھے۔ ہر روز اہل قلعہ کے اضطراب و اضطرار سے
قلعہ دار مقرب خان و بہلول خان کو آگاہ کرتا اور پیغام دیتا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دھارور
کے قلعہ کی طرح یہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے تو جلد کمک کو آؤ لشکر شاہی کے اطراف مین ایک جماعت
نظامیہ قلعہ سے ایک گروہ پر آنکر دست درازی شروع کی یاقوت خان نے ایک فوج لے کر تین
کوس تک ان دشمنون کو بھگایا۔ دوسرے روز یاقوت خان و ملتفت خان پرگنہ پارسی کی
طرف علف و ہیمہ کے لئے گئے۔ مقرب خان و بہلول خان جو قلعہ پریندہ کی حمایت کے لئے بالا
گھاٹ سے قصبہ بھوم مین آئے تھے تا کہ فرصت پاکر دست بردی کرین انکی خبر پاکر یاقوت خان
و ملتفت خان سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اعظم خان کو انکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ
راجہ جیسنگھ اور راجہ جھجار سنگھ بندیلہ کو ساتھ لیکر انکی جانب روانہ ہوا مقرب خان و بہلول
افواج شاہی کے صدمات کے متحمل نہ ہوئے وہ دامن کوہ مین چلے گئے لشکر شاہی نے قصبہ
بھوم مین دشمنون کو جو اپنا اسباب لا رہے تھے جا لیا اور گھوڑے و اونٹ و گائے بیل
مع بہت سے اسباب کے لوٹ لئے اور پاسی کے گھاٹ تک گئے چار کوس پر قلعہ پریندہ سے
تھا تعاقب کیا اور پھر معاودت کی۔

معلوم ہوا کہ عادل خان خردسالی کے سبب سے معاملات کے انصرام مین دخل نہین رکھتا
دولت نام غلام کلاوت ہے اسکے ہاتھ مین زمام مہمات ہے اسکو ابراہیم عادل خان
پدر عادل خان نے دولتخان کا خطاب دیا اور قلعہ بیجاپور کی حفاظت سپرد کی اور ابراہیم کے
مرنے کے بعد اسنے اپنا خواصخان نام رکھا اور معاملات کے حل و عقد کو مراری پنڈت
کے سپرد کیا اور درویش محمد پسر کلان ابراہیم عادل شاہ کو جو قطب الملک کی ہمشیرہ

پناہ لے گئے اور قصبہ کو لشکر شاہی نے غارت کیا بعد ازان اعظم خان بھی آیا اس
اثنا رمین قلعہ نشینون نے دو بڑی توپین چھوڑین جس سے لشکر شاہی مین کچھ آدمی
مرے اور زخمی ہوئے اعظم خان قصبہ مین آیا۔ خندق مین جو ہاتھی تھے انمین سے سات
کو پکڑ لیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مقرب خان اور مخالف تالاب لکڑالہ کے حوالی مین تھے
اور رندولہ کے ساتھ پرنانگ تھے ان اخبار کے سننے سے سراسیمہ ہوئے۔ رندولہ کو انھون نے
لکھا کہ بادشاہ کے تصرف مین دھارور کا سا مضبوط قلعہ مضافات کے قبضہ مین ہے
اور قلعہ قندھار کے توابع نصیری خان کے ہاتھ مین ہین اور وہ قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہے
سنگمنیر و بیضاپور و جنیر و اس نواحی کے محال اور وطن ٹنکو کی سرحد کہ ملک عادل خان سے
پیوستہ ہی۔ ساہوجی بھونسلہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہی۔ ضلع ناسک پر خواجہ ابوالحسن متصرف
ہے سوائے دولت آباد اور چند محال کے کہ اسکے متصل ہین نظام الملک کے تصرف مین ملک
نہین ہا اب تمہاری سود کاری و بہبود روزگار یہ ہی کہ از روی یکرنگی و یگانگی اتفاق کر کی
اس گھر کی نگھبانی مین سعی کرو۔ ورنہ افواج شاہی پرینڈہ کی فتح کے بعد کوئی جگہ کسی
پاس نہین چھوڑینگی جب ہمکو وہ ختم کر چکیگی تو تمہارے پیچھے پڑے گی۔ طرفین کی مصلحت یہ ہے
کہ قرارداد کے موجب قلعہ شولاپور کو مع توابع ہم سے لیکر ارکان مصالحہ کو مستحکم کرو اور دولت
نظام الملک کے قواعد کے استحکام مین جو جانبین کی بہبود کا سبب ہے بہت کوشش کرو
رندولہ نے اسکا جواب فوراً لکھا کہ عادلخان نے یہ مقرر کیا ہے کہ مقرب خان خود جاکر
قلعہ شولاپور کو مع محال متعلقہ کے عادلخان کے گماشتون کے حوالہ کرے اور پیمان کو
ایمان سے مؤکد کرکے خاطر جمع کرے۔ اعظم خان نے قلعہ کے محاصرہ کو درست آویز بنایا
اور کمک لینے چشم براہ بیٹھا۔ پرینڈہ سے پانچ پانچ چھہ چھہ کوس تک گھاس کا پتا
نہ تھا۔ یاقوت خداوند خانی ملتفت خان کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجکر دور دور
سے علوفہ بہم پہنچاتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا تین طرف سے خندق تک
کوچہ سلامت پہنچائی۔ اور خندق بھرنا شروع کیا۔ راجہ جی سنگھ و اہتمام خان تیراندازی

جان کو نان کی عوض میں دیتے تھے اور کوئی نہیں خریدتا تھا اور منصب و جاہ کو ایک کلچہ کے بدلے میں
بیچتے تھے مگر کوئی مول نہ لیتا تھا جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے میں دراز ہوتے تھے وہ طعام کی
بھیک کے لئے پھیلائے جاتے تھے۔ وہ پانوں کہ استغنا کے میدان میں رکھے جاتے تھے وہ اب دریوزہ گری کی
راہ میں چلتے تھے۔ ایک مدت تک کتے کا گوشت بکری کے گوشت کی جگہ بکتا تھا۔ نان بائی آدمیوں کی
بوسیدہ ہڈیاں لاتے اور چکی میں پیستے اور اسمیں تھوڑا سا گیہوں کا آٹا نیا پرانا گرد و غبار جو
میسر آتا ملاتے اور روٹی پکاتے اور مالداروں پاس ہدیۃً لے جاتے۔ جب یہ نکالا یہ فریب حکام
پر کھلا تو عدالت نے انکی سیاست کی۔ خشک مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اسکو پانی
میں تر کر کے کھاتا۔ اہل بازار قبرستان و مزاروں کے خادموں کے ساتھ ہمداستان ہو کر تازہ
و سال خوردہ مردہ کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور اسکے مقدمے کوتوال اور ارباب
عدالت کے پاس پہنچتے۔ ایک عورت روتی پیٹتی قاضی پاس آئی کہ میں نے ہمسایہ کو
اپنا جگر پارہ ذبح و پکانے کے لئے دیا تھا کہ اسمیں سے مجھے بھی کچھ کھانے کے لئے دے مگر اسنے
میرے جگر گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت
کھاتا تھا۔ ماں باپ فرزندوں کے گوشت کو انکی محبت سے زیادہ تر شیریں جانتے
تھے۔ مردوں کی کثرت سے آمد و رفت کی راہ بند تھی۔ اگر کسی کو جان کنی اور موت کے
درمیان مہلت ملتی اور اسمیں رہ نوردی کی قوت ہوتی تو وہ اور ملکوں کے دیہات و قصبات
میں انتقال کرتا بعض اول منزل پر نہ پہنچتے تھے کہ خدا سے ملجاتے تھے۔ [illegible] آبادی
میں مشہور تھیں انمیں معموری کا نشان نہ رہا۔ دکن میں دفن کفن کا طریقہ موقوف ہوا عزا
و نوحہ مرگ کی بلا سے نجات۔ پانے کے مژدہ سے مبدل ہوا۔ وہ وبائیں اور قحط کہ کبھی
تواریخ میں تعجب کے طور لکھی ہوئی ہیں نظر میں بے اعتبار ہو گئیں اس سال میں کاہ کی
کمیابی کا حال یہ تھا کہ اسکا ایک پھٹا ایک سولے کے پترے کے عوض میں تلاش سے ملتا
تھا۔ بقولات بعوض زمرد کے مشکل سے ملتے تھے۔ شہر کے معمورو متوطنوں کے جانے
سے اور ہر روز ہزاروں آدمیوں کے ہلاک ہونے سے ویران ہو گئے۔ ہر کوچہ و محلہ میں

پیدا ہوا تھا تحویل کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے نکاح کی خواستگاری کی عادل خانیہ اور نظام الملکیہ اتفاق کرکے ایک جگہ جمع ہوئی ہیں ایک مہینے سے پرینڈہ کا محاصرہ ہو رہا تھا غلہ بقدر کفایت چارہ کاوی سے ہاتھ آتا تھا۔ پرینڈہ سے بیس کوس تک گھاس کے پیچھے کا پتا نہ تھا ناگزیر اعظم خان نے قلعہ پرینڈہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور دھارور کی طرف روانہ ہوا۔ دن بھر تو دشمن نہ دکھائی دیا دوسرے روز وہ نمودار ہوا بہلول جی فوج کے ساتھ لشکر شاہی کے قریب آیا لشکر شاہی کے چنداول نے لڑکر بہت آدمی اسکے مارے اور بھگا دیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ غنیم نے گھاٹ پلیسی پر لشکر شاہی کی راہ روکی ہے اعظم خان نے ان کے دور کرنے کے لئے فوج بھیجی تو غنیم لشکر سے آدھ کوس پر بیٹھ گیا اور لشکر شاہی گھاٹ اتر گیا چنداول کے سامنے غنیم کا لشکر آیا اسکو یاقوت خان نے بھگا دیا اور اعظم خان کے پہنچتے ہی مقرب خان و بہلول و بیٹھو جی اور رندولہ اور اسکا باپ فرہاد اور تمام عادل خانیہ و نظام شاہیہ جو ہراول شاہی کو روکے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ بادشاہی لشکر نے دریای دیجیرہ پر قیام کیا دوسرے روز لشکر شاہی نے قصبہ پلیسی کو سرسواری لے لیا جسکے آدمیوں نے کمک کی امید پر قلعہ کا استحکام کیا تھا اور پھر وہ دھارور میں پہنچ گیا اسی منزل میں دلاور خان و سید دلیر اور لشکر خواجہ ابوالحسن جو بادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے تھے وہ بھی آن ملے۔ ملک بدن اعتبار راؤ نے اپنے عیال کی رستگاری کی بکار التماس کی جو دھارور میں مقید تھی اعظم خان نے انکو جواب دیا کہ اگر دو لتخواہوں کی ملک میں آؤ تو انکی رہائی ہو۔ اور تم مناصب لائقہ پر مقرر ہو تو وہ بادشاہ کی... خدمتگاری کے قصد سے دھارور میں اعظم خان پاس آئے اور انکو خلعت و اسپ و نقد خرچ سرکار سے مرحمت ہوا۔

سال گذشتہ میں محال بالا گھاٹ میں خصوصاً نواحی دولت آباد میں مینہ نہ برسا تھا اس سال میں بھی اگرچہ اطراف میں بارش کی کمی ہوئی مگر ملک دکن اور گجرات سے بارش بالکل منقطع ہوئی اور اہل دیار کھانے کے نہ ملنے سے پر ضطر اب

سپہدار خان قلعہ ملتم کو فتح کرکے پادشاہ کے حکم سے قلعہ ستونده کی فتح پر متوجہ ہوا اور اسکو
چارون جانبون سے گھیر لیا سیدی جمال قلعدار نے عجز وانکسار سے امان نامہ کے لئے التماس
کیا سپہدار خان نے اُسے قبول کیا۔ سیدی جمال مع اہل وعیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ پادشاہی
ملازمون کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز سپہدار خان نے قلعہ مین جاکر مرزا احمد اپنے خویش کو قلعدار
مقرر کیا۔

بعض اور سوانح یہ ہین کہ اعظم خان کو جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ لشکر عادلخانیہ ونظامیہ
پادشاہی لشکر سے دس کوس پر آب ونجیرہ کے نزدیک آگیا ہے۔ خان [illegible] دھارور سے دشمن کے
لشکر پر پہنچا۔ رندولہ اور تمام لشکر عادلخانیہ ونظامیہ خواری وشرمساری کے ساتھ بھاگ گیا
اور گھوڑے اور اونٹ وگاڑیان بہت پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے عادلخانیہ ونظام شاہیہ
لشکر نصیری خان کی طرف چلا جو قلعہ قندھار کا محاصرہ کررہا تھا۔ اعظم خان نے ملتفت خان کو
قلعہ ہالگانو کی فتح کے لئے بھیجا جسکی حراست ناناجی زمیندار بان گانو معتبر نظام کا بھائی
کررہا تھا لشکر شاہی آدھی رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ قلعہ دار ملتفت خان پر آیا
توپ وتفنگ اور ہتھیار جو قلعہ کے اندر تھے اعظم خان پاس آئے۔ پھر لشکر شاہی نے قصبہ جوری کے
حصار کو فتح کیا اور سرکار مین سات توپین داخل کین۔

غرہ شوال کو عید ہوئی۔ یمین الدولہ نے پادشاہ کے حکم سے ایک لاکھ روپیہ کا حوضہ تیار
کرکے پیش کیا اور اسکو ہاتھی پر لگایا۔ پادشاہ نے تین ہزار روپیہ محتاجون کو دیا۔

صوبہ اوڈیسہ کی مخبرون کی عرائض سے سنا گیا کہ کھیرہ پاڑہ مع قلعہ منصور گڈھ
توابع کے باقر خان نجم ثانی کی سعی سے فتح ہوگیا۔ قطب الملکیہ کی سپاہ کوکا چاجرون کی
طرف سے پہنچی اور بعض زمینداروں نے اسکے ساتھ اتفاق کیا اور قلعہ مذکور کے استخلاص کے
لئے پرخاش شروع کی باقر خان نے اطلاع پاکر کھیرہ پاڑہ مین ایک جماعت کو چھوڑا اور تھوڑے
گروہ کو ہمراہ لیکر انکی تنبیہ پر متوجہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ پر پہنچا وہ اسکے سامنے نہ ٹھہر سکے
بہت سے انمین درخت زار وکہسار مین چلے گئے اور ایک جماعت قید ہوئی اسکا اسباب

بجاے آب باران کے غم برستا تھا اس سال کے قحط کی تاریخ سال غم ہوئی۔ بادشاہ نے
ہر مشہور شہر و قصبہ مین خصوص برہانپور مین لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار بادشاہی اور
یمین الدولہ اور امرای نامدار کی طرف سے لنگر خانے جاری ہوئے۔ اور محتاجون کو بہت روپیہ
دیا گیا۔ برہانپور و احمدآباد و ولایت سورت مین لنگر خانون مین آش و نان اس قدر پختہ
ہوتا تھا کہ سب بھوکون کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور دوشنبہ کو کہ بادشاہ کے جلوس کا دن ہے
پانچ ہزار روپیے محتاجون کو دیے جاتے۔ بیس دوشنبون مین ایک لاکھ روپیہ فقرا و مساکین
مین تقسیم ہوا۔ احمدآباد مین زیادہ قحط تھا وہان پچیس ہزار روپیہ بھوکون کو دیا گیا۔ امساک باران
اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک مین خرابی ہوئی اس سال مین اور سال آیندہ مین سترہ لاکھ
روپیہ خالصہ مین کہ ممالک محروسہ کا گیارھوان حصہ ہے تخفیف کی گئی اور اسی پر محال جاگیر
امرای والاقدر اور منصبدارون پر قیاس کرنا چاہیے۔ حسب دستور شب برات کو روشنی
ہوئی اور دس ہزار روپیہ خیرات دیا گیا۔

۱۷ شعبان سنہ ۱۰۴۱ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا اور بخشش و بخشایش کی
مراسم ادا ہوئین۔ محمد علی بیگ سفیر ایران بادشاہ کا نامہ لایا اور تحائف پیش کیے اسکو ایک
پاندان قیمتی بیس ہزار روپیہ کا اور اسی ہزار روپیہ نقد دیا اور اسکے ہمراہیون کو دس ہزار
روپیہ عنایت ہوا۔ آصف خان کی نذر دس لاکھ روپیہ کی اور ممتاز محل اور شاہزادیون
اور شاہزادون کی نذرین بیس لاکھ روپیہ کی تھین۔

خان زمان نے کوہستان ترنکلواڑی مین جو متمرد جمع ہو رہے تھے انکو دس روز
مین سزا دی۔ لشکر دکن کے لیے خزانہ روانہ ہوا۔ دکن کے مضبوط قلعون مین سے قلعہ تلتم بھی ہے۔ وہ
ایک پشتہ کوہ پر ہے ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سپہدار خان نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اہل قلعہ کی
ایک فوج بادشاہی لشکر کو قلعہ کے اندر لے گئی۔ قلعہ کے نگہبانون کو اس سازش کی خبر نہ ہوئی
جب گرنا بجا تو وہ مضطرب ہو کر بدست و پا ہوئے اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھون
مین گرفتار ہوئے یہ مستحکم قلعہ بغیر اسکے کہ میان سے تلوار اور کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا۔

پادشاہی لشکر کے افسر نے ان قیدیون کو چھوڑ دیا۔ فتح قصبہ سے اور قلعہ نشینون کی کومک
سے خاطر جمع کر کے قلعہ کی کشائش پر توجہ کی۔ مورچون کو تقسیم کیا اور کوچہ سلامت
بنانا شروع کیا۔ تھوڑے دنون مین نصیری خان کا کوچہ سلامت خندق کے کنارہ
پر پہنچا۔ دیوار خندق کی پناہ مین جو غنیم کے بعض آدمی تھے وہ فرار ہوے کچھ مارے گئے
عریض خندق کے درمیان مقبرہ قاضی قوام تھا وہان قیام کر کے بان وحقہ و
تفنگ بادشاہی مورچون پر مارتے تھے اور مورچون کا تعرض کرتے تھے نصیری خان
کے مورچہ نے اس مقبرہ کے نیچے سرنگ لگا کے باروت سے بنیاد عمارت اسکی اڑا دیا اور
دشمن کی ایک جماعت کو آگ مین جلا دیا اور عمارتون کی جگہ بادشاہی آدمیون نے
مورچے جمائے۔ اس وقت رندولہ خان و مقرب خان و بہلول خان اور اور عادلخانیہ
اور نظام الملکیہ آئے اور نصیری خان کے مورچہ پر ہجوم کیا۔ توپ و تفنگ سے خوب گولے
برسائے۔ مگر نصیری خان ایسی مردانگی سے لڑا کہ دشمن بھاگا اور تین کوس پر جا کر بیٹھا
بادشاہی غنیم کے بھاگنے سے سرگرم کار ہوا اور قلعہ کشائی کے سرانجام اسباب
مین پیشتر سے بیشتر ساعی ہوا اور اکیس نقبون مین سے چھ کو تیار کیا انمین سے تین مین
باروت بھری گئی اور تین کو خالی رکھا کہ اگر ان مین سے کام نہ چلے گا تو ان مین سے
کام لیا جائیگا۔ اس اثنا مین کہ حصار کی کشائش کا اسباب آمادہ تھا نصیری خان
کی کمک کو اعظم خان اسکے مورچے مین آ گیا اسکے سامنے تین نقب کو باروت
سے بھرا اور انکو آگ لگائی ایک تو آتش کھا کر ٹھنڈی ہو گئی دو اڑین اور دیوار
شیر حاجی کو نصف برج قلعہ کے ساتھ اڑا دیا چند آدمی جو برج کے اوپر اور دیوار کے
نیچے تھے مر گئے۔ باوجودیکہ حصار کے اندر سے بان تفنگ وحقہ و سنگ و
مشکہاے باروت کو آگ لگا کے مارتے تھے مگر بادشاہی لشکر پیادہ دوڑا اور دوپہر
سے شام تک اس نے ہنگامہ کارزار گرم رکھا۔ باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے
اڑنے سے اور لشکر نصیری خان نے اعظم خان کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کیے

دشمنون نے ندامت وخجالت کا اظہار کیا اور قطب الملک نے بھی خدمتگاری و جان سپاری کے
طور پر بادشاہ پاس پیشکش بھیجی۔ باقر خان نے بموجب العفو زکوٰۃ الظفر زمینداروں کو دی اور ایک ہاتھی
اور دس ہزار روپیہ نقد کہ چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین جرمانہ کے طور پر لئے اور کھیرہ پاڑہ کی طرف
مراجعت کی۔ کھیرہ پاڑہ سے بارہ کروہ پر بمقام مہندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے
کو جمع ہو گئے تھے۔ باقر خان انکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا اور ایک جنگل مین اترا جہان
سات ہزار آدمیون نے درخت زار سے نکل کر شوخیان شروع کین مگر لشکر شاہی
سے مقابلہ نہ کر سکے۔ باقر خان اپنے لشکر کی حفاظت کر کے اس دشوار گذار درخت زار مین
آیا دشمنون نے ایک دیوار چونے کی پانچ گز اونچی دو پہاڑون کے درمیان سر راہ مستحکم بنائی
اور اسکے آگے ایک عمیق خندق بنائی اور پیکار مین گرم ہوئے ہر چند انہون نے کوشش
کی مگر آخر کار انکو فرار ہونا پڑا۔ نصیری خان کو ایک سپاہ کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا تھا اس نے قلعہ قندھار کی فتح کو پیش نہاد کیا اور اس طرف گیا یہ
قلعہ اس دیار کے نامدار قلعون مین سے تھا اور متانت و دشوار کشائی مین مشہور تھا
اور اسکی حراست یاقوت خداوند خان کے داماد صادق خان کے سپرد تھی ۲۳
جمادی الاولی سالگذشتہ کو وہ قلعہ سے ایک کروہ پر آیا۔ دوسرے روز راجہ بھار تھ و
شہباز خان باور اور منصبداران اور احدیون کو لے کر قصبہ قندھار کی فتح کے
قصد سے سوار ہوا۔ قصبہ کے نزدیک ابھی بادشاہی سپاہ نہ آئی تھی کہ سرافراز خان نے
قلعہ اور قصبہ کے درمیان لشکر آراستہ کیا اور آلات آتشبازی کو آگے چنکر جنگ پر
مستعد ہوا اور لشکر بادشاہی پر حملہ کیا اور بالائے قلعہ سے توپ و تفنگ اور بان کی
آتشبازی سے لشکر شاہی پر کرۂ نار کو نمودار کیا لشکر شاہی نے مردمی اور
مردانگی سے بہت سے مخالفون کی جان لی اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے۔ اب
سرافراز خان نظام الملک پاس چلا گیا شہر پر بادشاہی آدمیون کا تصرف ہوا
گھوڑے اونٹ اور اسباب جا مو ال ہاتھ آئے پانچ چھ ہزار آدمی گرفتار ہوے۔

ہوئے ہین فتح خان کو پھر قید سے نکالکر سلطنت کا صاحب مدار بنایا اس سبب سے مقرب خان
رنجیدہ خاطر ہوا اسلیئے اعظم خان سے رجوع کی اسکو شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب
عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ اور اور انعامات سے سرافراز ہوا ایک سو چالیس اور آدمی با
نام و نشان اسکے ہمراہ آئے انکے مناسب حال منصب و خلعت ملے۔
برسات کے آنے مین چند روز باقی تھے۔ مگر رندولہ خان نے اعظم خان کو پیغام بھیجا کہ
اگر تمہاری التماس سے عادل خان کا تقصیرات عفو شاہانہ ہو جائین تو بندہ متکفل ہوتا ہی
کہ پھر عادلخان دائرہ انقیاد و اطاعت سے باہر نہین جائیگا۔ اعظم خان نے تمام دولتخواہون
کی صوابدید سے برسات کے آنے تک پرگنہ بھالکی وجیت کو نہ مین کہ توابع بیدر سے ہین
جانے کا قصد اس غرض سے کیا کہ اگر رندولہ کا کہا سچ ہوا تو وہ عادل خان کے عفو تقصیرات
کی درخواست کرے ورنہ ان محال کے تاراج کرنے مین مشغول ہو جس سے نقض عہد و خلاف
وعدہ کی پاداش ہو اور وہان سے مراجعت کر کے ایام برسات مین جہان مناسب
ہو قیام کرے۔ ایک دن لشکر شاہی کہی لیئے ایک گانوئن مین گیا تھا۔ راجپوتون
اور مقدمون کے درمیان جنگ ہوئی اور ہر ساعت شعلہ فساد بلند ہوا اور کمک دونو
طرف سے پہنچی اور جدال و قتال کی آگ بھڑکتی گئی طرفین سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی
ہوئی اس ضمن مین غنیم کے سات ہزار غنیم بسرداری رندولہ خان اور تین چار نامی امیر
ناگہانی آن پہنچے اور دکنیون کا غلبہ اس قدر ظاہر ہوا کہ شہباز خان مع اپنے ملازمون کے
گھوڑون سے اُتر کر پیادہ ہوا اور داد مردانگی دیکے مع اور ساٹھ آدمیون کے
اپنی ولینعمت کی راہ مین نثار ہوا۔ رشید خان و بہادر خان و یوسف خان ایک پاجپوتون
کی جماعت سمیت لڑکر زخمی ہوئے اور علم جان فشانی معرکہ کارزار مین بلند کیا۔ اور
بیہوش ہو کر گرے منصبدارون اور احدیون و برقندازون مین سے کشتہ و زخمی
ہوئے حاصل کلام یہ کہ کسی نے اس معرکے سے سالم نجات نہ پائی۔ اکثر نامی زخمیون کو
جنکو کوئی پہچانتے تھے ہاتھون ہاتھ بطریق تحفہ و ہدیہ سردارون پاس لے گئے۔

دشمن میں تزلزل ڈال دیا تھا مگر محصورین قلعداری کی شرط بجا لاکر دشمن کے ایسی سدراہ ہوئے اور یورش کے ایسے مانع ہوئے کہ خویش و بیگانہ نے آفرین کی اور اس روز قلعہ مفتوح نہ ہوا طرفین کے تردد میں ظلمت شب حائل ہوئی اور ساری رات میں قلعہ کے آدمیوں نے دیوار چونہ و سنگ کی مصالح سے جو ان پاس تھا تیار کر لی۔ بادشاہی آدمیوں نے تین اور نقبیں باروت سے پُر کیں کہ صبح کو اڑائیں گی قلعہ کے آدمیوں نے اپنی مصلحت یہ جانی کہ کل آخر کار اس قلعہ کو قلعہ کشا تسخیر کریں گے اور سب تیغ قہر و سیاست کے کشتہ ہونگے اسلئے صلاح کار یہ ہے کہ امان طلب کرکے قلعہ کی کنجی حوالہ کریں اور اپنے تئیں قیدکی بلا اور تیر و سنان کے طعمہ سے محفوظ رکھیں ساتویں کو قلعہ دار سات فہمیدہ کار آدمی ساتھ لے کر امان اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے بادشاہی سرداروں پاس گیا اور امان لیکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا ۱۴ ماہ ۱۹ روز میں ۱۵ شوال کو قلعہ فتح ہوا دس ہاتھی اور ایک سو سولہ توپیں ہاتھ آئیں جنمیں توپیں عنبری کلاں عنبری خورد و ملک ضبط و جیلی بزرگ تھیں ہر ایک ان میں سے لشکر و شہر کی برہمزنی کے لئے کفایت کرتی تھیں اس فتح کے ہوجانے سے عادلخانیہ و نظام الملکیہ آدمی مایوس ہوکر بادشاہی لشکر سے بیس کوس پر بیجاپور میں چلے گئے اعظم خان دروال کی طرف اس سبب سے چلا کہ بادشاہی خزانہ لشکر کے لئے آتا تھا خوف تھا کہ دشمن نہ لوٹ لے۔ خزانہ کو ساتھ لیکر وہ دریاء و بجری کے نواحی میں آیا نصیری خان قلعہ داری کے اسباب مداخل و مخارج کے ضبط سے خاطر جمع ہوکر بودن اور ایندور کی طرف گیا۔ ملک عنبر کے مرنے کے بعد نظام الملک سپہ سالار و صاحب مدار ملک عنبر کا بڑا بیٹا فتح خان گنا جاتا تھا اسکو سوء ظن سے جو دیرینہ کہن کا خصوصاً ملک دکن کے کامروایوں کا خراب کرنے والا ہے غافل پاکر گرفتار کیا اور محبوس کیا اور مقرب خان کو کہ اسکا ترکی غلام معتمد و میر شمشیر و سرلشکر تھا بجائے فتح خان کے سردار سپاہ مقرر کیا حمید خان جلشی کو وکیل بنایا۔ مقرب خان سے جیسی امید تھی وہ بر نہ آئی اور دکنیوں نے اس سے حسد کی۔ جو اپنے بزرگوں کے رویہ کے موافق اپنی سلاطین کے استیصال کے باعث اور برہم کار

۲ بال سفید تھے مگر اس غم مین تھوڑی دنون مین ساری ڈاڑھی سفید ہو گئی۔
جب بادشاہ کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۲ روز کی تھی تو اس بیگم سے منگنی ہوئی
تھی ۵ سال ۳ ماہ قمری ۲ دن بعد بادشاہ سے نکاح ہوا پانچ لاکھ روپیہ مہر بندھا
اسوقت ملکہ کی عمر ۱۹ سال ۱ ماہ شمسی ۶ روز کی تھی اور ۳۸ سال ۲ ماہ شمسی مین انتقال
کیا۔ تاریخ رحلت یہ ہے ع جاے ممتاز محل جنت باد + بادشاہ کا نکاح مظفر حسین
مرزا کی بیٹی سے ایک سال ۸ ماہ اسکے نکاح سے پہلے رجب ۱۰۱۹ھ مین ہوا تھا اور اس
سے ایک بیٹی ۱۲ جمادی الاول سنہ ۲۰ کو پیدا ہوئی اور اسکا نام پرہیز بانو بیگم رکھا گیا
اور ممتاز محل کے نکاح کا پانچ سال پانچ ماہ تیئیس روز بعد ۱۲ رمضان سنہ ۲۶ کو شاہ نواز خان بن
عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے باقتضاء مصلحت نکاح ہوا اور ۱۲ رجب سنہ ۲۹ کو دار الخلافہ
اکبرآباد مین بیٹا پیدا ہوا جسکا نام جہان افروز رکھا گیا مگر ایک سال نو مہینے کی عمر مین وہ
برہانپور مین مر گیا۔ بادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی وہ کسی اور بیوی سے
نہ تھی وہ سفر حضر و شدت و رخا مین اُسسے جدا نہین ہوتا تھا اس بیس سال کے عرصہ مین بیگم
کے چودہ بچے پیدا ہوئے ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیان جنمین سے سات زندہ اُس کے چھوڑے
اولاد کی تفصیل ذیل مین درج ہوئی۔

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۱) حور النساء بیگم	۸ صفر سنہ ۲۰	آگرہ مین پیدا ہوئی ۳ سال ایک ماہ کی عمر مین مر گئی۔
(۲) جہان آرا بیگم	۲۱ صفر سنہ ۲۳	بیگم صاحب و بادشاہ بیگم عرف تھا۔
(۳) محمد دارا شکوہ	۲۹ صفر سنہ ۲۴	اجمیر مین پیدا ہوا۔
(۴) شاہ شجاع بہادر	۱۸ جمادی الاخری سنہ ۲۵	"
(۵) روشن رای بیگم	۲ رمضان سنہ ۲۶	برہانپور مین پیدا ہوئی۔
(۶) اورنگ زیب	۱۵ ذیقعدہ سنہ ۲۷	

اعظم خان یہ سنکر جلد پہنچا اور دکنی فوج نے اپنی راہ لی - جب کشتون اور زخمیون پر اعظم خان کی نگاہ پڑی تو افسوس کرکے زخمیون کی محافظت و تیمار داری کا حکم دیا اور مراجعت کی اگرچہ اس صدمہ کے تدارک مین ملک متعلقہ بیجاپور مین بہت تاخت و تاراج ہوئی اور بیشمار آدمی اسیر ہوئے مگر اس سے کشتون اور زخمیون کو کچھ فائدہ نہین ہوا بلکہ روز بروز زیادہ فساد و فوج کشی اور آدم کشی بیجاپور اور نظام الملک کے ملک مین علاوہ فریاد و شداید قحط سالی کے دکن مین بڑھا -

۱۷ ذیقعدہ سنہ کو ممتاز محل جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم تھی دردزہ مین مبتلا ہوئی بیگم صاحب کو بھیجکر اسنے بادشاہ کو بلایا - بادشاہ بکمال آشفتہ اس دمساز بیوی کے بالین پر آیا اسنے اپنے بچون کی سفارش کی - دس پہر بعد بیٹی پیدا ہوئی اور ماں کی جان گئی اس واقعہ جانکاہ سے بادشاہ کو بہت غم ہوا اور اس محرم و ہمدم دیرینہ کی یاد مین روتا رہا - دو سال تک عطر لگانا رنگین کپڑے اور جواہر پہننا چھوڑ دیا -

جشن وزن اور جلوس مین نغمہ و سرود سننے کو صدائے نوحہ و ماتم تصور کرنے لگا جسوقت اسکو یہ بیوی یاد آتی رو کر یہ شعر پڑھتا ؎

زندگی بہر دیدن یار است + یار چون نیست زندگی عار است

ایک ہفتہ جھروکہ مین نہین بیٹھا - کبھی ارادہ کرتا تھا کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم کرکے باقی عمر کو معبود حقیقی کی پرستش مین اور مسجد تحقیقی کی نیایش مین صرف کرے - باغ زین مین برہان پور مین ممتاز محل کو بطور امانت دفن کیا جبتک بادشاہ وہان رہا ہر جمعہ کو ملکہ کے مزار پر جاتا اور بہت روتا اور اکثر فرماتا کہ اب لذت سلطانی بلکہ مزہ زندگانی کا نہین رہا اس دلدار کے دیدار بغیر اسکی ساری خوشیان غم بن گئین جسوقت حرم سرا مین تشریف فرما ہوتا تو روتا ہوا جاتا اور اسی وقت پھر آتا اور کہتا کہ کسی کی صورت دیکھنا مجھے خوش نہین آتا - بادشاہ کی ڈاڑھی

لشکر پر تاخت اس وقت کرنی چاہیئے تھی کہ برسات ختم ہو جاتی اس یورش بے ہنگام سے لشکر کے حال مین پریشانی نہ ہوتی اعظم خان نے اپنی خطاؤن کا اعتراف کیا۔

سپہدار خان کی عرضی آئی کہ فتح خان کو یہ دریافت ہوا کہ نظام الملک نے جو اسکو رہائی دی تھی وہ اضطراری تھی جس وقت اس غدار کی خاطر جمع ہو گی پھر اُس کو مقید کریگا اسلئے اُس نے پیشدستی کر کے اس دستور پر کہ اسکے باپ ملک عنبر نظام الملک کو نظر بند رکھا تھا اُس نے بھی برہان نظام الملک کو مقید کیا۔

نظام الملک کے قتل فتح خان پسر عنبر نے ہوا خواہی و دولتخواہی سے یمین الدولہ آصفخان کے وسیلہ بادشاہ پاس اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ اس خلد مشکگذار خلاف شعار نے نظام الملک کو مقید کیا ہے جو اپنی کوتاہ بینی و بدسگالی سے حضور سے مخالفت رکھتا تھا۔ مراحم شاہی کا امیدوار ہون اسکے جواب مین فرمان صادر ہوا کہ اگر اسکی گفتار سچی ہے تو نظام الملک کی آلایش سے جہان کو پاک کرے فتح خان نے اس حکم کے پانے کے بعد برہان نظام الملک کا گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور مشہور کیا کہ وہ اجل طبیعی سے مر گیا اور بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو بھی قتل کیا اور ایک جماعت لشکر کو محبوس کیا اور نظام الملک کے بیٹے حسین کو جو دس برس کا تھا اسکا جانشین کیا۔ اور اس حقیقت واقعہ کی عرضداشت اپنی معتمد نوکر ابراہیم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھجوائی فرمان صادر ہوا کہ ہاتھی جو دولت آباد مین بھجوائے ہین وہ قلت آذوقہ سے ضائع ہونگے انکو مع نفائس جواہر و مرصع آلات نظام الملک کے اپنی بڑے بیٹے کے ساتھ برسم پیشکش بھیجدے تاکہ اسکی ملتمسات قبول ہون۔

محمد عادلخان نے ناعاقبت اندیشی سے نظام الملک کے ساتھ قلعہ شولاپور لیکر بادشاہ کی مرضی کے خلاف مصالحت کر لی تھی اور عہد و پیمان کو ایک طرف رکھ دیا تھا اسلئے

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۷) امید بخش	۱۱ محرم سنہ ۱۰۲۹	ربیع الثانی سنہ ۱۰۳۱ میں برہانپور میں وفات پائی
(۸) ثریا بانو بیگم	۲ رجب سنہ ۱۰۳۰	۲۳ شعبان سنہ ۱۰۳۷ میں سات سال کی عمر میں وفات پائی
(۹) ایک بیٹا۔	سنہ ۱۰۳۲ میں پیدا ہوا	نام رکھنے سے پہلے دنیا سے سدھارا۔
(۱۰) مراد بخش	۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۳	قلعہ رہتاس میں پیدا ہوا
(۱۱) لطف اللہ	۱۴ صفر سنہ ۱۰۳۶	۹ رمضان سنہ ۱۰۳۷ میں ایک سال ۷ ماہ میں انتقال کیا
(۱۲) دولت افزا	۴ رمضان سنہ ۱۰۳۸	۲۰ رمضان کو ایک سال ۱۵ روز کی عمر میں گیا
(۱۳) حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۳۹	دایۂ اجل نے پالا۔
(۱۴) گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰	برہانپور میں پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مر گئی

ممتاز محل کے خزانہ میں ایک کروڑ روپیہ تھا اس میں سے نصف بیگم صاحب کو دیا گیا۔ اور باقی نصف اور شاہزادوں کو۔ جو جہات کہ نواب ممتاز محل سے متعلق تھیں وہ بیگم صاحب سے متعلق ہوئیں — چار لاکھ روپیہ آدھا نقد آدھا جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ پر اضافہ ہوا اسحٰق بیگ یزدی میر سامان بیگم صاحب کا دیوان مقرر ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ کی طرح اپنی مہر ستی النساء خانم کو حوالہ کی۔ ممتاز محل بیگم میں بڑی خوبیاں تھیں خالق کی رضا جوئی اور خلائق کی خیر خواہی میں ہمیشہ رہتی تھی جب اعظم خان بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ اس سفر میں تو نے دو شائستہ خدمتیں کیں اول خانجہان پر ہمت کر کے آوارہ کیا دوم قلعہ دھارور کی فتح لیکن دو خطائیں بھی کیں اول یہ کہ جب معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ پرینڈہ کی تسخیر صورت پذیر نہیں ہے آذوقہ کی قلت سے لشکر نہایت تنگ تھا اس حال میں تجھے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ دوم یہ کہ مقرب خان دولت خواہ ہو گیا تھا اور برسات آگئی تھی تو بیدر کی جانب نہیں جانا چاہیے تھا۔ برسات میں ایسے مقام میں رہنا چاہیے تھا کہ کاہ و غلہ بہت ہاتھ آتا ملک عادلخان کو

گو بعض آدمی اسکے پانے کی تہمت مین گرفتار ہوئے لیکن اس گنج روان کا خزانچی جو اب یاران تھا اسنے مال اسباب کو دیانت سے خاک مین امانت رکھا۔

روز دوشنبہ ۱۰ ربیع الثانی سنہ کو جشن قمری ہوا پادشاہ کو بالیسوان سال شروع ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ مغفورہ کے آئین کے موافق زر و سیم نثار کے واسطے باہر بھیجا اور وہ فضلاء و صلحا و شعراء کو مرحمت ہوا نصیری خان کو بالا گھاٹ جانے کی اجازت ہوئی اور اسکی التماس سے ماہی مراتب عنایت ہوا سلاطین دہلی مین اسکا رواج نہ تھا اب اول دفعہ اس امیر کو وہ عنایت ہوا دکن مین اسکا اعتبار بڑھا۔ دنیا داران دکن ماہی مراتب اسکو دیتے ہین کہ وہ عنایت عظیم کا مستحق ہو۔ دکن مین اس سے بڑا درجہ اور کوئی نہین ہے۔

پادشاہ پاس راو رتن ہاڈا کے مرنے کی خبر آئی۔ پادشاہ نے اسکے پوتے ستر سال کو جو اسکا جانشین تھا ہفت ہزاری ذات و دو ہزار سوار کا منصب اور خطاب راؤ کا عنایت کیا۔ ولایت بوندی و ٹیکا و مال کے نواحی کے پرگنات جنمین راؤ رتن کا وطن تھا اس کو تیول مین مرحمت کئے اور مادھو سنگہ پسر راؤ رتن کو پانصدی ذات پانصد سوار کا اضافہ منصب کرکے دو ہزار پانصدی و ہزار پانصدی سوار بنایا پرگنہ کوٹہ و پلایتھہ کو جاگیر مین مقرر کیا گوپی ناتھ پدر راؤ ستر سال باوجود دبلے ہونے کے اسقدر زور رکھتا تھا کہ درخت کی دو شاخون کے درمیان جنمین سے ہر ایک شاخ میانہ ستون کی برابر ہوتی ایک شاخ پر بیٹھتا اور دوسرے پر پانون لگاتا اور تھوڑا زور کرتا کہ ان دونو کو جدا کر دیتا۔ کلا ہو کو پانون پر رکھ کر دونو ہاتھون سے زور کرکے سینگون کو چیر ڈالتا۔ دو پانون جوڑ کر تین گز اونچی دیوار کو اچک کر کود لیتا۔

صوبہ الہ آباد کے وقائع پادشاہ سے معروض ہوئے کہ بدال پاس ہر اشجار جنگلو مین قلعے و حصار متعدد تھے۔ اسنے سر اوٹھایا اور مردم آزاری اور قطاع الطریقی کرنے لگا۔ قلیچ خان کے تردد اور سعی سے ایک مدت کے محاصرہ کے اور پادشاہی آدمیون کی

پادشاہ نے آصف خان کو نامدار امرا و راجاؤں کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لئے رخصت کیا
کہ وہ عادلخان کو غفلت سے بیدار کرے اور یہ تجویز کیا کہ اگر عادلخان رہنمونی سے
باپ کی طرح لوازم اطاعت و خدمت گذاری اور فرمانبرداری اختیار کرے تو پادشاہ
کے لائق پیشکش روانہ کرے پھر اسکے استیصال و خرابی کا قصد نہ کرے اور اگر وہ
اپنی جوانی و نادانی کے سبب طاعت کی راہ پر نہ آئے تو اسکی ملک میں سے جو چیز گران
قیمت ہو ضبط کرکے ممالک محروسہ میں داخل کرے اور باقی کو پامال کرے۔ ۱۹
جمادی الاولی کو یمین الدولہ روانہ ہوا۔ باقی واقعات سنہ یہ ہیں۔

خواجہ ابوالحسن کو قلعہ قندھار کی فتح کے بعد حکم ہوا کہ جس جگہ مناسب جانے ایام
برسات بسر کرے۔ خواجہ پاتر شیخ بابو میں آیا اور رودخانہ کے کنارہ پر کہ تھوڑا
پانی تھا مقیم ہوا۔ اتفاقاً آخر روز نہم شہریور الٰہی کو تین روز تک بارش ایسی متواتر ہوئی
کہ نالہ کے پانی میں ایسی طغیانی ہوئی کہ لشکر کو تبدیل مکان کی فرصت نہ دی کوہ کے
اوپر سے سیلاب کوہ ربا آیا اور تمام دامن کوہسار کو گھیر لیا اور لشکر کو کسی طرف
گریز کی راہ نہ رہی ناچار تمام اسباب سے ہاتھ اٹھا کر جو کچھ اٹھا سکے اسکو اٹھایا اور مع
عیال و ناموس کے جو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے تیرتے ہوئے ہزار ہزار اس و
خواری سے آب خونخوار سے جان سلامت لے گئے اور لشکر کے آدمی کہ باربردار
و سواری نہیں رکھتے تھے اور پانی میں دست و پا زنی نہیں کرسکتے تھے زن و فرزند
و مال و اسباب کو کعبہ کا زاد راہ بنا کے نزدیک کی راہ سے دریائے شور میں مل گئے خواجہ
ابوالحسن کے خزانہ سے سوا ایک خریطہ اشرفی و پانچ خریطہ روپیہ کے کچھ اور لینے کی فرصت
نہ ملی جب خزانہ کا یہ حال ہو تو وائے بر حال اسکے جن پاس سوائے قحط زدہ دبلے ٹٹو کے
کچھ اور نہ تھا ہزار سپاہی و سوداگر اور بہت مال و اسباب جانور تلف ہوئے خواجہ
کے جواہر میں سے سات ہزار اشرفی و دس ہزار روپیہ و تمام کارخانجات توشکخانہ
و قورخانہ و فراشخانہ اور مثل اسکی برباد ہوا۔ ڈھونڈنے والوں کو خاک ہاتھ نہ آئی

حکیم حاذق پسر حکیم ہمام گیلانی کو سپرد ہوئی۔

واقعات سال پنجم ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ سنہ عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سال ۱۰۴۱ کو سال پنجم جلوس شروع ہوا جشن وزن شمسی ہوا اکتالیسواں سال شروع ہوا۔

فتح خان پسر عنبر نے باوجودیکہ احکام شاہی کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن پیشکش کے بھیجنے مین توقف و تعلل کیا۔ ۲۳ کو بادشاہ نے وزیر خان کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا کہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین مصروف ہو اور فتح خان کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ خان مذکور کی ہمراہ اور امرا بھی گئے۔ وزیر خان کے روانہ ہونے کے بعد ابو الفتح وکیل فتح خان بادشاہ کے پاس عرضداشت لایا کہ فتح خان کا بڑا بیٹا عبد الرسول عنقریب حضور کی خدمت مین پیشکش لیکر آتا ہے تو بادشاہ نے وزیر خان کو حکم بھیجا کہ جہان تک گیا ہے وہان سے الٹا چلا آئے۔

عبد الرسول درگاہ والا مین آیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش بادشاہ کے سامنے لایا۔

جب یمین الدولہ عادلخان کے بیدار کرنے کے لئے بالاپور سے روانہ ہوا خواجہ ابو الحسن و راجہ جھجھار سنگھ اور منصبدار و عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ نصیری خان اُس کے استقبال کو ناندیر مین آئے یمین الدولہ دو روز ناندیر مین ٹھیرا۔ زائد لشکر و احمال و اثقال کو یہان چھوڑا اور جریدہ شب درمیان قندھار مین آیا مداخل و مخارج کا ملاحظہ کرکے رومی خان کو اوسکی حراست سپرد کی اور اپنے مطلب کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ بھالکی سے ایک منزل پر پہنچا تو اُس نے تو پیاول کو قلعہ کے حوالی مین بھیجا کہ اہل حصار کے ارادہ پر مطلع ہوکر آگاہ کرین۔ اگر اہل قلعہ لشکر مین آذوقہ لائین تو اُن سے کچھ تعرض نہ کرین اور اگر وہ یہ نہ کرین تو قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہون اثناء راہ مین قور نے پھر کر اطلاع دی کہ اہل قلعہ توپ و تفنگ لگاتے۔ لڑنے کو تیار بیٹھے ہین

ایک جماعت کے کشتہ ہونے کے بعد قلعہ مفتوح ہوئی اور ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور ہزار چھوٹے بڑے مرد بچے جوہر (جیوہر) سے مرے لشکر اسلام کو مال اسباب بہت ہاتھ لگا اُسنے قلب مقامات مین آگ لگائی بت خانون کو توڑا انکی جگہ مسجدین بنائین اور اس کفر آباد کا نام اسلام آباد رکھا۔

اڈیسہ سے خبر آئی کہ پرورش خان بارھہ کے ہمسایہ مین ایک بارود فروش کا گھر تھا اسکی بارود مین آگ لگی۔ خان مذکور مع ایک جماعت کے کہ دیوان خانہ مین اسکے ہم بزم تھے باروت کے صدمہ سے اڑگئے اور وہ گھر بھی اڑگیا۔

۱۷ جمادی الاولی کو شاہ شجاع و وزیر خان وستی النساء بیگم جو ملکہ کی وکیل تھی ممتاز محل کی نعش لیکر اکبرآباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر روز راہ مین بہت آش و درہم و دینار فقراء کو دیے جائین اکبرآباد کے جنوب مین ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی اور اسمین راجہ مان سنگہ کی حویلی تھی جو اسکے پوتے راجہ جے سنگہ پاس تھی وہ اسکا مدفن بنایا جاوے راجہ جے سنگہ کو اس حویلی کی عوض خالصہ شریفہ سے معاوضہ دیا گیا۔ ۱۵ جمادی الثانی سال آئندہ کو نعش یہان دفن ہوئی بیس برس مین پچاس لاکھ روپیہ مین مقبرہ بنایا گیا جواب تک اپنا نظیر دنیا مین نہین رکھتا۔

مہر اوزک جو یمین الدولہ پاس تھی جب وہ بالاگھاٹ کو رخصت ہوا تو بیگم صاحبہ کو عنایت ہوئی۔ بادشاہ نے تخت نشینی کے وقت منت مانی تھی کہ پانچ لاکھ روپیہ حرمین شریفین کو اہل استحقاق و احتیاج مین تقسیم کرنے کے لئے دونگا اس لئے اُس نے صوبہ گجرات کے ناظمون کو حکم دیا کہ احمدآباد و گجرات مین اور اس نواحی مین دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے اشیاء جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین فروخت ہوتی ہین خرید کرکے خواجہ جہان کو حوالہ کی جائین کہ انکو بھیج کر سود و سرمایہ کو ان دو نو متبرک مقامون مین تقسیم کردے پھر خواجہ جہان کی جگہ یہ خدمت

گذشتہ کا اعتراف کیا اور عفو جرائم کے قبول کرنے کے لئے التماس کیا۔ رزق اللہ
کم زبان آدمی تھا فوراً صلح کا پیغام دیتے ہی اسکی التماس کا قبول کر مصلحت نہ
معلوم ہوا اسلئے رسول مذکور مایوس الٹا گیا یمین الدولہ بیجاپور مین نورسپور و شاہ پور کے
درمیان خیمہ زن ہوا غنیم ہر روز خندق سے باہر آتا اور میدان مین صف کشی تا
طرفین سے بان و تیر و تفنگ چلتے اور ہنگامۂ نبرد گرم ہوتا۔ پادشاہی لشکر غنیم کو قلعہ
قلعہ تک پہنچاتا جو جماعت کاہ و ہیمہ کے لئیے جاتی تھی اسکی حفاظت کے لئیے ہر روز
ایک سردار یمین الدولہ مقرر کرتا لیکن فراوانی لشکر اور فزونی دواب کے سبب سے پانی
سے ایسی صورت نہ پیدا ہوتی جیسی ہونی چاہیئے دشمن اطراف و جوانب مین متفرق ہوتے
اور قابو پاکے دست بردی کرتے جب تک لشکر شاہی یہان رہا کمیتون پر بار بار
پادشاہی اور عادلخان کے سپاہیون مین لڑائی ہوتی اور پادشاہی سپاہ کو
فتحیابی ہوتی سکندر علی پسر عم زندولہ مارا گیا یمین الدولہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہنچا اور
قلعہ گیری مین مشغول ہوا۔ عادل شاہی افواج اطراف سے قزاقان گریزپا کے
طریق پر نمودار ہوتین یا ور فوج پادشاہی پر حملہ کرتین اور جب پادشاہی سپاہ
انپر حملہ کرتی تو وہ بھاگ جاتین۔

اس ضمن مین مصطفےخان ولد محمد لاری نے جو بیجاپور کے معتبر و محیل امرا مین سے تھا خفیہ
اپنی اخلاص پادشاہی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ مین قابو پاکر دروازون مین سے
ایک دروازہ کھول کر لشکر شاہی کو اندر داخل کردونگا بعد چند روز کے رات کو محمد رضا
نام اپنے بیٹے کو جریدہ بھیجا اسنے یمین الدولہ کے نزدیک قسمین مغلظہ کھا کر موافقت اور
دروازہ کھولنے کا وعدہ جب قابو کی وقت ہوگیا اور چلا گیا ہر روز و ہر ہفتہ مختلف
عذر کرتا تھا وہ بیچارہ معلوم ہوتا تھا سوائے اسکے شیخ دبیر کہ عادل شاہ کے راز دان
مین تھا صلح کا پیغام لایا مگر اس مین ایک مدت گذر گئی آخر معلوم ہوا کہ یہ سب
عادل شاہ کی تدبیر و تزویر ہے افضلخان نے محصورون کے تنگ کرنے مین اور

تو معتمد خان نے لشکر لیجا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر شاہی نے دیکھا کہ محاصرہ سے قلعہ دیر
مین فتح ہوگا اسلئے رات کو کمند و نردبان لگا کے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اہل قلعہ نے یہہ
بات سنکر ہاتھ پانون چھوڑ دیے۔ رات کی اندھیری مین اس طرف سے کہ مورچے نہ تھے
بھاگ گئے فرار سے خود رستگار ہوئے۔ اور رعایا گرفتار ہوئی۔ بہت غنیمت اور
آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ لگا حقہ اور آلات آتشبازی مین اتفاقیہ آگ لگ گئی۔
الفت خان ایک چوبین تخت پر کھڑا تھا وہ ہوا مین اڑ گیا اسکا منہ اور ہاتھ باروت
سے جلگئے مگر جان بچ گئی ایک مسجد مین باروت بھری تھی اسکے اڑنے سے بہت آدمی
ہلاک ہوئے۔ یمین الدولہ کو بادشاہ نے اسلئے مقرر کیا تھا کہ اگر فتح خان اطاعت کرے
اور اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجے تو جو ملک متعلقہ نظام الملک
لشکر شاہی فتح کرے وہ اسکو دیدیا جاوے۔ وزیر خان کے مقرر ہونے کے بعد فتح خان
نے اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ بھیجدیا اسلئے قلعہ بھالکی جو نظام کی سرحد مین واقع تھا
مع توابع اس شخص کو جو فتح خان کی طرف سے قلعہ اودگیر مین ہمسایہ مین تھا حوالہ
کیا گیا اور خود آصف خان قصبہ کلانور مین کہ ملک عادلخان کا محال معمورہ تھا آیا جب
سلطان پور کے باہر جو شہر گلبرگہ سے ملا ہوا ہے وہ آیا تو محافظون نے اس بلدہ کے خلاص
متوطنون کو قلعہ گلبرگہ مین بلالیا وہ توپ تفنگ و آلات جنگ سے مضبوط کیا گیا تھا۔
اگرچہ قلعہ و حصار شہر کے توپ و تفنگ نے گولے گولیون کا مینھ برسایا لیکن بادشاہی لشکر نے
سرسواری حصار شہر کو مفتوح کیا آدمیون کو قتل و اسیر کیا اور اموال و اسباب بتاراج
خندق کے اندر سے بہت گھوڑے ہاتھ آگئے یمین الدولہ نے قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کو صلاح
اس سبب سے نہ جانا کہ اسمین تضیع لشکر و تعطیل مقصد ہوگی یہان سے کوچ کر کے آب
نہوارہ کے کنارہ پر دائرہ کیا اور تیس ہزار سوار کے نشان وہان ملاحظہ کر کے
مطلب کے لئے چلا۔ اثنای راہ مین رزق اللہ نام اعیان عادلشاہ مین سے
یمین الدولہ پاس آیا اور نوشتہ لایا اور پیغام صلح دیا اور ندامت کو ظاہر تقصیرات

رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے اگر معاہدہ مین درنگ ہو تو اس
خیر اندیش سے ملالت نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
لڑائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی ایام محاصرہ مین امتداد ہوا ان ایام مین جا
جنگ نمایان ہوئین کہ دکنیون نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کرکے کبھی غافل کبھی
خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اس محاصرہ مین بیس یوم سے
رسد نہین پہنچی گرانی کا اثر باقی تھا لشکر شاہی کے آنے سے پہلے اس نواح مین
جسقدر غلہ اور خرمن گاہ سرکار عادل شاہ فروختنی تھا انمین سے جو قلعہ مین لیجا
سکے لے گئے باقی کو بالکل جلا دیا اور جاندار کے آذوقہ کا کوئی نشان باقی نہین
رکھا۔ کبھی کبھی جو آدمی بہت محنت و مشقت سے دور سے گھاس گھوڑون کے لئے
لاتے تھے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی پھر میسر نہ ہو گی گھاس کی صورت
دیکھ کر قانع ہوتے تھے۔ اکثر گھوڑے لاغری سے ایک قدم بھی حرکت گو وہ راہ
عدم مین کیون نہ ہو نہین کر سکتے تھے اسلئے دستور اعظم نے اسمین صلاح دیکھی کہ اس سال
مین بیجاپور کے آباد ضلع مین پہنچکر آدمیون اور چارپایون کو عذاب سے نکالنا چاہیے
ملک کو خراب و غارت کرکے دکنیون کی حیلہ بازی کی تلافی کرنی چاہیئے یہان سے
کوچ کرکے آب کشن گنگ کے کنارہ پر سفر کیا اور رایے باغ کی طرف جسکو اب
رکھتی آباد کہتے ہین گیا جو بہت سبز و خرم آباد تھا اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا
مرحلہ پیما ہوا جہان بوئی ہوئی زمین و زراعت نظر آتی تھی ایک پلک مارنے مین
اسکی صورت ناکشتہ بنا دی جاتی تھی اور گھوڑون کے سمون سے از سر نو قلبہ رانی
ہوتی تھی۔ گھرون و قصبون و بازارون کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی
کرنے کے قابل ہو جاتے تھے۔ زن و مرد چھوٹے بڑون کے اسیر کرنے مین اور انکا
ملک عدم پہنچانے مین تقصیر نہین کرتے تھے اب برسات کا موسم آگیا اور اس ملک مین
آبادی کا اثر باقی نہین رہا دانہ و کاہ نام کو نہ رہا تو لشکر شاہی ملک پادشاہی مین

نقبون کے لگانے اور مورچون کے بڑھانے مین پہلے سے زیادہ کوشش کی انکے بعد مصطفی خان علانیہ
یمین الدولہ کے نزدیک آیا - اظہار ندامت کیا پیشکش کے قبول کرنے کی درخواست کی جو بقدر
استطاعت ہو اسنے کہا کہ ملک کی خرابی و ویرانی پر نظر کی جائے جو پادشاہی لشکر کی پامالی
اور دست اندازی سے ہوئی جس سے ملک و رعایا مین نام نہین رہا - آصف خان نے مشورہ کرکے
یہ قبول کیا چالیس لاکھ روپیہ فی الحال ملک و رعایا کے احوال پر نظر کرکے پیشکش کو لئے
ٹھیرایا اور آیندہ اطاعت کے عہد کا نوشتہ مانگا دونو طرف سے عہدنامہ کا مسودہ ہوا
بہادر خان و یوسف خان وغیرہ کو جو جنگ کہی مین عادل شاہیون نے زخمی کرکے لے
گیا تھا انکو طلب کرکے سپرد کیا شیخ عبدالرحیم جو یمین الدولہ کے معتمدون مین سے تھا
اسکو مصطفے خان خود لے گیا کہ چالیس لاکھ روپیہ اور عہدنامہ اسکے ہمراہ ارسال کرے
مگر اسکو قلعہ مین دو روز مہمان رکھکر تیسرے روز خالی واپس کیا - اور دفع الوقتی کے
کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ متعاقب اپنے آدمیون کی ہمراہ روپیہ و عہدنامہ بھیجدینگے دوسرے
روز یمین الدولہ پاس دو آدمی حرف ناحراف معتبر وکلاء آئے بعض باتون کی عہد
کی آصف خان نے انکو معقول سمجھکر قبول کیا اور قرار پایا کہ کل عہدنامہ پہنچا دینگے -
رخصت کے وقت مظفر خان کا نوشتہ اسکے محرم نے اس طرح کہ دوسرے کو خبر نہو
مسند کے نیچے رکھدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ خواص خان کو معلوم ہوا کہ لشکر
شاہی مین ایام قحط کے باقی رہنے سے اور غلہ کے نہ پہنچنے سے سپاہ مین ایسی
عسرت ہوئی کہ حیوان ناطق و غیر ناطق کے تن بدن مین ہڈیون اور چمڑے کے سوا
کچھ نہین رہا نہ گھوڑون کے سامنے گھاس کا پھٹا ہے نہ کہین چمڑا لیے بر
تو اچرجا ہے - آدمی کاہ و ہیمہ لینے کے لئے رہ جاتے ہین لشکر شاہی کسی طرح
چند روز سے زیادہ توقف نہین کرسکتا - خواص خان نے مدار کار مکر سازی و
حیلہ پردازی پر رکھا ہے اسکو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی و پریشانی
سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل برداشتہ ہوکر بحصول مقصد چلے جاوینگے

ضروریات کا سرانجام کرکے دارالملک دہلی سے بہت جلد روانہ ہو اور میری پابوس
آنکر رخصت ہو۔ یمین الدولہ آصف خان کو فرمان عالیشان بھیجا گیا کہ مہابت خان
خانخانان دکن کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا۔ خان زمان کو پدر کی نیابت مین
مع دکن کے تعیناتیون کے برانپور مین چھوڑ اعظم خان اور اسکے ہمراہیون کو لیکر
شرف ملازمت حاصل کرو۔ ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۱ کو بادشاہ گوالیار مین مکانات قلعہ کی
سیر کی اکبر و جہانگیر کے عہد مین جو عمارات تعمیر ہوئی تھین ان مین کہنگی آگئی تھی
اسلئے حکم ہوا کہ اور عمارات بنائی جائین چنانچہ ایک سال مین تیس ہزار روپیہ مین یہ
عمارت تیار ہوئی۔ بادشاہ کا حکم یہ ہو چکا تھا کہ جس قلعہ مین وہ آئے وہان کے
قیدیون کے حال پر اطلاع دی جاے۔ اس حکم کے موافق اس قلعہ کے
قیدیون کا حال بھی معروض ہوا۔ گیارہ آدمی جو مدت سے مقید تھے رہا ہوئی
غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۱ کو بادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا ممتاز محل کے مرنے پر ایک
سال گذر چکا تھا اسلئے اسکے عرس کا حکم دیا اسکی بڑی تیاری ہوئی خود مع امرا
کے اسمین شریک ہوا اور پچاس ہزار روپیہ خیرات مین دیا گیا اور پچاس ہزار روپیہ
محتاج صاحب عفت عورتون مین تقسیم ہوا۔

نالہ جسکو عرف مین خور کہتے ہین دریا شور سے جدا ہوکر قریب بیس کروہ کے
راجمحل کی طرف منشعب ہوا تھا پہلے زمانہ مین راجمحل بہت آگ لگنے کے سبب سے
آگ محل زبان زد خلائق تھا جب بنگالہ مین راجہ مان سنگہ صوبہ دار ہوا تو اسنے
اپنی اقامت کے لیے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنایا اسکا نام راجمحل رکھا۔
شہنشاہ اکبر نے اسکو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ بنگالہ کی فتح سے پہلے گور حاکم نشین تھا
اسکی جگہ وہ حاکم نشین ہوا راجمحل سے سات کروہ پر ایک جگہ ہے بنگالہ اور صوبہ
بہار کی سرحد ہے جسکے شمال مین دریا گنگا اور دریاؤن کے ساتھ ملکر عریض
ہوکر اسکے متصل بہتا ہے اور اسکے جنوب مین ایک وسیع طولانی پہاڑ ہے۔

چلا آیا شولا پور سے گذر کر چھاؤنی کی۔
بادشاہ نے ۲۷ رجب کو دس ہزار روپیہ خیرات کیا۔ لیلۃ القدر کو دس ہزار روپیہ ستحقون کو دیا
اس شب متبرک کی عبادات مخصوصہ کو بجالایا۔ ۸ رشعبان ۱۰۴۱ کو نوروز ہوا۔
شہنشاہ اکبر کے عہد مین شاہ بیگ کابلی قندھار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس سے
حسن خان پدر شیر خان کی نہ بنی اسلئے وہ ایران چلا گیا شیر خان نے ایران مین
نشو و نما پایا۔ شاہ عباس نے جہانگیر کے عہد مین قندھار لے لیا تو شیر خان کو قبائل
افاغنہ قوشنج اور اسکے نواحی کی ریاست دی۔ اُسنے اُس سرزمین کے تمام افغانون
کو مطیع بنا کے استقلال حاصل کیا۔ شاہ عباس کا انتقال ہوا۔ شاہ صفی اسکا جانشین ہوا۔
شیر خان نے اُسکو تحفت تحائف بھیجکر اسکے دربار مین اپنا اعتبار بڑھایا۔ بادشاہ کی التفات
سے وہ مغرور ہوا اس سبب سے اُسنے علی مردان خان کی اطاعت سے جو شاہ ایران
کی طرف سے قندھار مین حاکم تھا ——— قدم باہر رکھا اسکی اور افغانون کے
ستم و تعدی کے سبب سے ایران اور ہندوستان کے [illegible] جانے والون
کی آمد و رفت فراغ بالی سے نہ ہوتی تھی علی مردان خان نے قوشنج کو فتح کر لیا
اور شیر خان کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین التجا لے آیا اور
جاہ و منصب پایا پنجاب مین جاگیر پائی۔
چونکہ شاہجہان کا کام تمام ہو چکا تھا نظام الملک نے اسکی حمایت کی لے مرد چکے لیا
تھا بیجاپور کو بادشاہ کے لشکر نے ایسا ویران کیا کہ پہلے کسی بادشاہ نے نہین کیا تھا
تو بادشاہ جن کامون کے لئے برہانپور آیا تھا وہ بخوبی انجام پا چکے تھے اور بیوی
ممتاز محل کے مرنے سے برہانپور مین رہنے سے ملال ہوتا تھا اس لئے ۲۴ رمضان
کو برہانپور سے روانہ ہوا۔ اس سفر مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ مہام دکن کا
انتظام جیسا کہ چاہیئے اعظم خان سے نہین سرانجام پائیگا اس لئے مہابت خان
سپہ سالار کے نام حکم صادر ہوا کہ صوبہ خاندیس و دکن کا انتظام تم کو سپرد کیا ہوا۔

حکام سے عرض کرکے ایک قطعہ زمین بلیا اقمشہ رکھنے کے لیئے اور اپنے رہنے کے واسطے وہان
حصار پختہ مع برج و بارہ کے بنایا آلات توپخانہ وہان جمع کیئے معبد خانہ جسکو کلیسا کہتے
ہین بنالیا۔ کچھ مدت کے گذرنے کے بعد جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور مسلمانون کو
اور اس دیار کے مسافرون کو تکلیف دینی شروع کی اور روز بروز اپنے مکان کے استحکام
مین کوشش کی ان افعال شنیع مین سے ایک کام یہ تھا کہ ساحل پر تمام بندر جو ان پاس تھے انمین
مسلمانون اور ہنود کی رعیت آباد کرتے اور انکو کچھ مالی اور جانی ضرر نہ پہنچاتے مگر یہ کہ یہان
کے باشندون مین سے جب کوئی اجل طبعی سے مرجاتا اور اسکے فرزند نابالغ ہوتے انکو
مع مال کے اپنی سرکار مین ضبط کرلیتے اور وارثان خوردسال کو خواہ سید ہون خواہ برہمن
نصرانی اور اپنا مملوک بناتے ابتک یہ حال بنادر کوکن دکن اور کنار دریا پر جہان وہ قلعہ و
حکومت رکھتے ہین اس گروہ کا معمول یہی ہے باوجود اس استحکام کے قوت کے بہم پہنچانے کی
طمع مین مسلمان و ہنود سب طرح کی قوم انکے تعلقہ مین جاکر آباد ہوتی ہین وہ کسی فقیر کو اپنے
ملک مین نہین رہنے دیتے اگر نادانستہ کوئی فقیر وہان وارد ہوجائے اگر وہ ہندو
ہوا تو اسکو اس قدر تکلیف دیتے ہین کہ زندہ خلاص ہونا اسکا مشکل ہے اور اگر مسلمان
ہوا تو حبس و تصدیع کے بعد چند روز مین چھوڑ دیتے ہین اور اگر کوئی مسافر اس راہ سے
گذرے اور اسکی تلاشی مین جو محصول کے لئے لی جاتی ہے تنباکو نکل آئے تو اسکی تنبیہ و عقوبت
مین تقصیر نہین کرتے اسواسطے کہ تنباکو کو سرکاری اجارہ دار بیچتے ہین مسافر جسقدر تنباکو
کھاتا ہو ساتھ رکھ سکتا تھا انکے معبد خانے ہنود کے بتخانون کے برخلاف بہت طاہر
کمال صفائی رکھتے ہین اور دن کو وہان شمع کافوری جلتی ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مریم
کی تصویرون کو اپنے اعتقاد کے موافق کئی صورتون مین چوب رنگ و روغن سے
زینت دی ہے لیکن انگریز کے کلیسا مین کہ وہ بھی نصرانی ہین پیکر بطریق اصنام
نہین ہوتی محرر اوراق کا گذر ان بنادر اور مکانون مین وارد ہوا ہے اور انکے علما
سے صحبت رہی ہے اور مذاکرہ ہوا حاصل کلام یہ کہ اس جماعت کی بے عہدی

جسکو گڈھی کہتی ہین اجمل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و خور کے
اتصال سی جانب راست مین چوتھائی کروہ کے فاصلہ پر گنگ کے خلیج کے کنارہ پر بندر ساتگانو
واقع ہی ساتگانون سے راجمحل مین کشتی پانچ روز مین پہنچتی ہے۔ بنگالیون کے عہد مین فرنگی
سوداگرون کا گروہ جو سرندیپ مین رہتا تھا ساتگانون مین آمد و شد کرتا تھا۔
ساتگانون سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ پر انکی آبادانی تھی۔ اس بہانہ سے کہ خرید
فروخت کے لیئے مکان کا ہونا ضروری ہے بنگالیون کے طرز کے چند گھر انہون نے بنائے
ایک مدت میں ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی اور بے شعوری سے وہان فرنگی بہت
جمع ہو گیئے اور انہون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنا لیئے اور توپ تفنگ اور
آلات جنگ سے انکو استحکام دیا۔ کچھ مدت کے بعد ایک معمورہ بزرگ ہو گیا اور اسکا نام
بندر ہوگلی مشہور ہوا اسکے ایک طرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھودکر خور کا پانی
چھوڑ دیا اس بندر مین فرنگ جہازون کی آمد و شد و بیع و شری مقرر ہوئی بندر ساتگانو
کا بازار مندا ہوا اور اس مین رونق نہ رہی ہوگلی کے فرنگیون نے بندر کے دیہات و پرگنے
جو خور کے دونو طرف واقع تھے تھوڑی سی پیشکش اجارہ لیکر عملداری کر لی اور ان مواضع
کی رعایا مین سے بعض کو سختی کر کے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بناتے اور فرنگستان
بھجواتے ثواب عظیم کے خیال سے وجہ اجارہ کے نقصان کو جو رعایا کے جانے سے ہوتا تھا
تجارت کے نفع سے بھرتے اور یہ عمل شنیع انکا محال اجارہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ
جو کوئی کنارا آب کے پرگنات کے رہنے والون مین سے ہاتھ لگتا اسیر کر کے لیجاتے شاہجہان
جب ایام شاہزادگی مین ادھر بنگالہ پر گیا تھا تو اسنے بندر ہوگلی کے انصار انکا ناشائستہ
سلوک جو اہل اسلام کے ساتھ تھا اسکو خوب دیکھا تھا اور اسکی نیک نیت ہمیشہ اعلام دین کے
بلند کرنے پر اور کفر کے مٹانے پر تھی۔ اسلئے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جب مین بادشاہ ہون گا
اس دیار سے ان ضلالت کیشون کا خار برکندہ کرونگا۔ خافی خان یہ لکھتا ہے کہ ہوگلی
مین ہو رہجل سے بیس کروہ پرے تجارت کے لئے فرنگی اس طرح رہتے تھے کہ پہلے زمانہ مین

راہ خور سے دریا شور مین جہاز نہ آنے پای اور عیسائیون کی راہ فرار بند ہو جاے ۲۲
ذی الحجہ ۱۰۴۱ سنہ کو لشکر اسلام خور کی طرف سے مردم نوارہ کے ساتھ دوسری جانب سے
اس مکان کی تسخیر مین اور فرنگیون کے استیصال مین مصروف ہوا خندق کی اس
طرف کی آبادی مین جسکا نام بالی ہی ایک گروہ کو مارا اور جو کچھہ پایا غارت کیا
خور کی دونو جانب قریات و پرگنات مین اللہ یار اور عنایت اللہ نے سپاہ بھیجی
کہ مواضع کے اجارہ دار فرنگیون کو مارین قتل اور اسیر کرنے کے بعد نوارہ کے عملہ کے
عیال کو جو سب بنگالی تھے گرفتار کر کے لے آئے۔ ناچار چار ہزار ملاح کہ اہل بنگالہ
انکو غرابی کہتے ہین فرنگیون سے جدا ہو کر بادشاہی لشکر سے آن ملے اس سبب سے
فرنگیون کو پراگندگی اور سراسیمگی ہوئی لشکر اسلام ساڑھے تین مہینے اس مکان حصین
کے محاصرہ مین مصروف رہا۔ فرنگی کبھی جنگ کی کبھی صلح کی باتین کرتے تھے اس طرح
وقت کو ٹالتے تھے۔ انکو فرنگ کی کمک کا انتظار تھا دورویی اور غدر خوئی سے مقدمات
مصالحہ کی تمہید کر کے ایک لاکھہ روپیہ پیش کش کے طور پر بھیجا اور ادھر مجادلہ کا سامان
تیار کیا کہ انہین جو سات ہزار تفنگچی تھے وہ تفنگ اندازی کرتے اس باغ کے درختونکو
بے شاخ و برگ کرتے تھے کہ جس مین لشکر شاہی اترا ہوا تھا انجام کار لشکر
اسلام نے کلیسا کی جانب جو خندق تھی جسکا عرض کم اور عمق کم تھا۔ نابیان ہو کر
کر خندق کا پانی نکال دیا اور مورچیون سے نقبین لگائین۔ فرنگیون کو دو نقبون
کی خبر ہو گئی۔ درمیانی نقب بہادر سے متعلق تھی اس منزل کے نیچے لگی تھی
جو فرنگیون کے منازل مین ارتفاع اور متانت مین ممتاز تھی اور اس مین بہت
سے فرنگی جمع تھے اسکو باروت سے بھرا ۱۴ ربیع الاول کو اسکی برابر لشکر اسلام نے
صف کشی کی تاکہ فرنگی اطراف سے سامنے آئین جب ان کے اجتماع سے ہجوم ہوا
اور ہنگامہ نبرد توپ و تفنگ گرم ہوا تو نقب مین آگ لگائی جس سے یہ مضبوط مکان
اور بہت سے فرنگی جو اس مین جمع تھے بخار اور دخان کی طرح ہوا مین اڑ گئے

بادشاہ سے عرض ہوئین تو قاسم خان جب بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اسکو رخصت کے وقت
خفیہ اس قوم کے استیصال اور اس قلعہ کی تسخیر کا حکم ہوا اب ہم اس تسخیر کا حال بادشاہنامہ
سے نقل کرتے ہین کہ خان مذکور نے اس کام کے انجام کرنے کا اسباب آمادہ کیا اور اواخر
زمستان مین ماہ شعبان سنہ ۱۰۴۱ مین عنایت اللہ اپنے بیٹے کو اللہ یار خان کے ساتھ کیا جو
اس فتح مین پسندیدہ خدمت کا مصدر تھا اور اس صوبہ کے منصبدارون اور کومکیون
کو ہوگلی کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا اپنے ملازم بہادر کنبوہ کو کہ مہمات کا ناظم تھا اپنی جمعیت
پیادہ اور سوار کے ساتھ مخصوص آباد کے محال خالصہ کے انتظام کا بہانہ بنا کے بھیجا کہ کام
کے وقت اللہ یار خان و عنایت اللہ خان سے ملجائے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا
بادشاہی لشکر کی توجہ سے عیسائی مطلع ہو کر مع عیال اور اموال کی کشتیون مین
بیٹھ کر چلدین اور اس مہلکہ سے بچ جائین او مسلمان اپنے مطلب سے محروم رہین ایسا
دکھلایا کہ بادشاہی لشکر ہجلی کی تاخت و تاراج کو جاتا ہے اور یہ مقرر کیا کہ عنایت اللہ
اور اللہ یار خان اور انکے ہمراہی بردوان مین توقف کرین جو ہجلی کی سمت مین ہے
اور سوقت خواجہ شیر و معصوم زمیندار و صالح کنبو مع تابینون کے جو راہ بندرہ و
سری پور (سیرام پور) سے نوارہ لے کر اس قصد سے مقرر ہوئے تھے کہ فرنگیون کے
سر راہ کو روکین اپنی خبر بھیجین کہ موہانہ مین جو خور ہوگلی کا دہانہ ہے آگئے تو وہ دونو
ایلغار کر کے ہوگلی مین پہنچین اور ان کافرون پر جہاد کرین اللہ یار خان ... اپنے
اور انکے رفیقون نے جب یہ خبر سنی کہ خواجہ شیر اور اسکے ہمراہی دھنہ ... پہنچ گئے
تو انہون نے بردوان سے ایلغار کیا اور شبانہ روز مین موضع ہلدی پور مین پہنچ گئے
جو سانگا نو اور ہوگلی کے درمیان واقع ہے اور انہین دنون مین بہادر کنبوہ پانچ
سو سوار اور بہت سے پیادے مخصوص آباد سے لیکر عنایت اللہ اور اللہ یار سے ملا
اور دھنہ خور کے بند کرنے کے واسطے اس جگہ خواجہ شیر وغیرہ نوارہ کے ساتھ تھے
ہوگلی اور دریا شور کے درمیان جو تنگنا رہتا نوارہ کی کشتیون کا پل باندھا اگر

اور اس طرح فتح خان کی بازخواست کے شرت نچنے سے بادشاہ سے برگشتہ ہوگیا تھا اور ممالک ناسک و ترمبک و سنگمنیر و جنیر اور کل محال کو نیچے قابض ہوا تھا اور نظام الملک کے خویشون مین سے جو کسی قلعہ مین مقید تھا اوسکو قید سے نکال کر اپنی دستاویز بنایا تھا خان زمان پسر مہابت خان کو کہ باپ کی نیابت مین دکن مین کام کرتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے میر قاسم قلعہ دار فتح آباد دہارور کو کہ جو کالنہ کے قریب جوار مین واقع ہے کو لکھا کہ محمود خان کو رہنمونی کرے کہ وہ قلعہ ساہو کو نہ حوالہ کرے بادشاہی آدمیون کو سپرد کرے میر قاسم نے جیسا کہ چاہیئے تھا اس باب مین محمود خان کو لکھا و بعد ازان محمود خان کی طلب کرنے پر اس پاس قلعہ کالنہ مین گیا اور بہت طرح سے اوسکی تسلی لی اور وعدے کیے امیدین دلائین اس نے فرمان شاہی جسپر کف دست مبارک ثبت تھا طلب کرکے مع اثاثہ کے قلعہ کالنہ مع آٹھ پرگنون کے جو اسکے تواریج تھے جعفر بیگ کو حوالہ کیا۔ وہان وقحط سے ان پرگنون کی جمع دو کروڑ چالیس لاکھ دام (چھ لاکھ روپیہ) تھی محمود خان کو منصب چار ہزاری دو ہزار سوار اور پچاس ہزار نقد عطا ہوا اور اسکے دو بیٹون انجم و معصوم کو منصب ملا۔

واقعات مختلفہ

حاجی محمد خان مشہدی قدسی تخلص جو عراق اور خراسان کے سخن سنجوان مین جودت فطرت و رسائی طبیعت مین مشہور تھا اپنی وطن کو چھوڑ کر بادشاہ کی خدمت مین آیا اور ایک قصیدہ پڑھا اور خلعت و اسپ و دو ہزار روپیہ انعام پایا اور بعد ازان کے زمرہ مین ملازم ہوا ملک الشعراء کا خطاب پایا۔ ایک مجلس شاہی مین یمین الدولہ نے عرض کیا کہ سکندر ذوالقرنین کا حال جو کسی دشمنوالے نے اعتراض نہین کیا اسکے اعمال کے عیبون پر کسی دوربین کی نظر نہین پڑی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر کی نبوت ثابت ہو تو ہمکو کوئی اعتراض اس پر نہین ہے ورنہ دو باتین اعتراض کے قابل ہین اول یہ کہ وہ مسند بادشاہ کو نوشابہ پاس سفیرون کی جانب جعل کیے یہ خلاف تھا سین ہتک حرمت اور قطع حیات کا کوئی چارہ نہ تھا دوم جب دارا کا ایلچی خراج مہود جو اس کا باپ دارا کو بھیجا کرتا تھا لینے کے لئے

لشکر اسلام نے یورش کی کچھ فرنگی پانی مین مرے اور ایک جماعت جان سلامت
لے کر بھاگ گئی کشتیون تک جا پہنچے۔ اس اثناء مین خواجہ شیر و معصوم زمیندار قضا
ناگہان کی طرح نوارہ کے آدمیون کے ساتھ جا پہنچے۔ بہت سے فرنگیون کو مارا۔
فرنگیون نے ایک بڑے جہاز کو جسمین دو ہزار کے قریب عورت اور مرد تھے اور بہت اسباب
اموال تھا اہل اسلام کے قبضہ مین آجانے کے خوف سے اسکے باروت خانہ مین
آگ لگائی اور جلا دیا۔ ایک جماعت کثیر جو اور غرابون مین تھی سوختہ ہوئی۔ ۶۴
ڈینگہ کلان مین ۵۷ اور ۵ جہاز اور دو سو جلیہ مین سے ایک غراب اور دو جلیہ کوہ کے
فرنگیون کے اس سبب سے سلامت نکل گئے کہ پل کی کشتیون مین سوختہ کشتیون کی
آگ پہنچ گئی تھی جسنے راہ ہو گئی تھی۔ فرنگی جو آب و آتش سے بچ گئے وہ مسلمانون
نے اسیر کئے ابتداء پیکار سے انتہاء کارزار تک فرنگیون کے آدمی عورت مرد بوڑھے
جوان جو کشتہ ہوئے باروت مین اڑے پانی مین ڈوبے آگ سے جلے دس ہزار کے
قریب تھے اور بادشاہی آدمی ایک ہزار کشتہ ہوئے چار ہزار چار سو عیسائی عورت
مرد مقید ہوئے پرگنات مین دس ہزار آدمی جو قید فرنگ مین تھے رہا ہوئے
در ربیع الثانی ۱۰۴۲ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا بیالیسوان
سال ختم ہوا محمد علی بیگ ایلچی ایران رخصت ہوا اسکو ابتداء ملازمت سے وقت
معاودت تک تین لاکھ سولہ ہزار روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کی جنس مرحمت
ہوئی تھین عادلخان سے اعتماد خان پھر بادشاہ پاس آ گیا منصب دو ہزاری سوار
اور خطاب قزلباش خان کا عنایت ہوا۔
جب فتح خان پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو اسکی پیمان شکنی عہد بدی
سے سارے امرائے دکن اس سے رنجیدہ ہو گئے محمود خان قلعہ بان کالنہ نے اسسے
اندیشناک ہو کر قلعہ حوالہ نہ کیا اس سے وہ مطمئن نہ تھا اپنا مآل کار سوچ کر اسنے یہ
چاہا کہ ساہو جی بھونسلہ سے سازش کرکے اپنا کام بنائے اور یہ قلعہ اسکو حوالہ کرے اور

پادشاہ دین پناہ نے حکم فرمایا کہ بنارس میں گیا ممالک محروسہ میں جس جگہ نیا بت خانہ بنا ہو
اسکو ڈھاؤ صوبہ الہ آباد کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ ۷۶ بت خانے قصبہ بنارس میں
خاک کی برابر کیے گئے -

جہانگیر کے انتقال کی تشویش کے ایام میں نذر محمد خان بیباک وزبکوں کو لیکر کابل اور
اسکے اطراف میں تاخت و تاراج کے لیئے آیا تھا اور استیصال و خرابی ملک و مال رعایا
میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر شاہجہان نے باوجود قادر ہونے کے تلافی و انتقام کے
برعکس لطف و مدارا کیا تھا اسکے بعد نذر محمد خان نے حاجی وقاص کو مع نامہ کے بھیجا -
جسمیں عذرات بامید عفو تحریر کیئے - بادشاہ نے حاجی وقاص کی ہمراہ تربیت خان کو
بلخ روانہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا اور ہندوستان کے تحفے ساتھ کیئے - ایک نامہ لکھا
جسکا خلاصہ میں اسلیئے لکھتا ہوں کہ اسمیں سارا بیان بادشاہ کی فتوحات کا آجاتا ہے
اول حمد و نعت و منقبت اصحاب و آل و القاب نامے حاجی وقاص کی رسید کو تحریر کیا
پھر یہ لکھا کہ افاغنہ نے سرکشی کی اور نظام الملک سے جا ملے جس پاس بیس تیس ہزار سوار
ہمیشہ رہتے تھے اور انہوں نے دس بارہ ہزار باغیوں کو جمع کر لیا مجھے بعنایت الٰہی انپر
فتح حاصل ہوئی اور دکن میں پانچ قلعے قندھار - دھارور - کالنہ - کلتم - ستونده فتح
کیئے اور اس قدر مال ہاتھ آیا کہ جسکی جمع پچاس لاکھ روپیہ ہے - دکن سے بہت سی بیش قیمت
پیشکشیں آئیں آپ نے جو اپنے خط میں کابل کی حدود میں آنے کا عذر لکھا ہے وہ سچ ہوگا
مگر باوجود میری تخت نشینی کی خبر پہنچنے کے یہ لائق نہ تھا کہ اس قسم کا ارادہ کیا جاتا جسپر
دین و دنیا کا فائدہ کچھ مرتب ہو - اہل اسلام کے ساتھ خصوصاً اہل سنت و جماعت
کی نسبت اسکا وقوع میں آنا مناسب نہ تھا تعجب کی بات ہے کہ ایسی اخبار جو اظہر من الشمس تھے
وہ دیر کر آپ تک پہنچی مناسب تھا کہ ہم بھی حاجی وقاص آپ کے سفیر کی ہمراہ اپنا سفیر
بھیجیں اسلیئے تربیت خان بھیجا گیا اسکی زبانی بہت سی باتیں آپکو معلوم ہونگیں
بندر ہوگلی کی فتح سے اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اسلیئے اسکا خلاصہ لکھا جاتا ہے

آیا تھا تو اُس نے جواب میں باپ کو مرغ کہا تھا چنانچہ نظامی نے لکھا ہے مصرعہ
شد آن مرغ کو بیضہ زرین نہاد۔ ایسے کلمات کہنے سلاطین دانا کو لائق نہین ہین۔

سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ

روز سہ شنبہ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ کو جلوس کا چھٹا سال شروع ہوا۔
مالوہ کے سرکشون کا سرگروہ بھاگیرت بھیل تھا۔ کثرت جمعیت اور قلعہ کھاتاکھیری (کالی سندھ
اجین سے ۳۰ میل) کی حصانت کے سبب سے وہ صوبہ دارون کی اطاعت نہین کرتا تھا۔
نصیری خان کی صوبہ داری مین فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز نہ رہا۔ خان مذکور بارہ ہزار سوار
سے اسکی ہلش کے قصد سے روانہ ہوا۔ خان کی قلعہ کشائی مین شہرت تھی فسادیون پر اسکا
بڑا رعب تھا۔ بھاگیرت اس خبر کے سنتے ہی سنگرام زمیندار گنور کے وسیلہ سے خان پاس آیا قلعہ
کو کہ مدتون سے اسکی اور اسکے باپ دادا کی پناہ گاہ تھا حوالہ کیا۔ ۲۱ جمادی الثانیہ کو نصیری خان
قلعہ مین داخل ہوا۔ مندرون کو ڈھاکر مساجد بنائین۔
۱۲ رجب ۱۰۴۲ھ کو وزن شمسی ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا بیالیسوان سال شروع ہوا۔
شعبان مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادہ داراشکوہ کا نکاح ہوا۔
اور بزم نشاط و چراغان و آتشبازی نے آرایش پائی۔ اہل نغمہ و رامشگرون کا جوش
خروش ہوا (قران کردہ سعدین برج جلال) تاریخ ہوئی۔ اس شادی مین ۳۲ لاکھ
روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار خاصہ کا چھہ لاکھ بیگم صاحب کا ۱۶ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ مادر
عروس کا اور ۲۲ روز بعد شاہ شجاع کا عقد نکاح رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے ہوا چار
لاکھ کا مہر بندھا (مہد علیتین بسر منزل جمشید آمد) تاریخ نکاح ہوئی۔ لاکھون روپئے ارباب نشاط
اور مستحقون کو دیئے گئے۔ اور روشنی اور تمام شہر کی آرایش بندی مین اور آتشبازی مین
لاکھون روپئے صرف ہوئے۔
بادشاہ سے پہلے عرض کیا گیا تھا کہ جہانگیر کی عہد سلطنت مین بنارس مین نئے بت خانے
بہت بنائے گئے تھے وہ ناتمام رہے۔ اب ہندو انکو پورا بنانا چاہتے ہین

ان ایام مین ایسی فتح اہل اسلام کو ہوئی دولت دنیا اور وسیلہ سعادت عقبیٰ و باعث
رضاے مولیٰ ہو جیو۔

اسی سال مین محمد علی بیگ کہ شاہ عباس کے پاس سے تین لاکھ روپیہ کی سوغات لیکر
آیا تھا اسکو بادشاہ نے رخصت فرمایا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور اور مرصع آلات
وغیرہ اسکو دیے اسکے ہمراہ صفدر خان کو بھیجا اور چار لاکھ روپیہ کی سوغاتین دین اور
نامہ متضمن تعزیت و تہنیت لکھا اس مین سرگذشت خان جہان لودھی اور دریا خان
و فتح مہمات قلعہ دکن اور تسخیر بندر ہوگلی ہر قوم کی اور انکو نصائح اس طرح لکھین جیسے کہ
باپ بیٹے کو لکھتا ہے کہ عظیم الشان بادشاہون کی خدمت مین ضرور ہے کہ ایسے
دانشمندون کی جماعت ہو کہ اسکو اس قدر عزت و قدرت ہو کہ وہ دلیرانہ ہر مقدمہ
کو جسمین مصلحت دولت ہو عرض کرے اور تم اس بات کو بھی خاطرنشین رکھو کہ پادشاہی
سلطنت کے معنے حقیقت مین یہ ہین کہ مالک الملک حقیقی اپنے ذاتی کرم سے کسی خاص بندہ کو
مصلحت عامہ کے واسطے قبول کرتا ہے اور اسم والا ظل اللہی سے سرافراز کرتا ہے
اور اپنی خلق کو اسکے حوالہ کرتا ہے تاکہ اس نے جان و مال و عزت و آبرو کی محافظت
کرے اور قوی کے ہاتھ کو ضعیف سے کوتاہ کرے مظلوم کی دادخواہی [illegible] اور
سنت سنیہ الٰہی پر عمل کرکے انکی تقصیرات کو کہ بمقتضاے بشریت سرزد ہوتی ہین عفو فرمائے
اور جبتک شرع و رنہ ہو بندہاے خدا مین سے کسی کو عقوبت نہ کرے جب یہ حال
. . ہو تو میرے فرزند تجھے ہمیشہ یہ بات منظور نظر رکھنی چاہیے کہ اپنی مملکت کی خلق
و سپاہی و رعیت پر عین عنایت ہو . . . اگر کسی بندہ سے تقصیر ہو کہ جسکا عفو
و اغماض مصلحت کے موافق نہ ہو تو اس تقصیر کے موافق تنبیہ کرے . . .

انسان حقیقت مین غریب بنیان الٰہی ہے جو ید قدرت . . نے ساتھ
[illegible] زمین بنائی ہو اسکا [illegible] سبب بے اخلاصی اور نفرت طبائع کا ہے جلے ضرورت
[illegible] کرنا چاہیے اور تسخیر قلوب احسان سے کرنی چاہیے الانسان عبید الاحسان

که بنگاله کے مشهور بنادر مین بندر ستگانو ہے اوس کے
نزدیک بندر ہوگلی تھا۔ وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے تھے اور یہ شریر اس دیار کے
ان مسلمانون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے جو انکے ہمسایہ مین مسکن و ماوا رکھتے تھے بہت
مسلمانون کو پکڑکر جبراً و قہراً انکو نصرانی بناتے اس سبب سے کہ اہل کفر و ضلال کا استیصال خصوصاً دشمنان
اسلام پر جو مروج دین مبین ہو واجب ہے مین قاسم خان صوبہ دار بنگالہ کو حکم
ہوا کہ اس طائفہ کے رفع دفع مین کوشش کرے صوبہ دار مذکور نے ایک لشکر کو اس بات کے
لئے فرنگیون پر متعین کیا۔ نوارہ بنگالہ مین ایک ہزار کشتی ہین اور ہر کشتی کے لئے مقرر ہے
کہ ستر اسّی ملاحون کے سوا ایک جماعت تفنگچی و توپچی و گولہ انداز و تیرانداز و نیزہ دار
و شمشیر دار و نقارچی و نفیرچی و کرنائی و سرنائی و درود گر و آہن گر اور اقسام
محترفہ کی ہو چنانچہ اسکا مجموعہ ستر ہزار نفر علوفہ دار ہوتا ہے کہ ماہ بماہ خزانہ بنگالہ سے
انکو نقد علوفہ ملتا ہے اور ان کشتیون مین اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت
سپاہیون اور منصبدارون اور احدیون کی بھی ہوتی ہے غرض ایسی پانچ کشتیان
اس تیاری کے ساتھ روانہ کی گئین چار مہینے تک وہ بحر و بر مین فرنگیون سے لڑتی
رہین رفتہ رفتہ فرنگیون کو تنگ کیا اور انکے حصار محکم مین نقبین لگائین اور انکی
دیوارون کو ہوا مین اڑا دیا اور دیوارون طرف یورش کرکے ان کو مسخر کیا جو کہ یہ
بندر دریا شور کے کنارہ پر واقع تھا بقیۃ السیف نے اپنی بقاء حیات فقط بھاگنے مین دیکھی
اور جہازون اور غرابون مین بیٹھ کر بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے خشکی و پانی
راہ سے انکا تعاقب کیا۔ انمین سے بعض کو قتل بعض کو قید کیا۔ فرنگیون کے دس ہزار
آدمی قید ہوئے اور سوا جنگی فرنگیون کے ہزار آدمی جہاز و غراب کے قید و بند
مین جلنے سے ۴۴ جہاز و غراب بہت سی دولت و غنیمت کے ساتھ بادشاہی آدمیون
کو ہاتھ لگے اور اس دیار سے فرنگی بالکل خارج ہوگئے اور انکے معابد کی جگہہ بحکم
مساجد بنائی گئین صدائے ناقوس کی بجائے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ الحمد للہ

ایک ہاتھی شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے بڑی
ہمت کی کہ ایک برچھا مار کر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ چارون طرف آفرین کا غل مچا
چار قل و دفع چشم زخم کے لیے پڑھے گئے۔ ہاتھی زخمی ہو کر غصہ مین آیا۔ شاہزادہ کو گھوڑے
سمیت دانتون کے نیچے کر لیا۔ شاہزادہ گھوڑے سے جدا ہوا اور چستی و چالاکی سے تلوارین
ہاتھی پر مارین۔ شاہزادہ محمد شجاع نے جب یہ حال ملاحظہ کیا تو باوجودیکہ خلایق کا ہجوم
اور ازدحام ایسا تھا کہ آدمی ایک دوسرے پر گرتا تھا اور ہوا کی آمد و رفت مشکل تھی
آتشبازی کے دھوئیں سے آدمی آدمی کو نہ پہچانتا تھا وہ بھائی کی مدد کے لئے اسکے نزدیک گیا
مگر صدمات و آتش فشانی سے اسکا گھوڑا چراغ پا ہوا اور وہ بھی گھوڑے سے گرا۔ اس وقت راجہ
جے سنگھ ہاتھی کے پاس گیا اسکا گھوڑا بھی ہاتھی سے بھاگتا تھا اور قریب تھا کہ وہ بھی گھوڑے
سے گرتا مگر اس نے اپنے تئین سنبھالا اور ہاتھی پر متواتر برچھے لگائے اور اس کے ساتھ
ہی گرز بردارون نے اور جلوی خاص کے آدمیون نے گرز اور حربے لگائے کہ فیل حریف نے
اس ہاتھی پر حملہ غلبہ آمیز کیا جسکے سبب سے وہ فرار ہوا اور دونو شاہزادون کی جان بچی
بادشاہ نے دونو کو گلے لگایا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے
تولا اور انکو درویشون اور مستحقون مین تقسیم کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فتح خان پسر عنبر نے بادشاہ کی اطاعت مین اپنی بہبود دیکھی
اور اپنے بیٹے عبد الرسول کو بادشاہ پاس بھیجا پائے تخت کے کارپردازون کو عفو
جرائم کا وسیلہ بنایا۔ بادشاہون نے شاہو کو تقاضاء وقت کے سبب سے بعض محال
نظام الملک کے دیئے تھے اس سے وہ لے کر بدستور سابق فتح خان کو مرحمت و بحال کئے
ساہو آزردہ خاطر ہو کر عادل خان پاس بیجاپور مین چلا گیا اور تازہ فتنہ و فساد کا
باعث ہوا اسنے عادل خان سے دولت آباد کی تسخیر کے لیئے امداد کی درخواست
کی اور لشکر گران اور مصالح قلعہ گیری عادل شاہ سے لے کر دولت آباد روانہ ہوا
ان دنون مین اس سببسے کہ کئی سال سے کال پڑ رہا تھا قلعہ مین غلہ نہین رہا تھا اور

سچا مقدمہ ہے اس صورت مین خاطر جمع رہتی ہے۔ ملک امین رہ دولت مستحکم مہمات منتظم ہوتی
ہین۔ غائت محبت و نہایت رافت کے سبب بموداے الدین النصیحۃ یہ چند کلمے زبان خامہ
پر آئے اس زمانہ مین شاہ ایران کا دستور اور رویہ ہو گیا تھا کہ ناحق خونریزی کرتے
تھے خصوصاً شاہ صفی کی سفاکی باپ دادا سے بھی بڑھ کر تھی۔ اسلئے شاہجہان نے نصیحتین اس
طرح لکھین جیسے کہ باپ بیٹون کو لکھتا ہے۔

۱۷ ذیقعدہ کو بادشاہ نے ممتاز محل کے عرس کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے ہو چکا تھا کہ
بیدل خان داروغہ زرگری خانہ خاصہ سونے کا محجر بنائے جسکا کتابہ و قبہ گل مینا کار
ہو اور کوکبہ قنادیل طلائی مہیا ہون۔ اندنون مین اس نے وہ تیار کرکے بادشاہ
کو ملاحظہ کرایا۔ محجر کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور چھ لاکھ روپیہ اسمین صرف ہوئے
تھے اسکو حکم ہوا کہ بیگم کی تربت کے گرد لگایا جاوے اور کوکبہ و قنادیل مرقد کے اوپر لٹکائے
ابھی عمارت مزار تیار نہین ہوئی تھی چاروں جانب خیمے لگائے گئے اور سائبان تانے
گئے اور سارے میدان مین طرح طرح کے فرش بچھائے گئے۔ بادشاہ مع اہل حرم و فرزند
عرس مین شریک ہوا اور پچیس ہزار روپیے جو مقررہ روپیہ کا نصف تھا مستحقین کو عطا ہو
اندنون مین اہل محل کے چند آدمی طاعون سے مر گئے جو ہوا کے تعفن سے پیدا ہوئی تھی
اسلئے بادشاہ قلعہ سے باہر ان عمارتون مین چلا گیا جو جمنا کے کنارہ پر تیار ہوئی تھین
وہان کی ہوا دلکشا و روح افزا تھی۔ کچھ دنون کے بعد قلعہ کے باہر بھی وبا نے اثر
کیا تو بادشاہ نے اس وبا کا علاج زہر مہرہ سے نکالا۔

ہر سال کے دستور کے موافق اس سال مین بھی بادشاہ نے ہاتھیون کے لڑنے کا
حکم جھروکہ مین دیا اور بادشاہ کے دل مین یہ آئی کہ تمام گرامی قدر شاہزادے گھوڑون
پر سوار ہو کر ہاتھیون کی لڑائی کی سیر دیکھین شاہزادہ اورنگزیب اپنے گھوڑے کو
ہاتھیون سے بہت نزدیک لے گیا۔ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے اُن سے کچھ خوف
نہ کیا۔ گھوڑے کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہانتک کہ لڑنے والے ہاتھیون مین سے ایک

اور اوپر سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ کے گولے و تیر و سنان برسنے لگے خانخانان جو ظفر نگر مین تھا اس خبر کو سنکر پیچ و تاب مین آیا۔ خان زمان کو لکھا کہ فتح خان نے پیمان شکنی کی قلعہ کی تسخیر اور اسکی تادیب اور لشکر بیجاپور کی تنبیہ پیش نہاد ہمت کرے اول رندولہ اور ساہو کو کہ نظام پور اور حوالی دولت آباد مین آذوقہ اور اور لوازم قلعہ داری کے سامان کر رہے ہین نکال دے اور وہان خود پہنچکر مداخل و مخارج کو سردارون کے حوالہ کرے تاکہ آسانی سے غلہ رسانی کے ابواب بند ہو جائین اگر فتح خان قول و عہد سابق کا القیاد کرے تو اوسکو عنایات پادشاہی سے مطمئن کرے ورنہ قلعہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہو۔ خان زمان پاس جب خانخانان کے نوشتجات پہنچے تو وہ نظام پور مین آیا راہ مین جہان وہ بیجاپوریون کے لشکر کا اثر دیکھتا وہان جاتا اور انکو تیر و سنان و تیغ کا طعمہ بناتا۔ فتح خان نے یہ مصلحت دیکھی کہ خیریت خان کو چھ سو سوارون سمیت قلعہ مین داخل کر لیا۔ وہ دکن کے صاحب رای امرا مین سے تھا مگر فوجون نے طرفین سے ایک دوسرے پر شب و روز تاخت کی آخر دکنیون نے ہزیمت پائی اور یہان سے چلے گئے۔ خانخانان نے رسد غلہ و ذخیرہ قلعہ کی راہ بند کرنے کے لئے فوج مقرر کی اور خان زمان کو پانچہزار سوار کے ساتھ بیجاپور کی فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور سردار جن نقب لگانے اور مورچون کے بڑھانے کے لئے جابجا متعین کیا اور قلعہ گیری کے مصالحہ مین کار فرما ہوا قلعہ دولت آباد مین نو قلعے پایہ بپایہ سنگ خارا سے مدور تراشے گئے ہین وہ ایسا قلعہ نہین ہے کہ مصالحہ محاصرہ قلعہ و زینہ و یورش و نقب سے تسخیر ہو جاے مگر یہ قلعہ ذخیرہ سے خالی تھا اسلئے اسکے مفتوح ہونے کی امید ہو سکتی تھی ورنہ قلعہ گیرون کے دلون کو تقویت ہوتی تھی اور امراء شاہی اسکو محاصرہ مین جان نثاری کرتے تھے۔ یاقوت حبشی جو اول نظام الملک کا غلام تھا پھر پادشاہ کا نوکر ہو گیا تھا اسنے نمک قدیم کے حق پر بازگشت کرنی چاہی اول اسکو یہ فکر ہوئی کہ اپنے مورچال کی طرف سے قلعہ مین ذخیرہ پہنچا دے۔ مگر خانخانان کی تدابیر صائبہ اور اہل مورچال کی

اور فتح خان جانتا تھا کہ امراء نظام الملک اس سبب سے کہ مین نے بدسلوکی اور خونریزی کی ہی محاصرہ کے
وقت میری ساتھ رفاقت بالاتفاق نہین کرینگے۔ لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا آخر
خانخانان مہابت خان کو عریضہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سے بیجاپور
کی فوج روانہ ہوئی ہے میرا ارادہ ہے پادشاہی آدمیون کو قلعہ سپرد کرون آپ جلد تشریف
لائیے۔ خانخانان اس مژدہ خاطرخواہ سے مطلع ہوا اوّل خان زمان کو لشکر شاہی کے ساتھ
دولت آباد روانہ کیا اور پیچھے خود مرحلہ پیما ہوا جب خان زمان دولت آباد سے دو منزل پر آیا
تو اُس نے خبر سنی کہ ساہو سرراہ لڑنے کے ارادہ سے کھڑا ہی اس لئے اپنے چھوٹے بھائی لہراسپ
کو دلیر ہمت راو اور ہمراہیون کے ساتھ بیجاپور کے سردارون کے مقابلہ کے لئے متعین کیا
اور خود فوج کو ترتیب دیکر اس فوج سے لڑنے کے لئے مستعد ہوا۔ قصبہ دھول مری کا (دھولری)
یا گھاٹی بھول نیری سے گذرا تو سیاہ بیجاپور کی گرد نظر آئی اوّل لہراسپ سے بعد ازان
خان زمان سے دار و گیر شروع ہوئی بعد مردانہ زد و خورد کے دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی فوج دکن ہزیمت پا کر سات کوس اس طرف دولت آباد کے چلی گئی
کھڑکی سے دو کروہ پر خان زمان نے نزول کیا بیجاپور کے سردارون نے مآل اندیشی
پر نظر کرکے فتح خان سے ابواب موافقت مفتوح کیا اور پیغام دیا کہ افواج پادشاہی کے پیش نہاد یہ ہی کہ
دولت نظام الملک کا استیصال کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو مفتوح کرے جب ساری
ولایات دکن کی تسخیر متفرع ہے یہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آخر کو عادل خان
کے خاندان مین تزلزل پیدا کریگا ہم تم دونو ایک خاندان کے پروردہ ہین طرفین کی
صلاح یہ ہی کہ صلح کرکے مصالحہ اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی دولت کو استوار
کرین غرض خط و کتابت ہو کر آپس مین وفا و وفاق کے عہد و پیمان ہوئے اور یہ
ٹھیری کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ مین پہنچایا جاے خافی خان نے یہ لکھا
ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ فتح خان تین لاکھ روپیہ چند گھوڑے ان کے ساتھ ساہو
کو دے اور وہ اپنی مدد سے بالاے قلعہ ذخیرہ پہنچا دے بعد اسکے قلعہ کے نیچے اور

ان دنون مین خانخانان کو خبر لگی کہ بادشاہی تابینون کی ایک جماعت ہی جو لشکر شاہی
سے اس سبب سے نہین مل سکتی کہ دکنی اطراف وجوانب مین پھیلے ہوئے ہین اور ظفر نگر مین وہ
مقیم ہے اور بہین انبار یل غلہ کے بھی وہان ہین تو اسنے ترکمان خان تھانہ دار ظفر نگر کو
لکھا کہ اپنے آدمیون اور جماعت مذکور اور غلہ کو ہمراہ لیکر اس جانب چلے آؤ اور ظفر نگر سے
اپنی روانگی کی اطلاع دو کہ اسکی کمک کے لئے فوج مقرر کیجائے ترکمان خان جب چلا
تو اسنے خانخانان کو اطلاع دی خانخانان نے سران سپاہ کی ایک جماعت کو مثل
مبارز خان ورائو داؤد واحمد خان نیازی ونظر بہادر کو ترکمان خان کی معاونت
کے لئے روانہ کیا جب معلوم ہوا کہ ساہو وبہلول خان وفرہاد خان اور یاقوت کے
پوتے یہ خبر سنکر کہ ترکمان خان آتا ہے اور رسد لاتا ہے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔ تو
خان زمان نے راؤ ستر سال کو ہمراہ لیا اور مورچون کے استحکام کا انتظام ایک گروہ
کو سپرد کرکے وہ چلا جب وہ کھرکی مین آیا تو جاسوسون نے اطلاع دی کہ دکنی رسد کی
طرف چلے ہین اور پانچہزار سوار باغ جکل تھانہ مین منتظر ہین۔ خان زمان انکی مالش
پر متوجہ ہوا۔ دکنیون نے لشکر شاہی کو جو تھوڑا سا تھا دائرہ کی طرح احاطہ کیا۔ خان زمان
نے رعد اندازون کو حکم دیا کہ تفنگ وگجنال چلائین سب پہر سے دو گھڑی رات ہنگامہ
نبرد وخورد گرم رہا طرفین سے بہت آدمی کشتہ وزخمی ہوئے دکنی باغ جکل تھانہ مین
چلے گئے۔ خان زمان نے میدان نبرد کو دائرہ گاہ بنایا اور رات بیداری اور ہوشیاری
سے بسر کی صبح کو دکنیون کو باغ مذکور سے کھڑکی مین بھگایا چونکہ مقصود رسد کا لانا تھا۔
اسلئے دکنیون کا تعاقب لشکر شاہی نے نہین کیا اور موضع بن مین ترکمان خان سے
ملگیا۔ اتفاقاً بہادر جی دکنی وراجہ بہار اسنگہ بندیلہ وسید عادل بارہ وتلوک چند
وجعفر نجم ثانی اور چند اور امراء شاہی بارہ سو سوارون کے ساتھ جو خان زمان کی
کومک کو خانخانان کے حکم سے جاتے تھے کھڑکی سے باہر نکلتے تھے کہ فوج غنیم سے جو
بھاگی جاتی تھی ملاقی ہوئی طرفین سے بان اور تفنگ چلنے لگے بہلول یہ سمجھکر کہ خانخانان کی

دید بانی سے یہ مطلب اسکا حاصل نہ ہوا غلہ پکڑا گیا جو اُسکے بازار سے قلعہ کے لے جانے کے
لئے خریدا گیا اس غلہ رسانی کی شہرت ہوئی جسکے سبب سے یاقوت کو پادشاہی سیاست
کا خوف ہوا تو وہ غلامان گریز پا کی طرح لشکر سے نکل کر اپنے قدیم مالکون کے پاس
چلا گیا + ۲۳ رمضان کو شام کو رندولہ اور امرائے دکنی غلہ کے چار سو کے قریب بیل
ہمراہ لیکر حوالی لشکر مین آئے تاکہ خیریت خان اور تمام بیجاپوریون کو پہنچائین
وہ فتح خان کی صوابدید سے عنبر کوٹ مین تھے فتح خان انکو بہ سبب قلت آذوقہ
کے غلہ کے دینے مین تساہل کرتا تھا۔ خانخانان نے لہراسپ خان اور اوداجی رام
اور بہادرجی و جگراج بندیلہ کو تعین کیا کہ دکنیون سے اس غلہ کو چھین لین دونو طرف سے
جنگ ہوئی۔ آدھی رات کو رندولہ و فرہاد و بہلول و ساہو و انکس چار ہزار سوار و
کے قریب اپنی فوج سے ہمراہ لیکر خان زمان خان کے بنگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ راؤ
ستر سال نے راجپوتون کو ساتھ لے کر بہلول کے برادرزادہ اور ایک جماعت دکنی کو مارا
باقی سب بھاگ گئے۔ تین روز بعد پھر وہ لشکر شاہی کے قریب نمودار ہوئے۔ خانخانان نے
تاکید کی کہ زمین مین گریوہ و مغاک بہت ہین افواج شاہی ایک جگہ پہ مستعد رہے۔
جب دکنی لڑنے آئین تو لڑے۔ بادشاہی لشکر بموجب قرارداد کے آمادہ کارزار ہوا
دکنی بے ستیز و آویختہ یاقوت و رندولہ پاس کہ نظام پور کے قریب ٹھیر رہے تھے چلے
گئے۔ یاقوت نے کہا کہ ہر روز اپنے تئین دکھلانا اور چند بان مارنے اپنے تئین
ذلیل کرنا ہے مصلحت یہ ہے کہ اس وقت لشکر شاہی جو ہماری مراجعت کے سبب سے
خاطر جمع ہو کر ڈیرون مین بیٹھا ہے اسپر پہرے بیٹھے اور رندولہ منتخب آدمیون کو
ہمراہ لیکر چستی و چالاکی و دلیری سے دست برد کرین۔ یاقوت کی اس صلاح
کے موافق دکنیون نے دوپہر تک دلیر ہمت کی بنگاہ پر ہجوم کیا۔ دلیر ہمت نے
مقابلہ کیا ایک سخت معرکہ ہوا دکنیون کا لشکر بھاگ گیا۔ راہ مین نہر مین اسکے
کچھ آدمی ڈوبے۔ بادشاہی لشکر اپنی قرارگاہ پر آیا۔

بہت آدمی قتل و اسیر ہوئے ۔ ۶ شوال کو فوج بادشاہی نے بلا فرصت مخالفون کی ہیر پھیر
تاخت کی وہان بھی تکرار بہ صعب ہوا بہت غنیمت مع انبار غلہ جو قلعے کے اوپر لے جانے
کے لئے دکہنیون نے فراہم کیا تھا لشکر شاہی نے لے لیا اور جن چیزون کو وہ اٹھا نہ سکے
انکو جلا دیا اسوقت فتح خان نے مورچال لشکر کو فوج سے خالی دیکھکر فرصت وقت کو ہاتھ
سے نہ دیا قلعہ سے نکلا اور اس مورچال پر جسکی نقب حصار قلعے کے نیچے تک پہنچی تھی حملہ آور ہوا
شور و غلغلہ عظیم پر بیم بلند کیا ۔ خانخانان یہ سُنکر مع بہادرون کے یہان آیا ہر جانب
سے رزم جویان ستیزہ خو لڑنے کے لیے پہنچے نفیر و کرنا کی آواز اور گھوڑون کی ٹاپون
کی آواز نے اور جوانون کی ہو ہانے دکنیون پر فرار کا منتر پھونکا ۔ فتح خان اقبال
خیران قلعہ مین گیا ۔ مورچال کا اسباب کچھ غارت گیا چندروز سے کبھی لشکر مین پہنچی
تھی بلکہ رات دن کی لڑائی سے لشکریون کو زین اُتارنے کی فرصت نہ ملتی تھی ۔ کاہ و
ہیزم لانے کا ذکر کیا ہے ۔ خانخانان نے خان زمان کو بھی لانے کے لیے بہت لشکر
دیکر بھیجا ۔ دو ہزار سوار قراولی کے لیے راہ کے مابین مقرر کیئے کہ وہ ناگہان فوج کے پہنچنے
سے خبردار رہین ۔ بیجاپور کا لشکر یہ خبر سُنکر فوج بادشاہی پر گرد کی طرح دوڑا اور
قراولون کی فوج سے لڑا مدد کے پہنچنے سے اور کچھ کشش کے ہونے سے ہر طرف سے
لشکر شاہی مین کمی پہنچی

خان زمان کی طرف کی نقب کو باروت سے بھرا اور یہ قرار پایا کہ نہم شوال کو
صبح کے وقت اسمین آگ لگائی جائے اور حکم ہوا کہ یہان سب سردار یورش کے لئے
آخر شب مین جمع ہون ۔ مورچال کے عملہ فعلہ نے یہ خطا کی کہ ابھی ایک گھڑی رات باقی
تھی اور مردم آبرو طلب جمع نہ ہوئے تھے کہ باروت مین آگ لگا دی ۔ باوجودیکہ
۲۰ گز دیوار گر گئی اور بارہ گز برج اڑ گیا اور ایک راہ وسیع کھل گئی لیکن اس سبب سے
کہ تاریکی مین غبار کے اڑنے سے اور تیرگی بڑھ گئی تھی اور مردم کار طلب قلعہ گشا
ابھی آئے نہ تھے کسی کو قلعہ مین داخل ہونے کی جرات نہ ہوئی محصور خبردار

جمعیت متفرق ہو رہی ہے فرصت کو غنیمت جانکر دولت آباد کو دوڑا کہ شاید تلافی
گذشتہ بروے کار آئے۔ دلیرہمت مع فوج کے خان زمان سے ملگیا۔ خان زمان
نے دلیرہمت کو روانہ کیا کہ خانخانان سے ملے اور جمعیت کے ساتھ رسد کو لشکر
مین پہنچائے۔ دلیرہمت خانخانان سے ملا۔ دکنیون نے اس سے مطلع ہوکر اپنے
مقر پر مراجعت کی۔ ۲۱ ماہ مذکور کو خانخانان کے لشکر کو رسد پہنچگئی۔ حاصل یہ
ہے کہ شبانہ روز جنگین غلہ کے پہنچانے پر . . . ہوتی رہین لشکر شاہی مین غلہ کی
رسد کی ممانعت کے لیئے افواج بیجاپوری شوخیان کرتی تھی اور چونپر گرتی تھی
اور آدمیون کو ضائع کرتی تھی ہر طرف سے قتال جدال مین تردد نمایان ہوتا
تھا۔ جانین جاتی تھین۔
۲۳ کو کھیلوجی دکنی کہ مدت سے بادشاہ کی خدمت مین تھا اور پنجہزاری
پنجہزار سوار کے منصب سے سرافراز تھا یاقوت کی طرح لشکر بادشاہی سے بھاگ کر
عادلشاہ کی فوج مین داخل ہوا مگر اسکے دو بھائی مالوجی اور پرسوجی نے اسکا ساتھ
نہ دیا۔ وہ خانخانان پاس آئے اور انہون نے انعام و خلعت پایا کھیلوجی ملنے سے دکنیون
کو تقویت ہوئی ۲۷ کو اس قصد سے کہ چار سو بیل غلہ کے قلعہ اوپر کھتلہ مین لیجائین
دکنیون نے لشکر شاہی مین ایک شورش عظیم برپا کی بہلول خان جو کہ فوج بیجاپور
کا عمدہ سردار تھا اور یاقوت کے نبیرون نے چارون طرف بادشاہی مورچون
پر حملہ کیا اور صدائے دارو گیر بلند کی دوپہر تک لڑائی رہی سر گیند کی طرح گھوڑون
کے سمون مین لڑکتے تھے۔ یہان تک نوبت آئی کہ خانخانان اور تمام سرداران
شاہی سوار ہوئے اور میدان کارزار مین قدم رکھا اور دکنیون کے مقابلہ
مین صف آرا ہوئے موافق و مخالف سپاہ کی گرد سے آسمان پر گھٹا چھاگئی
اور سورج چھپ گیا۔ نبردگاہ مین دو تین سردار مثل جگنناتھ راٹھور ایک جماعت کے
ساتھ . . . اور بعض . . . . مشنا . . . . نے جان دی۔ بہلول فرار ہوا اور دکنیو[illegible]

غلہ کو اندر لے جانا چاہا۔ خان خانان دکنیون کی اس تدبیر اور ارادہ پر پہلے سی مطلع
ہو گیا تھا اس نے پیادون اور سوارون کی ایک جماعت کو خندق سے باہر تعین
کیا اور کمین مین بٹھا۔ دونو گروہ مین لڑائی ہوئی۔ بادشاہی آدمی غالب ہوئی اور غلہ
ذخیرہ کو مفت لے آئے۔ بعد ازان لشکر شاہی نے ازسر نو نقب دوانی کی اور سباب
قلعہ گیری کے فراہم کرنے کی فکر کی اہل قلعہ کا فاقون کے مارے برا حال ہوا۔
فتح خان کے دل مین رعب و ہراس بیٹھ گیا۔ اہل و عیال کو احمال و اثقال کے ساتھ بالائے
قلعہ سیوم پر جسکو کالا کوٹ کہتے تھے بھیجا یا اور خود قلعہ مہاکوٹ مین آیا۔ اس حال مین
خیریت خان بیجاپوری وغیرہ بطور مدد کے قلعہ مین آئے تھے اور عسرت سے جان بلب
تھے انھون نے خانخانان پاس جان کی امان کے لئے اور عادلخان پاس جانے کے لئے
پیغام خفیہ بھیجا۔ خانخانان نے اسکی جان پر یہ احسان کیا کہ جواب خیریت خان پاس
بھیجا کہ اگر بادشاہ کی نوکری تو چاہے گا تو منصب لائق پر سرافرازی پائیگا اور اگر
عادلخان پاس جائیگا تو تیرے آقا کے لئے خلعت و نامہ دیا جاویگا خیریت خان قابو
پاکر رات کو دو سو آدمیون کے ساتھ خانخانان پاس آیا۔ خانخانان نے خلوت مین ہمیشہ
کی صبح اسکو خلعت و راہ کا مایحتاج ضروری دیا خلعت اور نامہ در عادل شاہ کی نام
کا وہ فرمان جو بادشاہ کے دستخط خاص کا عادل شاہ کی عفو تقصیرات پر اور بادشاہ کے
دکن کی طرف آنے پر مشتمل تھا سر دیوان پڑھ کر اور پیغام و عدہ وعید سرا پا امید و بیم کے
اپنی طرف سے کر کے اور حضرت اعلیٰ کا نام لے کر روانہ کیا بعد ازان کہ خیریت خان
نامہ و خلعت عادل شاہ کے لئے لیکر بیجاپور پر روانہ ہوا خانخانان قلعہ کی تسخیر مین
مشغول ہوا اس ضمن مین خبر آئی کہ مصالحہ قلعہ گیری اور خزانہ برہان پور سے کرنوہ
روحن کھیڑہ مین آیا ہے۔ غنیم خبر پاکر اوسکی طرف دوڑا ہے اس لئے خان زمان
اس جماعت کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے مقرر ہوا۔ مابین راہ جانے اور مراجعت
کرنے کے وقت سب جگہ غنیم کی فوج خان زمان سے لڑی اور ہر روز ایک

ہوئے گولہ تفنگ و حقہ آتش وہان سے آتش فشان ہوئی۔ چوب و تختہ و ہر چیز سے جو ہاتھ آئی رخنے کے بند کرنے مین دکنیون نے سعی کی خانخانان نے یہ حال دیکھ کر خود یورش پر کمر ہمت چست کی اور اپنے ہمراہیون سمیت سنگ و آتش کی بارش مین جانے کا ارادہ کیا کہ نصیر خان نے کہا کہ سر سرداران سپاہ کو ایسی سگالش خلاف قوانین کارد انی اور امرا بھی مانع ہوئے۔ اور غیرت کو کار فرما ہو کر صبح کو ہر طرف سے امرا جمع ہوئے مغلون و راجپوتون اور جان سپار قلعہ کشایون کی ایک جماعت حملہ آور ہوئی اور سیئون کو سپر بنا کر محصورون پر تاخت کی۔ ایک جماعت کے مارے جانے کے بعد وہ شہر کے حصار مین داخل ہوئے جسکا نام عنبر کوٹ شہور تھا اسکا ارتفاع بنیاد سے کنگرہ تک ۱۴ گز اور عرض دس گز تھا۔ دکنیون کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور فرار سے کہ خندق مہاکوٹ مین پہنچی۔ بادشاہی آدمیون نے حصار کے اندر مورچون کا بند و بست کیا عنبر و یاقوت کی حویلیون کو اپنی پناہ بنایا اور محصورون کو پہلے سے زیادہ تنگ کیا اس حصار مین جو ذخیرہ آتشبازی پایا اسپر متصرف ہوئے۔ قلعہ دوم کے تحصن پر توپین لگائین اگرچہ آٹھ قلعے ایسے مستحکم برج و بارہ رکھتے تھے کہ انکا فتح ہونا خواب و خیال مین بھی نہ آتا تھا مگر یاجوج اور کھانے کے ذخیرہ کے نہونے نے قلعہ نشینون پر ایسا کام تنگ کیا تھا کہ اکثر آدمی پوست بے گوشت اور حلال حرام چارپایون کی استخوان کو قوت لایموت بناتے تھے۔ خانخانان نے اس قلعہ کی تسخیر پر کمر ہمت باندھی تھی۔ القصہ اس ہنگامہ دار و گیر مین غنیم کی سپاہ تین چار ہزار سوار نمودار ہوئے کہ فوج شاہی اسنے مشغول ہوا اور اسمین شور شر پیدا ہو۔ ہزار سر بھارہ (سر بار) غلہ مع دو تین ہزار پیادہ برقنداز و تیر انداز شب تار مین سیاہ لباس پہنے ہوئے شیر حاجی (برج کا نام) کے پاس بھیجے خندق کے متصل دریچہ تھا اسکے پاس غلہ کو اتار اور برق و باد کی طرح بھاگ گئے قلعہ کے آدمیون نے ہجوم کرکے ایک جماعت کو آب آتش اور تیر و سنان کے درمیان کرکے اور بعض کو حصار کے اندر فوج شاہی کے مقابل کرکے

اور اسکا نبیرہ عدم کو سدھارا - ان کشتون پر کشتون کے ایسے پشتے لگ گئے کہ انکی لاش
بھی ہاتھ نہ آئی - کہتے ہین کہ دکن مین ایسی جنگ قیامت آشوب کمتر ہوئی ہے - پہر رات گئے تک
صداے نفیر و آواز کوس و کرنا سپاہیون کے کان مین پہنچتی رہی - آخر لشکر جدا ہوئے فوج دکنی کا
عذر دیکھ کر لشکر شاہی صبح تک گھوڑون پر سوار رہا صبح کو دکنی لڑکر فرار ہو گئے - خان زمان نے
کچھ تعاقب کیا گھوڑے اور ہتھیار بہت ہاتھ لگے - بعد ازان خانخانان حصار مفتوحہ مین
داخل ہوا - قلعہ دوم مہاکوٹ کے نیچے نقب تیار ہو کر بارود سے بھری گئی تھی اسکو اڑانا چاہتے
تھے کہ فتح خان کو اسکی خبر ہوئی خوف و ہراس کے سبب سے اسنے اپنا وکیل خانخانان پاس بھیجا
اور کمال عجز سے عرض کیا کہ مین نے بقسم عادلخانیون سے پیمان کیا ہے کہ بغیر انکی صواب دید کے حرف
صلح درمیان نہ لاؤنگا ناگزیر مین نے اپنا آدمی مراری پنڈت پاس بھیجا ہے اور کمی آذوقہ
اور استیلاے لشکر شاہی پر مطلع کیا ہے اور اسکے وکیلون کو بلایا ہے تاکہ باتفاق صلح ہوجاے
اور حصار اولیاے دولت کے حوالہ ہوجاے آج نقب کے اڑانے کو موقوف رکھین جبتک
کہ مراری پنڈت سے خبر میرے پاس آئے - سپہ سالار جانتا تھا کہ اسکی گفتار سچی نہین ہے
اور مکر سے دن ٹالنا چاہتا ہے اسلئے اس نے فتح خان کو کہلا بھیجا کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ قلعہ
آج نہ اڑایا جاے تو اپنے بیٹے کو بلا توقف بھیجدو پس جب معلوم ہوا کہ وہ بیٹے کو نہین بھیجتا
تو نقب کو اڑایا - ایک برج مع پندرہ گز دیوار کے اڑ گیا - فدویان جان نثار پروانہ وار
گولہ و تفنگ و حقہ و بان کی بارش مین آگئے کہ مہاکوٹ کے اوپر سے ہو رہی تھی اور حصار
مین داخل ہوئے اور خانخانان مع بہادرون کے قلعہ دوم کے احاطہ مین آیا اس روز
قلعہ سوم کی تسخیر کے لئے مورچال لگائے - حصار دوم کی فتح کی خبر وحشت اثر سنکر
مراری پنڈت اور اور نظام الملکی اور عادل شاہی سردار پیکار کے قصد سے سوار ہوئے
خان زمان انکے مقابلہ مین معرکہ آرا ہوا - بدنامی کے دفع کرنے کے لئے حرکت مذبوحی کی
مگر جب معلوم ہوا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا تو دل افسردہ ہو کر اپنے چلے گئے - اس ضمن مین قلعہ دار
ترنبک نظام الملکی محلدار خان جسکا محل تجاہت قلعہ نسباتی تھا جو قلعہ کالنا کے قریب تھا

محاربہ وقتال ہوا غنیم کی سپاہ کبھی کبھی لشکر بادشاہی کو ایسا تنگ کرتی تھی کہ ایک دو
گروہ راہ جنگ کنان طے کرنی دشوار ہوتی تھی۔ دونو طرف سے بہت آدمی کام آتے
تھے۔ جب خان زمان خزانہ و ذخیرہ کے نزدیک پہنچا اتفاقاً اسی روز قریب پندرہ ہزار
سوار بیجاپوری نظام الملکی افواج دکن کی ساتھ ملگئے ایک لشکر عظیم ایک لاکھ سوار اور
پیادہ کا جمع ہوگیا اور بادشاہی فوج کو گھیر لیا اور کارزار شروع کی۔ صدائے دار و گیر
بلند ہوئی۔ ایک قیامت برپا ہوئی۔ خانخانان نے دکنیوں کا غلبہ سنا ایک اور فوج
مدد کے لیئے بھیجی ہر طرف سے عرصہ کارزار ایک دوسرے پر تنگ ہوا زمین پر ہزارہا
سر لڑکتے تھے اور زمین خون سے لالہ زار بن رہی تھی۔ اگرچہ خان زمان خان
بیس ہزار بیل غلہ کے اور چھ لاکھ روپیہ نقد و سو من باروت لشکر شاہی مین لے آیا
مگر مالی نقصان اور جانی زیان بہت ہوا۔ اسی زمانہ مین خبر آئی کہ مراری پنڈت
جو عادلشخان کا عمدہ نوکر اور وزیر صاحب السیف و القلم تھا ایک بھاری فوج لیکر لشکر شاہی
سے ملا چند گروہ زمین کو سوار و پیادون سے زیر بار کرکے مقابلہ مین آیا۔ خانخانان
فوج گران اور توپ خانہ لیکر فوج دکن کی برابر آیا بان و تفنگ چھوڑ کر اور تیر
پھینک کر بازار کارزار کو گرم کیا دکنیوں نے بہیئت مجموعی ہر طرف بھالون کو لیکر
مردانہ چپقلش اور رستمانہ حملہ کیئے لہذا بہت زد و خورد کی اور سوار و پیادون کے
کشتہ ہونے سے فوج شاہی پر کار تنگ ہوا قریب تھا کہ خان زمان کے لشکر کو ہزیمت
ہو کہ خانخانان نے یہ خبر پاکر دلیرہمت کو حصار مین چھوڑکر فوج دکن کی کارزار مین خود
آیا۔ دونو فوجین مقابل ہوئین اور محاربات سخت ہوئے۔ دار و گیر کا غبار آسمان پر چڑھا
ہر طرف سے نامی سرداران لگا۔ اور کئی ہزار آدمیون کی شیرین جانین ضائع
ہوئین۔ راجہ چند راوت وغیرہ دو تین نامدار سردار فوج شاہی کے اس کارزار
مین کام آئے۔ ہر ساعت شعلہ جدال و نائرہ قتال بھڑکتا جاتا تھا۔ یاقوت خان
حبشی جو دکنیوں کا نامآور سپہ سالار تھا وہ اور اسکے قبیلہ کی ایک جماعت اور

پائین کوہ مین ایک دروازہ آہنین ہے اس دروازہ سے اس راہ مین ہو کر حصار مین آتے
ہین اور ایک بڑا لوہے کا توا لگایا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے
گرم کرین کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جاے۔ ایام سابق مین اسکا نام دھاراگیر
اور دیوگیر تھا۔ بعدازان جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا او
دہلی کو ویران کر کے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت
بجبر و ظلم سے آباد و تیار ہوتی ہے اسکی عاقبت بخیر نہین ہوتی جلدی ویران و خراب
ہو جاتی ہے۔ تھوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کے ملک نو تسخیر مین رخنہ و فساد
پیدا ہوا اور شہر و ملکہای موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے دہلی سے جن
لوگون کو لاکر یہان آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے۔
سلطان علاءالدین بہمنی نے بھی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوئے شہر کو
پسند نہین کیا۔ گلبرگہ کا نام احسن آباد رکھ کر اپنا دارالسلطنت بنایا۔ شہر دولت آباد ویران
ہو گیا اور سوا قصبہ کھرکی کے اسکی آبادی نہ رہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانون پر
جاری ہو گیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر مین لکھا جانے لگا۔
اسباب متعارفہ کشائش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ ہین اس قلعہ کی
فتح مین کارگر نہین اسکے اسباب کشائش حوادث ارضی و سماوی ہو گئے اول بڑا اکال
پڑا سخت وبا آئی۔ قلعہ نشینون کا آذوقہ تمام ہوا رسد کسی طرح نہ پہنچ سکی ناچار قلعہ ولیاے
دولت کو سپرد کیا گیا۔ ۲۶ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے بادشاہ کو مژدہ
فتح پہنچا۔ خانخانان اور اسکے سپاہی مورد عنایات ہوئے۔ نصیری خان کو خاندوران
خان کا خطاب ملا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد خانخانان نظام الملک و رستم خان کو
ساتھ لے کر ظفرنگر گیا اور قلعہ مین خاندوران خان کو مع مرتضی خان کے چھوڑ گیا اثناے
راہ مین بیجاپور کی سپاہ آتی تھی اسی روز لڑی اور ناکام ہو کر بھاگی۔ انہین لڑائیون مین
مانا جی نامور سردار قتل ہوا جب فوج شاہی ظفرنگر کے حوالی مین آئی۔ مراری پنڈت

قلعہ کا لنا مین آیا و فتح خان کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخانان
پاس بھیجا۔ خان خانان نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور مین آئے تو
بے خبر جا کر سا ہو کے مال و عیال پر تصرف کرے۔ جو پہاڑ مین بھنڈا پور کے نزدیک تیرے تعلقہ
کے قلعہ کے متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمر سے بہرہ وافی جمع کر محلدار خان اپنے ہمراہیون
کو وہان لیگیا اور مال وافر مع عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون اور
چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی لے آیا اور متفرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخانان
خوشوقتی سے پھولا نہ سمایا محلدار خان کو آفرین لکھی اور خلعت و اسپ جبغہ روانہ
کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خان اپنے دشمن کی یہ کامیابی سُنکر جواہر باختہ اور فتوحات
کے صدمہ سے دل شکستہ ہوا۔ عبدالرسول اپنے بیٹے کو خانخانان پاس بھیجا۔ عجز و نیاز کا اور
اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت مع
قوال مان کے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخانان نے اسکی التماس قبول کی اور
اسکی کمال عسرت و پریشانی پر خیال کر کے ڈھائی لاکھ روپئے   اور ہاتھی اور پالکی کے
کہار اور اور بار برداری کا سامان . . . عبدالرسول کے ساتھ بھیجا اور قلعہ کے خوالہ
کرنے کی تاکید کی ۱۹ ذی حجہ ۱۰۴۲ھ کو ۵ ۸ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ نہ حساب مفتوح
ہوا اور مظفر شاہ جہان پادشاہ غازی کا خطبہ پڑھا گیا حسن نظام الملک کہ صغر سن کے
سبب سے فتح خان کی قید مین تھا مع اور والستون کے خانخانان کی قید مین آیا کہتے ہین
کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین۔ جنمین سے . . پانچ قلعے روے زمین پہ اور چار
اور بدو قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوتے ہین اور . . ۵۵ ذرعہ شاہجہانی
کہ ایک گروہ دس جریب کے برابر ہوتے ہین اسکا دورہ ہے اور ارتفاع اسکا ۱۴۰
ذرعہ اور اسکے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا مین کھدی ہوئی
ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پر پیچ و تاب منار کی راہ کی طرح بنائی ہے
جو دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی . . . . . اور اسمین زینے پتھر مین تراشے ہین

اور احکام اسلام انکو سمجھائین انمین سے بعض نے اسلام قبول کیا۔ وہ مورد مراحم شاہی ہوئے۔ اکثر نے اسلام نہ قبول کیا وہ امرا مین تقسیم ہوئے اور حکم ہوا کہ اس طائفہ کو محبوس و معذوب رکھین اور جو کوئی اسلام قبول کرے۔ اوسکی اطلاع بادشاہ کو کرین تاکہ اسکی گذر اوقات کے واسطے کچھ وظیفہ مقرر ہوجائے اور جسکو یہ شرف نہ حاصل ہو وہ مقید رہے انمین سے اکثر قید مین مرگئے انکے اصنام مین سے جو انبیا کی تماثیل تھین جمنا مین ڈبو دی گئین اور باقی اور توڑ دی گئین

دہم صفر کو بادشاہ برسات کی ہوا کی ناسازگاری سے عارضۂ تپ اور گرانی سر مین مبتلا ہوا تین دن مین پھر مزاج اعتدال پر آیا۔ بیگم صاحب اور مستورات نے پچاس ہزار روپیہ اور شاہزادون نے ایک لاکھ روپیہ تصدق کیا جسمین سے ایک لاکھ روپیہ مستحق مردون کو اور پچاس ہزار روپیہ مستحق عورتون کو تقسیم ہوا۔

خانخانان کی عرائض سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حصار دولت آباد کے فتح نے دکنیون کو ڈرا دیا ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات مین مشغول تھی وہ ترددات شاقہ اور قلت آذوقہ سے ایسی محنت آمود اور رنج فرسود ہوئی ہے کہ وہ کسی اور مہم مین مشغول نہین ہوسکتی اگر بادشاہزادون مین کوئی ایک شائستہ ساز و سامان خزانہ و توپخانہ اور سپاہ کے ساتھ اس طرف متعین ہو تو امید ہے کہ ولایت بیجاپور تصرف مین آجائے

بادشاہ نے دوم صفر کو شاہزادہ شجاع کو دکن روانہ کیا۔ دولتخانہ سے رتھ مین سوار کیا۔ دکن کی جانب [illegible] مین سوار ہوتا مبارک ہوتا ہے اور بڑے بڑے راجہ و امرا اس کے ہمراہ کیے اور پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے منصبدارون و مشاہرہ احدیون و برقندازون کی مدد خرچ کے لیے دیا گیا۔

بارہوین ربیع الاول کی شب کو مجلس میلاد نے آرائش پائی فضلا و صلحا و حفاظ کا گروہ حاضر ہوا قرآن کی تلاوت ہوئی۔ محاسن و مکارم احمدی بیان ہوئے۔ طرح طرح کے کھانون کے اور رنگارنگ میوون اور تنقلات و حلویات کے خوان چنے گئے اس شب متبرک مین تعظیم کے سبب سے بادشاہ زمین پر مسند بچھا کر بیٹھا اور ارباب

اور تمام بیجاپوریون نے فرہاد پدر رندولہ کو بھیجا کہ اسکے وساطت سے ابواب صلح مفتوح ہوون سپہ سالار انکی حیلہ سازی و مکر پردازی سے واقف تھا اُسنے فرہاد کو مطلب حاصل کرنیکے بغیر واپس بھیجا اور ظفر نگر مین آیا وہان جو غلہ وغیرہ تھا اور برہان پور اور اسکے حوالی سے اسکی طلب سے جو غلہ وہان آیا تھا اسکو آدمیون مین تقسیم کیا جس سے خلائق کو عسرت سے رفاہیت ہوئی اور عادلخانی بایں مراہبی کے ساتھ دولت آباد گئے وہ جانتے تھے کہ قلعہ مین آذوقہ مین کمی ہے اور خاندوران خان تھوڑے آدمیون سے اسکی حفاظت کرتا ہے وہ ان مورچون مین چلے گئے جو لشکر شاہی نے بنائے تھے اور حوالی دفعہ نہین ڈھائے تھے اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور جنگ و پیکار شروع کی۔ خاندوران خان نے کمک کا انتظار نہ کیا کئی دفعہ قلعہ سے باہر آنکر لڑا۔ اسکے حسن سلوک سے حوالی دولت آباد کی رعایا ایسی مطمئن خاطر تھی کہ غلہ اسکو پہنچاتی تھی۔ محاصرہ کے اندر محصورین کو آذوقہ کی تکلیف نہ ہوئی۔ اوائل محرم مین خانخانان شنکر دولت آباد کی طرف راہی ہوا اب بیجاپوریون نے جانا کہ اس سعی بیجا مین سوا اوجان گنوانیکے کچھ اور نہین ہے تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑا ناسک و ترنبک کی راہ سے فرار ہوئے اُس کے حوالی مین ان ایام مین بارانِ آنکھا پایاب ہوا اور اطراف مین غرقاب تھی خانخانان نے دس ہزار گھا و غلہ قصبہ تری گھا لون مین خان زمان کو حوالہ کئے اور خود برہانپور مین گیا خاندوران خان مالوہ کا صوبہ دار ہوا اور اسکی جگہ سید مرتضی خان مقرر ہوا۔

راجہ بھارتھ جسکو تلنگانہ کی حراست سپرد تھی اسکی عرضی سے معلوم ہوا کہ ہولا اور سیدی مفتاح جو قلعہ کھلور مین تین چار ہزار سوار کے ساتھ مقیم تھے وہ فرار ہوئے اور لشکر شاہی نے انکا تعاقب کرکے ہولا کے عیال کو گرفتار کیا اور قلعہ پر تصرف

۱۱ محرم ۱۰۴۳ھ کو عنایت اللہ و قاسم خان و بہادر کنبوہ بنگالہ سے آئے اور کل فرنگی قیدی عورت مرد چھوٹے بڑے چار سو مع انکے اصنام کے بادشاہ کے آگے پیش کئے بادشاہ دین پناہ نے ارباب شریعت کو حکم دیا کہ اول انکے اسلام کے لئے دعوت کرین

طرح اس سال جشن ہوا۔ ۲۶ رجب کو سنہ ۴۲ کو جشن شمسی وزن ہوا۔ پادشاہ کا تینتالیسواں
سال شروع ہوا۔ سلطان داراشکوہ کے لڑکی دختر پرویز سے پیدا ہوئی۔
شاہجہان جب سے پادشاہ ہوا تھا نہ دارالسلطنت لاہور میں گیا تھا نہ خطہ بے نظیر کشمیر کی
سیر کی تھی وہ سیوم شعبان سنہ ۴۳ کو اکبرآباد سے پنجاب کو روانہ ہوا۔ عدالت گستری اور
رعایا پروری کے سبب مقرر فرمایا کہ احدیوں کا بخشی تیرانداز احدیوں کو لیکر راہ کے ایک
طرف اور میر آتش برقنداز ان راہ کی دوسری طرف اہتمام کرے کہ لشکر کے گذرنے سے
زراعت پامال نہ ہو۔ اگر لوٹنے والوں کے ہاتھ میں زراعت کا ایک پودا دیکھیں تو ہاتھ کاٹیں
صاحب مال کو اسکی قیمت دوچند دلائیں بسبب ضرورت لشکر و افواج و بھیڑ کے گذرنے سے
راہوں کی تنگی کے سبب سے زراعت پامال ہو تو امین خداترس و جنرس مشرف اسکی برآورد بنا کر
رعیت کا حصہ رعیت کو اور جاگیردار کا حصہ جاگیردار کو بشرطیکہ وہ ہزاری کا منصب رکھتا
ہو سرکار سے نقد دیدیں یہ امر عمل میں آتا تھا۔ خالی باتیں ہی نہ تھیں پادشاہ ہر منزل
میں شکار کھیلتا اور سیر کرتا ۲۴ شعبان کو دہلی میں آیا اور بزرگوں کے مزاروں کی زیارت
کرکے فوراً روانہ ہوا۔ ۱۶ رمضان کو پرگنہ انبالہ کے باغ میں آیا۔ ایام شاہزادگی میں اس
باغ کو لگایا تھا اور پھر بیگم صاحب کو دیدیا تھا۔ وہاں ایک عمارت بنانے کا حکم دیا۔ ۲۱
رمضان کو نوروز ہوا۔ شاہجہان باغ حافظ میں جو تالاب پر جہانگیر کا بنایا ہوا تھا اترا
تھا۔ دیانت خان دیوان و فوجدار سہرند کو حکم ہوا کہ ایک نشیمن دلکش بنائے۔ جسکے ایک طرف
باغ اور دوسری طرف تالاب ہو ۶ رجب کو دارالسلطنت لاہور میں پادشاہ آیا آصف خان
نے ایک عمارت بیس لاکھ روپیہ کی بنائی تھی۔ پادشاہ اس میں گیا۔ ۶ لاکھ روپیہ کی پیشکش
گذری بعد نظم و نسق ملکی کے وہ میاں محمد میر کی ملاقات کو گیا اسکے کمال صوری و معنوی
مقبول خلائق تھے۔ انکے خانقاہ کے خادموں کو دو ہزار روپیہ دیا۔ میاں میر کو ایک تسبیح
اور دستار سفید دی۔ لاہور کے دولتخانہ خاص و آرامگاہ دولتخانہ کی عمارات جہانگیر
کی بنائی ہوئی شاہجہان کو پسند نہ آئیں حکم ہوا کہ وہ از سر نو بنائی جائیں۔

استحقاق مین سے ہر ایک کو بحسب حال خلعت و مال عنایت فرمایا۔ آدمی بہت جمع ہوگئے
تھے مقرری خرچ بارہ ہزار روپیہ پر آٹھ ہزار کا اور اضافہ ہوا۔

اسلام خان نظام الملک اور فتح خان قیدیون کو بادشاہ پاس لایا جنکو مہابت خانخانان
نے دولت آباد کی غنیمت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ نظام الملک سید خانجہان حاکم قلعہ گوالیار
کو حوالہ ہوا اور حکم ہوا کہ جیسا بہادر نظام الملک احمد نگر کے قلعہ کی فتح کے بعد قلعہ گوالیر
مین قید ہوا تھا یہ حسن نظام بھی وہان قید رہے۔ فتح خان کے جرم بادشاہ نے اپنے مجرم نوازی
سے معاف کردیے اسکے دو لاکھ روپئے سالیانہ مقرر کردیے اور اسکا اسباب مال اُس کو
دیدیا اور جو نظام الملک کا مال تھا وہ ضبط کرلیا۔

۱۱ ربیع الثانی ۱۰۴۳ کو مجلس وزن قمری آراستہ ہوئی چوالیسوان سال بادشاہ کو
لگا۔ یہ امر مقرر تھا کہ شاہزادون کو جبتک خدمت نہ سپرد ہو منصب نہ دیا جاے شاہ شجاع
کو جب مہم دکن مین بھیجکر منصب دہ ہزاری ذات پنجہزار سوار کا دیا تو شہزادہ داراشکوہ جو سب
مین بڑا تھا دوازدہ ہزاری ذات و شش ہزار سوار کا منصب و علم و نقارہ و تومان طوغ و
آفتاب گیر و خیمہ سرخ عطا کیا۔ سواے بادشاہزادون کے اورون کو خیمہ سرخ کے نصب کرنے
کی اجازت نہین ہوتی تھی سرکار حصار فیروزہ جاگیر مین عنایت کی جو بادشاہزادون
کو اول جاگیر مین دیتے تھے۔

نجومیون نے کہا کہ بادشاہ کی عمر کے اس سال مین گرانی ہوگی تو بادشاہ نے تصدق
جسکو وہ عقلاً و نقلاً باعث رد آفات و دافع نحوسات جانتا تھا اپنے تئین طلا مین
تول کر صدقہ دیا اس سال مین کوئی بات مکروہ نہین پیش آئی یہ امر کیا آثار تصدق سے
یا حدیث کذب المنجمون برب الکعبہ صدق کے موافق ظہور مین آیا۔

واقعات سال ہفتم جلوس سنہ ۱۰۴۳ / ۱۶۳۴

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۳ کو جلوس کا ساتوان سال شروع ہوا ہر سال کی

ہر ہفتہ و ہر صبح و شام دلکشا باغون مین بزم نشاط آراستہ کرتا۔
نظام الملک کے تصرف مین قلعہ پرنیدہ تھا اسکی طرف سے آقا رضوان قلعہ دار تھا پہلے
لکھ چکے ہین کہ اعظم خان نے اسکا محاصرہ کیا اور تضییع اوقات کی اور کچھ کام نہ کیا۔ ایسے
موانع پیش آئے کہ اسنے محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا۔ عادلخان نے قلعہ دار مذکور کو کچھ پیغام دیا کہ
جب لشکر شاہی اس قلعہ کو مسخر کریگا تو تیرے جان و مال تلف ہونگے اگر یہ قلعہ مجھے دیدے
تو تجھے بہت سا روپیہ دونگا اور اپنا نوکر بنا کے لائق اقطاع عنایت کرونگا بعد عہد و
پیمان کے استحکام کے مبلغ تین لاکھ ہون ان برہمنون کے دو گروہون کو دیئے جو قلعہ کے
حوالہ کرنے مین ساعی تھے اور قلعہ پر قبضہ کیا اور سیدی فرحان کو اسکی نگہبانی کے لیے بھیجدیا
توپ ملک میدان کو جو پرنیدہ مین موجود تھی بیجاپور مین طلب کیا۔ کہتے ہین کہ ایسی توپ
خورد بہت و کلان سننے مین کم آئی ہے کہ ایک مسلح آدمی اسمین فراغت سے بیٹھ سکتا ہے
یہ توپ ابتدا مین قلعہ احمد نگر مین تھی۔ زمانہ کے انقلاب سے احمد نگر سے پرنیدہ مین سیدی عنبر
لے گیا۔ مدت سے خانخانان کی آرزو تھی کہ قلعہ پرنیدہ کو فتح کرے۔ جب شاہزادہ محمد شجاع برہانپور
کی نواح مین لشکر جرار اور بہت سامان کے ساتھ آیا تو خانخانان اس پاس دوڑا گیا اور
عرض کیا کہ جب ایسا لشکر کا سامان حضور کے ساتھ ہے تو یہ وقت ہے کہ قلعہ پرنیدہ کی تسخیر
کیا جائے۔ پادشاہزادہ برہانپور مین بھی نہین آیا کہ ۱۲ ربیع الثانی کو مع خانخانان
اور امرائے عظام اور صوبہ دکن کی تمام کومکیون سمیت مقصد کی طرف وہ متوجہ ہوا اور
ملکاپور مین یہ امر قرار پایا کہ خان زمان تو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کرے اور علف
جلائے قلعہ پرنیدہ کے محاصرہ مین مشغول ہو محصورون کی کمک مین لشکر نہین پہنچنے پائیگا
کہ وہ عسرت آذوقہ اور نایابی علف سے جلد متفرق ہو جائینگے۔ غرض وہ سولہ نامور
امرا اور اجاؤن کے ساتھ اس کام کے لئے رخصت کیا گیا اس مہم کا انجام ہونا آذوقہ
سے وابستہ تھا اور آذوقہ کا پہنچنا اسپر موقوف تھا کہ تین چار تھانے شائستہ جمعیت کے
ساتھ راہ مین بیٹھین تاکہ غلہ برہانپور سے لشکر مین آسانی سے پہنچتا رہے۔ اس لیے یہ مقرر

وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ کشمیر سے مراجعت تک تیار کراوے۔ ۲۲ ذیقعدہ کو بادشاہ
کشمیر روانہ ہوا۔ لاہور سے کشمیر کی چار راہین ہین ایک پکھلی کی راہ ہی جسکے اندر ۳۵ منزلین
ہین اور ایک سو چالیس کروہ بادشاہی کا فاصلہ ہے۔ کروہ دو سو جریب اور ۲۵ ذراع
ذراع چالیس انگشت اگرچہ یہ راہ بعید المسافت ہی خم و پیچ و نشیب و فراز بہت رکھتی ہی
مگر گرم سیر ہے بہ نسبت اور راہون کی اسمین برف کمتر گرتی ہے اور جلد برطرف ہو جاتی
ہی۔ اگر موسم شگوفہ کے آغاز مین کشمیر مین جانا چاہین تو اس راہ سے جاتے ہین۔ دوم راہ
پونچھ ہے جسمین ۲۹ منزل ہین اور ایک سو دو کروہ فاصلہ ہے اس راہ مین بھی برف
کمتر ہوتی ہی۔ مگر ایک دو جگہ برف کے گلنے سے گل ولای (دلدل) اس قدر ہو جاتی ہی
کہ اسمین گذرنا دشوار ہوتا ہے اس راہ سے اواخر بہار مین پہنچا ہوتا ہے۔ تیسری راہ
بنوج کی ہے کہ ۲۳ منزل ہے ۹۹ کروہ بادشاہی فاصلہ ہی اسمین دوسری راہ کی سی برف
ہوتی ہے اور آخر بہار مین پہنچ سکتی ہین۔ چوتھی راہ پیر پنجال کی ہے کہ اسی کروہ
بادشاہی فاصلہ ہے۔ لاہور سے بھنبر تک راہ ہموار ہے آٹھ منزل و ۳۳ کروہ بھنبر
سے کشمیر تک کوہستان ہے بارہ منزل ۴۷ کروہ اکثر گذرنا پہاڑون کے سبب سے
دشوار ہے۔ شتر بھنبر سے آگے نہین جا سکتا فیل و اسپ و خچر باربردار ہوتے ہین۔ ان
بارہ منزلون مین سے گیارہ منزل مین جہانگیر نے ایک عمارت بنوا دی ہے۔ جسکو
اہل کشمیر لدھی کہتے ہین۔ ہر یک عمارت مین مشکوی و دولت خانہ خاص بنا ہوا ہے
بادشاہ اسی راہ سے روانہ ہوا۔ کشمیر کی تنگی راہ کے لحاظ سے بادشاہ نے متعلقین
اور بادشاہزادون کو حکم دیا کہ وہ خاطرجمعی سے کتنون ہی چھوڑ کرین پھر خود روانہ ہوا
اور بادشاہون کی نسبت اس بادشاہ نے آسانی سے سفر کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو
بادشاہ سری نگر مین آیا جسکو راج ترنگنی مین ستی سر لکھا ہے۔ ستی زن مہادیو کو
اور سر تالاب کو کہتے ہین کشمیر کی برابر روے زمین پر لالہ و ریاحین و اشجار سراپا بہار
و اثمار رنگین و انہار و چشمہاے زلال و شیرین کہین نظر نہین آتے بادشاہ ہر ہفتہ

شاہزادہ نے راجہ بیٹھلداس کو خان زمان پاس بھیجا۔ ۶ رمضان کو شاہزادہ اور سالار
پرنیدہ سے تین کروہ پر آن پہنچا اور یہ مقرر کیا کہ چند روز یہان توقف کرین کہ لشکر
مین ہیمہ و کاہ جمع ہوا اور خان زمان خان کی کمک بھی کی جاے۔ اس اثنا مین لشکر
بیجاپور اورسا ہوا اور نظام الملکی فوج نمودار ہوئے دوسرے روز کہی کی باری خانخانان
کی تھی اسنے اپنے بیٹے لہراسپ کو کہی کی محافظت کے واسطے متعین کیا اور وہ دکنیون
کی شوریدہ سری سے واقف تھا اسلیئے وہ خود بھی سوار ہوا اور لہراسپ کو کہلا بھیجا یا
کہ میرے آنے تک توقف کرنا۔ خان زمان نے بھی آدمی بھیجے تھے کہ وہ لشکر خانخانان
سے اُسکو واقف کرین اور اگر احتیاج ہو تو جلد اُسکو آگاہ کرین۔ یہ اتفاق کی بات ہے
کہ خانخانان آدھ کروہ چلا تھا کہ دس ہزار سوار نمودار ہوئے اور خانخانان کی
قراولی پر حملہ کیا۔ خان زمان نے لہراسپ کو کومک کے لیئے بھیجا اور خود بھی روانہ
ہوا۔ دکنی سپاہ کلان نے بادشاہی سپاہ کو چارون طرف سے گھیر کر مرکز
بنالیا۔ متھرا داس راٹھور اور رگناتھ بھاٹی اور رجپوت آگے بڑھ کر لڑے۔ جانفشانی
کرکے زخمی ہوکر میدان جنگ مین گرے اور اسکے ہمراہیون کا حال ایسا تنگ تھا
کہ باوجودیکہ قریب تھے مگر ان جان نثارون کی مدد کرنا اسیر دشوار اور اپنے
مجروحون کا اُٹھانا دشوار تر بلکہ زندہ نکلنا محال معلوم ہوتا تھا۔ ایسا ہی خان زمان
چارون طرف سے گھرا ہوا تھا۔ خاندوران خان شورش کی شہرت کی ابتدا مین ہی گھوڑے
پر سوار ہوا تھا اور اپنے مکان مین کھڑا تھا اسنے جاسوسون کو بھیج رکھا تھا۔ کہ
واقعی خبر لائین جب اُسنے خصم کا غلبہ سُنا کہ اُسنے تین فوجین بناکر ہر ایک طرف سے
خان زمان کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے اور دس بارہ ہزار سوارون نے خانخانان
کو گھیر رکھا ہے کہ کوئی مدد کو نہین پہنچ سکتا اور افواج شاہی کے اطراف مین
ایک فوج غنیم کومک کے لئے کھڑی ہے اور راجہ سوہن داس اور خانخانان کے بہت
آدمی اور کام مین آئے ہین تو خان دوران خان یہ خبرین سُنکر خانخانان کی

ہوا کہ ظفر نگر مین نور محمد عرب پانچسو سوار کے ساتھ اور جالنا پور مین عبد الحمید بارہہ پانچسو سوارون
کے ساتھ اور شاہ گڈھہ مین قزلباش خان ہزار سوارون کے ساتھ بیر مین صف شکن خان
دو ہزار سوار کے ساتھ بیٹھ کر رسد کی محافظت کرکے اپنی سرحدون سے نکالدین۔ یہہ بھی معلوم
ہوا کہ نظام الملک کے خویشون مین کوئی مقید تھا اسکو قلعہ انجرائی سے ساہو بھونسلہ نے لاکر
اپنے فساد کی دستاویز بنایا ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور احمد نگر کے حوالی مین لشکر
جمع کیا ہے کہ دولت آباد کے نواح کو تاخت و تاراج کرکے ظفر نگر پر تاخت کرے بیچارے
مسافرون کی ساری راہین بند کردی ہین شاہزادہ نے خانخانان کی صوابدید سے
خواصخان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ احمد نگر کی طرف بھیجا کہ وہ دکنیون کی تاش جنیر
تک کرے چمارگونڈہ کو غارت کرے یہ مقام بھونسلہ کا وطن تھا اور سنگمنیر مین مقیم ہو
اسی احوال مین عادلخان نے یہہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی پرنیدہ کی فتح کے لئے آتا ہے۔
کشناجی دلتورا کو خزانہ کے ساتھ روانہ کیا کہ قلعہ داری کے اسباب کے تیار کرنے مین
اور قلعہ دار کی امداد مین کوشش کرے۔ رندولہ اور مراری پنڈت کو خیل و حشم کے ساتھ
متعین کیا کہ آب سین کے کنارہ پر بنگاہ بنائین۔ خان زمان پرنیدہ کے نزدیک پہنچا
اور ایک نہر کے کنارہ پر کہ قلعہ سے ایک کوس تک جاری تھی قیام کیا۔ یہان کے حوالی مین
سوا اوپہان کے گیہون اور پانی کا پتا نہ تھا اسنے تاکید کی کہ ہیمہ و کاہ کے جمع کرنے
مین لشکر بہت کوشش کرے۔ اور مورچالون کو تقسیم کرکے نقب کھودے۔ سلامت کوچہ
بنانے ان کامون کا اہتمام اللہ ویردی خان کو سپرد کیا۔ دکنی ہر روز توپ و تفنگ کے
مورچون مین چند آدمیون کو قتل کرتے تھے لشکر شاہی بھی کنگورون کے رخنون مین
گولیان لگاکے دشمنون کو ہلاک کرتا تھا چنانچہ سیدی فرحان پاسبان قلعہ ایک
سوراخ سے دیکھتا تھا کہ ایک گولی اسکی کنپٹی مین لگی جس سے وہ مرگیا۔ غالباً اس کی جگہ
قلعہ دار مقرر ہوا وہ بھی اس طرح مارا گیا۔ عادلخان نے اسکی جگہ نورس خان کو مقرر کیا۔
خان دوران خان صوبہ مالوہ سے بھی پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ کے لشکر سے مل گیا

اور نیم سوختہ جانورون کو آوارہ کیا۔ دکنی ہر روز شوخی کرتے تھے۔ پادشاہزادہ کے
لشکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ یہان تک کہ ایک روز خانخانان نے یہ مصلحت بتلائی کہ آخر
شب مین فوج پادشاہی سوار ہو کر بےخبر دکنیون کے بنگاہ پر حملہ کرے سردارون مین
آپس مین حسد تھی۔ یہ خبر غنیم کو بھی پہنچ گئی۔ پہر روز باقی تھا کہ فوج پادشاہی دکنیون
کے بنگاہ کے نزدیک پہنچی۔ دکنیون نے بہیر کو اپنے قدیم دستور کے موافق بوجھ لاد کر
روانہ کیا۔ چند سردار اسکی ہمراہ کیئے باقی فوج آراستہ ہو کر افواج شاہی کے مقابل کارزار
پر مستعد ہوئی۔ اس سبب سے خانخانان کو جو مرکوز خاطر تھا اسکی صورت نہ ہوئی۔ مگر یہ کہ کچھ
غلہ کے بیل جو بوجھ کے وزنی ہونے کے سبب سے رہ گئے تھے اور چند شتر و گاؤ کہ بےخبر
کہیں سے بھاگ گئے تھے پادشاہی آدمیون کو ہاتھ لگے فوج بیجاپور کا مقابلہ راجہ جیسنگ
کے ساتھ ہوا اور کارزار صعب ہوئی خود دکنیون کا نام آور سردار مودھوجی کہ پہلے
سے زخمی تھا چند اور آدمیون کے ساتھ اسیر ہوا۔ اس وقت خبر آئی کہ خانخانان کا
عمدہ نوکر کاکا پنڈت رسد غلہ کی ایک لشکر کے قریب آیا تھا کہ دکنی اسکے سد راہ
ہونے کے لیئے سوار ہوئے ہین خانخانان نے شاہزادہ سے کہا کہ کاکا پنڈت
کے ساتھ اس قدر جمعیت ہے کہ دکنیون سے وہ عہدہ برآ ہو سکتا ہے اس وقت کہ
دکنیون کی فوج دور گئی ہوئی ہے اسکی بہیر پر ہمکو سوار ہو کر حملہ کرنا چاہیئے فوج
کے تعین کرنے کا فکر ہونے لگا کہ پادشاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود بھی سوار ہونگے اور
دکنیون کی فوج کی سیر کرینگے۔ لہراسپ کو مع جگراج وغیرہ اور تین چار امرا کے بنگاہ
مین چھوڑ کر باقی فوج خصم کی بہیر پر گئی دکنیون نے خبر پاکر بدستور اول بہیر کو لادا
اور چیزون کو آگ لگائی اور خود کارزار پر مستعد ہوئے۔ فوجین جب مقابل مین ہوئین
سخت لڑائی ہوئی اگرچہ طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ مگر دکنیون کی جمع
کثیر قتل و اسیر ہوئے۔ مراری پنڈت زخمی ہوا۔ گھوڑے سے گرا۔ دکنی اسکو معرکہ
سے باہر لے گئے۔ پادشاہزادہ نے اپنی بنگاہ مین مراجعت کی اس سبب سے

مدد کو اس وقت پہنچا کہ دکن کی فوج اس جماعت کو کہ کام آئی تھی اور زخمی پڑی تھی ہجوم
کر کے فوج میں سے لے جانا چاہتی تھی اور بعض غیرت طلب خون کے دریا میں غوطہ لگا
کے اس فوج کے مانع ہوئے تھے۔ خاندوران خان نے اس حال میں پہنچ کر ہنگامہ
کارزار گرم کیا اور صف ربا حملے کین خود خاندوران خان مقتولون کے پاس گیا
اور مخالفون کو پریشان کیا اور مردون کی لاشون کو اور نیم جان زخمیون کو میدان سے
اٹھا کر گھوڑون پر باندھا اور خانخانان کی مدد کو گیا۔ خانخانان یہ تقویت پاکر
تہلکہ سے جان بر ہوا اور لشکر شاہی کے حملون سے دشمن فرار ہوا اس جنگ مغلوبہ
کی خبر شاہزادہ سنکر ہاتھی پر سوار ہو کر معرکہ میں آتا تھا کہ خاندوران خان و خانخانان
مخالفون کی ہزیمت کی خبر سنا کر اسکے مانع ہوئے شاہزادہ نے حقیقت حال پر
اطلاع پاکر خاندوران خان کی آفرین میں زبان کھولی۔ ہر روز دکنی فوج شوخی
کرتی تھی۔ مورچال اور کبھی پر حملہ کرتی تھی پادشاہی آدمیون کو مارتی تھی۔ کبھی
سالم کبھی آدھی کبھی لشکر میں پہنچتی تھی۔ ایک دن کبھی لدی ہوئی پادشاہی لشکر
کو روانہ ہوئی تھی کہ افواج غنیم نے اطراف کبھی کا محاصرہ کیا دونو طرف لڑتے
ہوئے آتے تھے اونٹون پر گھاس لدی ہوئی تھی کہ اسمین سے ایک اونٹ کی گھاس
میں بان کی آگ لگی۔ ہوا سامنے کی تھی اسنے اکثر اونٹون اور ہاتھیون کو سراپا
شعلہ آتش بنا کر خاکستر کر دیا بڑا شور و غوغا مچا غنیم نے فرصت کو غنیمت گنا اور
باقی جانور اور آدم کبھی پر ایسا غلبہ پایا کہ گھاس کا ایک گٹھا لشکر شاہی میں نہ
پہنچنے دیا۔ خانخانان یہ خبر سنکر سوار ہوا اور نوبت یہان تک پہنچی کہ پادشاہزادہ
بھی سوار ہوا خانخانان نے شاہزادہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہاتھی پر سوار کھڑے رہین جب تک
کہ ہماری جانفشانی کی خبر پہنچے۔ غنیم نے شاہزادہ اور خانخانان کی سواری کی خبر سنکر
اور نشانون کو دیکھ کر کچھ اونٹون کو مار ڈالا کچھ اونٹون کی رسیان جنسے بوجھ
بندھا ہوا تھا توڑ کر اپنی ساتھ لیا اور فرار کیا اور چند فیل اور لگر لوٹ سکے اونٹ او

تین مہینے رہا۔ ۲۳ ربیع الاول کو لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷ کو کشتی سے
اتر کر تخت رواں پر کہ بادشاہ کا مخترع تھا سوار ہوا انیچہ میں کہ اسلام خان کی جاگیر
میں تھا آیا اس پرگنہ میں ایک پرانا معبد تھا اسکو بادشاہ نے ڈھوایا اور پرگنہ مذکور
کا نام اسلام آباد رکھا اسلام خان کو حکم ہوا کہ یہاں خوب عمارتیں اور مرغوب نشیمن
بنائے۔ ۷ ربیع الثانی سنہ ۲۲ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چوالیسواں
سال ختم ہو کے پینتالیسواں شروع ہوا۔ ۲۷ ربیع الثانی کو بادشاہ بھنبر میں کہ کشمیر کی
نتہاے کوہستان ہے منزل ہوئی جگنناتھ کلاونت نے اپنے ہندوی دوہرے
سنا کر بادشاہ کو ایسا خوش کیا کہ وہ زر سے تولا گیا اور چار ہزار پانسو روپئے
انعام دئیے گئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھنبر کے مسلمان فقط کلمہ پڑھتے ہیں اور
اسکے معنے بھی نہیں سمجھتے اسلام کی رسم وراہ سے بےخبر ہیں اور ہنود کو بیٹی دیتے
ہیں اور ان سے لیتے ہیں ہندو کی دختر کو مرنے کے بعد مسلمان زمین میں گاڑتے ہیں
اور مسلمان کی لڑکی کو مرنے کے بعد ہندو جلاتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جس
ہندو کے گھر میں مسلمہ ہو اگر وہ ہندو مسلمان ہو جائے تو عورت کا نکاح اس سے نئے
سر تو کیا جاے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مومنہ کو اس سے جدا کریں یہاں کا
زمیندار جو ایسے کاموں کو کرتا تھا مسلمان ہو گیا راجہ دولتمند اسکا خطاب ہوا
یہاں کی یہ رسم اوٹھ گئی۔ سرکار خاصہ سے قاضی و معلم مقرر ہوئے کہ احکام شرعیہ
اور آداب عبادت کی تعلیم کریں۔ جب بادشاہ حوالی گجرات پنجاب میں آیا تو وہاں
قصبے کے مشائخ و سادات نے استغاثہ کیا کہ بعض ہنود مسلمان عورتوں کو اپنے تصرف
میں رکھتے ہیں اور کئی مسجدوں کو اپنی عمارت بنالیا ہے اس لئے شیخ محمود گجراتی
مقرر ہوا کہ تحقیق و ثبوت کے بعد مسلمان عورتوں کو ہنود کے تصرف سے نکالے۔ اور
انکی عمارات اور مساجد کو جدا کرے۔ اُس نے حکم مذکور کے مطابق عمل کیا سترہ مسلمہ
کنیز مومنہ کو ہنود کے تصرف سے نکالا اور مسجدیں پرہیزگاروں کو سپرد کیا

کہ خانخانان اور خاندوران خان دونو سردار صاحب اعتبہ تھے انکے درمیان نفاق ہوا۔ خاندوران خان مین بڑا اوچھاپن تھا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ مین نے خانخانان کو اجل کے پنجہ سے چھڑایا ہے اور اسکی آبرو بچائی ہے روز بروز مادہ نزاع بڑھتا جاتا تھا خانخانان سپاہ سے سخت سلوک کرتا تھا اس سبب سے وہ بھی اسکی شاکی تھی خانخانان جو تدبیر و منصوبہ کرتا تھا اسکی خبر مخالفون کو ہوجاتی تھی وہ اسکے مدافعہ مین کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے قلعہ کی تسخیر مین اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ہرچند کوچہ سلامت اور نقب آگے بڑھائے جاتے تھے محصور مین اُن پر مطلع ہو جاتے تھے انکی خرابی مین اندر سے کوشش کرتے تھے باوجودیکہ ایک طرف برج بارہ اڑایا مگر اہل قلعہ نے اسکی باروت اندر سے جُدا کی کچھ فائدہ اس سے نہ ہوا اور ہیمہ و کاہ کی کمی سے لشکر مین بڑی تنگی ہوئی سواری اور باربرداری کے چوپاے بے علفی اور دشمنون کی تاخت سے بہت تلف ہوئے اسواسطے خانخانان کی مصلحت سے قلعہ کے نیچے سے شاہزادہ برہان پور کو روانہ ہوا۔ سات مہینے محاصرہ رہا اوایل ماہ ذی حجہ مین محاصرہ چھوڑا گیا اس عرصہ مین بہت آدمی اور جانور ضائع ہوئے۔ برہان پور کی راہ مین غنیم قصبہ سے دوبارہ نمودار ہوا۔ اور بہت ہاتھ پانو اُس نے مارے دونو طرف ایک جمع کثیر قتل ہوئی دکنی اپنے مکان مین گئے۔ جب بادشاہ کو محمد شجاع کے ناکام پھرنے کی خبر ہوئی تو بادشاہزادہ اور خانخانان اور اسکے ہمراہی مغضوب ہوئے اور حضور مین طلب ہوئے۔

کشمیر مین بادشاہ باغون کی سیر کرتا رہا۔ ۱۲ ربیع الاول کو میلاد کی مجلس و تنخواہ مین خاص عام کے لئے ترتیب دی کشمیر کے علماء و فضلاء و صلحاء و حفاظ کو خلعت مرحمت کئے۔ مدد معاش مین زمین و یومیہ مقرر کیا۔ بارہ ہزار روپیہ برسم معہود ہر سال عنایت کئے۔ خوب کھانے کھلائے اور شربت پلائے کشمیر مین بادشاہ

اور دہ دو حصون مین منقسم ہوُن ایک حصہ کا بالاگھاٹ اور دوسرا حصہ کا پایان گھاٹ نام
رکھا جاے صوبہ داری بالاگھاٹ مین کل دکن ہو جسمین سرکار دولت آباد مع احمد نگر و پٹن و
بیر و جالناپور جنیر و سنگمنیر و فتح آباد مع توابع و مضافات : اور کچھ محال برار و تمام ملک
تلنگانہ ہون اور جمع اسکی ایک ارب بیس کرور دام ہو اور وہ خان زمان پسر خانخانان کو
تفویض ہو ـ صوبہ داری پایان گھاٹ مین تمام خاندیس و اکثر ولایت برار ہون اور
جمع اسکی ۹۲ کرور دام ہو وہ خاندوران کو جو صوبہ مالوہ کا نظم کرتا تھا مفوض کی جاے
۱۰۴۲ کو تربیت خان جو نذر محمد خان والی بلخ کی خدمت مین سفیر بن کر گیا تھا پادشاہ
کی خدمت مین آیا اور پیشکش مین ایک قرآن شریف دیا جو اسکو بلخ مین ہاتھ لگا تھا ـ وہ
شاد ملک قاسم بنت سلطان محمد مرزا ابن جہانگیر مرزا ابن حضرت صاحب قران کے ہاتھ کا
خط ریحان مین بکمال حسن و لطافت سے لکھا ہوا تھا اور بسم اللہ کی بے سے تمت کے
میم تک یک قلم لکھا تھا اور اسکے خاتمہ مین بیگم نے اپنا نسب نامہ خط رقاع مین چند
سطرون مین نہایت خوش خط لکھا تھا ـ پادشاہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور
اپنے کتب خانہ خاص مین اسکو رکھا ـ
سوم شعبان کو جشن وزن قمری برج دولتخانہ لاہور مین ہوا ـ جب خانخانان
آنجہانی ہوا اور خاندوران خان مالوہ سے بالاگھاٹ کی صوبہ داری مین پہنچا
تو دکنیون نے میدان خالی دیکھا اور نظام الملکی سپاہ جو باقی رہی تھی اپنے
ساتھ لیا اور نواحی دولت آباد جسکی قلعہ داری مرتضیٰ خان کو سپرد تھی تاخت
و تاراج شروع کی اس اثناء مین خاندوران خان مالوہ سے برہانپور
مین آیا مفسدونکی سزا کے لئے ظفر نگر مین آیا پھر تین روز بعد کھرکی مین مفسد
اس آنے کی خبر سنکر دولت آباد سے رامدوہ کو راہی ہوئے جب خاندوران
خان رامدوہ مین آیا تو وہ سیوگانو مین چلے گئے ـ آخر رفرہ مین خاندوران
یہان آیا اور لشکر کی صف بندی کی تو مخالف لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے ـ

لیکی ایک مسجدون کو جو ہنود کی زیر عمارت تھین انکو جدا کیا اور ہنود سے جرمانہ لیکر
انکو تعمیر کرایا۔ بعض ہنود نے قرآن شریف کا استخفاف کیا تھا انکو بعد ثبوت گردن مارا پھر
بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ولایت پنجاب مین جس جگہ یہ صورت ہوئی ہو اسکو مہمات
شرعی کے متکفل تحقیق کرین۔ اس طرح بہت سی عورتین ہندوؤن کے قبضہ سے نکلین
اور انکا نکاح مسلمانون سے ہوا۔ اور چار سو ہندو اپنی بیویون کی خاطر مسلمان
ہو گئے اور سات مسجدین ہنود کے تصرف سے نکلین اور تین بت خانے مسمار ہوئے
اور انکی جگہ مسجدین بنائی گئین ۲۸ جمادی الاول کو باپ کی درشت خوئی اور
آزار جوئی سے خان زمان باپ سے جدا ہو کر بادشاہ کی خدمت مین آیا
اور اسی تاریخ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان خانخانان اپنے مرض کہنہ
بھگندر سے جسکو عربی مین ناسور کہتے ہین مر گیا۔ یہ مرض اسکا بڑا رفیق تھا معتمد خان
نے یہ تاریخ لکھی ہے (زمانہ آرام گرفت) اسکا قدیمی نام زمانہ بیگ تھا۔
خاندوران خان صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ بالاگھاٹ مین جائے اور جبتک
کوئی صوبہ دار مقرر ہو یہان کی خبرداری کرے۔

سال ہشتم جلوس سنہ ۱۰۴۴ ۱۶۳۴ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۴ھ کو جلوس کا آٹھوان سال شروع ہوا پانچوین کو بادشاہ
لاہور مین آیا۔ سرکار بیجاگڑہ و سرکار مندربارہ اور بعض محال سرکار ہنڈیہ کے جو دریائے
نربدہ کے اسطرف تھے اور برہان پور سے نزدیک تھے۔ یہ سب صوبہ مالوہ مین داخل
تھے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ محال مذکورہ مالوہ سے دور ہین اسلئے وہ خاندیس کے
توابع مین داخل ہون اور باقی محال ہنڈیہ جو دریائے نربدہ کے اس جانب
ہین وہ بدستور قدیم مضافات مالوہ مین داخل رہین پہلے ولایت خاندیس و برار
و دکن جنمین ایک صوبہ دار انتظام کرتا تھا اب دو صوبہ دار مقرر ہوا کرین

آسیر آسانی سے چلنے لگے - یہان سے چلکر بالگھمین بندیلہ رتن پور کے استیصال کا
قصد کیا - وہ قلعہ تنبوتھر کا سر سواری فتح ہوتا دیکھ چکا تھا اسنے راجہ امر سنگھ کی
معرفت اطاعت اختیار کی اور دو لاکھ روپیہ نو فیل پیشکش مین دیئے -

بادشاہ نے ۲۰ رمضان کو اسلام خان کو سات ہزار سوار اور بہت سے امرا کو
ساتھ کرکے جمنا پار کے متمردون کی سرکوبی کے لئے متعین کیا تھا اور مقرب خان
دکنی جاگیردار سنبھل کو بھی انکے ساتھ کیا تھا - وہ بھی ۳۰ رمضان کو بادشاہ کی
خدمت مین آئے - انہون نے جمنا کے وار پار کے سرکشون کو مارا - قریب ہزار کے
مفسد بے سر و بے پا کیے گئے اور انکے عیال و اطفال و مویشی کو گرفتار کیا اور اُن کی [illegible]
جائون کو مسمار کر دیا -

غرہ شوال ۱۰۴۴ھ کو جشن نوروزی ہوا - ۳ فروری کی تاریخ نجومیون نے آفتاب کے حمل
مین داخل ہونے کی مقرر کی تھی اسلئے جشن نوروزی یہین گھاٹ پر ہوا - عید کے اور
نوروز کے ایک دن ہونے سے شادمانی پر شادمانی ہوئی - حسب دستور
کارپردازان سلطنت ایوان دولتخانہ خاص و عام دار الخلافہ کی تزئین کے لیے
مامور ہوئے اول انہون نے اسکی مخمل و زربفت کی کہ گجرات کے صنعت گرون اور
ہنروَرون نے بنائی تھی اور اسمین طرح طرح کی صنعتین کین تھین اور ایک لاکھ روپیہ
مین تیار ہوئی تھی - ایوان چہل ستون کی پیشگاہ مین زرین اور سیمین ستونون کے
استادہ ہو گئی - اور اسکے اطراف مین زربفت و مخمل کے شامیانے چاندی سونے
کے ستونون پر تانے - پھر زمین پر زرین بساط اور رنگین فرش بچھائے گئے
اور سپیکے نیچے ایک مربع چبوترہ بنایا گیا اور اسکے چارون ضلعون پر ایک محجر زرین
نصب ہوا اور اسکے عین وسط مین تخت طاؤس (جسکا حال آگے بیان ہوگا)
رکھا گیا - اور تخت کی چتر مرصع جنمین موتیون کی لڑیان لگی ہوئی تھین لگائے
گئے اور در و دیوار و سقف و جدار و طاق اور خاص و عام کے احاطون کی اطراف

غرض یون ہی مفسد آگے آگے اور لشکر شاہی پیچھے پیچھے پڑا پھرا- ایک جگہہ دونون مین لڑائی ہوئی
لشکر شاہی نے فتح پائی اور انسے غلہ کے آٹھ ہزار بیل اور چند بیل جنپر ہتھیار اور بان
لدے ہوئے تھے لوٹ لئے اور تین ہزار آدمی اسیر کیئے- خاندوران خان نے
غنائم کہ لشکر مین قسمت کیا اور وہ احمد نگر مین آیا خان زمان بالاگھاٹ مین آگیا
خاندوران خان برہان پور مین اپنے علاقہ مین چلا آیا لاہور سے ۷ شعبان کو
بادشاہ اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا اور ۱۵ رمضان کو دہلی مین آیا اور یہان
سے ۲۲ کو اکبرآباد روانہ ہوا ۳۰ کو جمنا کے گھاٹ پر ان منازل مین فروکش ہوا
جنکے بنانے کا حکم دیا تھا- داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا- اسکا نام بادشاہ نے
سلیمان شکوہ رکھا- اتفاق حسنہ سے اس نام کی ایک بار تکرار سے یعنی سلیمان شکوہ
سلیمان شکوہ سے ایک مصرعہ تاریخ ولادت موزون ہوتا ہے- یہین عبداللہ خان
فیروز جنگ صوبہ دار بہار بھی آیا اسکو بادشاہ نے رتن پور کے زمیندار کی تنبیہ کے
لئے بھیجا تھا اُس نے یہان کے مرزبان بابو لچھمن کو اور اس نواح کے اور زمینداروں
کو اور غنائم کو جو اس یورش مین ہاتھ آئی تھین بادشاہ کے روبرو پیش کیا-
اس مہم مین خان مذکور سے جو تردداتِ ظہور مین آئے لکھے جاتے ہین کتل بھانکی
مین کہ رتن پور سے سات کروہ ہے- عبداللہ خان بہادر پہنچا تو راجہ امر سنگھ زمیندار
باندھو اپنے جمعیت کے ساتھ اُس سے ملا- جب اس کتل پر لشکر شاہی چڑھا تو یہان کے
زمینداروں نے تیر و تفنگ چلا کر روکا- عبداللہ خان نے انکو مار کر ہٹا دیا وہ بھاگ
کر قلعہ تینوتھر مین متحصن ہوئے- جو کتل کے شمال رویہ جنگل مین بہت حصانت و متانت
رکھتا تھا اور یہ درختون کی کثرت سے ہوا کا گذر مشکل سے ہوتا تھا خان نے اس قلعہ
کو سواری فتح کر لیا- اہل قلعہ کے اکثر عیال بھی لڑکر قتل ہوئے اور جن آدمیون
جو ہر نہ کیا وہ مقتول ہوئے اور انکے بیوی بچے قید ہوئے دو تین روز یہان
رہ کر خان نے سرکتل کو سبب سے لشکر کا گذر نا مشکل تھا ایسا ہموار کیا کہ توپ خانے دار

ایک لعل لاکھ روپیہ کا تھا کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر پاس زنبیل بیگ کے ہاتھ بھیجا تھا اور جہانگیر نے شاہجہان کو دکن کی فتح کی جلدو مین دیا تھا۔ اول نام اسمین صاحب قران میرزا شاہرخ و مرزا الغ بیگ کا منقوش تھا پھر شاہ عباس کا اس کے بعد جہانگیر و اکبر کا اسکے بعد شاہجہان کا اسکی تاریخ (سریر ہمایون صاحب قرانی) ہوئی۔ پادشاہ روز جمعہ کو دولتخانہ گھاٹ سے کشتی مین سوار ہو کر بارگاہ مین آیا اس تخت پر بارہ بجے جلوس کیا اور اپنی بخشش سے ایک خلقت کا جیب و دامان دولت سے بھر دیا شاہزادون اور امرا کو لاکھون روپئے نقد اور بیش بہا خلعت ملے دس ہزار خلعت عنایت کئے۔ طالب کلیم نے ایک قصیدہ لکھا جسکے صلہ مین وہ سونے سے تولا گیا اور اسکے ہموزن روپیہ پانچہزار پانسو اسکو دیا گیا چوبیس لاکھ روپئے کی نذرین گذرین

نجابت خان فوجدار دامن کوہ ولایت پنجاب نے عرضداشت مین گذارش کیا کہ اگر سری نگر کی مہم بندہ کو مفوض ہو اور دو ہزار سوار کمک کے لئے معین ہون تو مین دامان کوہ کے زمیندارون کو ہمراہ لیکر وہان کے مرزبان سے شائستہ پیشکش لون اگر وہ زر دوستی و عافیت دشمنی سے اسکے ادا مین تعلل کرے تو اسکا ملک تاخت و تاراج کرلون۔ حسب التماس اسکے مہم مذکور اسکو مفوض ہوئی اور دو ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجے گئے۔ وہ اس کمک کے پہنچنے پر غنیم کے ملک مین آیا اول قلعہ شیر گڈھ کو سرسواری فتح کیا یہ قلعہ زمیندار سری نگر نے اپنی ولایت کی سرحد پر جمنا کے کنارہ پر مشرف دریائے سرمور پر بنایا تھا اور ایک جماعت کو وہان اسلئے رکھتا تھا کہ فرصت کے وقت بادشاہی ملک مین آنکر زیردستون پر زبردستی کرے سرمور وہ پہاڑ ہے جہان سے دار الخلافہ اکبرآباد مین اسفندار سے خرداد تک برف کشتی مین آتی تھی بعد اسکے جمار کا ہی کو تھوڑے تردد مین فتح کر لیا اور اسے زمیندار سرمور کو حوالہ کیا جو بادشاہی لشکر کے ساتھ تھا اور دو تنخواہی کرتا تھا و حصن کو راس سے پہلے تعلق رکھتا تھا اور زمیندار سری نگر نے اسکو زبردستی سے لے لیا تھا۔ زمیندار سرمور نے عرض کیا کہ قلعہ بیرات بھی مجھ سے

اور نقارخانہ کی عمارت اور ہر دروازہ کے پیش طاق جنکی تزئین کے متعلق شاہزادے
تھے ان سب کو ہر دیار کے اقمشۂ نفیسہ مخمل طلاباف و نقرہ باف و زربفت ایرانی و
دیبای رومی سے منڈھا اور سب جگہ اس مجلس مین سونے کے مرصع کار ظروف ترتیب
پر ستونوں اور سدتون سے جواہر خانے مین طرح طرح کے جواہر جمع ہوتے جاتے تھے
آغاز جلوس مین بادشاہ کی دل مین آئی کہ ان تحائف عجیبہ کے حاصل کرنے سے اور
ان نفائس غریبہ کے حفاظت کرنے سے کچھ حاصل اسکے سوا نہین ہے کہ زیب و زینت کی
نمائش ہو بس انکو ایسے کام مین لانا چاہیئے کہ تماشائی بھی ان بحر و کان کے نتائج
سے بہرہ ور ہوون اور کارگاہ سلطنت کو بھی فروغ تازہ ہو اُس نے حکم دیا کہ جواہر
خاصہ کے سوا کہ جو اہر خانہ محل معلی مین از قسم لعل و یاقوت و الماس و مروارید و زمرد قیمتی
دو کرور روپیہ کے ہین اور جواہر کہ خان زمان کی تحویل سے باہر ہین وہ میری نظر
کے سامنے لائے جائین۔ انمین سے بیش قیمت جواہر وزن مین پچاس ہزار مثقال قیمتی
اسی لاکھ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب کئے اور بے بدل خان داروغہ زرگری
خانہ کو حوالہ فرمائے کہ وہ ایک لاکھ تولے سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیہ کا لیکر ایک تخت بنائے
جسکا طول سوا تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز شاہی ہو اور وہ جواہر
مذکورہ سے مرصع ہو اور یہ مقرر کیا کہ اسکی چھت اندر کی طرف سے کچھ مینا کار کچھ مرصع
ہو اور باہر کی طرف لعل و یاقوت وغیرہ سے مرصع و مغرق ہو اور یہ چھت بارہ زمردین
ستونون پر قائم ہو اور اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع بنائے جائین اور ان دو مورون
کے درمیان ایک درخت لعل و الماس زمرد و مروارید سے مرصع لگایا جائے اور چڑھنے کے
لئے نردبان کے تین پائے جواہر آبدار سے مرصع بنائے جائین غرض ایسا تخت سات
سال مین تیار ہوا اور ایک کرور روپیہ اسمین خرچ ہوا گیارہ تختے جواہر سے مرصع اس
تخت کے گرد پر تکیہ لگانے کے لئے لگائے گئے بیچ کا تختہ جسپر بادشاہ تکیہ لگاکر
بیٹھتا تھا دس لاکھ روپئے قیمت رکھتا تھا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے ہوئے تھے ان میں سے

تا مقصد کی آمد و شد بھی دشوار ہوئی برسات کے آنے تک ڈیڑھ مہینہ اسکو قریب میں گذار دیا
ایک دام و درم نہ بھیجا - نجابت خان پیشکش کے انتظار میں بیٹھا رہا - غلہ کے نہ پہنچنے سے
لشکر کا حال روز بروز تباہ ہوتا گیا - روپیہ سیر اناج بکنے لگا - رات دن مینھ
برسنے لگا - ہر طرف پانی کا دریا بہنے لگا - فاقوں کے مارے جانوروں اور آدمیوں کا
دم نکلنے لگا - جہاں کہیں بادشاہی تھانے تھے غنیم مخالف بلائے ناگہان کی طرح
آتے اور انکے غزو کو ڈھاتے نوبت یہان تک آئی کہ نجابت خان نے اپنے ہمسر مصلحین
کے ساتھ جان بچا کر لے جانے کو غنیمت جانا اور اس تہلکہ سے نکلنے کی فکر و تدبیر کرنے لگا
اس ضمن میں خبر آئی کہ گوجر جسکو قلعہ میں چھوڑا تھا جمعیت کثیر کے ساتھ مارا گیا اور راہوں
کے سروں پر بہت سے پیادے و سوار بیٹھے ہیں اور انہوں نے راہوں کو بند کر
رکھا ہے - حاصل کلام یہ ہے کہ نجابت خان تمام لشکر و توپخانہ و اسباب تزک و
کارخانے برباد کرکے خود ہزار دشواری سے تغیر وضع کر کے چند معدود آدمیوں
کے ساتھ جان بر ہوا اور اسنے نجات پائی - آدمیوں کے عیال و ناموس مخالفوں
کی تیغ خونفشان سے ڈر کر غار اور درختوں کے جھنڈوں میں جا کر چھپے تھے وہ اس
دیار کے آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے اس سردار ناآزمودہ کار کی
بے تدبیری سے لشکر کو ایسا زخم پہنچا - اگر خرد دوربین و رائے صواب گزین سے
بہرہ رکھتا اور ابتدائے کار میں انتہائے امور پر نظر ڈالتا اور سر رشتہ تدبیر کو ہاتھ
سے نہ دیتا - اگر فتح نہ ہوتی ہمراہی تو نہ ہلاک ہوتے جب بادشاہ کو اسکی
خبر ہوئی تو جاگیر و منصب بدل کر اسکی تنبیہ کی اور مرزا خان بن شاہ نواز خان
ولد عبدالرحیم خان خانان کو دامن کوہ کی جاگیر اور فوجداری تفویض کی -

بادشاہ نے رجب سال دوم میں جھجار سنگھ بندیلہ کے جرائم کو معاف کیا تھا
اور دکن میں تعین کیا تھا اسنے ایک مدت کے بعد مہابت خان خان خانان
ناظم مملکت دکن سے رخصت لی اور اپنے بیٹے بکرماجیت مخاطب بہ جگراج کو

زبردستی زمیندار سری نگر نے چھین لیا ہے اگر مجھے کمک ملے تو مین اس قلعہ کو فتح کرلون
نجابت خان نے اسکو کمک دی - کمک نے جاکر قلعہ فتح کرلیا اور زمیندار سرمور کے
آدمیون کو سپرد کرکے معاودت کی - نجابت خان کالپی سے قلعہ سانتور مین آیا
اسکے تین طرف گھرا پانی تھا اسکو غلبہ کرکے مخالفون سے لے لیا چلنو زمیندار مکھن پور کو نو
سوارون اور ہزار پیادون کے قریب دیکر اسکی حراست سپرد کی اور خود آگے
بڑھکر گنگا کے کنارہ تک تصرف کیا جب ہردوار کے قریب گنگا پار اترا تو اسکو معلوم ہوا
کہ کتل تلدو جو سری نگر کے پہاڑون کے نشیب مین واقع ہے اور بہت آدمی جمع
ہین اور اس ملک مین آنے کی راہ کو گچ و سنگ سے مسدود کیا ہے اور تفنگچی اسکی
پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے ہین اس نے گوجر گھالیاری اور دیسنگہ راٹھور کو اس
دیوار کی محافظت کے لیئے چھوڑا اور خود کتل پر آیا گو مخالفون کی کثرت تھی اور وہ تیر و
تفنگ چھوڑتے تھے مگر لشکر شاہی نے دیوار کو جو سد راہ تھی توڑکر ایک جمع کثیر کو مقید کرلیا -
اور بہت جد و کد کرکے کتل سے گذرا اور گوجر کو مع احمال و اثقال کے اپنے پاس بلا لیا
اور کتل کے نیچے دائرہ کیا - دوسرے روز سری نگر سے بیس کوس پر پہنچا تو مرزبان
ان پے در پے دستبردون سے ہراسان ہوا اپنا وکیل زبان دان نجابت خان
پاس بھیجا اور پادشاہ کو دس لاکھ روپیہ پیشکش اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نجابت خان
کو دینے پر صلح چاہی - نجابت خان ناتجربہ کار تھا بغیر اسکے کہ بندوبست و احتیاج
ضروری سے خاطر جمعی کرے صلح ان شرائط پر قبول کرلی کہ جس وقت زر مذکور
ادا کیا جائے اور تا حصول زر وکیل یہین رہے وکیل نے سونے کے آلات و چاندی
کے ظروف کچھ جواہر جو اپنے ساتھ ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کے لایا تھا نذر دیئے اور
باقی روپیہ کے ادا کرنے کے لیئے اسنے دو مفلوک فقیر بے نام و نشان کو لباس
فاخرہ پہنا کر اپنی عوض مین جبتک زر موعود ادا ہو سرکار ناکردہ کار مین گرو رکھے اور
خود صحرا کی راہ لی اور غلہ کی رسد بند کرنے کے لیئے راہون کو ایسا مسدود کیا کہ

اور پرگنہ دھامونی مین باپ سے ملحق ہوا - اللہ ویردی خان صوبہ دار مالوہ کو توفیق نہ ہوئی
کہ وہ اسکا تعاقب کرتا اسنے خاندوران کے ساتھ بھی ہمراہی نہین کی - جب بادشاہ
کو یہ خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار تین سردارون کی سرکردگی مین اس مہم کی انجام کے
لئے مقرر کئے ایک سردار عبد اللہ خان تھا اور دوم سید خانجہان سوم خاندوران
جو کہ برجیت کے تعاقب کے بعد مالوہ مین حکم کے انتظار مین ٹھیرا ہوا تھا - صوبہ مالوہ
مین بدستور سابق خاندوران خان صوبہ دار مقرر ہوا - صوبہ برہان پور اور
کو دیا گیا - بالا گھاٹ کا ضمیمہ برار بنا کے خان زمان کو دیا گیا - جب جھجھار سنگھ کو
ان فوجون کی روانگی کی خبر ہوئی تو اسنے اپنا وکیل بادشاہ پاس بھیجا اور
خانخانان آصف خان کو اپنا شفیع جرائم بنایا اور بادشاہ سے ایک آدمی کو
طلب کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے بادشاہ پاس لیجاے - بادشاہ نے سندر کب راے کو جو
پائے تخت کے شعرا مین سے تھا بسبب ہم جنسی کے اس پاس بھیجا اور ارشاد کیا
کہ اگر وہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے بادشاہی آدمیون کو دیدے اور سرکار
(دبیا تون) بعوض چوراگڈھ کے چھوڑ دے اور خود اپنی جمعیت کے ساتھ خانزمان کے
پاس بالا گھاٹ جاے اور اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس بھیجے تو اسکے قصور معاف
ہو سکتے ہین اور عبد اللہ خان فیروز جنگ و سید خانجہان و خاندوران خان کے
نام احکام جاری ہوئے کہ جہان وہ پہنچے ہون وہین جبتک توقف کرین کہ
سندر کب پاس سے اگر جھجھار سنگھ حکم شاہی نہ مانے تو قلعہ اورگڈھ کو فتح کرکے اسکی راجگی و
ریاست قوم بندیلہ کی راجہ دیبی سنگھ کو دیجاے جسکے باپ دادا پہلے سے یہ ریاست
رکھتے تھے اور جہانگیر نے ابو الفضل کے قتل کرنے کے صلہ مین نرسنگھ دیو کو مرحمت کی
تھی - جب سندر کب حکم شاہی کی تبلیغ کے لئے جھجھار سنگھ پاس آیا تو اسکو معلوم
ہوا کہ وہ اپنی رصانت قلاع و انبوہی جنگل و وسعت ملک و فزونی مال اور اور
اسباب کی فراوانی پر مغرور ہو کر خود سری کرتا ہے تو اسنے وہان سے

مع جمعیت کے اپنا قائم مقام کیا اور خود اپنے وطن کو آیا اور اُس نے بھیم نراین زمیندار
ولایت گڈھہ پر فوج کشی کی اور عہد و پیمان کرکے چوراگڈھ (جبل پور سے ۷۰
میل پر مغرب مین ہے) سے بلایا۔ یہ قلعہ اس ولایت مین حاکم نشین تھا۔ عہد
پیمان کے رشتہ کو توڑکر اسکو مع توابعین کے قتل کرڈالا اور اسکے قلعہ پر مع توابع و
اسکے خزانہ و نقد و جنس پر متصرف ہوا اس وقت بھیم نراین کا بیٹا بادشاہ کی خدمت
مین خاندوران خان کے ساتھ پیشکش لیکے آیا ہوا تھا وہ جب اس ماجرے پر مطلع ہوا
تو اسنے بادشاہ سے حقیقت عرض کی۔ بادشاہ نے سندر کب رائے کے ہاتھ
جھجہار سنگہ پاس فرمان بھیجا کہ بغیر ہمارے حکم کے تو نے بھیم نراین کا اور اسکے بھائی بندون
کا خون کیا اور ولایت گڈھہ پر تصرف کیا۔ اب تیرا سود کار اسی مین ہے کہ ولایت
مذکور کو بادشاہی آدمیون کو سپرد کرے اور اگر اسکو وہ اپنی اقطاع مین
لینا چاہتا ہے تو اپنی جاگیر کے حوالی مین اسکی عوض مین ملک دیدے اور بھیم نراین کے
روپیے مین سے دس لاکھہ روپیہ درگاہ والا مین ارسال کرے۔ اس فرمان کے پہنچنے
سے پہلے اسکو وکیل کے لکھنے سے یہ حال معلوم ہوگیا تھا اسنے اپنے بیٹے بکرماجیت
جو خان زمان کے ساتھ بالاگھاٹ مین تھا اشارہ کیا کہ وہان سے بھاگ کر جلد
وطن مین آئے وہ بمجرد اطلاع کے راہی ہوا۔ برہان پور مین خانہ دوران خان
کو جو پایین گھاٹ کی صوبہ داری کرتا تھا معلوم ہوا کہ خان زمان صوبہ دار
بالاگھاٹ بکرماجیت کا تعاقب نہین کرسکا تو وہ برہان پور سے بہت سے
امیرون کو ساتھ لیکر ایلغار کرکے پانچ روز مین مقام اشتہ مین کہ مضافات
صوبہ مالوہ مین ہے (اشتہ بھوپال کی جنوب و مغرب مین ساٹھہ میل پر ہے) پہنچا اور
یہان مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ عجیب دو خورد ہوئی۔ طرفین کے اکثر ہمراہی کشتہ و
زخمی ہوئے۔ اور بکرماجیت دو زخم کھا کر جنگل اور پہاڑون مین ایسی غیر متعارف راہون
سے گیا کہ سواے اس سرزمین کے رہنے والون کے کوئی اُن کو نہین جانتا تھا

بھیجدیا۔ یہ قلعہ اُسکے باپ نے برا میں بنایا تھا اسکی شرقی و شمالی و جنوبی جانب مین بڑی
گھیری جر تھی کہ یہان نقب و کوچہ سلامت کسی صورت سے نہین تیار ہو سکتے تھے۔
اسکی غربی جانب کہ ہموار تھی بیس گز گہری خندق کھودکر اسکو جرون سے ملا دیا تھا
پھرا وندچھہ اپنے آدمیون کو سپرد کرکے خود بکرماجیت اور منتسبون کو لیکر اس طرف
روانہ ہوا۔ بادشاہی سردار یہ خبر سنکر قلعہ اوندچھہ پاس آئے مورچلون کو درست کیا
اور ۲۶ رجمادی الاولی کو زینے وکمند لگاکے دیوار حصار پر چڑھ گئے۔ اہل قلعہ ڈرکر دوسری
طرف سے فرار ہوئے۔ بادشاہی لشکر حصار مین آیا اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ اور
سردارون نے آنکر تکبیر و اذان کہوائی اور استمرار دولت شاہی کی فاتحہ پڑھوائی۔
ایک روز یہان قیام ہوا۔ راجہ دیبی سنگھ کو جسکو بادشاہ نے اوندچھہ اور اسکے مضافات
عنایت کیئے تھے یہ سپرد کیئے اور قلعہ کی کنجی بادشاہ پاس بھیجی اور شاہزادہ
اورنگ زیب کو اس فتح کا مژدہ بھیجا۔ چوتھی کو دریای ست دھارہ سے جس کے
کنارہ پر قصبہ اوندچھہ واقع تھا لشکر شاہی عبور کرکے جہجہار سنگھ کے تعاقب مین گیا ۱۲ ربیع
دھاموتی سے ۳ کروہ پر لشکر شاہی آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ جہجہار سنگھ جو یہان آیا تھا
اُس نے یہان سے اپنے عیال اور مال کو قلعہ چوراگڈھہ مین بھیجا ہے جسکی استواری پر اسکو
اعتماد تھا۔ حصار دھاموتی کے گرد عمارات کو ڈھا دیا ہے اور زنتائی کو اس قلعہ کی
حراست سپرد کی ہے اور خود پرگنہ گھتوا کو جو چوراگڈھہ کی سمت مین ہے چلا گیا ہے کہ
اگر قلعہ دھاموتی کو بادشاہی لشکر فتح کرلے تو وہ چوراگڈھہ چلا جاے لشکر شاہی
درختون کو کاٹتا قلعہ دھاموتی کے نواحی مین آیا۔ مورچال لگانے اور نقب کھودنے
مین کوشش کی۔ ہر چند یہ سرزمین سنگلاخ ایسی سخت تھی کہ سوائے آہن فولاد کے اسکے
پتھرون مین کوئی کام نہین کرسکتا تھا لیکن بادشاہی آدمیون نے ہمت کرکے
محصورون کو تھوڑے دنون مین تنگ کیا۔ باوجودیکہ وہ توپ و تفنگ و حقہ آتش و
بان و سود و سو من کے پتھرون کے مارنے مین کمی نہین کرتے تھے اور لشکر شاہی کے

مراجعت کرکے اپنا دیدہ و شنیدہ حال پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے تینوں
سرداروں کے نام منشور جاری کئے کہ ججھار سنگھ کے استیصال میں کوشش کریں اور
اس خیال سے کہ مبادا سرداران مذکور مراتب قرب و منزلت و مدارج خدمت
پر نظر کرکے ایک دوسرے کی رائے سے سرتابی کریں اور آپس میں موافقت کی
بجائے مخالفت کریں۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو ۱۵ ربیع الثانی کو کل لشکر
کی سرداری سپرد کی۔ فوجوں کے سردار بعد برسات کے ختم ہونے کے نواحی
بھاندیر میں آپس میں ملے۔ پہلے اس سے کہ شاہزادہ آئے وہ قلعہ اوندچھہ سے
تین کوس پر پہنچے۔ یہ ایک مکان مطبوع سیر حاصل تھا اور یہ پرگنہ جہانگیر نے
نرسنگھ دیو پدر ججھار سنگھ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے جلدو میں دیا تھا۔

ججھار سنگھ کے قلعوں اور دفینوں کا ہاتھ آنا اور اسکا شکست پانا اور اسکے سر کا کٹ کر آنا۔

اس نے یہاں اپنا وطن بنایا تھا۔ کئی ہزار بیلدار و تبردار اشجار کو کاٹتے اور
دشوار گذار راہ ہموار کرتے تو ہر روز پادشاہی لشکر کا آدھ کوس کوچ ہوتا
ججھار سنگھ نے پانچہزار سوار اور برقنداز قلعہ اوندچھہ میں متعین کئے تھے
سوار و پیادے مقرر کئے تھے کہ داہنے بائیں طرف سے پادشاہی لشکر کے
سد راہ ہوں وہ درختوں کی پناہ میں اور غاروں کے گوشوں میں بیٹھ کر تیر و
تفنگ لشکر شاہی پر چلاتے اور انکو زخمی و کشتہ کرتے اور خود بھی مارے
جاتے۔ لشکر شاہی اس طرح مسافت کو قطع کرکے ۲۹ ربیع الثانی کو حوالی موضع
کھیروالی میں آیا جو اوندچھہ سے ایک کروہ پر تھا اور مخالفوں نے اسکو نبردگاہ
قرار دیا تھا اس اثناء میں راجہ دیبی سنگھ نے خاندوران خان کے ہراول کو
لے کر کوہچہ کھیروالی دشمنوں سے چھین لیا اور ایک جماعت کو دستگیر کرکے
خاندوران خان کے روبرو لایا۔ جب حوالی اوندچھہ کو لشکر شاہی نے
لے لیا تو ججھار سنگھ کو ہراس در خوف پیدا ہوا تو اسنے اپنے اہل و عیال منسوبوں
کو دواب اور کچھہ زر سرخ و سفید کے ساتھ اوندچھہ سے نکالا اور قلعہ دھامونی

پہنچا کہ صبح کے انتظار مین حصار سے باہر کھڑا تھا اسمین زیادہ تر آدمی امر سنگھ
ولد راجہ پچم سنگہ کے تھے وہ اور دو سو گھوڑے فنا ہوئے قلعہ کا نقد و جنس ضبط ہو کر
ایک معتمد کو سپرد ہوا- دوسرے روز خبر آئی کہ ہیمہ و علف کے لئے ایک گروہ جنگل مین گیا
تھا اسکو ایک چاہ ملا ہے جسمین جھجھار سنگہ نے اپنا زر دفن کیا تھا- خاندوران خان نے
جاکر ایسے ہی مین چاہ اور دریافت کئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ ہاتھ لگا اور خزانہ شاہی
مین داخل ہوا اس سے یہ تحقیق ہو گیا کہ جھجھار سنگہ نے اپنی دولت جنگل مین کنوؤن
مین دفن کی ہے اب لشکر شاہی کو خبر لگی کہ جھجھار سنگہ شاہ پور مین ہے جو چوراگڈھ
سے دو کوس پر ہے اور زمیندار دیوگڈھ پاس آدمی بھیجا ہے اور منتظر ہے کہ اگر وہ
وعدہ کرے تو اسکے ملک مین ہو کر دکن کو بھاگ جائے اور اس ضمن مین اسنے چوراگڈھ
کی قلعہ داری کا اسباب تیار کیا ہے- بادشاہ کے حکم کے موافق خانجہان تو ولایت
مفتوحہ کی تنسیق کے لئے اور دفائن کی تفتیش کے واسطے یہان ٹھیرا اور عبداللہ خان
بہادر فیروز جنگ اور خاندوران خان مع کل امراء کے ۲۵ کو شاہ پور کی طرف راہی
ہوئے ان دنون مین جھجھار سنگہ پاس خبر آئی کہ زمیندار دیوگڈھ فوت ہوا اور
فوج شاہی سر پر آئی تو اسنے قلعہ چوراگڈھ کی توپون کو توڑا اور جو اسباب
وہان تھا اسے جلایا اور حصار کے اندر جو راجہ بھیم نراین کی بنائی ہوئی عمارات
تھین انکو باروت سے اڑایا اور رات کو دیوگڈھ کی طرف روانہ ہوا عبداللہ خان
و خاندوران خان یہ خبر سنکر قلعہ شاہ پور و چوراگڈھ مین جو متصل تھے گئے- اور
اور اسباب بقیۃ النار کو ضبط کیا اور بتخانون کے کوٹھون پر چڑھ کر اذان دی
اور بادشاہ کی عمر کی درازی کے لئے دعا کی- قلعہ کو معتبر آدمیون کو حوالہ کیا اور
پانچ سو پیادے تفنگچی قلعہ کی پاسبانی کے لئے چھوڑے- تبہ کریلی کے چودھری نے
خاندوران خان پاس آنکر اطلاع دی کہ جھجھار سنگہ دو ہزار کے قریب سوار
اور چار ہزار پیادے لیکر ساٹھ نر مادہ فیل اور بیس چھتنال جنمین سے بعض پر زر نقد

ہوا تھا اسکو معلوم ہوا کہ جھجھار سنگہ نے اپنے عیال اور خزانہ اور آٹھہ ہاتھیون کو اپنے
بیٹون اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا اور اپنے معتمد کے ساتھ
اور ایک اور جماعت کو گلکنڈہ کی جانب روانہ کیا ہے۔ فیروز جنگ و خاندوران
بہادر خان کو جو باوجود عارضہ جسمانی کے لوازم جانفشانی بجا لاتا تھا اور
محمود بیگ خوافی دیوان فوج فیروز جنگ کو اسباب غنیمت کی حفاظت کے لئے چھوڑا
اور خود ایک گروہ کے ساتھ تعاقب مین گئے اگرچہ مخالفون نے اپنی راہ غلط
بتلانے مین کوشش کی مگر افواج شاہی نے جس طرف وہ گئے تھے اسکا سراغ
لگا لیا ہرچند یہ خبر آئی کہ مخالفون نے نبرد گاہ کے شمالی جنگل مین خزانے کے
دس ہاتھی چھوڑے ہین مگر سران لشکر شاہی نے غنیم کو فرصت نہ دی اور خود
انکی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بہادر بیگ اور محمود بیگ خوافی کو حکم بھیجدیا کہ ہاتھیون
کو زر سمیت پکڑ لین۔ اس دن تیس کوس لشکر چل چکا تھا اول تعب گھوڑون
کی آسودگی کے لیئے آرام کیا اور پھر آدھی رات کے بعد سوار ہوئے۔ اور
مفسدون کے قتل کے لئے کمر باندھی اس حال مین معلوم ہوا کہ اودے بھان نے
اپنے ہاتھون مین چھہ ہاتھی مغالطہ دینے کے لیئے گلکنڈہ کی راہ سے چاندہ
بھیجے ہین اور جن دو ہاتھیون پر عورتین اور بچے سوار تھے انکو ساتھ لیکر وہ
گلکنڈہ چلا جاتا ہے لشکر شاہی نے فیلان مذکور کا کچھہ خیال نہ کیا وہ گلکنڈہ
کی طرف چلے اور اتفاقاً فیروز جنگ کے تابینون کا ایک گروہ پیچھے آتا تھا
اس نے ان چھہ ہاتھیون کو مع اسباب کے پکڑ لیا فوج شاہی کو پانچ چھہ کوس
چل کر دشمن کی سپاہ نمودار ہوئی۔ خاندوران خان نے اپنے بڑے بیٹے
سید محمد کو سرداروں اور پانچ سو مغلون کے ساتھ بھیجا لشکر شاہی نے جا کر
مخالفون کو جوہر (جیوہر) کرنے کی بھی فرصت نہ دی کہ اسکے موافق ....
عورتون کو مار کر مرتے انہون نے رانی پاربتی زن کلان راجہ نرسنگہ دیو

وطلائی نقرہ آلات لیے ہوئے ہیں اور بعض بہ عیال اسکے سوار ہیں ہمراہ لئیے ہوئے جاتا
ہے۔ گرانی اسباب کے سبب سے وہ ہر روز چار کروہ کونڈی چلتا ہے جو آٹھ کروہ
رسمی کے برابر ہیں وہ پندرہ روز پہلے چل چکا تھا کہ بادشاہی آدمیوں نے بیس
کوس روز چلنا شروع کیا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی منزلیں طی کرتا ہوا چلا
آتا تھا اور سرداروں اور سوانح نگاروں کی تحریروں سے قلعوں و ملک کی
تسخیر کی اور بندیلوں کے غارت ہونے کی خبریں سنکر بادشاہ کو مطلع کرتا
تھا۔ شاہزادہ اور عبداللہ خان کے سپاہیوں میں فاصلہ بہت تھا شاہزادہ
نے دھاموتی میں آرام طلبی کے لئے چند روز توقف کیا۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ
اور خاندوران خان سرحد ملک چاندہ میں پہونچے۔ یہاں اسکو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ
چار کروہ آگے جاکر اترا ہے سورج نکلنے سے پہلے وہ اسکی تلاش کے لئے روانہ ہوئے
اور ایک پہر دن چڑھے اسکی منزلگاہ پر پہنچے تو خبر ملی کہ وہ بادشاہی فوج
کی خبر سنکر راتوں رات بھاگ گیا فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا اور آفتاب کے
غروب ہونے تک چالیس کوس مسافت طے کی۔ لشکر کے کچھ گھوڑوں کے نعل گر گئے
تھے کچھ گھوڑے تھک گئے تھے دو پہر تک توقف کیا۔ پھر برق و باد کی طرح چلے
دوپہر گذری تھی کہ فیروز جنگ کے قراولوں نے خبر بھیجی کہ غنیم آگے جاتا ہے۔
فیروز جنگ نے تفنگچی و تیراندازوں کے ایک گروہ کو قراولوں کی کمک کے لئے
تعین کیا۔ قراولوں کی کمک پہنچنے کے بعد تعاقب کیا۔ نیک نام عم بہادر ایک
جماعت کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جھجھار سنگھ اس سے لڑا۔ نیک نام مع سات
آدمیوں کے قتل ہوا۔ مادھو سنگھ ولد راؤ رتن نے دشمن پر حملہ کر کے بھگا دیا۔
ان دنوں میں بہادر خان سے خاندوران خان ملا۔ دونوں نے جھجھار سنگھ و
بکرماجیت پر حملہ کیا۔ یہ کچھ لڑے پھر توپ و نقارہ و چار فیل و نوشتہ چھوڑ کر بھاگے
اور اس نواحی کے درخت زار میں پناہ لی لشکر شاہی ان کے تجسس میں لگا

بپادشاہ جہان اس سفر مبارکباد + غرہ شعبان کو بادشاہ سیہور کی نواحی مین جہان
کہ ہادر بیگ ججھار سنگہ اور بکرماجیت کا سر لایا۔ بادشاہ کے حکم سے یہ سر سرائے
سیہور کے دروازہ پر لٹکائے گئے۔ نرسنگہ دیو پدر ججھار سنگہ نے اس ملک سے
درخت زار ون مین دشوار گذار جگہون مین کنوئین کھودکر زرسے آگندہ کئے تھے کہ حوادث
روزگار مین اسکے فرزندون کے کام آئین اسپر سوا اسکے اور اسکے دو راز دار خدمتگار
کے کوئی واقف نہ تھا۔ ججھار سنگہ نے انکی افزائش مین کوشش کی بعد اسکے مارے
جانے کے اسکے خزانون کا ایک کرور روپیہ بادشاہی خزانہ مین داخل ہوا اور ولایت
جسکا محاصل پچاس لاکھ روپیہ تھا بادشاہ کے ہاتھ آئی جب لشکر شاہی چاندہ
کی سرحد پر پہنچا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اس ولایت کے زمیندار کے پاس سے کہ گونڈون
کے زمینداروں کا سرآمد ہے پیشکش لیکر مراجعت کرے اُس نے سنگرام مرزبان
کنور کو اس طرف روانہ کیا اُس نے وہان جاکر وعدہ وعید کے کلمات سنائے
کے پانے پانچ لاکھ روپیہ پیشکش کے لیئے اور ایک لاکھ روپیہ اولیاء دولت کو دیا
اور وعدہ کیا کہ ہر سال بادشاہ کی پیشکش مین پندرہ ہاتھی اور پانچ ہتنیان بھیجا
کرونگا یا انکی عوض مین اسّی ہزار روپیہ نقد خزانہ مین داخل کرونگا۔
۲۳ جمادی الثانی کو بادشاہ اوندچھہ مین آیا اورنگ زیب اسکی بہت تعریف لکھی تھی
اور ۲۱ کو بادشاہ نے مخلص خان و کرمست خان کو حصار جھانسی کی فتح کے لیئے روانہ
کیا۔ بندیل کھنڈ مین یہ قلعہ نہایت مضبوط پہاڑ پر واقع ہے اور اسکے گرد درختون کا
جنگل ہے اور ججھار سنگہ کا معتمد بسنت نام اوسکی حراست کرتا تھا اور انکو یہ حکم
بھی دیا کہ لوگ کہتے ہین کہ یہان خزانے بہت دبے ہوئے ہین انکی بھی جستجو کرنی

سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ
۱۶۳۵

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۵ھ کو جلوس کا نوان سال شروع ہوا۔

دو زخم جمدھر کے لگائے اور اور عورتون اور لڑکون کو پیکان و شمشیر و جمدھر مار کر بھاگ گئی
پادشاہی لشکر نے مخالفون کے آدمی مارے خاندوران خان نے آنکر درگ بھان
پسر جھجھار و درجن سال ولد بکرماجیت کو اسیر کیا مصرعہ۔
سر کشتی یا سر فرازان سر نگونی آوردہ کا مضمون ظاہر ہوا۔ اودے بھان اور
اسکا چھوٹا بھائی سیام دداکہ گلکنڈہ کو فرار ہوئے تھے کچھ دنون بعد گرفتار
ہوئے خان دوران خان کے اشارہ سے پادشاہی آدمیون نے رانی
پاربتی اور اور زخمی عورتون کو خاک سے اوٹھایا اور ان ہاتھیون کو پکڑا جنپر
اشرفیان اور مرصع آلات بار تھے اور غنائم فیروز جنگ پاس آئین لشکر کے
سردارون نے ایک تالاب پر آرام کیا کہ دواب کو آسائش ہو غنائم ضبط ہون
اور اموال کی جستجو ہو۔ جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے احوال کا تفحص ہو۔ اس
اثناء مین جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے قتل کی خبر آئی۔ وہ لشکر شاہی سے خوف
کھا کر اس نواحی کے جنگل مین جاکر چھپے تھے۔ وہان ایک گونڈ کے گروہ نے انکو
قتل کیا۔ خاندوران خان نے انکی لاشون کے پاس آکر انکے سر کٹوائے اور
یہ سر اور انکی انگوٹھیان پادشاہ پاس بھیجی گئین۔

اس مہم کا حال ہم نے مسلسل لکھدیا ہے۔ بیچ مین جو پادشاہ کا حال چھوٹ
گیا ہے اسے لکھتے ہین۔ ۱۰ ربیع الثانی کو ۱۰۴۵ سنہ کو جشن قمری وزن
ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ حقائق ملک کا خصوصاً
جو ملک نیا تسخیر ہو دریافت کرنا قواعد ملک داری و قوانین فرمان گذاری مین
داخل ہے اسلئے پادشاہ دولت آباد کو روانہ ہوا تا کہ اس قلعہ کی کیفیت معلوم
ہو اور فتنہ پردازون کی تادیب ہو اور نظام الملک کے سارے قلعے
حسب دلخواہ تسخیر ہون۔
۱۰ ربیع الثانی کو پادشاہ روانہ ہوا تھا جسکی تاریخ یہ ہوئی۔ مصرعہ

مدد کی جسنے نظام الملک کے بعض محال پر تصرف کیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا تو مکرمت خان
دیوان بیوتات کے ہاتھ عادلخان پاس بادشاہ نے فرمان بھیجا اور حکم دیا کہ وہ روبرو
ہوکر عادلخان کو مطلع کرے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گذاری سے وہ انحراف کریگا
اور پیشکش نہ ادا کریگا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے انہیں نہیں چھوڑیگا
اور ساہو جی کو اور نظام الملکیہ اوباشون کو جنکو اپنے ملک مین جگہ دے رکھی ہے یا
انکو نوکر رکھ چھوڑا ہے انکے نکالنے مین تساہل کریگا تو ہم لشکر بھیجینگے جو اسکے ملک و مال
کو تلف کریگا اور اس مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دےگا اور فرمان کا خلاصہ
یہ تھا۔ اول القاب تھا اسکے بعد یہ لکھا تھا کہ عادلخان بجلائل الطاف بادشاہانہ
و شرائف اعطاف شاہنشاہانہ مفتخر و مستظہر ہوکر جانے کہ عادلخان مرحوم (باپ
تمہارا) ہماری ساتھ اخلاص رکھتا تھا اور ہم بھی اس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تھے
تا دم مرگ اسنے کوئی تقصیر نہین کی۔ جو کچھ کیا اُس کے غلام ملک (عنبر) نے کیا اس
مرحوم کے ہاتھ مین استقلال و اختیار جیسا کہ معاملات مین ہونا چاہیئے نہ تھا۔ عنبر کے مرنے
کے بعد جو تمہاری عرائض آئین اُن سے تمہارا اخلاص و صدق اعتقاد و قبول اطاعت
و انقیاد ظاہر ہوتا تھا اور ابدولت بھی تمہاری اوپر نہایت عنایت و نہایت مرحمت
کرتے تھے اور عادلخان مرحوم پاس جو ملک تھا وہ دیدہ و دانستہ یہی تم کو مرحمت فرمایا
اور ہمارے دل مین ہے کہ جب تک تم دولتخواہ اور احکام بادشاہی کے مطیع ہو ہرگز
و مطلقا افواج شاہی تمہاری ملک کو کوئی ضرر نہ پہنچائین تمکو چاہیئے کہ ہماری عنایت
کی قدر کرکے ہمارے ساتھ سررشتہ اخلاص و بندگی کو مستحکم رکھو اور جو مریدی و دولتخواہی
و بندگی و اخلاص و اطاعت و انقیاد کے لوازم ہین انکو بجا لاؤ دولت آباد و احمدنگر جو
نظام الملک کے لاحق و سابق کی نشستگاہ تھی وہ ہمارے تصرف مین آگئے ہین اور
قلعہ گوالیار مین دونو نظام الملک مقید ہین تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپخانہ
اسکی ہمارے نوکرون پاس ہین۔ نظام الملک کے بعض محال مین جنیدا و باش مثل

دھم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھانسی کے حوالی میں جب بکرمت خان اور سپاہ شاہی
پہنچے اور قلعہ کی فتح کی تیاری کی تو قلعہ دار جو ججھار سنگھ کی طرف سے یہاں متعین تھا
اُسنے سپاہ شاہی سے ڈر کر پناہ مانگی۔ حصار اور بہت سی توپیں جنمیں دس بڑی
توپیں راجہ نرسنگھ پدر ججھار نے جمع کی تھیں مع بہت سی بارود اور سیسہ کے بکرمت خان
کو حوالہ کیں۔ پادشاہ اپنی رہ نوردی میں یہاں بھی آیا اور گردھر داس برادر راجہ
بیتھل داس کو قلعہ داری کی خدمت پر سرافراز کیا۔ ۱۸ ارکو پادشاہ دنیتہ میں آیا دنیتہ
دامن کوہ میں واقع ہے اسمین نرسنگھ دیو نے ایک ہفت منزلہ عمارت انہار و سبزہ زار
و اشجار بے خار پر مشرف بنائی تھی ۴۸×۴۸ زمین پر بنیاد رکھی تھی اس میں
پادشاہ گیا اور اسحق بیگ کو مقرر کیا کہ نواحی جنگل میں جہاں ججھار سنگھ کے
دفینوں کا پتا لگے انکو نکال کر ضبط کرے۔ اس نواحی کے چاہوں کے دفینوں سے
اسکو ۲۰ لاکھ روپیہ ہاتھ لگا یہ روپیہ اور جنگل دھامونی کے دفائن سے ۴۴
لاکھ روپیہ ہاتھ آیا تھا۔ یہ سب روپیہ ہاتھیوں پر لاد کر دار الخلافہ اکبرآباد کو روانہ ہوا
پادشاہ نے ۲۵ کو قلعہ اوندچھا اور اسکی عمارات کی سیر کی۔ یہاں نرسنگھ دیو نے
اپنے مکانات کے نزدیک ایک بت خانہ بلند و مضبوط بنایا تھا۔ وہ پادشاہ
کے حکم سے بالکل ڈھایا گیا قلعہ اوندچہ سنگ چینی کا بے گل و آب بنا ہے اور
کنگورے اسکے نہیں ہیں سلخ ماہ مذکور کو پادشاہ پرگنہ چھترہ میں تالاب سمندر ساگر
پر فروکش ہوا۔ تالاب کا دور آٹھ کروہ شاہی ہے اس پرگنہ میں نوسو قریے
ہیں ۳۳ تالاب چھوٹے بڑے ہیں اور ہر سال کا حاصل آٹھ لاکھ روپیہ ہے وہ پادشاہ
حکم سے خالصہ شریفہ میں داخل ہوا۔
دسویں شعبان کو دریاے نربدہ کے پار جشن شمسی وزن ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چوالیسواں
سال ختم ہوا اور پینتالیسواں شروع ہوا۔
عادل خان نے پادشاہ پاس پیشکش بھیجنے میں جو تین کھڑی کیں اور رساہو کی

قطب الملک بھی پادشاہ سے منحرف ہوگیا تھا پیشکش نہین بھیجتا تھا اور اپنے ملک
مین شاہ ایران کا خطبہ پڑھواتا تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا برملا کہواتا تھا
عبد اللطیف گجراتی کے ہاتھ قطب الملک پاس یہ فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے اول
القاب تھا پھر یہ لکھا کہ قطب الملک عنایات پادشاہانہ سے مستظہر ہوکر جانے کہ ہم
پر واجب ہے کہ جہان ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت
بیضا کو جاری کرین اور آثار ضلالت و بدعت کو محو کرین ہمنے سنا ہے کہ تمہارے
ملک مین علی رؤس الاشہاد اصحاب کبار پر تبرا ہوتا ہے اور تم اسکو منع
نہین کرتے اور ان اعمال بد کی سزا نہین دیتے اسلئے تمکو ہم حکم دیتے ہین کہ اپنے
ملک سے اس امر قبیح و فعل شنیع کو برطرف کرو اور جو بدبخت اس حرکت کا مرتکب
ہو اسکی سیاست کرو اور اگر یہ نہ کروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کرینگے اور اس ولایت
کے اہل و مال کو ہم اپنے لئے حلال جانینگے اور اسکا خون گرائینگے اور یہ بھی ہمسے
عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک مین تم خطبہ فرمانروائے ایران کے نام کا پڑھواتے
ہو تم ہمارے مرید ہونے کا دعوی کرتے ہو تو پھر فرمانروائے ایران کیطرف
رجوع کے کیا معنے ہین تمکو چاہیئے کہ آئندہ فرمانروائے ایران کا نام خطبہ
مین مذکور نہ کرو اور ہمارے نام کا خطبہ پڑھوایا کرو اور پیشکش کا روپیہ ادا کرو
جسکی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس فرمان کے ساتھ بھیجی گئی ہے ہم اپنا
ایک معتمد عبد اللطیف بھیجتے ہین کہ وہ تمکو بتلادے کہ سلطان محمد قطب الملک مرحوم
ہمارے ساتھ کیسا اخلاص و صدق اعتقاد رکھتا تھا جسکے سبب سے اسکا ملک تم کو
ہم عنایت کرتے ہین اگر تم دولتخواہی و اطاعت احکام پادشاہی کا طریقہ اختیار
کروگے اور سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے تو کوئی ضرر تم کو نہین پہنچایا جائیگا
جو کچھ تم کو عرض کرنا ہو وہ عبد اللطیف سے کہدینا اس فرمان مین جو کچھ تحریر ہے
اور جو کچھ زبانی ارشاد ہوا ہے اوسپر عمل کرو اور پیشکش کو اس طرح بھیجو کہ

سا ہو تمہاری حمایت کے سبب سے باقی رہے ہیں اگر تم اپنی بہبود چاہتے ہو تو چاہئے
کہ ان اوباشون کی حمایت سے باز رہو۔ جب سے ہمارا جلوس ہوا ہے تمنے پیشکش
نہین بھیجی ہے تمکو چاہیئے کہ اپنے باپ کی طرح پیشکش بھیجتے رہو۔ باوجودیکہ ہم نے
قلعہ شولاپورا اور اسکی محال متعلقہ اور محال کہ جسکی جمع نو لاکھ ہیں تھی تمہارے باپ سے
لیکر ملک عنبر کو دیدی تھی مگر اب ہم قلعہ شولاپورا اور اسکی محال متعلقہ تمکو عنایت کرتے
ہین اسلئے تم کو چاہیئے کہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر و بیشتر پیشکش بھیجو اور ہماری
خاطر کو جمع کرو اور یقین جانو کہ بعد اسکے اگر تم جادہ اخلاص و دولتخواہی و قبول
اطاعت و انقیاد احکام مین ثابت رہوگے تو عنایت و مرحمت کے سوا تمہارے ساتھ
کوئی اور کام نہ کرینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن برقرار و پایدار
رہیگا اس لئے ہم اپنے فدوی خاص مکرمت خان کو بھیجتے ہین اسکا گفتہ و کردہ
ہمکو منظور ہے وہ ساری ہماری باتین تمکو سمجھا دیگا اور قلعہ شولاپورا اور اس کی
محال متعلقہ اور ملک و نکو جسکی کل جمع نو لاکھ ہن ہے تمکو انکے عطا کرنے کا مژدہ
سُنا کر مسرور کریگا۔ تمکو چاہیئے کہ جو مقدمات وہ کہے اسکو قبول کرنا اور انکے
قبول کرنے کی عرضداشت اسکی ساتھ بھیجنا تو فرمان پر پنجہ
کا نشان کر کے ہم مرحمت کرین گے۔ تم مسرور و
مطمئن خاطر ہوگے پیشکش جو ہمنے مقرر کر دی ہے اس طرح بھیجو کہ وہ نوروز کو دیوانِ
عزت ہمارے سامنے پیش ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جاے مقام میں
امن رہنا چاہتے ہو اور آسیب لشکر سے محفوظ تو جو اس فرمان مین حکم ہوا اور
جو زبانی خان مذکور کو کہلا بھیجا ہے اسکو عمل مین لاؤ اور اگر جماعت ناعاقبت اندیش
کی باتون پر عمل کروگے تو جو کچھ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہوگا وہ تمہاری اعمال
کا نتیجہ ہوگا اور جو خلق کو آزار پہنچیگا اسکا وبال تمہاری گردن پر ہوگا فقط
ابیانہ پدرہ پر مقام ہنڈیہ مین تحریر ہوا۔

لگتا۔ پچاس لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا ملک گیا غرض اموال و خزانہ و ملک سب برباد گیا۔
باوجودیکہ قلعہ گوالیار مین نظام الملک مقید تھا مگر ساہو نے نظام الملک کے
خاندان مین سے ایک طفل مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر معرکہ آرائی کی دستاویز
بنایا اور لشکر جمع کر کے فرصت کے وقت مین اس ولایت کے دور و نزدیک محلون اور
محالات کو اپنے تصرف مین کیا۔ ملک مین شورش مچائی۔ رعایا کے مال و حال مین
تفرقہ ڈالا۔ خاندوران بہادر اور بہادر خان و خان زمان و شائستہ خان
کو مع چوبیس و شناس و کار طلب امیرون کے اٹھتالیس ہزار سوارون کے ساتھ ساہو
کے تنبیہ و تادیب کے لیئے مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر عادلخان ساہو کی
گوشمالی اور لشکر شاہی کی اعانت کرے تو اسکے ملک کو ضرر نہ پہنچایا جاے
ورنہ ولایت بیجاپور بھی تاخت و تاراج کی جاے۔ کل فوج مذکور مین سے
بیس ہزار سوار خان زمان کی سرداری مین تھے اور سید شجاعت خان کو و دریا خان
روہیلہ وغیرہ اسکی رفاقت مین تھے انکی فوج بندی کر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ احمد نگر
کی طرف سے جلد جا کر اول چارگونڈہ کو پامال کرین جو ساہو کا وطن ہے اور بعد
اسکے کوکن کی طرف سے جا کر اس ولایت کو اسکے تصرف سے نکالین۔ اور
شائستہ خان و الہ وردی خان کو اور اسکے ساتھ سید عبد الوہاب خاندیسی کو
قلعہ جنیر و ناسک اور اسکے توابع کی فتح کے لیئے متعین کیا۔ خاندوران کو حکم ہوا کہ
قندھار و ناندیر کو کہ بیجاپور اور گلکنڈہ کی سرحد گنی جاتی ہے استقامت
کر کے قلعہ اودگیر و اوسہ کو تسخیر کرے اور اسکے بعد ملک بیجاپور کی تاخت و
تاراج مین مشغول ہو۔ بادشاہ نے ان تینون سپاہ کے سردارون کو خلعت و
خنجر و شمشیر و جمدھر و اسپ و فیل سے سرفراز کر کے مرخص کیا اور خود قلعہ دولت آباد کی
سیر کو گیا۔
اوائل شوال مین شائستہ خان کی عرضداشت آئی کہ احمد خان نیازی کو

نوروز کو دولت آبادین وہ ہماری ساتھ پیش ہوا اور یقین جانو کہ اگر ان حکام کے جمول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے پیشکش روانہ درگاہ نہ ہوئی تو تمہارے ملک مین فوجین آئینگین پھر ملک و اہل ملک پر جو آفتین آئینگی وہ تمہاری اعمال کی نتائج ہونگین۔

ماہ شعبان کو ارباب احتیاج کو دس ہزار روپیہ مقررہ خیرات ہوا۔ دوسرے خاندوران خان آیا اور چاندہ سے جو پانچ لاکھ روپیہ لایا تھا وہ پیش کیا۔ اور بندیلون نے جو نذرین امراو شاہی کو بھیجی تھین وہ پیش کین اور جھجھار سنگہ کی عورتون کو اور اسکے بیٹے درگ بھان اور اسکے پوتے درجن سال کو قطب الملک پیش کیا بادشاہ نے درگ بھان اور درجن سال کو مسلمان کیا ایک کا نام اسلام قلی اور دوسرے کا نام علی قلی رکھا اور دونو کو فیروزخان ناظر کے حوالہ کیا۔ رانی پاربتی کے زخم کاری لگا تھا وہ مرگئی اور باقی عورتون کے زخم اچھے ہوگئے تھے انکو مسلمان کرکے محل کی پرستارون مین داخل کیا۔ قطب الملک نے جھجھار سنگہ کے بیٹے اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا کو اسیر کرکے بادشاہ پاس بھجوایا بادشاہ نے اودے بھان کے چھوٹے بھائی جو کم عمر تھا فیروزخان ناظر کے سپرد کیا اور باقی دو کو حکم دیا کہ اگر وہ اسلام قبول کرین تو رہا کئے جائین ورنہ قتل اِن دونو نے اسلام نہین قبول کیا اسلئے قتل ہوے۔ نرسنگہ دیو پسر بکرماجیت جو بہادر کے ساتھ بھاگ کر نکل گیا تھا دونو دستگیر ہوئے۔ نرسنگہ دیو مسلمان کیا گیا اور بہادر قتل ہوا۔ غرض نرسنگہ دیو کی اولاد کا تو یہ حال ہوا اور دولت و ملک کا حال یہ سنو کہ ایک کروڑ روپیہ کے قریب خزانہ شاہی مین داخل ہوا اور بہت سا روپیہ یون ضائع ہوا کہ جھجھار سنگہ فرار کی حالت مین راہ مین روپیہ اسلئے پھینکتا تھا کہ لشکر شاہی کی طرف متوجہ ہو تو اسکو کچھ فرصت ملے یہ روپیہ زمینداروں کو ہاتھ

روانہ ہوئے ہین۔ میر ابوالحسن و قاضی ابوسعید کو بھیجا اور وہ آصف خان کے وسیلہ سے
آستان بوس ہوئے اور عادلخان کا عجز و انکسار ظاہر کیا اور پیشکش پیش کی۔
جب مکرمت خان بادشاہ سے رخصت ہو کر بیجاپور مین آیا تو عادلخان نے
فرمان کا استقبال کیا اور مکرمت خان کو اعزاز کے ساتھ شہر مین لایا اگرچہ بادشاہی
سپاہ کے خوف کے مارے اس نے ظاہر مین جیسی کہ چاہیئے اظہار اطاعت و تقدیم خدمت
مین کوشش کی مگر اسکے اطوار سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ بر خلاف ظاہر مخالفون کی
خفیہ امداد کا رو یہ ہاتھ سے نہین دیتا۔ مکرمت خان نے جب بادشاہ سے یہ
حال معروض کیا تو بادشاہ نے ملک بیجاپور کے ویران اور پامال کرنے کے لیئے
لشکر تعین کیا اسکا انجام کار جو ہوا وہ زبان خامہ پر آئیگا۔
عبداللطیف حیدرآباد مین گیا تو قطب الملک نے فرمان کا استقبال کیا اور کمال
اظہار عقیدت و ارادت ظاہر کیا اور بڑے اعزاز سے سفیر کو شہر مین لایا۔
اور اسباب پیشکش کو مہیا کیا اور جمعہ کو جامع مسجد مین آیا۔ اور خطبہ مین اصحاب
کبار کے اسامی سامی داخل کیئے اور بادشاہ کا نام نامی شاہ ایران کے نام نامی
کے عوض مین پڑھوایا اور جب بادشاہ کا نام آیا تو چاندی سونے کے پھول نثار کیئے۔
اور شاہ جہان صاحبقرانی کے نام کا سکہ جاری کیا اور تازہ سکے روپے اشرفی کے
بادشاہ پاس بھیجے۔ اس زمانہ تک کسی قطب الملک نے ایسی اطاعت نہین کی تھی
کہ سنیون کے عقائد کے موافق خطبہ پڑھوایا ہو۔
بادشاہ نے سن رکھا تھا کہ قلعہ چاندا اور دھروپ کی سمت مین جتنے قلعے نظام الملکیہ
واقع ہین انمین سے چند قلعے ساہو نے لے لئے اور وہ قلعے بھوج بل نائک داری (
اہل دکن کی اصطلاح مین نائک داری قلعہ دار کو کہتے ہین) پاس اور چند اور قلعے مخالفون
کے پاس ہین اللہ وردی خان کو جو شائستہ خان کے ساتھ گیا تھا حکم ہوا کہ
شائستہ خان کی آٹھ ہزار سپاہ مین سے دو ہزار سپاہ لیکر وہ قلاع مذکور کو فتح کرے

وکوشش سے قلعہ رام سیج پادشاہی آدمیون کو ہاتھ آیا - پادشاہ کو تازہ خبر پہنچی
لگی کہ عادلخان بیجاپوری نے نفاق اختیار کیا اور اطاعت نہین کی - قلعہ دار ادوگیر
وادسہ کو مخفی روپیہ بھیجا اور قریب خان کو ان دونو حصار کی محافظت کے لیئے روانہ
کیا اور ساہو کو ستمال کر کے رندولہ خان کو انکی اعانت کے لیئے مقرر کیا - پادشاہ نے سپہدار خان
ورستم خان وغیرہ اور دس ہزار سوار خانجہان کے ساتھ کیئے اور خاندوران
خان کی کمک کے واسطے بیجاپور کی تاخت وتاراج کے لیئے روانہ کیئے اور
خان زمان خان اور تمام فوج کے سردارون کو حکم ہوا کہ ہرطرف سے تاخت و
تاراج کرتے ہوئے ملک بیجاپور کی سرحد مین داخل ہون اور ان لوگون
کو تنبیہ کرین جو عادلخان کے نامی سردارون مین سے ہو اور خفیہ یہ بھی حکم صادر
ہوا کہ اگر عادلخان اظہار اطاعت کرے تو تاخت وتاراج سے باز رہین اور
حضور کو اطلاع دین - شائستہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ
نلارک اور اسکی نواح کو صالح بیگ نظام الملکیہ نے پادشاہی آدمیون کو
حوالہ کیا اور ساہو کے آدمیون کو مقید کر کے بھیجدیا -

۱۲/ شوال ۱۰۴۵ھ کو جشن نوروز ہوا حاجی محمد خان قدسی نے پادشاہ کی
مدح مین ایک قصیدہ پڑھا اسکے صلہ مین پادشاہ نے سونے سے تلوایا اور مبلغ
وزن پانچہزار پانسو روپیہ اس کو مرحمت ہوئے اور درنگ خان کلاونت
بھی زر سے تولا گیا اور اسکو چار ہزار پانسو روپیئے ہموزن اسکے عطا ہوئے
ملا تقی فرستادہ قطب الملک نے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کی پیشکش نذر کی
اور نوروز کا تہنیت نامہ پیش کیا - روز نوروز سے روز شرف تک بیس
لاکھ روپیئے کی نذرین پیش ہوئین اور دس لاکھ روپئے کی منظور ہوئین
جنمین سے یمین الدولہ کی پانچ لاکھ روپیہ کی نذر تھی عادلخان نے پادشاہی
سپاہیون کی روانگی کا حال سنکر کہ وہ بیجاپور کی تاخت وتاراج کے لیئے

پاسبان قلعہ بادشاہی متواتر فتوحات کو سنکر ہراسان ہوا اور افواج شاہی کی تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر اللہ وردی خان کے پاس اپنا آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر ایک لاکھ روپیہ وجہ انعام مین اور منصب و جاگیر لائق مرحمت ہو تو قلعہ بے محنت پیکار او لیاء دولت کو حوالہ کرتا ہون۔ برسات کا موسم سر پر آگیا تھا۔ بادشاہ سے اسکی ملتمسات کی منظوری

بنگالی اور جھوٹ جیسل کو

قلعہ حوالہ کرنے کے بعد منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اس نے ۲۵ محرم کو یہ قلعہ اللہ وردی خان کو سپرد کر دیا

شائستہ خان نوروز سے دو روز پیشتر سنگمنیر مین آیا اور اُس کے پرگنون کو بسر سا ہوا اور مخالفون کے تصرف سے نکالا اور تمام سرکشون کو اس ولایت سے باہر کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ وہ ناسک کو روانہ ہوئی تو شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو یہان کی تھانہ داری پر مقرر کیا کہ یہان کی رعایا کو کوئی زحمت نہ پہنچے اور احمد خان نیازی کو ڈندوری مین اور احداد ہمند کو انکولہ مین بھیجا کہ وہ یہان کے پرگنون کا انتظام کرین اور کسانون اور رعیت کو جمع کرین جو سرکشون کے جور و ستم سے اور لشکر شاہی کی ہیبت سے پراگندہ ہوگئے ہین اور انکی تسلی کرکے زراعت مین سرگرمی کرین اور تھانجات کو مستحکم کرکے اسمین سعی کرین کہ ان محال مین کوئی اختلال نہ پڑے۔ شیخ فرید کے آتے ہی ناسک سے مخالف کوکن کو چلے گئے۔

شائستہ خان کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے یمین الدولہ کے تابینون کو سرگروہ باقر کو پندرہ سو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ جنیر کی سرکار کا انتظام کرے اور سرکشون کی تادیب۔ ان دنون مین شائستہ خان پاس بادشاہ کا فرمان آیا کہ اب سنگمنیر اور اسکے توابع کے انتظام سے خاطر جمع ہوئی اور نواحی احمد نگر خالی ہے جلد ان حدود مین جائے وہ حکم کے بموجب بلا توقف احمد نگر کو راہی ہوا اثناء راہ نوردی مین باقر کے نوشتے سے معلوم ہوا کہ وہ بسر

حکم کے موافق اللہ وردی خان قلعہ دھرپ کی طرف راہی ہوا حصار چاندوہ کے نیچے آیا
یہ قلعہ متانت مین مشہور تھا پہاڑ پر واقع تھا بہت جد وجہد سے ۱۶ شوال کو اس کو فتح
کیا اسکی کنجیان بادشاہ پاس بھیجین یہان کے گردن کشون نے اپنی جان و مال کو
معرض زوال مین جانکر اطاعت اختیار کی۔ اول کنہیرراؤ قلعہ دار انجرائی نے زنہار کی
اور اللہ وردی خان پاس آیا اور ۱۹ شوال کو بادشاہی آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا۔
اللہ وردی خان نے اور قلعہ دارون کی استمالت کے لئے کنہیرراؤ کے لئے دو ہزاری ذات
و ہزار سوار کا منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری کے لئے عرض کیا
بادشاہ نے اسے منظور کیا۔ اللہ وردی خان یہان ایک جماعت کو حفاظت کے لئے چھوڑکر
حصار کانجنہ و ناجنہ کے تسخیر کے لئے روانہ ہوا کہ وہ قلعہ دار دھرپ سے تعلق رکھتے تھے انکو
چارون طرف سے محاصرہ کیا اور مورچے جمائے اور ایک ہی دفعہ سب طرف سے حملہ کیا باوجودیکہ
تفنگ و بان و سنگہا کلان حصار پر سے آرہے تھے مگر بادشاہی بہادرون نے دیوار
کے نیچے اپنے تئین پہنچایا اہل قلعہ بتنگ ہوئے۔ کنہیرراؤ قلعہ دار انجرائی نے اہل قلعہ کو
پیغام دیا کہ اگر بادشاہی آدمیون کو حصار حوالہ کرو تو مین تمہاری رستگاری کا
متکفل ہوتا ہون۔ اہل قلعہ نے قلعہ حوالہ کرکے اپنا پیچھا چھڑایا۔ یہ دونو قلعہ کانجنہ ناجنہ
بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آئے اور ایسے ہی رولہ و جولہ و اھنونت و کول و بوسرا
و اچلا گڑا و تین قلعے اس سرزمین کے جنمین سے ہر ایک پہاڑ کے اوپر تھا لشکر شاہی نے
آسانی سے تسخیر کر لئے حصن راجہ بیر نظام الملک کی ایک جماعت پاس تھا۔ فوج
شاہی نے اسکا دو مہینے تک محاصرہ رکھا اسکی محافظت مین قلعہ نشینون نے بہت
سعی و کوشش کی اور وہ قلعہ انجرائی سے زیادہ مستحکم تھا اواسط محرم مین وہ مفتوح ہوا
اور نظام الملک کے خویش و عزیز اسیر ہوئے۔ اللہ وردی خان ان قلعون کی
فتح سے فارغ ہوکر حصار دھرپ کی حوالی مین آیا اس بارہ مین وہ استحکام اور
ارتفاع مین بہت مشہور تھا اسکی تسخیر پر کمر ہمت چست کی۔ بھوجبل

خاندوران خان جب قندھار مین آیا تو اُس لئے حکم شاہی کے مطابق
قلعہ ادھہ اور دگیر کی تسخیر کے لیئے ہمت کرکے حرکت کی اور منزلین اس طرح طی کین
کہ رسد کی نگہبانی کے لیئے جابجا۔ تھانے بٹھائے کہ وہ مخذالعون
کی دست اندازی سے محفوظ رہے وہ حصار دگیر سے ایک کروہ پر آیا تھا کہ
بادشاہ کا یہ فرمان آیا کہ عادل اوامر شاہی کے قبول کرنے مین اور پیش کش کے
ارسال کرنے مین حیلے حوالے کرتا ہے۔ سید خان جہان ایک فوج کے ساتھ متعین ہوا
ہے کہ شولاپور کی سمت سے اور خان زمان اندالپور کی طرف ملک بیجاپور
مین جاکر نہب اور غارت کرے اسلئے تمکو چاہیئے کہ بیدر کی جانب سے روانہ
ہوکر اسکے حدود کو ویران کرو۔ خان دوران بہادر نے احمال و اثقال
لشکر کو ایک جماعت کے حوالہ کیا کہ وہ گھوڑون کے دُبلے ہونے کے سبب سے
ہمراہ جانے کی قوت نہین رکھتی تھی اور آب و ذخیرہ پر اسکو چھوڑا شب نوروز
کی اوائل مین سوار ہوا اور پانچ گھڑی دن چڑھے قصبہ کلیان مین آیا
پاس ولایت کی محال سب سے زیادہ آباد تھی قصبے کے آدمیون کو لشکر شاہی
کی کچھ خبر نہ تھی اس کے دو ہزار آدمی لشکر شاہی نے مار ڈالے اور
ایک جماعت کو اسیر کیا بہت مال و اسباب مواشی ہاتھ لگے یہان سے نراین پور مین لشکر
شاہی آیا اس قصبہ سے ڈیڑھ کوس پر گدہ مال تجارت سے مالا مال تھا یہان کے رہنے والے جان آبرو کی
باہر جانے کو مقدم جانتے تھے لشکر شاہی نے یہان بھی کلیانی کی طرح آدمیون کو قتل و غارت و اسیر کیا کوئی سوار و پیادہ
نہ تھا جو اس لوٹ مین کامیاب نہ ہوا بلکہ غنیمت کے بہت مال و انبار
کی وجہ سے ہر سوار اور پیادہ کو زیادہ بوجھ کے پھینکنے سے اپنے تئین ہلکا
کرنا پڑا باوجود اسکے پھر بھی انکے پاس ایسا بھاری اسباب تھا کہ ایک دو
کروہ سے زیادہ نہین چلسکتے تھے۔ رات تو انھون نے راہ مین گذاری اور
صبحکو اسباب تاراج کو قیدی دولتمندون کے سر پر رکھ کے مرحلہ کیا

ساہو کے قدموں کے نشان پر گیا جو کوکن کے نشان پر جاتا تھا۔ جنیر میں باغی تھوڑے باقی رہے تھے۔ اسلئے امین الدولہ کے پانچ سو تا بینون کو بسرداری سید علی اکبر (اکبر علی) بخاری جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جا کر شہر پر متصرف ہوئے اور ساہو کے آدمیون کو نکال دیا۔ ماہولی مین سرکشون کے ہونے کی خبر سن کر باقر انکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا اس وقت پسر ساہو اپنے باپ پاس جاتا تھا جو حوالی چار کونڈہ مین تھا اسنے یہان آخر ایک گروہ کو ساتھ لیا اور حصار جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہان اسکے عیال تھے۔ جب وہ جنیر کے نزدیک آیا تو بادشاہی آدمیون نے اُسسے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ طرفین سے ایک جماعت مقتول و مجروح ہوئی۔ اس ماجری سے شائستہ خان نے واقف ہو کر سات سو سوار کمک کے لئے بھیجے مخالفون نے راہ روک کر چاہا کہ اس کمک کو نہ پہنچنے دین مگر بادشاہی سوار اپنی شجاعت سے شہر مین آئے اور متفق ہو کر شہر بند کو مستحکم کیا اور مخالفون کو شہر مین نہ آنے دیا اور پیہم اسطرح اپنے گھر جانے کی اور اپنی عسرت کی زیادتی کی اور آذوقہ کی کمی کی اور کاہ ہیمہ کی نایابی کی خبرین شائستہ خان پاس بھیجین خان مذکور نے باوجودیکہ کومکیون اور تابینون کو اطراف مین بھیج رکھا تھا اور تھوڑے آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بہت جلد جنیر مین آیا اور مخالفون کو مغلوب کر کے دریای بھونرا تک بھگایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا اور جنیر کے ساتھ بھی احسن جنیر کمال متین تھا اور اس قدر جمعیت سپاہ سے اسکی تسخیر میسر نہین ہو سکتی تھی۔ اس لئے شائستہ خان نے باقر کو کوکن سے طلب کیا اور شہر و ولایت جنیر کی محافظت اسکے سپرد کی سنگمیز و جنیر کی اپنی مضافات کے سترہ پرگنون سمیت دو کرور سات لاکھ دام جمع تھی اسکو تھوڑے دنون مین ممالک محروسہ مین داخل کر لیا اور بادشاہ کے حکم سے وہ ۵ ذی الحجہ کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

دستہ دستہ فوج دکن نمودار ہوئی۔ ہر طرف سے بہادروں کے گھوڑے
دوڑنے لگے طرفین نے داد مردانگی دی۔ ہر ساعت غنیم کی فوج زیادہ ہوتی
سخت لڑائی ہوتی۔ بہت سرداروں کے سرزمین پر خاک و خون سے آغشتہ ہوتی
ہر لحظہ عرصہ دار و گیر زیادہ گرم ہوتا گیا اور مردوں کی ہای وہو اور کوس کی
دھوں دھوں نے ایک غلغلہ ڈالدیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی۔ طرفین سے
تردد نمایاں و کارزار رستمانہ ظہور مین آئی۔ آخر کوشش و کوشش کے بعد فوج
دکن نے راہ فرار اختیار کی۔ بادشاہی فوج نے تعاقب کیا اور بیجاپور سے دس
بارہ کوس پرہ وہ لوٹتی مارتی فیروزآباد مین آئی اسی ضمن مین مکرمت خان
کا نوشتہ آیا کہ بیجاپوریوں نے تالاب شاہ پور کے کنارہ کو توڑ ڈالا ہے۔
باہر کے لشکر کے لئے صرف اسی تالاب کا پانی میسر ہو سکتا تھا اور باہر کی آدمیوں
کو اندر بلا لیا ہے اور برج و بارہ کے بندوبست مین مشغول ہین۔ بیجاپور سے چند
کروہ تک ذخیرہ و کاہ و غلہ و آب نایاب ہوگئے ہین اس خبر کو خاندوران نے
سنکر بیجاپور کی طرف جانے کا ارادہ فسخ کیا اور اطراف کو پامال لشکر کیا نواح گلبرگہ
و شولاپور کو مع ان دو قصبوں کے لوٹا اور مال و اسباب بیحساب ہاتھ آیا سے
قطب الملک کی سرحد تک ملک کو ویران اور بیچراغ کیا اس وقت حضور کا حکم
پہنچا کہ عادلخان نے بعد از خرابی بصرہ کی مثل کو اپنا مصداق بنایا ملا ابوالحسن و
قاضی ابوسعید کو اطاعت نامہ و تحفون کے ساتھ حضور مین بھیجا اور عفو جرائم کی
التماس کی ہے اب تم اسکے ملک کی تاخت و تاراج سے ہاتھ اٹھا کو

ہر چہ دانا کند کند نادان ۔ لیک بعد از حصول رسوائی

خاندوران خان نے حکم شاہی پر عمل کیا اور قلعہ اوسہ و اودگر کی تسخیر کی
طرف متوجہ ہوا یہ دونو قلعے نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے۔
۲۶ شوال کو سید خان جہان قلعہ سرادھون مین کہ بیجاپور کی سرراہ تھا پہنچا

ہوئے اور موضع بھالکی مین آئے یہ بہ نسبت اور آبادیون کے نزدیک تھی۔ پہر کو یہان
بلایا اور اسکا تکیہ گاہ بنایا۔ اطراف سے غلے اور ہیمہ و کاہ کے گنج اس قدر جمع کئے کہ
ایک ہفتہ تک آدمی اور چارپائے انکے ڈھونے سے عاجز ہو گئے بعد اسکے جریدہ سوار ہو
کی محمد آباد اور بیدر کی طرف مین مکنا تہہ مین بیدر سے دو کوس پر آئے جہان
آبادی نظر آتی ایک پلک مارنے مین وہ لشکریون کی دست خوش ہوتی جہان کی
تاخت کرتے آبادی کا نشان نہ چھوڑتے جس مکان مین جاتے ساری چیزون کے
ذخیرون کو لے لیتے عورتون پاس کپڑا بدن ڈھانکنے تک نہ چھوڑتے تین چار
روز مین پچاس آباد قصبہ و دہات بالکل لٹ گئے ساحل آب بنجرہ پر دواب کی
آسودگی کے لیے ایک مقام کیا دو تین روز بعد خاندوران خان پھر بھالکی مین آیا
اس ضمن مین بیجاپور کے سردار بہلول خان و یاقوت خان و خیریت خان و
رندولہ جو افواج شاہی کے مقابلے کے لئے بیجاپور سے مامور ہوئے تھے۔ برابر ہو کر
بیدر کے نزدیک منزل گزین ہوئے۔ جو ہین لشکر دکن کے سپاہی نمودار ہوئے
راجہ جیسنگھ ہراول فوج نے اسکا مقابلہ کیا۔ بہت زد و خورد کے بعد بہت دکنیون نے
فرار اختیار کیا۔ لشکر بادشاہی یہان سے کوچ کرکے لوٹ کے مال اور قیدیون
اور پہیر اور ایک کارآزما جماعت کو ناندیر روانہ کیا اور فوج شاہی نے نواح بیجاپور کی
تاخت و تاراج کے لئے سواری کی۔ جہان یہ فوج گئی اوسنے آبادی کو ویرانہ
بنایا۔ غنیم کی فوج کبھی کبھی سرراہ صورت دکھاتی اور شوخی کرتی اور آدمیون اور
گھوڑون کو ضائع کرتی اور اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو تلوار و سنان کی
دھارون تلے لاتی اور برق کردار فرار کرتی۔ لشکر بادشاہی گلبرگہ سے گذر کر
قصبہ ہیرا پور مین آیا یہ آباد قصبہ تجارت کے مال سے بھرا تھا طرفۃ العین تباہ و
خاک سیاہ ہوا جنس اقمشہ و طلا و نقرہ و زر مسکوک مع اسیرون کے بہت لشکر
کے ہاتھ لگے دوسرے روز کنار آب بہنورہ پر ہیرا پور کے متصل لشکر شاہی اترا

منقلب کیا۔ وہ بیر اور دھارور کو اسلئے جاتا تھا کہ ایام برسات مین وہان چھاونی ڈالے
ہر روز غنیم مقابل ہوتا تھا اور غلبہ و شوخی کرتا تھا کبھی ہراول پر کبھی چنداول پر کام تنگ
کرتا تھا اور بعض وقت قول پر دستبرد بیان کرتا تھا اور برق کی طرح پران ہو جاتا تھا
بہت آدمیون کو ضائع اور زخمی کرتا تھا لشکر شاہی ہر بار جانفشانی کرکے اوس کو
ہزیمت دیتا تھا۔ وہ یازدہم ذی الحجہ کو دھارور مین آیا +

بادشاہ کے حکم کے موافق خان زمان احمد نگر مین آیا آذوقہ کے جمع کرنے کے لئے
چند روز یہان توقف کیا اور احمال و اثقال کو یہان رکھ کر لشکر کی ترتیب صفوف
مین مصروف ہوا اور جنیر کو روانہ ہوا۔ جب قریہ ایکو لنیر مین پہنچا جو احمد نگر سے چھہ
کروہ پر ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ ساہو مینا جی بہونسلہ سے جسکے تصرف مین حصن
یا ہولی تھا مصالحت کرکے حصن مذکور پر متصرف ہوا ہے اور اسکو جنیر مین ہمراہ لاکر
یہ چاہتا ہے کہ پارگانون کی راہ سے پرنیدہ کی سمت مین جاے۔ اس لئے
خان زمان نے ایکو لنیر سے حرکت کی۔ موضع راجپور مین کہ توابع جنیر سے ہے اقامت کی پھر
کوچ کرکے پارگانو کے متصل معسکر بنایا۔ ساہو نے یہ موضع اپنے اترنے کے لئے تجویز کیا تھا
جب اس کو یہان لشکر شاہی کے آجانے کی اطلاع ہوئی تو وہ کوہ و جنگل کی راہ سے
جو جاکنہ دیونہ پر منتہی ہوتی ہے راہی ہوا کچھ دنون بعد خان زمان کو معلوم ہوا
کہ ساہو ولایت عادلخان مین چلا گیا ہے بادشاہ کا حکم تھا کہ اگر ساہو عادلخان کی
ولایت مین چلا جاے تو اسکا تعاقب نہ کیا جاے اور صورت حال بادشاہ سے معروض
ہو اور حکم کے آنے کا انتظار کرے وہ دریای بہونرا کے کنارہ پر فروکش ہوا اور اس
ماجرے کی عرضداشت بادشاہ پاس بہیجی اور یہان کی رعایا اور تاجرون کی
استمالت اور محال کثیر الاختلال کی معموری مین کوشش کی۔ بہادر خان کو ایک
گروہ کے ساتھ بہیجا کہ اس محال کو ساہو کی دست اندازی سے بچاے وہ سرگروہ
پیرہ یہان سے تھا شاہ بیگ کو حصار چہار کونڈہ کی تسخیر کے لئے تعین کیا اور تجویز کیا

اور اسکا محاصرہ کیا تین روز تک عنبر قلعہ دار نے توپ و تفنگ چلائے۔ آخر ہراس
اسیر غالب ہوئی۔ قلعہ کو حوالہ کیا اور خود ایک جمع کثیر کے ساتھ اسیر ہوا اسکے بعد سید
خانجہان نے قصبہ کانٹی تک اپنے تھانے بٹھائے اور قلعہ کانٹی کو مفتوح کیا محصورونکو
قتل کیا۔ بہت مال مع ذخیرہ و توپ خانہ۔ ہاتھ آیا۔ قصبہ دیوگانون کو بھی تصرف
مین لایا جب یہان سے کوچ کیا تو بیجاپور کی فوج مقابل ہوئی اور سخت
لڑائی ہوئی۔ ۵۔ ذیقعدہ کو عقب سے چنداول اور شہر پر غنیم نے زور کیا۔ بازار
دار و گیر گرم ہوا۔ گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے زمین لرزتی تھی اس دن
شہنواز خان نے چنداول کی مدد کرکے رستمانہ تردد کیا۔ تمام دن جنگ مغلوبہ
رہی کہ کوئی غالب و مغلوب نہین معلوم ہوتا تھا۔ غروب آفتاب کے وقت لشکر
آپس سے جدا ہوئے اس جنگ مین رندولہ خان کو زخم کاری لگا وہ دکھنیون کا
بڑا سردار نامور تھا اسکے ہمراہی ہاتھون ہاتھ اسکو اٹھاکے لے گئے طرفین کے
بہت آدمی کام آئے ایک جماعت گلگونہ زخم سے سرخرو ہوئی۔ کہتے ہین کہ دس
کروہ تک کشتہ و زخمی آدمی پڑے تھے۔ خان جہان نے دھاراسیون مین
پہنچکر چند مقام کیئے اور زخمیون کی تیمارداری کی خبر آئی کہ رندولہ خان کے
گو زخم ابھی نہین بھرے تھے کہ وہ پھر غرہ ذی الحجہ کو لشکر بادشاہی کے مقابل
نمودار ہوا سید خان جہان ہمراہیون کو لیکر مقابلہ کے لیئے دوڑا۔ تمام
روز معرکہ کارزار گرم رہا فرہاد خان پدر رندولہ خان نے جیقلشین نمایان
کین طرفین سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی آخر کو دونو لشکر جدا ہو گئے
سید خان جہان نے پھر دھاراسیون مین مراجعت کی چند روز توقف کیا
کہ زخمی سپاہیون کے زخم اچھے ہو گئے محفوظ جگہہ مین بہیر کی نگاہبانی کرتے
گلبرگہ کی طرف تاخت و تاراج کے لیئے دوڑا جمع کثیر زخمی و کشتہ ہوئی۔
آخر کار سید خان جہان قول سے نکلا اور غنیم سے مقابل ہوا اور خصم کو

ان پر تعین کیا کہ سب کو جا کر لوٹ لین اور اسیر و دستگیر کرین - چنانچہ انہین سے دو ہزار عورت
مرد چھوٹے بڑے قید ہو کر فروخت ہوئے خان زمان کولاپور مین تھانہ مقرر کر کے
بیجاپور کی طرف متوجہ اور دریای کشنا گنگا کے کنارہ پر آیا تو ساہو فوج بیجاپور کی
جمعیت لے کر بادشاہی لشکر کے سامنے آیا تین روز تک بان اندازی کرتا رہا
اور گریز کے ساتھ جنگ کرتا رہا - خان زمان نے شاہ بیگ کو راجپوتون کی جماعت
کے ساتھ لشکر کا محافظ مقرر کیا اور خود جاسوسون کی رہبری سے آدھی رات کو
سوار ہوا اور دکنیون کی بہیر پر جا پہنچا ساہو نے اسکی خبر پا کے بہیر قلب کے ٹکانون
مین روانہ کیا خود خان زمان کی فوج کے سر راہ آیا - عجب دار و گیر ہوئی اور
سخت لڑائی ہوئی - آخر دکنی فرار ہوئے - خان زمان کے آدمیون کے ہاتھ
کچھ غنیمت آئی اسی طرح وہ مرج تک لڑتا ہوا چلا - ہر روز بیجاپور کی سپاہ
بر سر راہ آتی اور شوخی کرتی - خان زمان نے مرج کے آباد قصبہ کو غارت کیا پھر
معمورہ سارے باغ کو بے چراغ کیا وہان سوا رایباغ کے آبادی کا نام نہ چھوڑا
سب جگہ مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہوا آب ہونرہ کے کنارہ پر آیا - چند روز یہان
توقف کیا یہان بادشاہ کا فرمان آیا کہ عادلخان نے عاقبت بینی
و عاقبت گزینی کے سبب سے بادشاہ کے احکام کو قبول کیا اور قرار دیا کہ بیس لاکھ
روپیہ کی پیشکش بھیجیگا اور اپنے مقرر کیا کہ اگر ساہو حصن جنیر اور ولایت نظام الملک
کے تمام قلعون کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کر دیگا تو اسکو نوکر رکھونگا اور
نہین تو قلاع مذکور کی فتح مین امداد اور اسکی تادیب مین بادشاہ کے ہوا خواہون کے
ساتھ اتفاق کرونگا پس تمکو چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ہماری پاس آؤ کہ ہم
حصار جنیر کی تسخیر کی اور ساہو کی تنبیہ کی تدابیر تمکو بتلاتے ہین - خان زمان اس
فرمان کے آتے ہی بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا - بادشاہ سے ۶ ذیقعدہ کو
عرض کیا گیا کہ خان خانان سپہ سالار کے تابینون کی جماعت حسب الحکم

اسکو فتح کرکے وہان وہ رہی - شاہ بیگ خان جہارکنڈہ گیا اور اسکا محاصرہ کیا تین
پہر تک اہل قلعہ تفنگ و بان سے لڑتے رہے لیکن لشکر شاہی کے غلبہ سے مضطرب ہوکر
زینہار طلب ہوئے - شاہ بیگ خان نے امان دیکر قلعہ لیلیا خان زمان نے دریای
بہونرہ سے جنیر مین حرکت کی اور یہ ارادہ کیا کہ جبتک امر و نہی کا حکم شاہی آئی سرکار
جنیر کا انتظام کرے اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان آیا کہ شایستہ خان مامور ہوا ہے
کہ سنگمنیر سے جنیر مین جاوے اور سرکار مذکور کو بادشاہی تصرف مین لاوے اور اگر ہو سکے تو
اسکے قلعہ کو بھی مفتوح کرے اب تم اس طرف نہ جاؤ - خان جہان و خان دوران بہادر
کہ عادل خان کی ولایت کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تم بھی اس ولایت مین داخل ہوکر ملک کو
ویران کرو اور ساہو کی اور اس جماعت کی جو عادلخان اسکی کمک لئے مقرر کری
تادیب کرو - خان زمان ۱ شوال کو عادلخان کے ملک مین داخل ہوا جس آبادی
و محال مین پہنچا اسکو تاخت و تاراج کرکے خراب کیا -

۲۰ شوال کو گھاٹ دودوبائی کے اندر آیا یہان کچھ توقف کیا اور پانچسو تابین اپنے
یہان رکھے کہ دشمن انسے لڑنے پر دلیری کرین - خود اوپر کی جانب چلا - آدھی دور گیا تھا
کہ دشمنون کی ایک جماعت نمودار ہوئی - کمینگاہ مین جو افواج شاہی بیٹھی تھی وہ انپر
حملہ آور ہوئی اور دو کوس تک انکو بھگایا اور اپنے لشکر سے جا ملی اس اثناء مین راو
ستر سال پر جو خان زمان کے پیچھے آیا تھا - مخالفون نے ایک حشر برپا کیا وہ ایک گروہ
کو ہلاک کرکے لشکر شاہی سے آملا اس دار و گیر مین کچھ راجپوت مارے گئے -

خان زمان سات روز مین نواحی کولاپور مین آیا - قلعہ و قصبہ کا محاصرہ کیا - اہل حصار
نے ہرچند نایرہ پیکار کو روشن کیا اور مدافعت و ممانعت کی مگر لشکر شاہی نے قصبہ و
قلعہ دونو کو فتح کرلیا بہت آدمی کشتہ و اسیر ہوئے -

اس ضمن مین خبر آئی کہ اس ضلع کے پہاڑ کے نشیب و فراز مین ایک جماعت جمع ہوئی ہے
مال و عیال و مواشی بہت رکھتی ہے - خان زمان نے بہادر خان و شاہ بیگ کو

اور اطاعت کی راہ مستقیم پر چلئے اور ہر باب مین جو حکم تمکو دین اوسکو قبول کیجئے لئے
ہمنے بھی وہ سارا ملک جو عادلخان مرحوم پاس تھا تمکو مرحمت کیا اور نظام الملک کے
ملک مین سے محال فرنکورا اور قصبے جو اس محال مین واقع ہین و قلعہ شولاپور اور اس کے
متعلقہ محال جو ہمنے عادلخان مرحوم سے لیکر نظام الملک اور ملک عنبر کو عنایت
کی تھین اور قلعہ پرنیدہ اور اسکے پرگنات متعلقہ و پرگنہ بھالکی اور پرگنہ وجیت
اور ولایت کوکن مین سے جو نظام الملک سے متعلق تھا اور قلعے جو اس ولایت مین
واقع ہین اور پرگنہ چاکنہ یہ سب ملکر بچاس پرگنون کا مجموعہ ہوتا ہے اور اسکا
محاصل بیس لاکھ ہن ہوتا ہے جسکی تفصیل لکھی ہوئی ہے یہ سب تمکو ہم مرحمت کرتے ہین اور
مقرر کرتے ہین ممالک محروسہ مین نظام الملک کا باقی سارا ملک داخل ہو جب تک تم اور
تمہاری اولاد ان شرائط پر عمل کریگے جو اس فرمان کی ذیل مین تحریر ہین اور بمنزلہ
ہمارے عہدنامہ کے ہین تب تک انشاء اللہ تعالی ہرگز ہم اور ہماری اولاد اور
ہمارے امرا تمکو اور تمہارے ملک کو کوئی ضرر نہین پہنچاینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسل
و بطناً بعد بطن و قرناً بعد قرن برقرار اور پایدار رہے گا۔
شرط اول یہ ہے کہ تم سررشتہ مریدی و اخلاص کو نہ چھوڑو اور اسکو مستحکم رکھو اور
اس فرمان مین جو احکام مرقوم ہین انکے قواعد مین تغیر و تبدیل کرکے انکے
خلاف کام نہ کرو اور انکے لوازم کو ہمیشہ بجالاتے رہو اور اسکے خلاف سے محترز
و مجتنب رہو۔ شرط دوم یہ ہے کہ کوئی نظام الملکی اصلاً و مطلقاً درمیان نہ ہو
اور جو نظام الملکی باقی رہا ہو وہ عادلخانی ہو جاے اور تمہارے آدمی ان
محالون سے متعرض نہ ہون جو سابق و حال مین اس سرحد مین ممالک محروسہ سے
منضم ہوئی ہین اور کوئی آسیب ان محال پر نہ پہنچائین اور اپنے حدود متعلقہ سے
جو اس مرتبہ قرار پائی ہین تجاوز نہ کرین اور اس مرتبہ جو پیشکش بیس لاکھ
روپیہ نقد و جنس کی منظور ہوئی ہے وہ مکرمت خان کی ہمراہ درگاہ والا مین

انکی ونسکی و الکه و پالکه کی فتح کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے قلاع مذکور کو تسخیر کرلیا۔ یہ قلاع ولایت
سیلے بھارہ کے گروہ پر تھے عادلخان نے فرمان پذیری کے بعد بادشاہ کی شبیہ و عہدنامہ
کی درخواست کی تھی کہ اسکا اعتبار بڑھے اسلئے بادشاہ نے اپنی شبیہ جسکا چوکھٹا
زمرد او موتیون سے مرصع تھا اور عہدنامہ جسپر بادشاہ کا پنجہ منقش تھا محمد حسین سلدوز
کے ہاتھ عادلخان پاس بھیجا میر ابوالحسن و قاضی ابو سعید شیخ دبیر جو رسالت کے طور پر
بیجاپور سے آئے تھے اس کے ساتھ بیجاپور گئے۔ ہستو قوموں مین ہاتھ دینا عبارت
اس سے ہوتی ہے کہ کسی کار عظیم کا اقرار کیا گیا ہے۔ تاتار کی قوموں مین پنجہ کے نقش
کرنے کے معنے بھی یہی تھے۔ بادشاہ عہدناموں پر صندل کے عرق مین اپنے
پنجہ کو ڈبو کر نشان کیا کرتا تھا۔ فرمان القاب کے بعد یہہ لکھا تھا کہ جو عرضداشت
بھیجی تھی وہ ہماری نظر سے گذری اس سے تمہارا اخلاص و اختیار اطاعت و
صدق ارادت ظاہر ہوا۔ ان دنون ہمین یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار
تمکو جو خط بھیجا تھا اس کا مضمون ہم سے عرض کیا گیا
اسی وقت مکرمت خان کی عرضداشت بھی پہنچی ان سب تحریرون سے معلوم ہوا
کہ ہر باب مین جو ہمنے تمکو حکم دیا تھا وہ تم نے قبول کیا اور طریق اطاعت و انقیاد کو
اختیار کیا اسلئے تمہاری تقصیرات کو ہم معاف کرتے ہین۔ از سر نو تمپر عنایت
و مرحمت کرتے ہین اگرچہ عادل خان مرحوم کی خدمات اخلاص کے سبب سے
اور اسکی سفارشون کی وجہ سے اور اس ارادت و اخلاص کے سبب سے جو تم بھی
دل سے ہماری ساتھ رکھتے ہو ہم نہین چاہتے تھے کہ تمپر ذرا بھی بے عنایتی کرین
اور اصلا تمہارے ملک کی خرابی کرین مگر تمہارے کوتہ اندیش آدمیون کے سبب سے
ہمپر یہ دو نوباتین لازم ہوگئین اور ضروری ہوا کہ اس وقت مین جسقدر خرابی تمہارے ملک پر
پہنچائی گئی اسپر ہم راضی نہ ہون بہر حال چونکہ تم نے اس ارادہ سے جسپر تمکو کوتہ اندیش
آدمی لے گئے تھے بہت جلد بازگشت کی اور اپنی بہبود اسی مین سمجھی کہ ہماری بندگی

اور ہمنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص سپاہ ہو کے آدمیون اور اہل وعیال کا متعرض نہو اور سوائے
توپ وغیرہ کے جوان قلاع کے لوازم سے ہین جو کچھ اور ہو وہ جہان چاہین لے جاوین اور اگر بالفرض والتقدیر
سپاہ ہو تمہارا نوکر نہ ہو تو اسکو اپنے ملک مین راہ نہ دو اور اگر وہ تمہارے ملک مین آجائے تو اسکو
دستگیر کرو یا مار کر ملک سے نکالدو اور اسکی تنبیہ کو ہمارے آدمیون کے حوالہ کرو تا کہ ہمارے
نوکر اسکو مستاصل کرین اور اس مفسدہ سے خاطر جمع کرین قلعہ ادسہ واد و گیر مین قلعہ دار
نظام الملکی ہین اگر وہ اور انکی اتباع تمہارے مطیع ہون تو انکو تم تاکید کرو کہ وہ قلعہ کو مع توپون
کے ہمارے بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرین اور اپنے اہل وعیال و مال کو جہان چاہین لے جاوین
اور اگر مطیع نہ ہون تو اطلاع دو کہ ہم اپنے نوکرون کو حکم دین کہ ان قلاع کو عنایت الہی
سے جبراً وقہراً انسے لے لین تمکو چاہیئے کہ ان شرائط و عہود کو صحیفہ پر لکھو و یہ تعہد اپنے خط سے
لکھکر اور مہر لگا کے مکرمت خان کے سامنے مصحف مجید و فرقان حمید پر قسم کھا کے اسکو اپنی
پیشکش و عرضداشت کے ہمراہ بھیجدو کہ ہم اسکو دیکھ لین اس فرمان کو جو سد سکندری کی طرح
ثابت و استوار رہیگا اور اسکے قواعد مین تغیر و تبدل نہ ہوگا ہم اپنے دستخط خاص و نشان پنجہ
سے مزین کرتے ہین اور خدا اور رسول کو اسکا شاہد کرتے ہین اور تمہاری التماس کے موافق
ہمنے حکم دیا ہے کہ ان مضامین مرحمت آئین کا خلاصہ لوح طلائی پر منقوش ہو اور جسوقت یہ
لوح تیار ہوا و مکرمت خان مع پیشکش کے ہمارے پاس آئے اسکو سید ابو الحسن و قاضی ابو سعید
کے ہمراہ بھیجین تمکو چاہیئے کہ ہماری ان عنایتون کی قدر کرو جو پہلے تمہارے باپ دادا پر ہوئی
ہوئین اور امنیت و اطمینان سے اپنے ملک مین فراغت اور عشرت مین مشغول ہو اور اس
نعمت کا شکر بجالاؤ تا کہ ہماری عنایت تم پر ہمیشہ زیادہ ہوتی رہے۔ اللہ تعالی نے
قرآن مجید مین فرمایا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ
ہم سایہ خدا ہین سنت الہی کا اقتدا کر کے ایسا فرماتے ہین او۔ اسکے موافق عمل کرتے ہین

عرضداشت بندہ فدوی بر شاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم ذرہ وار
بموقف عرض ایستادہ ہای حضرت صاحب قران ثانی میرساند۔ کہ فرمان عالیشان

تم بھیجد و ہمنے جو قطب الملک کو حکم بھیجا تھا اوسنے کمال اخلاص و بندگی سے قبول کیا
اور بد اعتقاد بدعتون کے زمرہ سے نکل کر فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت مین
داخل ہوا اور جس روش سے کہ ممالک محروسہ مین خلفاء اربعہ کے اسامی سامی اور ہمارا
نام خطبہ مین پڑھوایا جاتا ہے اسی طرح اسنے منبرون پر پڑھوایا اور درہم و دینار
پر ہمارے نام کا سکہ لگا کے اپنے ملک مین جاری کیا اور پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش
جو ہمنے جلوس کے وقت مقرر کی تھی وہ اوسنے بھیجی یہ امور اسکے مقتضی ہوئی کہ قطب الملک
کی رعایت کی جائے اسلیئے جو چار لاکھ ہن نظام الملک کو دیتا تھا اوسمین سے دو لاکھ
ہن معاف کرنے کا اور دو لاکھ ہن سرکار خاصہ مین داخل کرنے کا حکم دیدیا تم دکن کے
دنیاداروں مین سب سے بڑے ہو اور بزرگون کے رئیس ہو اور قطب الملک کے بڑے
بھائی کی جگہ ہو چاہیے کہ اصلاً و مطلقاً کوئی ضرر قطب الملک کو نہ پہنچاؤ اور اسکے محال
متعلقہ کے متعرض نہ ہو اور نقد و جنس دہی کی اسکو کوئی تکلیف نہ دو اور یہی داد و ستد
یادگاری جو تمہارے اور اسکے باپ دادا کے درمیان متعارف تھی اسپر اکتفا کرو
اس مقدمہ کو بھی عہدنامہ کی ایک شرط جانو۔ ساہوا اور ریحان شولاپوری کو اپنی
درگاہ والا مین راہ نہ دو اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ اس سے تقصیرات سرزد
ہوئی ہین۔ دوم تم نے التماس کیا ہے ہمنے اور آدمیون کے لیئے یہ مقرر کیا ہے
کہ ہم انمین سے نہ کسی کو قول دین اور نہ انکو طلب کرین اور ایسے ہی ہمارے شہزادے
اور امرا انکو نہ قول دینگے اور نہ انکو طلب کرینگے اسلیئے تم کو بھی چاہیے کہ جو کوئی
ہمارا نوکر تم سے روگردان ہو کر فراری ہو اور تمہارے پاس جائے تو اسکو نگاہ
رکھو اس مقدمہ کو بھی اس قرارداد عہود کی شرائط مین سے سمجھو ساہو کے لیئے کوئی اور
جگہ نہین ہے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر اور منقاد ہوگا اس صورت مین ساہو کو لکھیے
کہدو کہ وہ قلعہ جنیر و قلعہ ترنبک و قلعہ راج دیوھیر و قلعہ ترنگلواری و قلعہ [illegible]
کو جو اسکے تصرف مین ہین جلدی خالی کرکے ہمارے نوکرون کے حوالہ کرے

اوسنے اُسکے پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر و مرصع آلات سو فیل و اسپ کی
اور عرضداشت اور اسکا عہدنامہ بادشاہ کے نظر کے روبرو پیش کیے۔
مرید موروثی بنیک خواہ مخلص و فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہد نامہ
یہ ہے کہ حضور نے جواز روے کرم فطری و رافت جبلی اس ناحیہ محقر کو بشرائط
ذیل نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن نیاز مند کو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی
صدق اعتقاد و وفور اخلاص سے تعہد کرتا ہے کہ ہمیشہ اس ملک مین چار یار باصفا
کا نام اور حضور کا نام جمعون اور عیدین کے خطبون مین پڑھا جائیگا۔ اور
پہلی روش پر خطبہ نہین پڑھا جائیگا۔ اور زر سرخ و سفید پر سکہ حضور کے نام
کا لگایا جائیگا جیسا کہ آپ کندہ کرا کے بھیجینگے اور یہ بھی مین نے قبول کیا ہے
کہ آیندہ سنہ جلوس سی دو لاکھ ہون (آٹھ لاکھ روپیہ) ان چار لاکھ ہون مین سے
جو مین نظام الملک کو دیتا تھا سال بسال بے عذر و اہمال سرکار خاصہ مین داخل
کرتا رہونگا۔ اگر صوبہ دکن کا منتظم کوئی شاہزادہ ہوگا تو اسکی خدمت مین یہ
روپیہ بھیجدونگا یا کوئی اور امیر صوبہ دار دکن حضور مقرر فرمائینگے تو اوسکو زر
مذکور دیدونگا حضور نے جو سنہ جلوس تک پیشکش کا بلا مقطع ۳۲ لاکھ روپیہ
مقرر کیا تھا اسکا ۸ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکھ ہون بابت سال نہم جلوس
بھیجتا ہون اور پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑون کی قیمت جو حضور نے مقرر کی ہی
اور اونکی قیمت جو گلکتڈہ مین مقرر ہوئی تھی ان دونو قیمتون کا فرق جو
مشخص ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا او
سالہا آیندہ مین جو زر پیشکش کے ساتھ جنس بھیجی جائیگی اسکی قیمت کا بھی
یہی دستور رہیگا۔ بعد ازین ہمیشہ اولیاے دولت کے ساتھ صمیم قلب سے
یک رنگ و موالف اور اسکے مخالفون کے ساتھ تہ دل سی دشمن و مخالف ہونگا
تاکہ اس نیاز مند کے تعہدات مین راستی و رسوخ ظاہر ہو مین نے مولانا

اور شبیہ بے مثل و نظیر بادشاہ کی جو محمد حسین سلدوز کے ہمراہ بھیجی تھی اور عہد نامہ یہ سب مکرمت خان کی معرفت میری پاس آئین۔ اسے میری عزت بڑھی مین مراسم استقبال و تعظیم و تسلیم بجا لایا۔ میری زبان نہین جو اس عطیہ عظمی کا شکریہ ادا کرون مین نے حضرت کی دعا گوئی کو شب و روز کا وظیفہ بنایا ہے۔ فرمان کے آنے سے دو روز بعد ۲۵ ذی الحجہ کو مکرمت خان کو مع پیشکش کے درگاہ والا مین روانہ کیا میری حال کی شرح اور ارادت کے اعتقاد کی درستی حضور سے عرض کریگا جسکو اُس نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ محمد حسین سلدوز جو اسی رات کو حضور کی خدمت مین روانہ ہوتا ہے اُس نے میری صدق ارادت و صفائی عقیدت مشاہدہ کی ہی یقین ہے کہ اسکے عرض کرنے مین مقصر نہ ہوگا۔ سایہ چتر معلی بر مفارق عالم و عالمیان پایندہ باد۔ اس عرضداشت کے گرد ایک حافظ کی غزل آب زر سی لکھی تھی جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لئے لکھا تھا وہ غزل یہ ہے۔

غزل

جوزا سحر نہاد حمایل برابرم ... یعنی غلام شاہم و سوگند می خورم
شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ... کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم
گردید نام شاہ جہان حرز جان من ... دائم خجستہ نام بر اعدا مظفرم
شاہا من ار بعرش رسانم سریر فضل ... مملوک این جنابم و مسکین این درم
گر باورت نمی‌شود از بندہ این حدیث ... از گفتہ کمال دلیلے بیاورم
بر من فتادہ سایہ خورشید سلطنت ... اکنون فراغت است ز خورشید خاورم
تا مہر زنگار خانہ عشاق محو باد ... گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
ای شاہ شیرگیر چہ گردد ار شود ... در سایہ تو ملک قناعت میسرم
عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود ... در شاہراہ عمر ازین عہد نگذرم

اس سال کے غرہ صفر سنہ ۱۰۲۶ کو عبد اللطیف نے جو خطاب الملک پاس سفیر بن گیا تھا

وہ اپنے وطن میں نہیں آئیگی اور بندہ بدون آبادی کے پیش کش نہ ادا کر سکیگا اور نہ ملک داری مجھ سے ہو سکیگی۔ اگر حضور یہاں دار الخلافہ کو سفر فرمائینگے تو میری رعایا برایا اپنے کام میں مشغول ہوگی بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی ۱۷ ماہ صفر کو مانڈو کی طرف مراجعت کی جسمیں گل و سبزہ کی فروانی برسات میں دیکھنے والوں کی روح افزا ہوتی ہے۔ بادشاہ نے یہ قصد کیا کہ جبتک برسات ختم ہو اور دہ قلعے جنکے فتح کرنے کے لیئے خاندوران اور خان زمان مامور ہیں تسخیر ہوں اور سا ہو کا اور مخالفوں کا فتنہ دور ہو یہیں سیر و شکار میں عشرت افزا رہے۔ اس تاریخ مکرمت خان نے بیجاپور سے آکر عادلخان کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ عادلخان کی ولایت بیجاپور مسلم رکھکر حصار پرنیدہ جسکا تعلق پہلے نظام الملک سے تھا اور قلعہ دہانے زر کی حرص سے عادلخان کو دیدیا تھا مع اسکے لواحق کے عادلخان کو دیدیا جاے اور ولایت کوکن جو ساحل دریائے شور پر طولانی واقع ہوتی ہے آدھی نظام الملک سے اور آدھی عادلخان سے متعلق تھی وہ آدھا ملک جو نظام سے متعلق تھا اور بندر جیول اور مضبوط قلعوں پر مشتمل تھا وہ بھی اسکو مرحمت ہو۔ عادلخان نے اپنے سب نامور ہاتھی بادشاہ کے پاس بھیجدیئے تھے اس نے عرض کیا کہ ایک اچھا ہاتھی میرے پاس بھیجدیا جاے بادشاہ نے ایک بڑا خاصہ ہاتھی بھیجا اور وہ لوح زرین جسپر عہدنامہ کا خلاصہ لکھا گیا تھا بخط زمان شرف مطلع کے ا ثنا [illegible] ثبت کیا۔ اس عہدنامہ کی نقل یہ ہے کہ

عہدنامہ

ایالت و شوکت پناہ۔ عدالت و نصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول عمدۂ اصحاب ملل۔ خلاصہ مریدان۔ عادلخان۔ بوفور عنایات بادشاہانہ مفتخر و مستظہر بودہ بداند کہ چون درینولا این عدالت پناہ بیاری بخت اختیار بندگی و اطاعت نمودہ عرائضی کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتہ

عبد اللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کھائی ہی کہ ان کے خلاف مجھ سے کوئی
کام نہ ہوگا اگر خدانخواستہ مین انکے خلاف کام کرون تو اولیاء دولت کو
اختیار ہوگا کہ وہ مجھ سے ملک لے لین چونکہ مین نے ہمچشمون مین حضور کی
بندگی و اطاعت مین پیش قدمی کی ہے اس لئے انھون نے مجھ سے عداوت
پر کمر باندھی ہی اگر حضور کی معاودت کے بعد کبھی عادلخانی کوتہ اندیشی
ناعاقبت بینی سے میرے ملک پر دست تطاول دراز کرین تو دکن مین جو
حضور کے صوبہ دار ہون وہ میرے ملک سے انکے شر کے دفع کرنے مین میرے ممد و
معاون ہون اگر باوجود میری اعانت طلب کرنے کے صوبہ دار دکن کمک نہ
کرین اور عادلخانیہ مجھ سے جبر و تعدی کے روپیہ لے لین تو یہ روپیہ بیس
لاکھ روپیہ مین سے جو ہر سال پیشکش مین بھیجا جاتا ہے منہا کیا جاوے یہ چند کلمہ
بطریق حجت لکھے گئے ہین - تحریر فی التاریخ سلخ ذی الحجہ سنہ [illegible]
دو کروڑ روپیہ اموال تجار اور زمینداران گونڈہ اور پیشکش حکام دکن کے
اور چالیس قلعے جنکے توابع کا محصول قریب ایک کروڑ روپیہ کے تھا اس سال
مین بادشاہ کو حاصل ہوئے

شاہا بخت کشور اقبال گرفت + تیغت ز عدو ملک و سر و مال گرفت
چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ کیش + شاہان نتوانند بہ چہل سال گرفت

جب بادشاہ قلاع دکن کی تسخیر سے فارغ ہوا بادشاہ کے عزم
کرنے سے عادل شاہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین بیجاپور کا فتح کرنا بھی بادشاہ کو
منظور نہ ہو تو اوسنے مکرر بادشاہ سے عرض کیا کہ ان حدود کی مہمات
حضور کے دلخواہ صورت پذیر ہوئین اور چند قلعے جو ساہو یا کے
ہاتھ سے انکے چھڑانے کا مین متکفل ہون حضور پر روشن ہی کہ میرے ملک کی رعایا فرار
بھاگ گئی ہے جب تک حضور یہان رونق افروز رہین گے -

چہارم برار ہے جسکا حاکم نشین ایلچپور ہے اور نواحی ایلچپور مین اسکا مشہور قلعہ گاول
ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے اور اس ملک مین اور سب قلعون سے زیادہ مضبوط
و مستحکم ہے صوبہ سوم تو بالکل اور صوبہ چہارم کا ایک حصہ گھاٹ کے نیچے آباد ہے ان دو
صوبون کی جمع دو ارب دام ہے - جو دوازدہ ماہ کے حساب سے پانچ کروڑ
روپیے ہوتے ہین یہ سب ایالت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی اور اس نے
۲۰ صفر کو حوالی دولت آباد سے پادشاہ سے رخصت پائی نظام الملک سے چالیس
قلعون مین سے دس قلعون پر بسا ہوا اور بعض اور فسادپیشہ متصرف تھے ان کے
فتح کرنے کا اہتمام اس شاہزادہ کو سپرد ہوا اور افواج شاہی اور ان چار
صوبون کی کل تیول داران قلعون کے محاصرہ کے لئے اسکی ہمراہی کے واسطے تعین ہوئے
سید خان جہان کو حکم ہوا کہ جب تک خان زمان حصار جنیر وغیرہ سے فارغ ہو وہ
پادشاہزادہ کے ہمراہ رہے - پادشاہ خود روانہ ہو کر مضافات برہان پور مین آیا
سلطان دانیال کا بیٹا بایسنغر خان شہریار کا سب لشکر لاہور مین بنا تھا وہ شکست
پاکر قلعہ کولاس مین جو قطب الملک سے تعلق رکھتا تھا گیا اور حتف انفہ (یعنی موت جو
بے سبب بستر پر ہو) سے مرگیا - اب ایک شوریدہ سر فتنہ اندوز نے اپنا نام
بایسنغر رکھا اور دانیال کا بیٹا بنا اور بلخ مین گیا والی بلخ نے اوسکو خاندان
تیموریہ مین سمجھ کر اسنی پیوند کے ارادہ سے اسکا اعزاز کیا مگر اس کا دعوے کے
دعوی کی صداقت کا یقین نہ ہوا تو وہ اس خوف سے کہ مبادا بھانڈا
پھوٹ جائے اور رسوائی ہو اپنی آشفتگی کا اظہار کرکے ایران چلا گیا شاہ ایران نے
اسکو اپنے پاس تو نہ بلایا مگر اس گمان سے کہ شاید اسکا دعوی سچا ہو تکلفات شاہی کا
برتاو اسکے ساتھ کیا تو اس بھٹا نفس کو یہ معلوم ہوا کہ اس سرزمین مین اس کا کام
رونق نہین پائیگا تو بغداد بھی بہرا پریشانی گیا یہان سے کامیاب و ناکام ٹھٹھہ
مین آیا - یہان بھی اپنے دعوی کا اظہار کیا خواص خان حاکم ٹھٹھہ نے اسکو

آن عدالت پناه را عفو فرموده و در مقام عنایت آمده تمام ملکی که از عادلخان گن بطریق ارث یافته بود برو مسلم داشتیم و از روے مزید نوازی از ملک نظام الملک سرمحال فرنکور و قلعہاۓ که دران محال ست و قلعه شولاپور و محال متعلقه آن و قلعه بیده و چارده محال متعلق بدان قلعه و ولایت کوکن با قلعہاۓ که دران است و پرگنه بھالکی و چیت کوبا و چاکنه را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودیم و مقرر است که سائر ملک نظام الملک بممالک محروسه منتظم باشد اما این عنایات مشروط است به آنکه نظام الملک و نظام الملکیه صلاح درمیان نباشند و آن عدالت پناه متعرض محال که از سابق و حال درین سرحد ضمیمه ممالک محروسه گشته نگردد و از حدود خود که درین مرتبه قرار یافته تجاوز نماید و اگر بنده از درگاه والا از روے بے سعادتی فرار نماید او را در ملک خود جائے نه دهد خدا و رسول را شاهد این مراتب ساخته حکم میفرمائیم که مادام که آن عدالت پناه و اولاد و احفاد او بشرائط مذکوره عمل نمایند و خلاف آن نکنند انشاء الله تعالی از ما و از فرزندان کامگار نامدار برخوردار ما و از امرے عالی مقدار ما ضررے بملک آن عدالت پناه نخواهد رسید و خلاف عهد دیگه درین لوح طلا که در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشته بعمل نخواهد آمد و این قول و قرار نسلاً بعد نسل هم چو سد سکندر استوار خواهد بود۔ تحریر فی التاریخ بست سوم شهر ذی الحجه سنه هزار و چهل و پنج هجری مطابق نهم ماه خرداد سنه نهم جلوس مقدس

ولایت دکن کی ایالت مین چونسٹھ قلعے ہین جنمین سے ترپن اونچے پہاڑون پر اور گیارہ روئے زمین پر بنے ہوئے ہین اسکے چار صوبے ہین ایک دولت آباد مع احمد نگر اور اور محال کے جسکو صوبۂ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اسکا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تھا پھر دولت آباد ہوگیا۔ دوم تلنگانہ ہے یہ صوبہ بالاگھاٹ مین واقع ہے۔ سوم خاندیس جسکا صدر آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہین یہ شہر قلعہ آسیر سے چار کروہ پر ہے

تمام برج جسکا سو گز کا دور تھا مع توپ و منجنیق کے جو اسپر لگے ہوئے تھے اڑ گیا لیکن
حصن ارک کے قواعد مین اس سے خلل نہ پڑا پھر سیدی مفتاح قلعدار کو پیغام دیا
عاقبت بینی اور خرد گزینی سے حصار اولیاء دولت کو سپرد کردو اور جان کی امان لو
ورنہ جلد شمشیر کے طعمہ ہوگے۔ خان دوران پاس سید مفتاح آیا اور ۲۰ جمادی الاولی
کو قلعہ حوالہ کیا جسکے محاصرہ پر اس وقت تک تین ماہ کچھ دن ہوئے تھے اور اسمین نبیرہ
ابراہیم عادل خان کو بھی حوالہ کیا جو اس قلعہ مین محبوس تھا اور محمد عادلخان اس کے
قید رکھنے کے لئے سید مفتاح کو بلطائف الحیل شامل کرتا تھا۔ یہ استوار حصار پہاڑی
پر سنگ و ساروج سے بنا ہوا ہے اور ایک گہری خندق اسکے گرد کھودی گئی ہے
اسکے سوا ایک اور خندق پتھرون مین بنی ہوئی ہے۔ یہ اسمعیل درویش محمد کا بیٹا ہے
اور درویش محمد بڑا بیٹا ابراہیم عادلخان اور بھانجا محمد قلی قطب الملک کا ہے
ابراہیم عادل شاہ یہ چاہتا تھا کہ اسکا پسر دوم محمد جانشین ہو۔ جب ابراہیم کا
انتقال ہوا اور محمد اسکا جانشین ہوا تو درویش محمد نابینا کیا گیا تو اسکی عورتون نے
اسمعیل کو جو چھ برس کا تھا پوشیدہ نظام الملک پاس بھیجدیا تھا کہ دشمنون کے ہاتھ سے
اسکی جان بچے نظام الملک نے پوشیدہ سید مفتاح قلعدار اودگیر پاس بھیجدیا تھا
وہ دس برس سے یہان قید تھا۔ جب وہ پادشاہ کی خدمت مین آیا تو پادشاہ نے
اسکو اکبرآباد مین اسکا وظیفہ مقرر کرکے رکھا۔ خاندوران نے پادشاہ سے سیدی
مفتاح کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار کا دلا دیا۔ پھر یہان سے جا کر
خاندوران نے قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا اور بھوج راج قلعدار سے کہا کہ اگر قلعہ اودگیر کی
تسخیر ہو جانے سے عبرت پکڑ کر بے محنت کارزار حصار کو چھوڑ دو تو بہادرون کی دستبرد
سے بچ جاؤگے ورنہ کیفر اعمال ناشائستہ مین گرفتار ہوگے۔ خاندوران کو خبر نہ ہوئی
کہ اس پیغام کو بھوج راج نے منظور کیا ہے فوج شاہی نے نقبین لگائے قلعہ پہ حملہ
کیا اہل قلعہ گھبرا گئے۔ بھوج راج نے امان نامہ لیکر ۲۰ جمادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا

پا بہ زنجیر کرکے پادشاہ کی درگاہ مین بھیج دیا وقاص حاجی نے اسے بلخ مین دیکھا تھا
پہچان کر حقیقت حال کو عرض کیا پادشاہ نے اس جعلی بایسنغر خان سے پوچھا کہ تو
وقاص حاجی کو جانتا ہے اسنے کہا کہ ہان یہ وہ ہے پادشاہ نے اُسکے سر کو
تن سے جدا کرایا ۔

۷ ربیع الثانی ۱۰۴۶ کو وزن قمری ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چھیالیسوان سال ختم
ہوا سینتالیسوان شروع ۔ قطب الملک پاس عبد اللطیف اور جوہری گئے تھے تو انہون
نے قطب الملک کے ہاتھ مین ایک یاقوت کی انگشتری نہایت بیش بہا دیکھی تھی انہون
نے پادشاہ سے عرض کیا کہ وہ انگشتری سرکار کے لایق ہے پادشاہ نے وہ منگالی
قطب الملک کی پیش کش بقدر پچاس ہزار روپیہ کے کم آئی تھی اُس مین اس انگشتری کی قیمت
پچاس ہزار روپیہ قرار پاکر محسوب ہوئی ۔ پادشاہ نے قطب الملک کو ایک ہاتھی عنایت
کیا اور عہد نامہ جو زرین لوح پر لکھا گیا تھا خواجہ طاہر کے ہاتھ بھجوایا ۔

برسات ختم ہوئی تو ۱۷ جمادی الثانی کو مانڈو سے پادشاہ اکبرآباد کی طرف
اودسہ واجین و گھاٹی چاندہ کی راہ سے روانہ ہوا ۔

پادشاہ کے حکم سے اودگیر اور اودسہ کے قلعون کی فتح کے لئے خاندوران خان مقرر
ہوا تھا اسنے ان دونون قلعون کے پاسبانون کے پاس پیغام بھیجا کہ نظام الملک
کے تمام قلعے و ساری ولایت پادشاہ نے فتح کرلی ہین اور عادلخان بھی اُن
قلعون کی خواہش ناروا سے باز آیا بہتر ہے کہ تم ان قلعون کو اولیاء دولت کو
سپرد کردو ورنہ عنقریب جبر و قہر سے دونو حصار فتح کر لئے جائینگے اور جان و مال
تمھارا تلف ہوگا مگر ان پاسبانون نے اوسکی بات کو نہ مانا برج و بارہ کے استحکام
مین مشغول ہوئے ۔ خاندوران بہادر نے ۲۵ محرم ۱۰۴۶ قصبہ اودگیر کی سواد مین
دائرہ کیا دور حصار کا ملاحظہ کرکے اسکے گرد مورچل مقرر کئے ۔ دلیران کارطلب
نے مورچے بڑھائے اور نقب لگائے اور ایک نقب مین آگ لگا دی ۔ اگرچہ

اس سے پہلے خان زمان کو لکھا تھا کہ میں ساہو سے نظام الملک کے ساری قلعوں کی
کنجیان لیکر بھیجتا ہون جبتک میں تمکو نہ لکھون آگے نہ آنا خان زمان نے رندولہ پاس
آدمی بھیجا اور ساہو کے تعاقب کے لئے صلاح پوچھی رندولہ کے نوشتہ کے مطابق
خان زمان نے دریاے ایندان سے عبور کیا اور اپنے لشکر کو تین فوجوں میں
ترتیب دیکر راہ لورگھاٹ پر چلا جسمین وسعت و آبادی تھی ساہو بہت جلد
کونبھا گھاٹ (عرض ۲۰، ۱۸) سے نکلکر کوکن میں آیا اور اس نواحی کے تھانہ دار
ومدارا جیوری اور اور مرزبانون کی پناہ میں آیا کہ اوس کو وہ چند ے ٹھیرنے دین
مگر یہان کے زمینداروں نے مآل اندیشی کے سبب سے اپنی حدود سے اُس کو
نکالدیا ناچار معاودت کرکے کتل کونبھا سے نیچے آیا۔ بادشاہی لشکر کوکن مین
مین آیا اور رندولہ بھی کتل کے نزدیک آیا ساہو نے ماہولی کی طرف فرار کیا ۔
خان زمان بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی باوجودیکہ اردو بجارہ نہ گذرا تھا اور رندولہ
بھی لشکر سے نہ ملا تھا توقف نہین اوسنے مصلحت نہ دیکھی اس خیال سے ساہو کو
کوئی مامن نہ ملیگا وہ اسی مسلک پر چلا جسپر ساہو جاتا تھا خان زمان کو معلوم
ہوا کہ ساہو حصار لوز بحبن گھاٹ (عرض ۵ء۱۸) مین ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان
ہے اور یہاں سے پندرہ کوس ہے وہ یہاں کچھ ٹھیر کر روانہ ہونے کا ارادہ
رکھتا ہے۔ خان زمان قلعہ سے تین کوس پر پہنچا اور گروہ کی بلندی پر چڑھا
ساہو نے یہ دیکھکر کہ غنیم آن پہنچا ہے اپنے احمال و اثقال کو جلدی روانہ کیا اور
کچھہ باقی چھوڑا خود عقب سے راہی ہوا - تھوڑی دور چلا تہا کہ لشکر شاہی نے
ساہو کی سپاہ کے بہت آدمی مارے ساہو جو اسباب چھوڑکر فرار ہوا تھا اسکی
طرف لشکر شاہی نے توجہ نہیں کی بارہ کروہ تک تعاقب کیا جاڑے کی شدت
سے اور گل و کیچڑ میں چلنے سے اکثر منصبداروں اور تابینوں کے گھوڑے تھک
گئے تھے ساہو نے اسکو غنیمت جانا وہ ایک جماعت کے ساتھہ جان بچاکر

جسکا محاصرہ تین مہینو سے ہو رہا تھا۔ بھوج راج کو خاندوران نے بادشاہ سے منصب ہزاری ذات و پانصد سوار کا دلا دیا۔

واقعات سال دہم جلوس ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۶ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۶ھ کو جلوس کا دسوان سال شروع ہوا۔ بادشاہ ۲ رکو اجمیر مین آیا۔ ۷ شہر رجب کو بادشاہ اجمیر مین آیا جہانگیر نے اناساگر کے بند پر سنگ مرمر کی ایک عمارت بنوائی تھی۔ شاہجہان کے حکم سے وہ جھروکہ خاص و عام قرار پایا۔ تین لاکھ روپیہ اس عمارت مین صرف ہوا نصف سے کچھ کم جہانگیر کے عہد مین اور نصف سے زیادہ شاہجہان کے عہد مین وہ تعمیر ہوئی۔ اجمیر مین شاہجہان نے ایک مسجد بننے کا حکم پہلے دیا تھا اب وہ چالیس ہزار روپیہ مین تیار ہو گئی تھی اسکے تاریخ بے بدل خان گیلانی نے یہ کہی **مصرعہ** —

قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہ جہان +

جب خان زمان بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے کوکیون اور تابینون سے ملا تو اسکو معلوم ہوا کہ ساہو نے عادلخان کی نوکری نہین قبول کی قلعہ جنیر اور قلعون کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ عادلخان نے رندولہ خان کو بھیجا کہ بادشاہی لشکر کے ساتھ یکدل ہو کر ساہو کی بیخ کنی کرے اور قلعے جو اسکے تصرف مین ہین انکو چھین لے اور خان زمان کے حکمون کی اطاعت کرے۔ خان زمان نے جلد جا کر قلعہ جنیر کا محاصرہ کیا اور ساہو کے استیصال کے درپے ہوا وہ حوالی قصبہ پونہ مین اقامت رکھتا تھا۔ خان زمان اس طرف رہ نورد ہوا۔ کھورندی پر آیا۔ بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی کے سبب ایک ماہ توقف کیا۔ جب پانی کم ہوا تو ندی سے پار گیا۔ ایندان ندی کے کنارہ پر لوھگانو کے قریب اترا۔ ساہو لوھگانو سے سترہ کروہ پر تھا وہ خان زمان کے آنے کی خبر سنکر کوہستان گوندوانہ و نورند مین بھاگ گیا۔ بادشاہی سپاہ اور ساہو کے درمیان تین دریا ایندان و مول و موٹھہ (پونہ کے قریب یہ ندیان ہین) چڑھے ہوئی تھے اور رندولہ نے

رکھا تھا دہ حوالہ کیا عادلخان کی نوکری قبول کی اور قلعہ ضیرا اور مضبوط قلعے مثل
ترنبک و ترنگلواری حقریس - جو دشمن جو ندو بر سرالشکر شاہی کے حوالے کیئے خانزمان
نے ہر ایک قلعہ مین سردار معین کیا اور سوار و پیادہ کی سپاہ مقرر کی - عادلخان کے
حکم سے رندولہ نے نظام الملک کو اعظم خان کے حوالہ کیا ساہو کو ساتھ لیکر بیجاپور
گیا خان زمان یہان سے مراجعت کر کے دولت آباد مین شاہزادہ اورنگ زیب
کی خدمت مین آیا - خاندوران نے سنا تھا کہ قطب الملک پاس ایک ہاتھی گج موتی
ہی کہ حسن صورت و لطف سیرت مین اسکے سارے ہاتھیون مین بڑا ہے پادشاہ نے
اسکی طلب کا فرمان جاری کیا اسلیئے خاندوران ادسہ اور اودگیر کے قلعون کی
فتح سے فارغ ہو کر کو تگیر مین آیا جو قطب الملک کی سرحد پر ہے - ترغیب و ترہیب سے
اس ہاتھی کو مع پچیس ہزار ہون (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغہ تغلبندی مین اُسنے
لیا پھر وہان سے دیو گڈھ کے ملک مین آیا - حصار - تلنجرہ و آشتہ جو برگنہ
برار اور کرہ ماندکا کے توابع مین سے تھے اور گونڈون کی ایک جماعت نے انپر
تصرف کر رکھا تھا اور حکام صوبہ دار کی اطاعت وہ نہین کرتے تھے انکو مفتوح
کیا اور کناسنگہ ہیس کو دیو گڈھ کے مرزبان کو کیا پاس بھیجکے پیغام دیا کہ اگر تو
چاہتا ہے کہ بہادران کشورگیر کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو پیشکش بھیج ورنہ عنقریب
تیری جان کی خیر نہین جب لشکر شاہی ناگپور سے ایک منزل پر آیا تو کناسنگہ
کے ساتھ کو کیا کا وکیل خاندوران پاس آیا جس سے معلوم ہوا کہ اُس نے پیغام
جو کناسنگہ لے گیا تھا اس کو نہین مانا مکر و تزویر سے ٹالنا چاہتا ہے خان
مذکور ناگپور مین آیا اور اسکے قلعہ کی کشائش کیلئے ہمت چست کی جو کو کیا کے سب قلعون
مین زیادہ مضبوط تھا اور پانچ روز مین مورچلون کو خندق کے کنارہ تک پہنچا دیا
اہل قلعہ نے پناہ مانگی - خاندوران خان نے کہلا بھجوایا کہ اگر رہنی رستگاری
چاہتے ہو تو سارا اسباب و اسلحہ و دواب کو حوالہ کرو - اس شرط کو اہل قلعہ نے

نکل گیا۔ پادشاہی سپاہ نے بنہ و بارہ و اسپ و شتر اسکے اور نقارہ و چتری و پالکی و نشان نظام الملک کے لے لئے جنکو وہ ساتھ لئے پھرتا تھا پادشاہی سپاہی جیسے نہین آئے تھے ساہوجی کے خیمون مین جو ہاتھ لگے تھے لشکر شاہی نے آرام کیا ساہو ایک رات دن مین قلعہ ماہولی کے نیچے آیا اور اول اُسنے چاہا کہ ترنبک و ترنگلواڑی کی سمت جاوے لیکن اس خوف سے کہ وہ کہین پادشاہی لشکر کے ہاتھ مین نہ گرفتار ہو جاوے۔ وہین اقامت کی اور جو جماعت کہ ہمیشہ اسکے ساتھ رفیق رہی اسکو اپنے پاس رکھا اور باقی آدمیون کو مطلق العنان کردیا کہ جہان چاہین وہان چلے جائین خود اپنے بیٹے سمیت تھوڑا سا مال اسباب لیکر قلعہ مین آیا۔ خان زمان یہ خبر سُنکر ایک دن مین حصار کے نیچے آیا۔ قلعہ کے نیچے جو گروہ کہ آذوقہ جمع کر رہا تھا وہ بھاگا اور تمام انکا جمع کیا ہوا آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خان زمان نے قلعہ کے بڑے دروازے کے آگے مورچال قائم کئے۔ اور محصورون کی راہ بند کی۔ کچھ دنون بعد رندولہ بھی آگیا اُس نے دوسری دروازے کے آگے مورچال جمائے ان دونو دروازون کے درمیان کوہ اور جنگل کے واقع ہونے سے سات کوس کا فاصلہ تھا دونو جانب سے اہل حصار پر کار دشوار ہوا تو ساہو نے خان زمان بہادر کو لکھا کہ مین قلعہ اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ مین پادشاہی ملازمون کے زمرہ مین داخل ہو جاؤن خان زمان نے جواب دیا کہ اگر تم اپنی رہائی چاہتے ہو تو عادلخان سے موافقت کرو۔ پادشاہ کا حکم یہی ہے ورنہ قلعہ کشا سپاہ جلد تمہاری جان لےلیگی۔ ناچار اس نے عادل خان کی متابعت اختیار کی۔ عادلخان سے عہدنامہ کی درخواست کی جب عہدنامہ آگیا تو ایسی درخواستین کین کہ جو باتین قرار پائی تھین ان سے برگشتہ ہو گیا۔ ساہو نے لشکر شاہی کے غلبہ کو روز افزون دیکھا کہ وہ عنقریب قلعہ کو فتح کریگا تو اُسنے کمرکوہ مین رندولہ کو طلب کیا اور نظام الملک جس شخص کو بنا

رکھا گیا۔ اسی تاریخ راجہ بیٹھلداس و معتمد خان جو دعند ھیرہ زمیندار کی مالش کو گئے تھے آئے۔ اونہوں نے جاکر حصار کا محاصرہ کیا۔ وہان کے مرزبان نے دق ہوکر پناہ مانگی اور معتمد خان پاس آیا معتمد خان اس کو بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے قلعہ خنیر مین اسکے قید ہونیکا حکم دیا۔ بادشاہ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد میں داخل ہوا قلعہ اکبرآباد مین جو عمارات تازہ بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اُن کی تفصیل یہ ہے کہ دولتخانہ خاص و عام بادشاہ سے پہلے اور اوسکی سلطنت میں بھی کچھہ دنون ایک ایوان پارچہ سے بنایا جاتا تہا پھر شاہجہان نے اسکو چوبین بنوایا اب وہ ۷۰ ذراع لمبا اور ساڑھے پچیس ذراع چوڑا سنگ سرخ کا بنایا گیا عرمر کے صاروج سے سفید کیا گیا دولتخانہ خاص و عام کا جھروکہ پہلے کچھہ تکلف کا نہ بنا ہوا تہا اب وہ سنگ مرمر کا بنایا گیا اور اوسکی چارون دیواروں میں زنگارنگ پتھرون کی پرچین کاری کی گئی اسکی چھت میں سونے کی منبت کاری کی گئی جھروکہ کے عقب مین دولتخانہ خاص بنایا گیا جسکی دیوارین اور چھت سنگ سرخ کی ہیں اور تمام پٹیالی کے چونہ سے کہ جلا و صفا میں سنگ مرمر کے چونہ سے بہتر ہے آئینہ نما بنائی گئیں دولتخانہ خاص جسکو خانہ طینی کہتے ہین سنگ مرمر کا پندرہ گز طول میں اور نو گز عرض مین بنایا گیا یہ بادشاہی چالیس او نگل کا ہے اسکی دیوارین طرح طرح کے نقشون سے آراستہ اور طلا سے مزین ہوئیں اوسکے دو جانب میں تختہ نشین بنائے گئے ہر ایک کی چھت نیم کاسہ کی شکل تھی اسمیں طرح طرح کی رنگ آمیزی کی گئی اور اسکی چھت ہر ایک چوب پوش کیگئی اسکے اوپر چاندی لگائی گئی اور اسپر سونے کی منبت کاری کی گئی اسکے آگے ایک ایوان بہت بلند بنایا گیا وہ سراپا سنگ مرمر کا ہے ۲۶ گز طول میں اور ۱۱ گز عرض میں دو ستونہ بنایا گیا ہے اسکے ازارہ کے بیچ میں منبت کاری کی گئی اور حاشیہ پر عقیق اور مرجان کی پرچین کاری یسقف اوسکی مثل خانہ طینی ہے اس عمارت کے نیچے تہ خانے ہین اوسکے درو دیوار میں بعض جا

نہ مانا ۔ خان نے سرلشکر پہلوان درویش سرخ کو اشارہ کیا اس نے خندق حصار جسکا عرض
آٹھہ ذراع اور عمق دس ذراع تھا باندھا اور لشکر کو خندق سے پار قلعہ کے گرد لے گیا اس
اثناء مین کمایا زمیندار چاندا حسب الطلب خاندوران خان پاس پندرہ سو سوارون اور تین ہزار
پیادون کے ساتھ آگیا اور ستر ہزار روپیہ مہمانی کے لئے دیا ۔ سنگرام زمیندار کنور بادشاہ
کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے سپاہی اور لٹیرے لیکر لشکر شاہی سے آن ملا اہل
ولایت کوکیا جو بادشاہی فوج سے بھاگ کر پہاڑون اور اور مکانون مین چھپے تھے انکا
بہت سا اسباب و مواشی اشتارہ لونڈی مین لوٹ کر وہ ساتھہ لایا جب پہلوان درویش نے
پیش لعبت بین اور کوکیا کو اطاعت کے لئے ہدایت و نصیحت بہیجی گئی اوس نے اپنا وکیل
اور اپنے ڈیڑہ سو ہاتھیون کے نامون کا ایک طومار بھیجا کہ اگر محاصرہ اوٹھالو اور مجھے امان
دو تو یہ سب ہاتھی بھیجدون ۔ خاندوران خان نے جواب دیا کہ تیری رہائی اسیر موقوف
ہے کہ قلعہ کو خالی کر کے ان ہاتھیون کے ساتھہ ہمارے پاس حاضر ہو ۔ لیکن
قلعہ کے حوالہ کرنے پر کوکیا کا وکیل راضی نہ ہوا تو تینوں نقبوں میں شتابہ لگایا گیا
دیوار اور برج اوڑنے سے راہ وسیع پیدا ہوئی اور سپہدار خان اور راجہ جے سنگہ
قلعہ کے اندر گہس گئے ۔ دیوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا کوکیا دولگڈہ سے جو پندرہ
کوس پر تہا خاندوران خان سے ملنے آیا ڈیڑہ لاکھہ روپیہ نقد اور سارے ہاتھی
زیادہ ایک سو ستر حوالہ کئے ۔ خدمتگاری اور فرمانبرداری اختیار کی اور وعدہ
کیا ہر تین سال پر چار لاکھہ روپیہ خزانہ مین داخل کرونگا ۔ خاندوران نے حصن
ناگپور اس کو حوالہ کیا اور خود نواحی کالی بھینٹ مین آیا یہان کے مرزبان بھیم سین
سے ایک زیادہ ہاتھی لیا ۔

بادشاہ ١٥ رجب کو اجمیر سے اکبرآباد کو چلا ۔ ٢٨ رجب کو بادشاہ تالاب ماری
کے کنارہ کے مکانات مین آیا وہ دو سال مین ایک لاکھہ چالیس ہزار روپیہ مین
تیار ہوئے تھے سنگ سرخ سے بنائے گئے تھے اس سبب سے اس کا نام لال محل

ایوان ہے اس عمارت کے اندر اور باہر پرچین کاری مین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے
ہین اس شاہ برج کے درمیان دو خانہ طنبی ہین جوگوناگون نقوش طلائی سے مجلی ہین
اسمین ایک ایوان ہے اسکے دورویہ سنگ مرمر ہے اسمین سونے کی نقاشی ہے بادشاہ
کی آرامگاہ ہے ایک ایوان ہے سنگ مرمر کا طول مین ۲۶ گز اور عرض مین ساڑھے
دس گز اسکی دیوار ستونون کی کرسی تک منبت اندود ہے اسکی جداول پر چین کاری
کی ہین جنمین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہین اسکی سقف پر سونے کی منبت کاری ہے
اس ایوان کے پیچھے ایک مکان ہے سنگ مرمر کا طول مین پندرہ گز اور عرض مین ساڑھے
آٹھ گز اسکی سقف و دیوار ایوان کی دیوار کا رنگ رکھتی ہے اور اسکی منبت مین صور
و تماثیل منازل آسمانی کے نمونہ پر بنائی گئی ہے اسکے دو جانب مین دو شہ نشین
ہین اور اس منزل اور شاہ برج کے وسط مین بنگلہ درشن سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
اور اسپر طلا کے نقوش ہین پشت بام پر الواح طلا ایسے لگائے ہین ع کہ خلق زان
بدو خورشید در گمان افتد ٭ آرامگاہ کا صحن اسی گز مربع ہے اسمین حوض پندرہ
گز طول مین اور ۹ گز عرض مین ہے اسی مین پانچ فوارے لگے ہوئے ہین اس کے آگے
ایک آبشار چادری ہے اسکے آگے باغ ہے۔ باغ مین ایک چبوترہ ہے۔ باغ کی
ساری کیاریان سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہین۔

آرامگاہ کے پہلو مین ایک ایوان ہے وہ گوناگون نقوش سے منقش ہے اور وہ
اس عمارت کا جواب ہے جو شاہ برج اور آرامگاہ اوسط مین ہے۔ ایوان طنبی خانہ
کے عقب مین ایسی ہی رنگ آمیزی ہے جیسے کہ ایوان مشرقی مین اسکے صحن مین
ایک بنگلہ ہے جو دریاے جمن پر مشرف ہے اور وہ بنگلہ مبارک کا جواب ہے اور
اسکے دو جانب مین دو حجرے ہین طلا اندود اور نقوش آمود ان منازل ستہ گانہ
کی پشت بام نے الواح طلا سے آرایش پائی ہے۔

بادشاہ نے اگرچہ آغاز جلوس مین کل خلقت کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کردیا

آئینہ بندی کی گئی کچھ سونے سے اور کچھ طرح طرح کے رنگون سے آراستہ کیا گیا۔ اس خانہ مین
دو حوض ہین آبشار چادری سے ایک بھرتا ہے اور اس سے ایک نہر اا گز طول مین
اور ایک گز عرض مین جاری ہوتی ہے اور وہ دوسری حوض مین جو پہلے سے زیادہ
وسیع ہے گرتی ہے اس ایوان کا صحن طول مین اکتالیس گز ہے اور عرض ۲۹ گز اسکے
نیچے گھر بنائے ہین اور اسی مین اشرفی خانہ ہے صحن مزبور کے مغرب مین ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا ہے جسپر موسم گرما مین آخر روز اور رات کو بادشاہ جلوس فرماتا
ہے اور وہ مشرف ہے صحن بروے زمین سے جو طول مین ۶۶ گز اور عرض مین ۵۵ گز
ہے اور اسکے شرق مین ایک تخت سنگ محک کا ہے جو دریاے جون پر مشرف ہے
اور صحن پائین کے تین طرف عمارات عالیہ پتھر کی بلند بنی ہوئی ہین جنمین جواہر اور
مرصع آلات رکھے جاتے ہین اس صحن کے جنوب مین ایک نشیمن منبت کاری کا ہے
چتر کی مانند سنگ مرمر کا چار ستونون پر اسمین بادشاہ زرین اورنگ پر جلوس
کرتا ہے دولتخانہ خاص کے محاذی ایک ایوان ہے ۲۵ گز طول مین ساڑھے پانچ
گز عرض مین اسکے متصل حمام ہے جسمین منازل متعددہ ہین اس مین اندر و باہر
صنعت گرون و ہنروروں نے عجب صنعت پرچین کاری و آئینہ بندی و منبت اور
اور صنائع عجیبہ کی ہین وسط خانہ مین ایک حوض کلان ہے پیچ در پیچ ہے وہ
آئینہ کی مانند صاف ہے اسکے چارون اطراف فوارے چھوٹتے ہین دریا کی
طرف سرد خانہ و گرم خانہ مین حلبی آئینے ایسے لگائے ہین کہ اسمین تمام رود خانہ
و ریاض نظر آتے ہین اور حمام مین ایسے چسپان کئے ہین کہ زیب و زینت بڑھ
گئی ہے۔ دولتخانہ خاص کے متصل ایک پہلی عمارت اکبر و جہانگیر کی بنوائی ہوئی
تھی اسکو مسمار کرا کے ایک اور عمارت سنگ مرمر کی بنائی ہے وہ مثمن خانہ پر مشتمل
ہے جسکا قطر آٹھ ذراع ہے جسکے اضلاع پنجگانہ دریا پر مشرف ہین وہ نہایت
رنگین و دلنشین ہے اسکے تین عربی ضلعون مین تین شہ نشین ہین اسکے آگے ایک

کیا اندار وہ بھی شورش انگیزی کے ارادہ سے ساتھ لایا۔ شاہ قلی اسکے ان اطوار سے بات
کو سمجھ گیا اُس نے اس طائفہ کو جو اسکے گھر کے حوالی مین رہتے تھے حصار کے اندر بلایا اور
اپنے گھر مین انکو پکار کے لئے مستعد رکھا۔ جب بھوپت آیا اور اُسنے یہ سامان دیکھا
تو اُس نے آتش کارزار کو روشن کیا۔ سہ پہر سے سورج کے چھپنے تک لڑائی رہی اس
زد و خورد مین بھوپت مارا گیا لشکر شاہی مین میر علی اصغر بخشی کا نگرہ کشتہ ہوا۔ بادشاہ
یہ حال سنکر شاہ قلی خان کو خلعت و فیل و نقارہ عنایت کیا۔
دربارہ ای چمن پرور دار الخلافہ اکبرآباد کی بنیاد بڑی تھی آبکندون کی وجہ سے اسمین نشیب و فراز
تھا اور آبادی کی وضع طرح ٹھیک نہ تھی قلعہ ارک کے اندر دولتسرای شاہی اور تمام
کارخانے سرکاری تھے اسکے دروازہ کے آگے کوئی وسعت جلوخانہ کے لائق نہ تھی صبح
شام جو بادشاہ نکلتا کہ خلقت کورنش بجالائے تو ازدحام کے سبب سے آدمیون کو اذیت
ہوتی خصوصاً عیدین اور ایام سرور و سہر مین اور سواری کے وقت ہاتھی گھوڑون کے
ہجوم کے سبب سے آدمیون کو جان کا خوف ہوتا اور کوئی مسجد بھی اس شہر کی شان کے
لائق نہ تھی۔ بادشاہ نے ان دونون مین ان عیبون کے دور کرنے کے لئے قلعہ کے
دروازہ کے آگے بازار کلان کی طرف ایک چوک مثمن بغدادی کی طرح لیا جسکا قطر ایک سو
اسی ذراع بادشاہی تھا ہر ضلعے مین چودہ حجرے و ایوان اور قصر مین پانچ دکانین
تعمیر کرائین اور حکم دیا کہ چوک مذکور کے مغرب مین ایک مسجد بنائی جاوے جسکا طول ایک سو
بیس ذراع بادشاہی ہوا اور قبلہ رخ تین برج بنائے جائین اور باقی تین طرفون مین
طاق و ایوان ہون اور صحن اسکا اسی گز سے اسی گز ہو وہ سرکار خاصہ سے بنائی جائین
مگر بیگم صاحب نے بادشاہ سے عرض کرکے یہ خرچ اپنے ذمہ لیا جو اہل شہر کے مکان مسجد
مین آئے انمین سے بعض کو ڈیوڑھی قیمت دی کر خریدا اور بعض کو بازار مین اور مکان دیکر
اور مالکون کو خوش کر دیا ۲۸ ذی قعدہ کو بادشاہ کی محفل مین ذکر ہوا کہ فلان صوبہ کا
دیوان اپنی اظہار ریاست اور جزرسی کے لئے خلق اللہ کے حق مین سختی کرتا ہے۔

اور اوسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا تہا مگر یہ زمین بوس بھی سجدہ کے مشابہ تھا۔ بادشاہ نے ان دنون مین اسکو بھی معاف کر دیا۔ بجائے اسکے تسلیم چہارم مقرر کی اور حکم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے جو عنایت ہو اسکے شکریہ مین تسلیم چہار گانہ بجالائی جائیں صوبجات کے ناظمون کے نام فرمان صادر ہوئے کہ جبوقت کوئی حکم وارد ہو یا کوئی اور عنایت شاہی ہو تو اس وقت بھی یہی طریقہ برتنا چاہیئے۔

۱۹ شعبان کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔

سوم شوال کو بادشاہ کو القضیاب مادہ دموی عضاء و اسافل مین ہوا اور اس سے بہت تکلیف ہوئی دو مرتبہ خون نکالا گیا۔ بادشاہزادون اور امیرون نے ہزارون روپئے صدقہ مین دئے۔ بادشاہ انیس روز تک نہ دولت خانہ خاص و عام مین نہ دولت خانہ خاص مین تشریف فرما ہوا خوابگاہ مین بعض خاص امراء کورنش کرتے تہے۔ بادشاہ انکی خاطر پژمردہ اور دلہاء آزردہ کی تسکین کر دیتا تہا۔ علامی افضل خان کو اپنے پاس طلب کرکے مہام ملکی کے ضروری کامون کو سرانجام دیتا تہا۔

۲۲ شوال ۱۰۴۹ھ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ نے بیماری کی انیس روز تکلیف اٹھا کے تخت مرصع پر جلوس فرمایا۔ بادشاہ زادون اور امراء نے بہت روپئے برسم تصدق و اثیار پیش کئے۔ بیگم صاحب نے ایک تخت ڈہائی لاکھہ روپیہ کی قیمت کا پیشکش مین دیا غرض جیسی اس دفعہ لاکھون روپیہ کی پیشکشین پیش ہوئیں کبہی پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین نہ پیش ہوئی تھیں۔ ہمیشہ دامن کوہ قلعہ کانگڑہ کے فوجدار کی کومک جگت سنگھہ کیا کرتا تہا کچھہ دنون سے اوس نے فساد پر کمر باندھی اور اداسے خدمات مین قاصر ہوا دو رنگی و ناسپاسی کے لئے بیم و ہراس لازم ہے جب فوجدار پاس آتا تو جمع کثیر کو ساتھہ لاتا۔ شاہ قلی خان نے اوسکو اپنے پاس بلایا تو وہ بہت سے راجپوت سوار و پیادہ

نظام الملک بنایا تھا اور خان زمان نے ساہو سے لیکر اورنگ زیب کے حوالے کیا
بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سید خان جہان کے حوالہ ہو کہ وہ اسکو قلعہ گوالیار مین اور دو
نظام الملک کے ساتھ مقید رکھے جنہین سے ایک جہانگیر کے عہد مین احمد نگر کے فتح کے
بعد اور دوسرا دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا

دسوین کو بادشاہ عیدگاہ گیا۔ چودھوین کو راجہ جے سنگھ کو اپنے
وطن انبیر جانے کے لیئے رخصت دی کہ آرام کرے۔
اسنے دکن کی مہمات مین کارہائے نمایان کیئے تھے اسکے ملک مین خانہ زاد گھوڑے
کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہو گئی تھی اس لئے اسکو بیس گھوڑیان دین کہ گھوڑون
کی نسل بڑھ جائے دکن مین خان زمان خان کا انتقال ہوا جسکا بادشاہ کو
بڑا ملال ہوا اس تاریخ بادشاہ نے اپنا سفیر حسینی اور نامہ شاہ ایران کو روانہ کیا
ہم اس نامہ مین سے وہ چند فقرے نقل کرتے ہین جنہین تمام فتوحات دکن اور ججھار سنگھ
کے قتل کا خلاصہ آجاتا ہے۔

بعد حمد و نعت و القاب و آداب کے بادشاہ لکھتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ تمکو ہماری فتوحات
کی خبر سننے سے خوشی ہوگی۔ کیونکہ یگانگی اور دوستی کا مقتضاء یہ ہے کہ دوست
کے اسباب مسرت کے حصول سے دوست مسرور ہوتے ہین اسلیئے ان ایام مین
جو فتوحات حاصل ہوئین انکو مین بیان کرتا ہون دکن مین قلعہ دولت آباد فتح ہوا
تھا اسکے سیر کے لیئے اکبر آباد سے مین دکن کو روانہ ہوا تھا اس ضمن مین یہ بھی مقصود
تھا کہ جو ملک نظام الملک کے قلعے نہین فتح ہوئے ہین وہ بھی فتح ہو جائین اور اس
سرحد کے معاملات کا انتظام ایسا کرون کہ اسطرف کی مہمات سے بالکل خاطر جمع
ہو جائے اور پھر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ رہے اس قلعہ کو دیکھ کر معلوم
ہوا کہ معلوم نہین کہ اس طرح کا قلعہ کہین اور بھی ہو۔ ای فرزند اگر یہ قلعہ
ملک کے قریب ہوتا تو مین تجھہی کو دیدیتا کہ تو خلقت عزیب صنعت عجیب کا تماشا

بادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کے کام بے مسامحۃ و مصالحۃ کے نہین چلتے بہت دفعہ ایسا ہوتا
ہے کہ بڑے بڑے مہمات و معاملات ترک مدارا اور عدم مواسا سے بگڑ جاتے ہین جس سے
انکے شگفتون کی خاطر پراگندہ ہوتی ہے حافظ نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ع
سخت می گردد جہان بر مردمان سخت کوش + چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ احکام
دین و اوامر شرع مین محض حق کو چاہتے تھے اور بعض امور مین اغماض ہرچند کہ
ضروری ہوتا نہ فرماتے اس باعث سے شورش عظیم برپا ہوئی رفتہ رفتہ محاربہ و مقاتلہ
کی نوبت پہنچی تاریخون مین اسکا ذکر ہے اس اثناء مین سید جلال بخاری نے بادشاہ
سے عرض کیا کہ امیر المومنین کا قول ہے کہ دنیا دو پاؤن پر قائم ہے ایک حق دوسرا
باطل مین اسکو چاہتا ہون کہ حق کے پاؤن پر قائم ہو مگر یہ بات انکی چلی نہین بادشاہ
نے کہا کہ اگر یہ نقل صحیح ہو تو شیخین اور آنحضرت کے زمانہ مین ارتکاب باطل ہوا ہوگا
یہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ انکے زمانہ مین باطل نے رواج پایا ہو لوگون نے اس کی
توجیہات کین مگر بادشاہ کو پسند نہ آئین اور خود یہ توجیہہ بیان کی کہ اکمل کائنات
و افضل ممکنات کے وجود سے دلون کے آئینے زنگ خلاف سے مصفا ہو گئے تھے
صفحات طبائع غبار خلاف سے مبرا تھے ایلچہان اس قافلہ سالار ہدایت و شمع
شبستان رسالت کی اقوال و افعال کو جو محض حق و صواب بحت تھے یا یہ چھو
تارب بناتے اور شاہراہ متابعت سے باہر نہ جاتے اور ایسی ہی شیخین کے عہد
مین بسبب قرب زمانہ کے لوگون کے دلون پر یہی اثر رہا ان نفوس قدسیہ کے
بعد زمانہ سے عدالت و سویت جس پر انتظام جہان اور التیام اہل جہان وابستہ
ہے دور ہو گئے حضرت عثمان ذی النورین قتل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
عہد مین ساری انتظام کا ڈھچر بگڑ گیا۔

غرہ ذی الحجہ کو اورنگ زیب دکن سے بادشاہ پاس آیا اور نظام الملک کو مع
وابستہ داروں کے ساتھ لایا جسکو دکنیوں نے اپنے ہنگامہ شورش کے لئے

خان دوران بہادر اور دوسرے بسرکردگی سید خانجہان اور تیسرے بہ اتالیقی خان زمان کے
نظام الملکیہ باغیون کی سرکوبی کرین عادلخان کو خردسالی اور کم خردی کے سبب سے یہ توفیق
نہ ہوئی کہ بلا توقف و تاخیر بندگی و فرمان برداری کا طریق اختیار کرتا اُس نے ارباب فساد
کی امداد کی اس لئے اسکی تنبیہ بھی ان فوجون کو سپرد ہوئی۔ نظام الملکیہ گروہ میری فوجون کے
سامنے نہ ٹھیر سکا وہ عادلخان کے ملک مین آیا میرا لشکر بھی عادل خان کے ملک مین گیا اکثر
اسکی آباد ولایت کو قتل و بند تاخت و تاراج سے بالکل خراب و غارت کیا۔ اپنی خرابی حال پر استدلال کیا اور اُس کو
یقین ہوگیا کہ میرا گھر خراب ہوگا اور میرا مال بھی نظام الملک جیسا ہوگا غرض نادم و پشیمان
ہوکر ہمارے حکمون کو قبول کیا۔ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجی ہمنے اسکی تقصیرات معاف
کردین اُس نے چالیس لاکھ روپیہ کی نفیس جواہر و نادر مرصع آلات اور ایک سو فیل پیشکش مین
ارسال کئے۔ مین نے ۲۷ صفر ۱۰۴۶ھ کو دولت آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد
مین داخل ہوا۔ اس یورش مین ایک سال کے اندر نقد و جنس پیشکشون مین دنیاداران
دکن اور زمینداران گونڈوانہ سے دو کرور روپیہ اور چار سو ہاتھی سرکار خاصہ کو حاصل ہوئے اور
ملک جسکی آمدنی قریب کروڑ روپیہ کے ہے ہاتھ لگا اور اٹھتیس قلعے مثل جنیر و دھرپ و تربنک و
اودسہ و اودگیر وغیرہ سوائے نو قلعون دولت آباد و قلعہ قندھار وغیرہ کے فتح ہوئے۔ بعد
اسکے نظام الملک کی مملکت مین سے ملک جسکا حاصل ایک کروڑ روپیہ تھا اولیاء دولت
کے تصرف مین آیا ان دو یورشون مین ملک نظام الملک و مملکت بندیلہ کے چھیالیس قلعے اور
ملک جسکا حاصل دو کروڑ روپیہ ہے حاصل ہوا فقط اسی سال مین بادشاہزادہ اورنگ زیب کی
کدخدائی کا جشن ہوا وہ شاہ نواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے بیاہا گیا پہلے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق بھیجی گئی تھی اب دس لاکھ روپیہ شاہزادہ کو شادی کے خرچ کے
لئے مرحمت ہوئے اور چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا۔ ایسی دھوم دھام کی شادی ہوئی
کہ پہلے کمتر ہوئی تھی۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ججھار سنگہ کی اولاد مین سے پرتھی راج جو
کارزار سے بندیلے زندہ بھگا کے لے گئے تھے اُس نے اپنے نواح وطن مین جمعیت فراہم کی

دیکھے اے فرزند تجھکو اسکا دیکھنا میسر نہین ہوگا اسلیئے مین اسکی تصویر بھیجتا ہون اس سفر کے
ارادہ کے اثناء مین یہ مجھے معلوم ہوا کہ جھجھار سنگہ بندیلہ نے بغاوت اختیار کی جسکا باپ راجہ
نرسنگہ دیو تھا کہ وہ ملک و مال کے لحاظ سے اپنے اقران اور امثال مین ممتاز تھا وہ اپنی ملک و
دولت بے شمار و کثرت پیادہ و سوار و قلاع استوار اور اپنی مرز و بوم کی تغلب زمینون پر
اور اطراف مسالک کے جنگلون کی بہتی پر ایسا مغرور ہوا کہ یہ ارادہ کیا کہ دولت آباد اسکے ملک
مین ہو کر جاؤن کہ اس ضمن مین اس مہم کے سرانجام دینے سے فضیلت جہاد کا اکتساب اور
ثواب غزا کی تحصیل ہو اسلیئے ۱۸ شہر ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد سے روانہ
ہوا اور تین طرف سے تین فوجین روانہ کین ایک فوج کا سردار سید عبد اللہ خان فیروز جنگ تھا
دوسری فوج کا سپہ سالار سید خان دوران بہادر اور تیسری سپہ کا سرلشکر سید خانجہان
ان تینون نجیب سیدون نے بڑے شوق سے مہمات کو انجام دیا۔ جھجھار سنگہ کے ملک کے
بیشہ مین تبر و تیشہ کی ضرب سے بیخ و ریشہ کو پراگندہ کیا اور اس ملک کے پانچ قلعے
سوای فتح کر لئے جھجھار سنگہ بھاگتا بھاگتا دنیاداران دکن پاس گیا کہ انکی شفاعت سے
جان کی امان پاے۔ میرا لشکر یلغار کر کے قطب الملک کے ملک مین گیا جہان جھجھار سنگہ
تھا اسنے اسکو اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا اور انکے سرون کو میرے پاس بھیجدیا اور اس کے
اہل و عیال صغیر و کبیر کو اسیر کیا سوا جنکے ایک کروڑ روپیہ اسکا خزانہ عامرہ مین داخل ہوا
بتخانون کی جگہ مسجدین بنائی گئین صداے ناقوس کا نعم البدل اذان ہوئی۔ ماندو
مین مین نے ان امراء کو جاہ و منصب و انعام دیئے جنہون نے ان مہمات مین کارہاے
نمایان کیئے تھے اور کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد مین آیا اہل دکن نے باوجودیکہ
نظام الملک قلعہ گوالیار مین قید تھا ایک شخص کو نظام الملک بنا لیا۔ اسکی امداد عادلخان نے
کی جو دکن کے دنیاداروں مین سب سے زیادہ قوت و قدرت رکھتا تھا۔ انہون نے
اس سرحد مین فتنہ و فساد کا غبار اٹھایا اور اطراف کے قلعون کو اپنی تصرف مین کیا۔
دولت آباد کے حوالی مین پہنچے ہی مین نے ۷ رمضان کو تین فوجین بھیجین ایک بعزرائی

شورہ زار ہو گئی زراعت پذیر نہ رہی۔

دوم ربیع الثانی ۱۰۵۵ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا اور اڑتالیسواں شروع۔ اس سال میں برسات کے تین مہینے گذر گئے اور ذرا مینھ نہیں برسا غلہ گران ہوا اور ایک عالم کو تشویش ہوئی بلکہ ارباب عدالت مع صلحا و فضلا و خاص و عام کے شہر سے باہر نماز استسقا کے لئے گئے اگرچہ کچھ پانی برسا لیکن زمین کی پیاس نہ بجھی جشن کے روز خوب بارش ہوئی اور زحمت خلق رحمت خالق سے مبدل ہوئی۔

دسوین کو میر جملہ میر بخشی جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران گیا اور وہان سے آنکر مراجعت کرکے خاندان امیر تیمور کے امرا کے زمرہ مین داخل ہوا۔ لقوہ و فالج سے مرگیا۔ اگرچہ وہ سیادت مین مرتبہ بلند رکھتا تھا لیکن خوش اخلاقی سے اسکو بہرہ نہ تھا معتمد خان بخشی دوم اسکی جگہ مقرر ہوا۔

بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ۲۳ تاریخ کو رخصت کیا۔ شاہزادہ نے ولایت بگلانہ کی درخواست کی کہ مجھے مرحمت ہو۔ بادشاہ نے اسکو عنایت کی اور فرمایا کہ دولت آباد مین پہنچکر بگلانہ لشکر بھیجنا اور اسکو فتح کرلینا۔ بگلانہ مین آب و ہوا مین اعتدال ہے۔ نہرون کے کنارہ پر درخت سایہ دار اور پھلدار بہت ہین ۳۲ پرگنے سیر حاصل ہین وہ ایک جانب سے خاندیس دکن سے اور دوسری سمت توابع سورت و گجرات سے ملا ہوا ہے اور سورت و دولت آباد کے وسط مین ساٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے یہان کا زمیندار بھرجی ہے جو باون پیڑھی سے یہان کا ارثاً راج کرتا چلا آیا ہے۔

بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ بعد جلوس کے مکہ و مدینہ کے لئے نذر بھیجنے تھے دو لاکھ چالیس ہزار پہلے روانہ کرچکا تھا اب اندنون مین اعظم خان صوبہ دار گجرات کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب جو عرب مین فائدہ سے فروخت ہو حکیم ابو القاسم کو حوالہ کرے کہ وہ وہان مستحقین کو دیدے۔

بعض ہاتھ مین ظلم کیا اور زبردستون کے آزار مین دست دراز کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ
اس بدنہاد کے ریشۂ فساد کو قلع اور اسکے شجر حیات کو قطع کرے اور بعد اسکے وہ اپنے صوبۂ
مالوہ مین جائے اور شائستہ خان کو اسکے باپ خان زمان مرحوم کی جگہہ دکن اور ملک
نظام الملک کی صوبہ داری پر مقرر کیا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پہنچنے تک وہ نیابتاً کام کرے

پرتاب سنگہ زمیندار جینیہ نے بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور رہزنون کی
جرگہ مین داخل ہوا بادشاہ نے عبد اللہ خان فیروز جنگ کو حکم دیا کہ صوبہ بہار سے
کومکیون کو لیکر اس تیرہ کار کی تنبیہ کرے۔ سردار نے اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر قلعہ
بھوجپور کو جو اس ملک مین حاکم نشین تھا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مثلث کی شکل کا ندی کے
کنارہ پر بنا ہوا تھا اسکا نام ترکھاگ (سہ برجہ) رکھا تھا۔ پرتاب سنگہ نے حصار کے
استحکام و مصالح مدافعہ کے زیادتی پر نظر کرکے مدافعت کے لئے پیش قدمی کی ہر ہفتہ و ماہ
مین بہت آدمی دونو طرف سے مارے گئے محمد یار بیگ کے دو بیٹے کہ مشہور شجاع
اور روشناس تھے شہید ہوئے چھہ مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ مفتوح ہوا چند روز جو بلی
حصار ارک مین پرتاب نے بے آبی سے تکلیف اٹھائی محصور رہا۔ آخر عجز سے پناہ مانگی
اور زن و فرزند کی ہمراہ عبد اللہ خان پاس آیا۔ بادشاہ کے حکم سے پرتاب کو مکافات
کردار مین وحشت سرای عدم مین آوارہ کیا اسکی بیوی مسلمان ہوکر عبد اللہ خان کے نبیرہ کے
نکاح مین آئی۔ ۳۶ ہاتھی اور پچاس گھوڑے واقمشہ بعد تاراج کے جو سرکار مین ضبط ہوے
وہ بادشاہ پاس آئے۔ صوبہ ٹھٹہ کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دریای شور کے قریب جو
شہر اور قریئے تھے۔ انمین بارہ پہر برابر موسلادھار مینہہ برسا۔ بہت سے گھر گر گئے اور
بہت آدمی اور دواب ہلاک ہوئے اور ہوا ایسی تند چلی کہ بڑے بڑے تنومند درختون
کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور تلاطم امواج نے بے شمار مچھلیان کنارہ پر ڈال دین اور ہزار
سفینے خالی اور اسباب سے بھرے ہوئے موج دریا سے ڈوب گئے اس سبب سے کشتیون کے
مالکون کو بہت نقصان ہوا اور جس زمین پر ہوا کی شورش سے دریا کا پانی آیا۔ وہ

کچھ آدمی اُس نے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کیے۔ میر فخر الدین ساحل دریائے نیلاب پر آیا۔ چند کشتیاں ترتیب دیں۔ اہل تبت نے ایک دیوار سر راہ کھینچ رکھی تھی اور اُسکے پیچھے تفنگچیوں کے گروہ کو بٹھا رکھا تھا کہ افواج شاہی کو روکے میر نے آدھی رات کو دو ہزار آدمی اہل تبت کی دلالت سے روانہ کیے تا کہ وہ راہ کو مخالفوں کے قبضے سے نکال لیں۔ لشکر شاہی نے مخالفوں کو مار کر بھگایا اور دریا پار اُتر کر قلعے کے نیچے آئے اور قلعہ کشائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسرے روز ابدال کا بندہ برہن کالرگا جو حصار کی حراست کرتا تھا۔ بادشاہی لشکر کو کم سمجھ کر اس سے لڑنے آیا۔ فرہاد بیگ نے کمر کوہ میں سر راہ کو روکا اور ہنگامہ جنگ کو گرم کیا۔ فرہاد بیگ زخمی ہوا ظفر خان کے نوکر کچھ مقتول ہوئے مخالفوں نے ناچار راہ فرار میں دیکھی وہ قلعہ کی طرف چلے گئے بادشاہی دلاوروں نے لشکر کے جنوبی دروازہ کے باہر مورچے قائم کیے۔ ابدال کے دل میں بادشاہی لشکر کا خوف ایسا بیٹھا کہ اُسنے باپ کے عیال کا خیال کچھ نہ کیا۔ سیم و زر اور جو کچھ اپنے ساتھ لے جا سکا رات کو لیکر کاغذی دروازہ سے بھاگ گیا ۲۹ ربیع الاول کو میر فخر الدین قلعہ میں داخل ہوا وہ اپنے لشکر کی لوٹ نہ روک سکا کہ ضبط اموال کرتا مگر ابدال کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا اور میر ابدال کے پیچھے سپاہ بھیجی مگر وہ ابدال کو نہ پکڑ سکے کچھ سونا۔ چاندی۔ راہ میں پڑا تھا۔ اسکو لیکر واپس چلی آئی ظفر خان اس فتح کا حال سنکر قوی دل ہوا۔ پھر بیطلوں کے قلعوں کو فتح کے لئے مستعد ہوا اسکے اشارہ سے اہل قلعہ [illegible] کو جو قلت آذوقہ سے مضطر تھے اہل تبت نے ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ قلعہ دار مع کل اہل قلعہ کے باہر آ گیا اور قلعہ لشکر شاہی کو سپرد کر دیا۔ [illegible] آدمیوں کی مخالفت سے اور قلعہ کے حوالہ کرنے سے اور زن و فرزند کے گرفتار ہونے سے ایسا ڈرا کہ قلعہ کھربچو کو چھوڑ کر شادیان کھیرال کی معرفت ظفر خان پاس آیا۔ دوسرے دن ظفر خان ابدال کی [illegible] اندر لیا اور وہاں بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور لشکر میں چلا آیا۔

جہانگیر کا ارادہ تبت کی تسخیر کا پیش نہاد خاطر تھا - ہاشم خان ولد قاسم خان میر بحر حاکم کشمیر
جہانگیر کے حکم سے زمینداروں کی سپاہ اور بہت سوار و پیادے جمع کئے - ہر چند ہاتھ پاؤں
مارے کہ اس ملک میں داخل ہو مگر سوا مردم کشی کے کوئی اور کام نہ ہوا اور وہ پھر آیا
ان دنوں میں شاہجہان نے حکم دیا کہ ظفر خان حاکم کشمیر مع لشکر کے اس جگہ جا کر اور
ولایت تبت کو مسخر کرے - وہ آٹھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر کے کرچی کی راہ سے چلا
اور ایک ماہ کے عرصہ میں پرشکردو میں آیا جہاں سے ملک تبت کا آغاز ہوتا ہے
اور آب نیلاب (سندھ) کی اس طرف ہے اور علی رائے نے حصار کے نزدیک [illegible]
کیا علی رائے پدر ابدال مرزبان حال تبت نے دو پہاڑوں کے سروں پر بہت بلند
طولانی دو حصار استوار کئے تھے انمیں زیادہ بلند کھرپوچہ مشہور تھا اور دوسرا پست کھجنہ
ہر ایک کی راہ پیچ در پیچ جو گلوگاہ نام سے وسیتہ جنگ - قلعہ نشینوں کی آمد و رفت پہاڑ
کے اوپر ہوتی تھی ابدال قلعہ کھرپوچہ میں متحصن ہوا اور محمد مراد اپنے وکیل کو جو اسکی
جہات کا ناظم تھا قلعہ کھجنہ کی حراست سپرد کی اور اہل و عیال کو قلعہ شاہین جو پہاڑ
پر آب نیلاب کی دوسری جانب تھا محفوظ کیا - ظفر خان نے ان دو قلعوں کی رفعت و
متانت کو دیکھکر محاصرہ و پیکار میں مصلحت نہ دیکھی اور یہ سوچا کہ تبت کی سپاہ رعیت
ابدال کی ناہنجاری سے دل آزردہ ہو رہی ہے اسکو مدارا و مواسا سے اپنی طرف کرلے
اور حصار شاہین کی کشائش اور ابدال کے اسیر کرنے کے لئے سپاہ معین کیے اس لشکر کے یہاں
رہنے کے لئے کل مدت دو مہینے سے زیادہ نہیں ہے اگر اس سے زیادہ توقف ہوگا
تو برف کی زیادتی سے راہیں مسدود ہو جائینگی اس لئے اسنے میر فخر الدین کو فرہاد بیگ
بلوچ اور چار ہزار سوار و پیادوں کے ساتھ قلعہ شکر پر بھیجا اور خود ابدال کے استیصال
کے درپے ہوا - احسن خواہرزادہ ابدال کو جو بادشاہی ملازموں میں تھا اور کشمیر کے
کچھ زمینداروں کو جو اس مرز بوم کے رہنے والوں سے آشنائی رکھتے تھے مقرر کیا کہ وہ
ترغیب و ترہیب سے یہاں کے گروہ کو شاہراہ اطاعت [illegible] بہرہ مند ہوں

ہوتی ہین لیکن ایک کتل تیس کوس کشمیر سے ہے جسکی برابر سختی و دشواری راہ مین کہین نہین
اور جہان پیما مسافر نہین بتاتے رفعت مین وہ پیر پنچال کی برابر ہے رستہ ایسا بند
ہے کہ سوار ہو کر جانا دشوار ہے اور ان دونو راہون مین آذوقہ ملتا نہین ظفر خان و اسکے
ہمراہی اتنا آذوقہ ساتھ لے گئے تھے کہ وہ کشمیر کی مراجعت تک کافی ہوا ملک تبت مین
الکیس پر گنے ہین اور سینتیس ۳۷ قلعے پہاڑون کی فرونی اور تنگی میدان کے سبب زراعت
کم ہوتی ہے اور حبوبات مین سے زیادہ تر جو و گندم و دھان پیدا ہوتے ہین اگرچہ
اس ولایت کا انتظام نہ ہوا مگر خراج کی حقیقت پر پوری آگہی ہو گئی پورے سال کا
حاصل ایک لاکھ روپئے سے زائد نہین اس دیار مین ایک ندی ہے کہ وہان قراضہاء
طلائی دستیاب ہوتے ہین ہر سال اسکے اجارہ سے دو ہزار تولہ سونا حاصل ہوتا ہے
جسکی قیمت کم عیاری کے سبب سے سات روپیہ تولہ ہوتی ہے اکثر اثمار سردسیری
مانند زردآلو و شفتالو و خربوزہ شیرین و لطیف انگور ہوتے ہین یہان کا سیب اندر اور
باہر سے سرخ ہوتا ہے۔ توت و خیار و زردآلو و شفتالو و خربوزہ و انگور ایک موسم
مین ہوتے ہین۔

واقعات تیموری کہ زبان ترکی مین تھی میر ابو طالب تربتی نے کتاب خانہ والی
یمن سے لا کر فارسی مین ترجمہ کیا انمین سے داستان نصائح خرد افزا جو صاحب قران
نے پیر محمد خلف مرزا جہانگیر کو کابل و غزنین و قندھار وغیرہ کی امارت کے وقت کہین
تھین اور وہ اس کتاب مین درج تھین وہ لکھکر شاہزادہ اورنگ زیب کو بھیجین جسکو
دکن کے انتظام کو روانہ ہوا تھا اسکی نقل ہم کرتے ہین اس وقت خاطر مین تیمور کے
آیا کہ کابلستان و حدود ہندوستان و نواحی غزنین و باختر و قندھار مین کوئی
کاروان بھیجا جاے کہ وہ ان ولایات کی تسخیر کا بندوبست کرے اسکے دل مصلحت
اندیش مین آیا کہ کسی کامگار امیرزادہ کو یہ کار مفوض کرون پھر وہ یہ سوچا کہ مبادا
ہواے سلطنت و استقلال اسکے دماغ مین آئے اگر کسی نوئین کو مین سپرد کرون تو

شہنشاہ کو اسکا مژدہ بھیجا۔ اس اثنا مین میر فخر الدین ابدال کے عیال کو اور دو لاکھ
روپیون کو جو لوٹ سے بچے تھے لیکر آگیا اور حبیب چک و احمد چک کے زن و فرزند بھی
ظفر خان کی قید مین آگئے جو اعتقاد خان کے زمانہ مین بہ سبب شورش انگیزی و فتنہ افزائی
کے کشمیر سے تبت مین بھاگ آئے تھے اور ان دنون مین ابدال نے انکو کشمیر بھیجا تھا کہ وہان
فساد برپا کرین کہ لشکر شاہی پراگندہ خاطر ہو اور دوسرے حبیب چک نے بھی جو مرزا علی
اکبر شاہی کی صوبہ داری مین تبتیون کی پناہ مین آیا تھا پناہ مانگی اور ظفر خان پاس
آگیا۔ ظفر خان نے اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راہین نہ بند ہو جائین۔ یا
کشمیر مین جو ابدال نے مفسد بھیجے ہین وہ نہ فساد کرین ولایت تبت کو محمد مراد وکیل ابدال
کو سپرد کر دیا اور سرکشون کو ہمراہ لے کر مراجعت کی۔ نہ ملک کا کچھ انتظام کیا نہ ابدال
کے مال کی تفتیش کی۔ جب بادشاہ کو اس مراجعت کا حال معلوم ہوا تو ظفر
کو فرمان بھیجا کہ جب ملک تسخیر ہو گیا تھا اور قلعے فتح ہو گئے تھے اور زمیندار
اور اور سرکش تابع ہو گئے تھے تو بے ضبط مملکت و نظم حال رعیت جلد چلا آنا
اور ملک کو ابدال کے وکیل کے سپرد کرنا پہلے اس سے کہ اسکے انقیاد پر اعتماد ہو خرد
اور رائے صواب گزین پسند نہین کرتی۔ تبت کی دو عام راہین ہین ایک کرچ
(کرنج) کی دوسرے لار جسپر ظفر خان نے آمد و رفت کی اگرچہ راہ کرچ کی
چار منزل زیادہ راہ لار سے ہے اور زیادہ تر بلند پہاڑون اور تنگ گھاٹیون
مین ہے جسمین ایک سوار سے زیادہ نہین چلسکتے مگر لار کی راہ کی نسبت اس مین
اور برف کمتر ہوتا ہے اس سبب سے اس راہ سے تبت مین جلد پہنچ جاتے
راہ لار ہر چند تبت سے نزدیک ہے لیکن کثرت و دوام برف و یخ کے سبب
بہت تکلیف کے ساتھ گذر ہوتا ہے۔ ایک پہاڑ بافرخ آدھ کروہ اونچا ہے کہ
بالکل برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس سے پانی جاری رہتا ہے اس سے
مسافر مشکل سے گذرتے ہین ہمواری کے سبب سے چند منزلین آسانی سے

اور وہ تجھسے اجازت اپنے کام چھوڑنے کی مانگے تو اسے رخصت نہ کر اور اُس کے
حال پر ایسی توجہ کر کہ فارغبال ہوکر تیری خدمت کرے۔ سپاہی اپنی جان کو
بیچتا ہے اور سربازی کرتا ہے خوب جان لے کہ ملک کا حصار سپاہ ہے نہ
دستگاہ۔ نجم دین مصطفوی کو رونق بخش اور برخلاف اوامر و نواہی الٰہی کے
کوئی کام نہ کر کہ قوام دولت اسکی ساتھ وابستہ ہے سادات و علماء و صلحاء کے
ساتھ نیک معاشرت کر۔ شریرون و رذالون سے اجتناب کر۔ اسی محفل مین ایک
گروہ نوینون کا لشکر گران کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ تیمور نے ہر ایک امیر سے پوچھا
کہ تیرے دل مین کیا ہے امیر قطب الدین نے جواب دیا کہ اگر میری پشت قائم ہو تو
شکم پر چوب نہ کھاؤنگا میری پشت و پناہ امیر ہے دوسرے کو مین نہین جانتا اسلام خواجہ
نے ظاہر کیا کہ اوضاع خانہ ایک ہین اگر دو ہون تو خانہ خراب ہوتا ہے۔ برات خواجہ
نے گذارش کی کہ چراغ ایک ہی جسکی روشنی مین ہم راہ چلتے ہین اور ہم امیر کو افروختہ
چراغ جانتے ہین اسکے سایہ مین زندگی بسر کرتے ہین۔ امیر علی خانجی نے بیان کیا
کہ ہماری زندگی امیر کے بعد نہ ہو اس طرح ہر ایک نے لوازم اخلاص و اطاعت و
اختصاص اور تابعت اپنے اپنے ظاہر کیے اس وقت امیرزادہ نے معروض کیا کہ اگر
مین امیر سے روگردانی کرون تو خدا تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرون اور اپنا دین
کھوؤن تیمور نے کہا کہ مین نے اپنے ممالک کا چوتھا حصہ تجھے دیا ہے اور بھائی حقد و
حسد سے تیرے حق مین باتین بنائینگے چاہیئے کہ ہمیشہ فروتنی و خاکساری کے
آثار تجھسے ظہور مین آئین پھر تیمور نے اوسکو گلے لگایا اور مرخص کیا۔

واقعات سال یازدہم جلوس سنہ ۱۰۲۶ھ

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۲۶ھ کو جلوس کا گیارھوان سال شروع ہوا۔ نہم رمضان
کو شمسی وزن کا جشن ہوا۔
کور کر یداد سرحد نوحانی مین فروکش ہوا ان دنون مین الوستا نغز کی ایک عجب

اس خیال محال سے اسکا مغز شورش مین آگئے پھر امیرزادہ کا حال تو کیا ہو کچھ یہ بات
کہ اسکے دل مین آیا کہ خدا تعالی نے اسکو سلطنت ارزانی کی ہے کس کا مقدور ہے کہ اس
سے مخالفت کرے اور نیروی بازو سے فتح پائے اس اثناء مین اس نے کتاب
بوستان مین فال دیکھی تو یہ ابیات نکلین۔

ابیات

چو دولت نه بخشد سپهر بلند	نیاید بمردانگی در کمند
نه سختی رسد از ضعیفی به مور	نه شیران به سرپنجه خوردند زور
خدا کشتی آنجا که خواهد برد	اگر ناخدا جامه بر تن درد

اسکی طبیعت ان اشعار آبدار سے شگفتہ ہوئی اس لیے اپنے دل سے کہا کہ ہندوستان
کی سرحد آب سندہ تک و غزنین و کابل کی حدود قندھار تک ہے کہ مملکت سلطان
محمود غزنوی تھی پسندیدہ ہوگا کہ اسکو اپنے فرزندون مین سے کسی کو مین سپرد
کرون اگر وہ باغی بھی ہو جائیگا تو وہ اسکا ہی تخت جگہ ہوگا نہ کسی غیر کے بد
کا نصفہ اس ارادہ پر وہ راسخ ہوا اور امیرزادہ پیر محمد پر ایالت نامزد کی جب
تومنات و قشونات و ہزارہ جات کے سردار فراہم ہوئے تیمور نے پیر محمد کو بلایا
اور اپنی ٹوپی اسکے سر پر رکھی فرخی خاصہ اسکو پہنائی اور اس نے کہا کہ مین تجھے
پانچ چیزون کی نصیحت کرتا ہون اول جب تو تخت گاہ سلطان محمود غزنوی پر بیٹھے
اور اسکی مملکت پر فرمان روائی کرے تو مجھکو اور اپنے تئین نہ بھولنا اور اپنی مرتبہ
سے تجاوز نہ کرنا دوم ملک کے ہمسایون کے حال سے غافل نہ ہونا سوم ضبط مملکت
و رعایت رعیت مین تساہل نہ کرنا کہ خدا تعالی نے اپنا ملک اسلئے ہم کو عطا کیا ہے کہ
ہم زیردستون اور مظلومون کے حال سے آگاہ ہون چہارم لشکر کے انتظام
مین کوشش کرنا جو تیرے پاس آئے اسکی نگہداری کرنا کہ خدا تعالی نے تجھ پر
اسکی چھٹی لکھی ہے اگر کسی بہادر سپاہی کو جانے کہ وہ سپاہ گری مین جیسا کہ چاہیے ویسا ہے

محمد ابر [illegible] شاہ سے جب مرزا مظفر صفوی نے التجا کی تھی تو یہ قندھار کا حصار استوار خاندان [illegible] کے تصرف مین آیا تھا۔ شاہ عباس شاہ ایران جہانگیر سے کمال رابطہ اتحاد رکھتا تھا [illegible] نے اپنا سفیر خان عالم شاہ عباس کے پاس بھیجا۔ شاہ عباس نے اس سفیر کے ساتھ اپنا سفیر [illegible] جہانگیر پاس روانہ کیا اور نامہ و پیام مین قندھار کے حوالہ کرنے کی درخواست [illegible] بطریق تواضع جو دوستی و وداد کے عالم مین ہوتی ہے اس باب مین جہانگیر نے اپنے وزرا و امراء سے مشورہ کیا ایک جماعت نے صلاح دی کہ حسب حال ہین کہ قلعہ [illegible] دینے مین محبت دیرینہ قائم رہتی ہے کچھ مضائقہ نہین ہی بعض نے اسکے برخلاف [illegible] [illegible] اس باب مین جہانگیر نے شاہجہان سے مصلحت پوچھی اسنے جواب مین لکھا کہ ہر چند [illegible] حصار کے تواضع کرنے مین سوای التیام مورو ثی کے ازدیاد کے کوئی اور مدعا مرکوز خاطر [illegible] ہی مگر دور و نزدیک ظاہر مین اس معنی کو عجز و فروتنی پر محمول کرینگے۔ جہانگیر نے [illegible] کو پسند کیا۔ جواب عذر پذیر ایلچی کو دیا وہ یہ جانتا تھا کہ اس پاس کے جواب [illegible] سے شاہ عباس کی رگ غیرت حرکت مین آئیگی اور وہ قندھار کے قلعون کی تسخیر کے لئے فوج بھیجیگا عاقبت بینی کے سبب خان جہان [illegible] صوبہ دار ملتان کو لکھا کہ بطور کمک کے قلعہ قندھار کو جائے۔ خان جہان نے اپنی تن آسانی کے سبب سے قلعہ قندھار کے جانے مین کاہلی کی اور وہان کی قلعہ داری کے لئے اپنی تحریر عبد العزیز خان کے واسطے بادشاہ سے درخواست کی اور عرض کیا کہ بروقت ضرورت مین خود اسکی کمک کو جاؤنگا۔

جہانگیر نے اسکی ملتمس کو منظور کیا۔ زنبیل بیگ نے شاہ عباس کو اس ماجرے سے مطلع کیا وہ فرصت کی گھات مین بیٹھا تھا۔ یہان ۱۵ سنہ جہانگیری مین نورجہان کے سبب سے جہانگیر و شاہجہان کے درمیان نزاع شروع ہوا۔ شاہجہان دوبارہ دکن گیا۔ زنبیل بیگ سفیر ایران نے جسکو اب تک جہانگیر نے رخصت نہین کیا تھا۔ پوشیدہ شاہ عباس بیگ کو لکھا کہ ان دنون مین شاہزادہ دکن کو گیا ہوا ہے اور دکن کی

اسے بلایا اور یہ ارادہ کیا کہ تیراہ مین جاکر وہان کے آدمیون سے اتفاق کیجے اور شور و شر و فساد مچا
تیراہ کے آدمی بظاہر پادشاہ کی فرمان پذیری اور اطاعت مین اپنی نجات جانتے تھے۔
اور باطن مین مخالفت رکھتے تھے اور ملک تورو اورکزئی و شاہ بیگ اور انکے بھائی بند یاد
کے مطیع ہو گئے تھے سو وہ انکے دفع کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتے تھے سعید خان حاکم کابل
نے پندرہ ہزار پیادے کوہ سپر کمانداز عشائر افاغنہ سے جمع کرکے راجہ جگت سنگھ و
بیر دل خان و عزت خان اور بعض امرا کے ساتھ روانہ کئے اور اپنے دو ہزار سوار تابین
بسرکردگی یعقوب کشمیری وکیل کے بھیجے کہ وہ مخالفون کی گوشمالی کرین اور پرگنات بنگش
کو بچائین پہلے اسسے کہ لشکر شاہی حدود نغز مین آئے اس سرزمین کے بعض کوہ نشینون نے
دست اندازی لشکر شاہی سے اپنے بال بچون کے بچانے کے لئے برادر کریمداد کو مار ڈالا
برادر کریمداد بلخ گیا تھا وہان نذر محمد خان والی بلخ کے اشارہ سے پوشیدہ قبائل نغز مین
آگیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا اور اس گروہ کو خان مذکور کی موافقت کی ترغیب دیتا تھا
برادر میرک اورکزئی کا بھائی کو کریمداد کے ساتھ یک رنگ تھا اسکو بھی مار ڈالا اسسبب سے
نغز کے اکثر سردار لشکر شاہی سے بنگش بالا مین آن ملے اور جب لشکر شاہی نغز مین داخل ہوا
تو بہت آدمی اسکے پادشاہی آدمیون سے آن ملے مگر الوس مکن اور رکن و سپلہ کے دو
قبیلے کریمداد کے ساتھ رہے اور خوف کے مارے بھاگتے پھرے دشوار گذار پہاڑون اور
تنگ درون مین پناہ لے گئے لشکر شاہی نے ان کے غلہ کے انبار تاراج کئے اور انکے
منازل و مساکن کو بیخ و بن سے اکھیڑا۔ پہاڑون مین انپر اوپر سے برف و باران برستا
اور نیچے سے شمشیر آتش فشان کا سیلاب پہنچتا آخر کو بردوت ہوا اور لشکر شاہی کے
آب تیغ سے مجبور ہوکر انہون نے کریمداد کو مع اہل و عیال لشکر پادشاہی کے حوالہ کیا
پادشاہ کے حکم سے کریمداد قتل ہوا۔

اسی سال کے واقعات عظیم مین سے علی مردان کا ہند مین آنا اور قلعہ قندھار
اور اسکے متعلق اور قلعون کا فتح ہونا ہے سو وہ بیان کیا جاتا ہے سنہ الٰہی مین

موفورہ وعساکر منصورہ اور آثار فیروزی اور علامات بہروزی علی مردان سے بیان
کین اور بادشاہ کے الطاف کا امیدوار کیا اور کہا کہ بادشاہ نے جس طرف عزیمت کی اس
طرف ظفر ونصرت ہوئی جس مملکت کو فتح کرنا چاہا وہ آرزو کے موافق تھوڑے دنون مین
آسانی سے حاصل ہوئی اب تمکو چاہیئے کہ بادشاہ کی اطاعت اختیار کرکے حصار قندھار
کو بادشاہ کو حوالہ کرو۔ وہ پہلے بھی اسکے خاندان کے قبضہ مین تھا اور خود بادشاہ باین جلال
ورنہ جلد لشکر شاہی سارے زابلستان کو تسخیر کر لیگا۔ حاکم قندھار نے ذوالقدر کی خاطرداری
اور اسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ مین ان مقدمات کا جواب زبانی اپنے کسی معتمد کے ہاتھ
بھیجتا ہون۔ جہانگیر کے عہد مین ظفر خان پسر خواجہ ابوالحسن نے جو صوبہ کابل مین باپ کی
نیابت کرتا تھا۔ علی مردان خان کو کچھ تحائف بھیجے تھے اور انکی عوض مین خان نے کوئی
چیز نہین بھیجی تھی ان دنون مین اپنے معتمد علی بیگ کو روانہ کیا کہ ظفر خان پاس کچھ تحائف
پہنچادے اور سعید خان سے زبانی پاسخ گذاری کردے۔ خط مین اس بات کا ذکر کچھ
نہین کیا۔ زبانی صوفیان ایران کے طریقہ کے موافق کہدیا کہ پھر ایسا پیغام نہ بھیجا جائے
بادشاہ نے اس جواب سے آشفتہ ہوکر قندھار کے تسخیر کے ارادہ سے سنہ جلوس
مین پنجاب کی طرف سفر کی ٹھیرائی تھی کہ وزیر خان ناظم پنجاب کی عرضی آئی کہ اس
جانب غلہ کا قحط پڑ رہا ہے بادشاہ نے رعایا کی تکلیف کی نظر سے دوسرے سال پر اس مہم کو
موقوف رکھا جب علی مردان خان کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ حصار کی حفاظت
مین مصروف ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک اور قلعہ بنالیا جو قلعہ قندھار پر مشرف تھا اور شاہ
صفوی کو اطلاع دی کہ عنقریب ہندوستان کی سپاہ قندھار پر آنیوالی ہے اگرچہ
اسباب قلعہ داری توپخانہ وآذوقہ وارو وہی چیزین مہیا کرنے مین جہان تک آمادہ
ہوا ہون مگر بادشاہ ابھی کمک سے اہل قلعہ کو قوی کرے۔ شاہ صفی کی سرشت مین اصل
سفاکی تھی بعض بدخواہ امیر جو ظاہر مین اپنے تئین خیرخواہ بتلاتے تھے علی مردان
سے منحرف تھے انہون نے حسد سے جو اس پر رکھتے ہزارون گھرون کی خانہ برانداز سے

جب وہ قلعے مین پہنچا اور استحکام حصن سے فراغت حاصل کرے اور اگر ہوسکے تو علی مردان
کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدے۔ نہین اسکا سر کاٹ کے صفاہان کو روانہ کرے
شاہ نے ایک خط علی مردان کو لکھا جسمین مراحم شاہانہ اور ارسال کمک کا بیان
تھا کہ اسکو غافل کرے مگر یہ بیدار مغز آگاہ دل کب ایسی دیو افسانون سے سو
اس پاس جب سیاوش کا نوشتہ آیا تو اسنے سیاوش کو پیغام دیا کہ تمہارا اس
جانب مین آنا مصلحت نہین ہی اگر شاہ ہندوستان کے ورود سے پہلے تو قلعے کے
آئیگا تو آدمیون کی کثرت سے عسرت ہوگی اور اگر قلعہ سے باہر رہیگا تو یہ
ہے کہ افواج شاہی کے آنے پر اول تو پامال ہوگا۔ سیاوش نے اسکی بات کو نہ سنا
اور فراہ مین آیا۔ قندھار کے قلعہ کے اندر آنے کے لئے دوبارہ علی مردان خان
کو لکھا تو خان مذکور نے جواب دیا کہ بہتر یہ ہے کہ تو خراسان چلا جا جب تک
میرے تن پر سر اور بدن مین جان ہے مین تجھے قلعہ کے گرد نہین آنے دونگا
جب شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سیاوش کو پہلے سے اور زیادہ تاکید
کی۔ وہ قلعہ بست مین آیا۔ چونکہ وہ بالیقین جانتا تھا کہ فرمانروائے ایران سے
علی مردان بالکل برگشتہ ہوگیا ہی اور شاہ جہان کے آدمیون کی پناہ مین آگیا
ہے تو وہ آگے بڑھکر موضع کوشک نخود مین آگیا۔ بمکر و تزویر سے کچھ قزلباشون
علی مردان خان سے روگردان کرکے اپنی طرف بلایا جسسے تمام اہل قلعہ کے حال
مین ایک تذبذب پیدا ہوا اور اختلاف آرا جس سے کہ انتظام جاتا رہتا ہے
نمودار ہوا اور غدر و نفاق کی علامتین بڑھتی گئین ناگزیر علی مردان خان
نے اس گروہ کو کہ سیاوش سے یکتائی رکھتے تھے قلعہ سے نکال کر اس گروہ کے ساتھ
کہ دورنگی رکھتے تھے محال بعیدہ مین بھیجدیا قلعے مین کچھ اپنے خویش صداقت نشان
اور غلامان جانفشان رکھے اس حال کے اندر ملک مغدود جو مرزبان قندھار
سر آمد اور اسکا بھائی کامران علی مردان کی طلب مین آئے ہوئے تھے

پادشاہ کا مزاج اس سے منحرف کرادیا اور اسکی جان کے لاگو ہوئے۔ علی مردان خان
کے اس عریضہ سے انہون نے پادشاہ کے خاطرنشان ایسی باتین کین کہ شہ بدانجام کی عمل
مین پہلے سے اور زیادہ آشفتہ ہوا اور زیادہ ہیانی کے حال مین جسمین عقل سو جاتی ہے اپنی مجلس مین
ہمنشینون سے بیان کیا کہ سامان و قوت کے بڑھ جانے سے علی مردان خان خیالات
فاسدہ رکھتا ہے اسکو مع عیال کے مارکر اسکا مال ہاتھ مین لانا چاہیئے۔ علی مردان خان
کو بھی بعض بعض اپنے خیرسگالون کی تحریر سے شاہ کے اس ناصواب قصد پر اطلاع
ہوئی تو اسنے سوچا کہ فرمان فرمای ہندوستان نے قندھار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے
شاہ صفی نے بعض آدمیون کے بہکانے سے نہ میرے نہ میرے باپ کے حقوق پر خیال
کیا ہے اور میرے جان و مال کے درپے ہوا ہے۔ مین کیون اپنے تئین معرض تلف مین
لاؤن اور شاہجہان جیسے پادشاہ سے مخالفت کرون اور لشکر قزلباش کی کمک کی
توقع کرون جو لشکر روم کئی دفعہ شکست پا چکا ہے اور شاہ صفی کی ہوا خواہی کرون
جو ایسا سفاک ہے کہ جسکی خونریزی سے کوئی سرای ایسی نہین ہے کہ نوحہ سرانہ ہوا اور کوئی
کاشانہ ایسا نہین کہ غمخانہ نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ میرے دل کی بات دفعتہً برملا نہ ہو۔
ظاہر مین پادشاہ ایران کی اطاعت کا طریقہ رکھون اور پوشیدہ شاہ ہندوستان سے
اخلاص پیدا کرون اور رسل و رسائل کی راہ امرای کابل سے رکھون۔ اغلب ہے کہ
شاہ ایران کو ان پیغام سلام پر اطلاع ہوئی ہو جو سعید خان حاکم کابل اور اسکے
درمیان ہوئے ہون۔ اسلئے شاہ نے حکم دیا کہ علی مردان خان اپنے بیٹے محمد علی کو
جو سترہ برس کا تھا بھیجدے اسنے اپنے بیٹے کو لائق پیشکش کے ساتھ بھیجدیا مگر اسپر بھی
پادشاہ کا سوء ظن حسن ظن سے نہ بدلا اور اسکے خون کے قصد سے باز نہ آیا اسکو حیلہ ہی
سے پکڑنا چاہا اس نیت سے سیاوش قوللراقاسی کو جسکو پہلے مشہد بھیجا تھا حکم دیا کہ وہ قندھار
کو شتاب جاوے اور اپنے پہنچنے سے پہلے علی مردان خان کو لکھ بھیجے کہ ہندوستان
کے لشکر کی خبر سنکر پادشاہ نے تیری کمک کے لئے مجھے بھیجا ہے اسکے بعد . . .

بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کی درخواست کی تھی اور حصار مین عوض خان کے آنے کی
اطلاع دی اور نوازشرفیان مسلوک بادشاہ کے نام کی عرضداشت کے ساتھ بھیجکر
محمد شیخ خلف سعید خان بھی ۲۵ شوال کو قندھار مین آگیا اور علی مردان خان اسکو
بھی قلعہ مین لے آیا اور بزم سرور و ضیافت منعقد کی محمد امین قاضی قندھار کہ بکر مکتوب
سیاوش کو بھیجا تھا اور اسکو اغوا کرتا تھا قتل کیا گیا اور حصار کے برج و بارہ بادشاہی
آدمیون کے سپرد ہوے۔ سعید خان نے علی مردان خان کا عرضداشت اپنی عریضہ کی
ساتھ اپنے ملازم رفیع اللہ کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت مین بھیجی تھی اور فرمان کے آنے
سے پہلے وہ پانچہزار سوارون کے ساتھ قندھار کو روانہ ہوا تھا۔ ۲۴ شوال کو رفیع اللہ
بادشاہ کی خدمت مین پہنچا اور اوسنے دونو عریضہ بادشاہ کے سامنے پیش کئے
بادشاہ نے قلیچ خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کے پنجہزاری ذات و پنج ہزاری سوار
دو دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرافراز کیا۔ قندھار کی صوبہ داری تفویض کی
اور حکم دیا کہ لشکر ملتان کو لیکر قندھار جاے۔ یوسف محمد خان تاشکندی حاکم بھکر اور
جان نثار خان حاکم سیوستان کو حکم ہوا کہ اس طرف سے قندھار روانہ ہون بادشاہ
نے رفیع اللہ کے ہاتھ سعید خان پاس فرمان بھیجا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ تم میرے
فرمان پہنچنے سے پہلے قندھار روانہ ہوگئے ہوگے اور اگر نہ روانہ ہو تو بہت
جلد روانہ ہو۔ افواج اسکی کمک کے لئے مقرر ہو گئی ہے شاہزادہ محمد شجاع بھی لشکر کے
ساتھ روانہ ہونے کو ہے بالفعل پانچ لاکھ روپیہ خزانہ کابل سے اپنی ساتھ لے جاؤ اور
اسمین سے ایک لاکھ روپیہ قندھار مین بھیجکر علی مردان خان کو دو۔ یہ انعام ہمنے اس کو
دیا ہے اور دو لاکھ روپیہ اپنے کامون مین خرچ کرو اور باقی روپیہ دربار بادشاہی
بندون کو احتیاج کے وقت بقدر ضرورت مساعدت کے طور پر اور ملک مغدود
اور اسکے بھائی اور علی مردان خان کے تابعین کو انعام کے طور پر دو۔ جب
قلیچ خان قندھار مین آجاے اور سیاوش سے اور آذوقہ کی گرد اوری سے

اُنہوں نے بطور مشورے کے کہا کہ اگر آپ کو شاہجہان کی متابعت و ہوا خواہی منظور ہے تو اس وقت
ہمین کہ دارای ایران آپ کی کین توزی اور خونریزی کے درپے ہے اور حصار نشینوں کی
وفا و وفاق نے نفاق کی صورت پکڑی ہے صوبہ کابل کے امرا کو جنگی مدد جلد پہنچ سکتی
ہے لکھنا چاہیئے کہ طلب کے وقت وہ آجائیں علی مردان خان نے معدود کو اپنے پاس سے
اور کامران کو بھیجا کہ عوض خان قاقشال حاکم غزنین اور سعید خان کو آگاہ کرے کہ وہ ایک
جمعیت کابل و غزنین میں مہیا رکھیں اور جسوقت میں اشارہ کروں وہ جلد آجائیں
اور بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ شاہ ایران نے ایک مکار جماعت کی تحریک سے میری
اور میرے باپ کی خدمات پسندیدہ کو نظر اعتبار سے گرا کر میری ہلاکت میں وہ کوشش
کیا کرتا ہے ناچار میں حضور کی آستان کو پناہ بناتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ قلعہ
قندھار اولیاء دولت کو سپرد کروں اور خود حضور کی قدمبوسی کیلئے آؤں امیدوار ہوں
کہ کسی اپنے بندے کو ایک لشکر کے ساتھ جو آمادہ پیکار ہو اس طرف رخصت فرمائیں کہ
جسقدر جلد ممکن ہو آ کر قلعہ پر متصرف ہو۔ یہ عرضداشت سعید خان پاس پشاور بھیجی اور اسکو
لکھا کہ بہت جلد اس عرضداشت کو بادشاہ پاس بھیجکر التماس کرے کہ وہ منشور میری
بھیجدے جو میری نجات کا وسیلہ ہو۔ سعید خان نے بادشاہ کے فرمان کا انتظار نہ کیا اور
خود اس جانب روانہ ہوا اور عوض خان قاقشال کہ اوسکے نزدیک تھا اور قلیچ خان حاکم
ملتان کو عرضداشت کے بھیجنے اور طلب کرنے پر مطلع کیا اور انکو ترغیب دی کہ وہ حکم شاہی کا انتظار
نہ کریں اور روانہ ہوں تاکہ اہل قلعہ کی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو اور میری خاطر نگرانی
سے فارغ ہو۔ نہم شوال کو عوض خان ہزار سواروں کے ساتھ غزنین سے قندھار کی طرف
متوجہ ہوا اور کابل سے عوض خان کے بلانے سے محمد شیخ پسر محمد سعید بھی ہزار سواروں
ساتھ کابل سے چلا۔ ۱۲ شوال کو عوض خان قندھار پہنچ گیا اور علی مردان خان نے
اسکو قلعہ کے اندر بلا لیا اور ۲۳ شوال کو علی مردان خان نے شاہجہان کے نام کا خطبہ
پڑھوا دیا احمد بیگ اپنے ملازم کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں اپنی عرضداشت بھیجی

اترے ہین اور کچھ قزلباش علی مردان خان سے برگشتہ ہوکر اُس سے ملے ہین اور قلعہ کے
اندر جو اُنکی جماعت ہے اگرچہ ظاہر مین علی مردان خان کے ساتھ وفاق و اتفاق
رکھتے ہین لیکن خفیہ سیاوش سے اتحاد رکھتے ہین اور خط و کتابت کرتے ہین اور قندھار
مین آنے کی تحریص کرتے ہین اور اپنی اعانت و امداد سے قوی دل بناتے ہین اُسی کے
مطابق علی مردان خان کا نوشتہ بھی آیا سعید خان کوچ اور مقام مین خبرداری
و ہوشیاری کرتا ہوا ۱۷ ذی قعدہ کو حوالی قندھار مین آیا۔ علی مردان خان استقبال
کو گیا فرمان و خلعت سے مفتخر ہوا اور آداب تسلیم جسطرح کہ ہندوستان مین متعارف
ہے بجالایا۔ بادشاہ کا فرمان بھی شاہزادہ شاہ شجاع کی روانگی کا سعید خان
پاس آگیا تھا جسمین ساری ہدایتین لشکر عراق سے محاربہ کے باب مین لکھی تھین
سیاوش ان دنون مین قندھار کے نواحی مین تھا اور اسنے سر راہ روک رکھی تھی
کہ بادشاہی نوشتجات اسکے ہاتھ مین آئین وہ اسکو ہاتھ لگتے تھے جسنے اوسکے ہوش
اُڑتے تھے وہ انکو شاہ صفی کے پاس بھیجتا تھا۔ شاہ انکے مضمون سے مطلع ہوکر لشکر کے
بھیجنے سے اور اپنے آنے سے باز رہا اس بات کے معلوم ہونے سے لشکر شاہی
کے دل کو جمعیت ہوئی تھی۔

جب سعید خان قندھار مین آیا تو اسنے دیکھا کہ اس ملک کے مرزبان اور اوسکی
رعایا مرافقت و موالفت مین ڈھیل ہو رہی ہے تو وہ سمجھا کہ جب تک حوالی قندھار
مین سیاوش موجود رہیگا تو اسکے اغوا سے لوگ فساد آمیزی اور فتنہ انگیزی سے باز
نہین آئینگے اور اہل ملک جیسی کہ چاہیے اطاعت نہین کرینگے اور اس ملک کا انتظام
دلخواہ نہ ہوگا اُسنے دیکھا کہ اب اتنی فرصت نہین ہے کہ یہ انتظار کیا جائے کہ قلیج خان
ملتان سے اور یوسف محمد خان بھکر سے اور جان نثار خان سیوستان سے آجائین
اسنے علی مردان خان سے استصواب کرکے یہ مقرر کیا کہ سیاوش سے ہنگامہ جنگ
گرم کیا جائے محمد شفیع کو جسکا خطاب خانہ زاد خان تھا دو ہزار سوارون کے

اور تمام قلعہ داری کے سارے اسباب ضروری سے فراغت ہو تو حصار قلیج خان کے حوالہ کرو۔ علی مردان کو اپنی ہمراہ کابل میں لاؤ اور پھر اسکو اپنے بیٹے محمد شیخ کی ہمراہ ہمارے پاس بھیجدو کابل میں لڑائی کے لئے تیار بیٹھے رہو۔ جسوقت قزلباش کا لشکر حرکت کرے قلیج خان کی کمک کو دوڑ جاؤ بادشاہ نے محمد مراد سلدوز کے ہاتھ علی مردان خان کے پاس فرمان اور خلعت بھیجا اور ملک مغدود و کامران کو بھی خیر خواہی کی عوض میں خلعت بھیجے چونکہ یہ احتمال تھا کہ قندھار کے تسخیر ہو جانے کی خبر شاہ سنکر اس دیار کی طرف متوجہ ہوگا اسلئے شاہ نے شاہزادہ محمد شجاع کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور دس لاکھ روپیہ دیا اور زبانی فرمادیا کہ اگر شاہ صفی خود قندھار میں آئے تو تم خود لشکر کے ساتھ جاکر معرکہ آرا ہونا اور اگر وہ امراء کے ساتھ لشکر بھیجے تو تم بھی خاندوران خان نصرت جنگ کی سرکردگی میں لشکر بھیجنا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو حکم ہوا کہ وہ غلہ کو پنجاب سے جمع کرکے کابل بہم بھیجتا رہے تاکہ راہ میں لشکر کو غلہ کی تنگی نہ ہو اور شاہزادہ کی ہمراہ خود کابل جائے۔ سعید خان پشاور سے ایلغار کرکے پانچ روز میں کابل میں آیا۔ جلدی میں اسباب بیکار ضرورت سے زیادہ ساتھ نہ لیا اور روانہ ہوا۔ کابل سے پندرہ کروہ پر نقدی بیگ کہ علی مردان خان کی عرضداشت بادشاہ پاس لئے جاتا تھا سعید خان سے ملا اس نے علی مردان کا خط اسکو دیا۔ علی مردان خان کی خواہش یہ تھی کہ ذوالقدر خان جسنے قندھار میں آنکر اسکی بابت وہی وفاداری کی حقیقت اور اخلاص کی کیفیت دیکھی تھی نقدی کے ہمراہ بادشاہ پاس جاکر اسکی عرضداشتیں بادشاہ کی نظر کے روبرو لائے میں سعید خان نے ذوالقدر خان کو نقدی بیگ کے ہمراہ بادشاہ پاس بھیجدیا اور انکی ہمراہ احمد بیگ کو بھی جو زر مسکوک لایا تھا ساتھ کردیا۔ خود بہت جلد قندھار کو روانہ ہوا جب وہ قلات کے قریب آیا تو محمد شیخ کے مکاتیب سے معلوم ہوا کہ سیاوش کی کمک کو خراسان کے حکام کچھ آگئے ہیں اور قندھار سے چھ کروہ پر موضع سنجری میں جمع

جو علی مردان کے لشکر سے لڑتی۔ خان کے لشکر مین تزلزل ڈالا۔ مگر سعید خان نے اُسی جا کر
سنبھال لیا اور دشمن کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ دشمنون کا ایک گروہ مارا گیا اور باقی گھوڑون
کی تیز خرامی کے سبب سے میدان جنگ سے فرار ہوئے۔ اور آب ارغنداب تک کہین نہین
ٹھیرے۔ اس سرزمین ناہموار دشوار گذار کو وہ سمجھے کہ وہ مانع تعاقب ہوگی اور یون حیات
و نجات ہوگی۔ سعید خان اور ہوا خواہون نے سوچا کہ آجکے کام کو کل پر نہین چھوڑنا چاہیے
اور شکست یافتہ دشمن کو مہلت نہ دینی چاہیے آج ہی اس دریا سے گذرنا چاہیے سو
لشکر دریا سے اترا۔ دشمن اسی دیکھ کر احمال و اثقال چھوڑ کر بھاگا۔ اسکا سارا اسباب لشکر شاہی
ہاتھ آیا۔ سوا سیاوش کے توشک خانہ کے جسمین آگ لگ گئی تھی رات ہوگئی اسلئے تعاقب کیا گیا
اور سیاوش کے خیمون مین لشکر نے شب گذاری۔ سیاوش آب ہیرمند پر پہنچا۔ وہان اسنے پریشانی
کشتی کی تلاش کی نہ گھاٹ ڈھونڈا۔ دریا مین گھس چلا جسکے سبب سے اسکے ہمراہیون کی ایک
جماعت ڈوب گئی۔ لشکر شاہی کو یہ فتح نصیب ہوئی اور سعید خان نے شادیانے بجوائے
اور معاودت کی۔ ۲۸ ذی القعدہ کو بلدہ قندھار کے باہر اپنا خیمہ گاہ لگایا۔ سکان
قندھار بلکہ سارے اہل دیار بادشاہی لشکر کے غلبہ سے خوش ہوئے جسکے سبب سے اُن کو
قزلباشون کے تظلم و تعدی سے رہائی ہوئی مساجد و معابد جنکے اوراد و اذکار سوا سب
اصحاب کے شتم احباب کچھ اور نہ تھا۔ اب انمین خلفاء راشدین کے مناقب بیان ہونے لگے۔
جب شاہجہان کو سعید خان کی عرضی سے اس فتح کی خبر ہوئی تو اُسنے اس جنگ کے کارگذارون
کو خلعت و منصب و انعام عنایت کیئے۔

صفدر خان ایران سے مراجعت کرکے قندھار مین آیا تو اُسنے سعید خان سے کہا کہ
لشکر شاہی نے جو قندھار فتح کر لیا ہے اسکے سبب سے شاہ صفی کو نہایت آشفتگی
ہے اُسنے مکرر یہ کہا کہ ایروان اور بغداد کا خیال مین چھوڑ سکتا ہون لیکن با مقدور
مین قندھار کی تسخیر سے ہاتھ نہین اُٹھاؤنگا یہ بھی اُسنے کہا کہ جانی خان قورچی باشی کو
جو اسکے بڑے معتبر امراء مین سے ہے لشکر عراق کیساتھ عنقریب بھیجونگا کہ وہ لشکر خراسان

ساتھ قلعہ کی نگہبانی کے لئے متعین کیا۔ اور علی مردان خان کے معتمدوں میں سے کچھ جنکے پاس

چھوڑے باقی تین ہزار کے قریب اپنی ہمراہ اُسنے لئے کہ مبادا وہ قلعہ مین فساد نہ کرین۔

اگرچہ علی مردان خان خود اس صف آرائی قتال مین شریک ہونا چاہتا تھا مگر اس سبب سے کہ اسکے نفاق پیشہ نوکرون مین دوروئی اور دورنگی تھی چاہتے تھے کہ وہ زد و خورد کے وقت علی مردان خان کو کوئی گزند نہ پہنچائین اسکو اس ارادہ سے باز رکھا اور سعید خان ۲۶ ذی قعدہ کو آٹھ ہزار کے قریب سوار لے کر سیاؤش سے لڑنے گیا۔

جسکا لشکرگاہ موضع سنجری مین تھا گرد نشیب و فراز بہت تھے قول ... مین سعید خان خود رہا اور ہراول مین راجپوتون کو مقرر کیا جسکا سردار راجہ جگت سنگھ تھا۔ اور محکم سنگھ و گوپال سنگھ و اوگر سین و رام سنگھ برادر او و جگرام و گج سنگھ ولد بہاری و ہمت سنگھ و میدنی مل بھدوریہ اور ایندر بھان او ر اور صوبہ کابل کے کوملی راجپوت تھے انکے ساتھ چارسو برقنداز کئے۔ برانغار سادات بارھہ و بخاری امروہہ کو حوالہ کی انمین سید ولی و سید عبد الواحد و سید محمد اسکا بھائی اور اور سید تھے۔ جرانغار مین بسالت خان و بہردل خان وغیرہ سردار تھے علی مردان خان کی فوج کا سردار حسین بیگ کو جو خان مذکور کا خویش تھا مقرر کیا۔ اس طرح یہ فوج پسندیدہ آئین کے ساتھ روانہ ہوئین۔ سیاؤش پاس بیرام علی خان حاکم نشاپور و خاندان قلی خان حاکم فراہ و دولت علی سلطان حاکم خواف و یوسف سلطان چمش گزک و صفی قلی سلطان قلعدار بست اور پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ تھے اس لیے صف بندی کی اور قند ھار سے ایک کروہ پر دو نو لشکرون کی قراولی مین لڑائی شروع ہوئی۔ اس اثنا مین قزلباش فوج سہ گانہ ہراول و برانغار و جرانغار جلوریز ہوئین۔ ہراول سے ہراول کی مٹ بھیڑ ہوئی اور برانغار برانغار سے روبرو ہوئی اور جرانغار علی مردان کے لشکر کے سامنے آئی۔ راجہ جگت سنگھ نے ہراول کو مار کر بھگا دیا۔ عوض خان نے طرح جرانغار کو بھگایا۔ فوج سیوم نے

ساما ن کیا اور آپ ہیرمند کے سکون کا منتظر بیٹھا۔ جب آب ہیرمند اتر گیا تو
سعید خان بہادر ظفر جنگ نے افسران سپاہ کو اشارہ کیا کہ اس وقت ربیع کی فصل
تیار ہے اگر قلعہ بست و زمین داور اور قلعہ چستی و چالاکی سے فتح نہ کئے جائینگے
تو غنیم غلون کو کاٹکر حصار مین لے جائینگے اور آذوقہ جو قلعہ داری کا عمدہ مصالح
ہی اسکو بسر انجام کرے گا اس صورت مین ہم اس سرزمین مین بے غلہ و علف ہو جائینگے
اور اگر قلعون کا محاصرہ میسر بھی ہوگا تو دشواری ہوگی۔ قندھار کا آذوقہ جو حوالی
مین خرچ ہونے سے کم ہوا ہے اسکا پورا بغیر اس غلے کے ہاتھ آنے کے نہین پڑیگا
جیسے قلعہ نشینون کو اضطرار و اضطراب ہوگا۔ وقت تنگ اور فرصت بے درنگ ہے
اس لیے کابل سے کمک آنے سے پہلے ان تین قلعون بست و زمین داور و گرشک کو
فتح کر لینا چاہیئے جو کوئی انمین سے یکدلی سے اطاعت اختیار کرے اسکے جان
ومال کو امان دی جاوے۔ جس قلعہ پر قابو ملے فتح کیا جاوے اور باقی قلعون کو مقتضاے
وقت پر چھوڑ دیا جاوے اسنے اپنی اس رای صواب کے موافق راجہ جگت سنگہ کو
مع دلیخان و عوض خان و عزت خان و ہمت خان و شادخان اور مغلون و
افغانون کی جماعت کو اور ملک مغدود کو مع تمام زمینداروں کے اور تمام سادات
کمکی کابل کے راجپوتون کو اور اپنے وکیل یعقوب کو اور اپنی فوج کی تابینون
اور مرزا محمد خویش قلیچ خان کو واحدیون و توپ خانہ اور ادوات
قلعہ گیری کو ۲۶ محرم ۱۰۳۸ھ کو رخصت کیا خود مع اپنے بیٹون کے اور جماعت
تابینون و راے کاسید اس بخشی صوبہ کابل کے احمال و اثقال سمیت قندھار
سے باہر اقامت کی۔ یوسف محمد خان و جان نثار خان کو بھی روانہ کیا جب
لشکر موضع کشک نخود مین آیا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہ چاہتے ہین کہ قلعون کے حوالی
متعلقہ کا غلہ کاٹ کے حصارون کے اندر لے جائین آبپ نے یہ استصواب کرکے مع دلیخان
و عزت خان و شادخان و علاول ترین و حیات ترین مع سعید خان کے

ہمراہ لیکر قندھار پر چڑھائی کرے اس سبب سے کہ اس سال اوزبکون نے خراسان پر تاخت
نہین کی ہے ظن غالب ہے کہ حسن خان حاکم ہرات بھی اسکے ہمراہ ہو اسواسطے سعید خان نے
قندھار سے باہر اقامت کو قرار دیا کہ اگر شاہ صفی لشکر روانہ کرے تو اس سے لڑے اور اگر
لشکر نہ بھیجے تو قلعہ بست اور زمین داور کو فتح کرے۔ یہ حقیقت اُس نے بادشاہ کو بھی لکھ کر
بھیجی اور اُسنے شاہزادہ محمد شاہ شجاع سے معروض کیا کہ آپ کابل مین پہنچکر توقف کیجیے
اور لشکر کے ایک گروہ اور توپخانہ کو اس طرف روانہ کیجیے کہ مخالف گروہ اس لشکر کے آنے
کی خبر سنکر خراسان سے آنے کا ارادہ اس حالت مین بھی نہ کرے کہ عراق سے لشکر آئے
جب آپ کا لشکر زابلستان کے لشکر سے ملے گا اور آپ کابل کی سرزمین مین ہونگے تو لشکر
جمعیت کے ساتھ قلعہ بست اور زمین داور کی فتح پر ہمت کریگا۔ سیاوش نے اپنے
مین مقاومت کی استطاعت نہ دیکھی اودھر سنا کہ سعید خان کا ارادہ ہے کہ جب آب ہیرمند
کا جوش و خروش کم ہو تو اسکا تعاقب کرے اور قلعون کو فتح کرے تو اُسنے حصار زمین
داور کو ان حدود کے مرزبان روشن سلطان کو سپرد کیا اور اپنے ہمراہ کے تفنگچیون کو قلعہ
بست کی کمک کے لیئے اور خاندان قلی حاکم فراہ کو قلعہ ارگ شاہ کی مدد کے واسطے چھوڑا
اور خود اپنے اعوان و انصار کے ساتھ بھاگ گیا۔ جب سعید خان کی عرضداشت سے
شاہجہان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے حکم صادر فرمایا کہ قندھار مین توقف
کرکے قلعہ بست و زمین داور کو اور ولایت قندھار کے اور قلعون کو فتح کرے اور
جب قلیچ خان پہنچ جاوے تو قلعہ قندھار اسکو سپرد کرکے علی مردان خان کو اپنے بیٹے
خانہ زاد خان (خطاب شیخ محمد) کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کرے۔ قلیچ خان جب
نواحی قندھار مین آگیا تو ۱۸ ذی الحجہ کو علی مردان خان قندھار سے باہر آن کر
مقیم ہو سعید خان نے اپنے بیٹے خانہ زاد خان کو دو ہزار سوارون کو اُس کے
ساتھ کیا اور کابل کو روانہ کیا اور تب خاک مین شاہزادہ شجاع سے علی مردان خان
ملکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوا۔ سعید خان نے قلعون کی فتح کا

کہا کہ اس ولایت کا نظم ونسق وصوبہ داری مجھے سپرد ہے میں قلعہ کی حراست اپنے تابعون
کے سپرد کرکے خود جاتا ہون وہ ۱۸ صفر کو زمین داور کی طرف گیا اسکے آنے سے سپاہ
کا دل قوی ہوا الوس روز بہانی کے پیشوا لئے اور حدود خراسان کے لشکر نے جو اس
محکمہ میں تھی روشن سلطان کو نصیحت کرکے اطاعت کی ہدایت کی اس نے اپنے معتمد کو بھیجکر
پناہ مانگی قلیچ خان نے امان نامہ اپنی مہر لگاکے بھیجا۔ ۷ ربیع الاول کو بیس دنکے محاصرہ
کے بعد روشن سلطان حصار سے باہر قلیچ خان پاس آیا قلیچ خان نے قلعہ کی نگہبانی اپنے
نوکر فولاد بیگ کو سپرد کی اور خود قلعہ بست اور قلعوں کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا ۱۹
ربیع الاول اس استوار حصار کے پاس آیا اور اسکے گرد اٹھارہ مورچل قائم کئے۔ رات دن
نقب لگائے حصار نشینوں نے بھی مقاومت و مدافعت میں بڑی کوشش کی لشکر
شاہی جو نقب لگاتا اسکو وہ پورا نہ ہونے دیتے اور سنگ و تفنگ و آلات آتشبازی
اور اور ادوات جنگ کو کام میں لاتے۔ اور قلعہ کے اندر آنے کی راہ مسدود کرتے
آخر کو ۷ ربیع الثانی کو قلیچ خان کی نقب کے اڑنے نے ایک وسیع راہ قلعہ میں جانے
کی پیدا کردی اور لشکر شاہی اس راہ سے داخل ہوا گو ان کے سر پر آتشبازی
کی بارش ہوئی۔ بادشاہی سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے دشمن بھاگ
کر ارک میں گئے لشکر شاہی نے باہر کے قلعہ اور چار سو گھوڑوں اور غنیمت پر قبضہ کیا
محراب خان قلعہ دار تنگی ارک اور کمی آب کے سبب سے کہ صرف ایک کنواں تھا کچھ آدمیوں
کے ساتھ حصاری ہوا۔ ارک کا استحکام شیر حاجی پر موقوف تھا اسکو گھیر لیا اور اس کے
گرد نقب لگائی۔ اہل قلعہ نے شیر حاجی کے اندر خندق کھودی اور خندق کے اسطرف
تختہ و چوب سے اور ٹوکروں میں خاک بھر کے ایک دیوار کھڑی کی اور تفنگ چلانے کے لئے
رخنے بنائے تاکہ دیوار شیر حاجی کے اڑنے کے بعد انکی پناہ میں لڑیں۔ ۲۲ ربیع الثانی
کو لشکر شاہی نے تین نقبیں اڑائیں۔ ایک راجہ جگت سنگھ نے دوسری عوض خان
نے تیسری مرزا محمد نے راجہ کی نقب سے ایک برج مع دروازہ کے اڑ گیا اور باقی

تا بینوں مع احدیوں کے قلعہ بست کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جگت سنگھ و یوسف محمد خان و عوض خان و جان نثار و مرزا محمد دوسری جماعت کے ساتھ زمین داور کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں راجہ جگت سنگھ نے ایک ہزار سوار اور دو ہزار راجپوت پیادے اور قلیچ خان کے آدمی قلعہ کے ساربان پر اپنے سے پہلے بھیجے۔ انہوں نے قلعہ کو محصور کیا۔ اہل قلعہ نے اول شب سے دو پہر دن تک کارزار و آتش بازی کی انجام کار راجپوتوں نے جو جان کے بازار میں ناموس کو زندگی کے بدلہ میں خریدتے ہیں کو اور زندگی کو ناموس کے لئے بیچنے کو فائدہ مند تجارت جانتے ہیں آگے دوڑے کچھ مرے مگر قلعہ کے دروازہ کو آگ لگا کے اس کے اندر داخل ہوگئے اور سب اہل قلعہ کو ہلاک کیا ایک سو چالیس عراقی گھوڑے اور کل اسباب جو حصار میں تھا ان کے ہاتھ آیا بیس راجپوت مقتول اور چند زخمی ہوئے تھے۔ راجہ جگت سنگھ نے اس قلعہ کا اسباب اور گھوڑے راجپوتوں کو دیدیئے۔ زمین داور سے جو کومک چار سو ساربان قلعہ کے لئے آئی تھی اسکو راجہ جگت سنگھ نے ایک جماعت کو بھیج کر راہ میں ہی بھگا دیا جب قلعہ ہیرمنداب جو نواحی گرشک میں تھا آسانی سے فتح ہوگیا۔ قلیچ خان نے زاہد کو قلعہ گشک تخود کی حراست کے لئے بھیجا تھا اس نے تین سو آدمی یہاں کے لینے ساتھ متفق کئے اور قلعہ ہیرمنداب کو لے لیا اور قلعہ دار کو زندہ گرفتار کیا اور اسکا کام تمام کیا۔

۱۶ صفر کو قلعہ زمین داور کو سب طرف سے لشکر شاہی نے گھیر لیا ایک دن تو اہل حصار نے حوالی حصار میں آکر تفنگ اندازی کی مگر لشکر شاہی نے اسکو ہٹا کر حصار کے اندر کر دیا راجہ جگت سنگھ نے قلعہ کے دروازہ کے گرد مورچل کا اہتمام اپنے آدمیوں کو اور گیارہ مورچوں کا اہتمام اور آدمیوں کو حوالہ کیا۔ قلعہ گزینوں نے بخیال قلعہ داری کی کثرت کے سبب سے توپ و تفنگ چلائے حقہ و سنگ بارتی۔ لشکر شاہی نے نقب لگائے۔ سرکوب بنائے۔ قندھار میں خبر آئی کہ سران لشکر میں جلیسی کہ موافقت لازم چاہیئے نہیں ہے تو سعید خان بہادر ظفر جنگ نے چاہا کہ وہاں خود جائے مگر قلیچ خان نے

لچھمی نراین فرمانروا تھا۔ جب شاہجہان نے سنہ جلوس جہانگیری مین علاء الدین فتحپوری
ملقب بہ اسلام خان کو مہمات بنگالہ کا انتظام سپرد ہوا تو رگھناتھ زمیندار پرگنہ سونگ
اس پاس آیا اور یہ فریاد لایا کہ پریچھت نے اسکی عورتون اور فرزندون کو
زبردستی قید کرلیا ہے رگھناتھ کی گفتار اور کردار سے بالکل راستی ظاہر ہوتی تھی ان
ایام مین لچھمی نراین بادشاہی کی فرمان پذیری کا اظہار کرتا تھا اور شیخ علاء الدین کو
کوچ ہاجو کی فتح پر برانگیختہ کرتا تھا اُس نے مکرم خان خلف معظم خان اپنے خویش
اور شیخ کمال اپنے نوکرون کے سردار کو چھ ہزار سوارون اور دس بارہ ہزار
پیادون اور پانچ سو سواری بنگاری کے ساتھ پریچھت کی گوشمالی اور اسکی ولایت
کی تسخیر کے لئے بھیجا جب لشکر شاہی موضع ہتسلہ مین آیا جہان سے ولایت کوچ ہاجو
کا آغاز ہوتا ہے تو شیخ کمال نہایت احتیاط سے دو کروہ چلتا اور جہان
منزل ہوتی اس سرزمین کی سپاہ کے دستور کے موافق لشکر کے گرد لنے و خاک
جمع کرکے اسکی محافظت مین کوشش کرتا اس طرح قطع منازل کرکے وہ حصار
دھوبری پر پہنچا یہ قلعہ دریای برہم پتر کے کنارہ پر تھا اور پریچھت نے پانچ
سو سوار اور دس ہزار پیادے اس قلعہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تھے اُسنے
اس حصار کا محاصرہ کیا ایک مہینے تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی اور آخر کو قلعہ
فتح ہوگیا۔ پریچھت نے اپنی قرارگاہ موضع کہیلہ سے لشکر شاہی کے
پاس اپنا وکیل بھیجا اور پیشکش مین سو ہاتھی سو ٹانگھن اور بیس من نخود دئیے اور رگھناتھ
کے اہل وعیال کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے کے وعدہ پر صلح چاہی۔
مکرم خان و شیخ کمال نے اسکی درخواستون کو منظور کرکے علاء الدین کو لکھا۔ ہنوز اسکا
جواب نہ آیا تھا کہ پریچھت نے موعودہ اشیا پہنچادین اس اثنا مین ناظم بنگالہ
کا نوشتہ آیا کہ جب تک ولایت کوچ اور پریچھت ہاتھ نہ آئین قتل و قید کرنے
سے ہاتھ نہ اٹھائین لشکر شاہی نے برسات کے ختم ہونے تک دھوبری مین توقف

نقبون سے او یہ دو برج اڑ گئے۔ لشکر شاہی نے دشمن کی آتشباری کا خیال کچھ نہ کیا اور
مورچون پہ سپر لگا کے دیوار چوب بست پر پہنچے۔ محراب خان نے ناچار ہو کر زینہار مانگی۔
امان نامہ بھیجا گیا۔ ۳ ربیع الثانی کو لشکر شاہی کو ارک ہاتھ لگ گیا محراب خان کو
قلیچ خان نے ایک روز مہمان رکھ کر ایران روانہ کر دیا اسی زمانہ مین قلعہ گرشک بھی
فتح ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ بست کے محاصرہ کے درمیان اس سرزمین کے آدمیون سے
معلوم ہوا کہ گرشک سے دس فرسنگ پر قلعہ فولاد ہے اور بست سے بارہ فرسنگ قلعہ لکی ہے
اور ان دونو قلعون مین چار فرسنگ کا فاصلہ ہے بالفعل وہ فراہ سے متعلق ہین مگر کسی زمانہ
مین قندھار سے متعلق تھے۔ قلیچ خان نے احتشام ملکی و باختری و دیگر کو کہ پانسو خانہ دار
تھے تسلی دی اور خلعت پہنا کے بادشاہ کی عنایتون کا امیدوار کیا کہ ان
قبائل کے پیشوایون نے قلیچ خان کے تابعیون کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اور نو قلعے
نامندان قلعی حاکم فراہ کے تصرف سے نکال کر انکے حوالے کر دئیے سیاوش نے انکو صفی قلی خان
محافظ گرشک کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا جب اسکو اس طرح ان دو قلعون کے نکل جانے
کی اور محراب خان قلعہ دار بست کے حال کی اور فراہ کی طرف لشکر کے آنے کی خبر معلوم
ہوئی تو وہ گرشک کی حراست کو چھوڑ کر صفی قلی خان اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر
فراہ کو گیا قلیچ خان کے آدمی قلعہ گرشک مین گئے غرض تمام ولایت قندھار اور اسکے
ساتھ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ بنگالہ کی سمت شمال مین دو ولایتین آباد
ہین ایک کوچ ہاجو جو دریای برہم پتر پر ہے یہ دریا بہت بڑا ہے اسکا عرض دو
کروہ ہے اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر
(ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے دوسری ولایت کوچ بہار ہے کہ اس دریا سے
بہت دور ہے اس ولایت سے بیس روز مین جہانگیر نگر مین داخل ہوتے ہین یہہ
دونو ولایتین پہلے مرزبانون کے تصرف مین تھین جہانگیر کی اوائل سلطنت
مین کوچ ہاجو مین پریچھت اور کوچ بہار مین پریچھت کے دادا کا بھائی

وسید ابابکر کو دس بارہ ہزار سوار اور پیادون اور چار سو سماری بنگالیون کے ساتھ روانہ
کیا کہ کوچ ہاجو کی ولایتون کو ضبط کرکے ملک آشام کی تسخیر مین مشغول ہو یہ لشکر ہاجو
مین آیا۔ برسات یہین کاٹی پھر آشام مین گیا وہان آشامیون نے لشکر شاہی پر
شب خون مارا۔ بڑی شکست دی اور بہت آدمیون کو مارا۔

آشام (آسام) کی ولایت کی ایک طرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے اس ملک
کے آدمی غیر آدمیون کو اپنے ملک مین نہین آنے دیتے اسلیئے ملک کے مخارج و مداخل پر
جیسی کہ چاہیئے اطلاع نہین حاصل ہوتی وہان کے آدمی جو کوچ ہاجو مین اپنے
حوائج زندگی کے لیئے آتے ہین اور بادشاہی آدمی جو وہان کے آدمیون کو قید
کرتے ہین انسے یہ معلوم ہوا کہ آشام ایک وسیع ولایت ہے اور عود جسکو ہندوستانی
زبان مین اگر (اگر) کہتے ہین وہان بہت ہوتا ہے اور ہاتھیون کی کثرت ہے
ندی۔ نالے۔ تال۔ بہت ہین اور وہان کی سرزمین مین کم قیمت سونا
ریگ کے دھونے سے ملتا ہے اسکی انتہا ولایت خطا سے متصل ہے اس کی
شمال مین ایک کوہستان ہے کہ کشمیر و تبت سے گذر کر خطا سے ملتا ہے و
بھرائچ و ترہت و مورنگ و کوچ بہار و کوچ ہاجو اسکے نزدیک ہین یہان کا
مرزبان سرگ دیو ہے جسکے پاس ہزار ہاتھی اور لاکھ پیادے ہین یہان کے آدمی
سر منڈاتے ہین اور ریش و بروت کو موچنے سے چنتے ہین اور بری و بحری
جانورون مین سے جو پاتے ہین اُسے کھاتے ہین صورت مین سیاہ رو ہوتے
ہین سردار فیل و ٹانگن پر سوار ہوتے ہین مگر سپاہی کل پیادے ہین میدان
جنگ مین انکے ہتھیار تیر و کمان و تفنگ ہین۔ اگرچہ خشکی مین میدان جنگ کے
بہادرون سے مقابلہ نہین کرسکتے مگر بحری جنگ مین کشتی پر لڑنے سے خوب
ماہر ہین اپنے ملک مین یا غیر ملک مین جنگ کے قصد سے جب سفر کرتے ہین تو
جسجگہ پہنچتے ہین وہان مضبوط قلعہ گل چوب و نے و کاہ سے کھڑا کرلیتے ہین اور

کیا۔ جب پانیون کی کمی ہوئی تو پرچھیت بیس ہاتھی اور چار سو کے قریب سوار اور دس
ہزار پیادے لیکر حصار دھوبری کی طرف روانہ ہوا اسکے ناگہان یہان آنے سے
لشکر شاہی مین اضطراب پیدا ہوا قریب تھا کہ مخالف حصار کو لے لیتا مگر مکرم خان
اور شیخ کمال نے سپاہ کو جنگ و پیکار مین ایسا گرم کیا کہ اول لشکر نے آن کر ہاتھیونکو
جو دوڑ کر دیوار قلعہ پاس آگئے تھے تلوارین اور تیرے مار کر بھگا دیا اور مخالف کی فوج ..
شکست پا کر کھیلہ مین گئی لشکر شاہی بھی دھوبری سے اس طرف مالش کے لیئے
روانہ ہوا۔ جب آب موہانہ کجادھر پر یہہ لشکر آیا تو پرچھیت بہت سی کشتیان لیکر
کارزار پر آمادہ ہوا اور وسط آب پر پادشاہی کشتیون سے آتش جدال کو روشن
کیا آخر کو نہ لڑ سکا اور پادشاہی بہادرون کو کشتیان دیکر خشکی مین بھاگ گیا
جب کھیلہ مین آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ لچھمی نراین لشکر شاہی سے یک رو ہو کر دوسری جانب
سے اسکے سر پر آتا ہے تو ناچار یہان سے نکل کر بدھ نگر مین دریای بناس کے کنارے
پر آیا۔ لشکر شاہی دو روز مین کھیلہ مین آیا اور صبح کو بناس کے کنارہ پر اس اثنا
مین پرچھیت کا وکیل یہ پیغام لایا کہ وہ اپنے کیے سے پشیمان ہی افسران لشکر
سے ملنا چاہتا ہے شیخ کمال اس پاس گیا اور اسکو مع اموال و افیال مکرم خان
پاس لایا۔ پرچھیت کا بھائی بلدیو افراہ ہوا اور اپنے رشتہ دار سرگدیو مرزبان
آسام کے پاس چلا گیا اس سبب سے ولایت کوچ ہاجو کا ہر حصہ پادشاہی تصرف
مین آیا۔ شیخ علاء الدین کے اشارہ سے مکرم خان نے اپنے بھائی کو کھیلہ
مین متعین کیا اور شیخ کمال پرچھیت کو اموال سمیت جہانگیر نگر لے گیا مگر یہ اتفاق
پیش آیا کہ مکرم خان حوالی جہانگیر مین آیا کہ شیخ علاء الدین کا انتقال ہوا اس کا
بیٹا ہوشنگ اسکا جانشین ہوا۔ مکرم خان نے پادشاہ سے عرض حال کیا اسنے
فرمان پرچھیت کو اپنے پاس بلانے کا بھیجا۔ مکرم خان کوچ ہاجو کی محافظت کے لیئے
مقرر ہوا مگر وہ ناظم بنگالہ سے خفا ہو کر پادشاہ پاس چلا آیا۔ شیخ قاسم نے سید حکیم کو

کو سپرد ہوا تو ستر جیت تھانہ دار پاندو نے جو مخالفون سے موافق تھا بلدیو کو کہلا بھیجا
کہ ان دنون مین جدید حاکم آیا ہے جو کچھ کرنا ہو کرو اسکے کہنے سے بلدیو اورنگ سے آگے بڑھا
شیخ عبد السلام حاکم کوچ ہاجو نے ایک جماعت کھیدہ کے لئے بھیجی تھی اس سے بلدیو جا لڑا
شیخ عبد السلام نے اسکی اطلاع لکھکر اسلام خان کو کی اس نے محمد صالح کنبوہ و مرزا محمد بخاری
و سید زین العابدین بخاری کو ایک ہزار کے قریب سوار اور اسی قدر پیادے تفنگچی و تابین و
دس غراب دو سو کے قریب کوسہ و جلیہ اور بہت سے توپچی اور تمام آلات پیکار
روانہ کیئے اور گھوڑا گھاٹ مین بہت کشتیان جمع کین تاکہ جسقدر سواری اور باربرداری کے
لئے کشتیان درکار ہون وہ آمادہ رہین اس سبب سے کہ اس ملک مین پانچ مہینے
بارش شدت سے ہوتی ہے اس ضلع کے پیادے برسات کے شروع مین تری و خشکی
مین چلنے پھرنے کو برابر جانتے ہین مگر برشگال کے اواخر مین وہ بھی باشکال تمام
آمد و رفت نہین کرسکتے غیر واقف پیادے و سوار تو کیا چلینگے اس ولایت کی آب و ہوا
کی سمیات و غذاء تازہ رسیدہ مسافرون کو ہلاک کرتی ہین خصوصًا اواخر برسات
مین کہ پہاڑون کی تمام سرزمین زہردار اشجار کے شست و شو پانے سے اور ہوا کے
سموم سے مسافرون کیلئے ایک دو روز کے سفر مین آفت جان منجی ہے - اس وقت تمام
زمینون کو پانی نے گھیر رکھا تھا اور مسافرون کا رستہ بند تھا - پانی کے چڑھاو پر
جانا تھا - بڑی کشتیان جنکو گھوڑے اور آدمی کھینچتے ہین وہ پانی کی تندی و تیزی
سے چڑھاو پر نہین جا سکتی تھین اسلئے جماعت مذکور نے اپنے گھوڑون اور بنہ بار
کو گھوڑا گھاٹ مین چھوڑا اور چھوٹی کشتیون مین روانہ ہوا طغیانی کے اترنے پر اسباب و
گھوڑون کی روانگی مقرر ہوئی سب سے پہلے محمد صالح کنبوہ ہاجو پہنچا ستر جیت نے
عبد السلام سے کہا کہ میری تھانے پر دشمن حملہ کرینگے میری کمک کے لئے آدمی بھیجو
اسنے شیخ محمد صالح کو ستر جیت کی مدد کے لئے بھیجدیا رات ہو گئی تھی کہ ستر جیت
نے محمد صالح کو راہ مین ٹھیرایا اور اس سے کہا کہ مین تھانہ کی خبر لینے جاتا ہون

اسکے کنگوروں کو عرلیض تختون سے بنا لیتے ہین جسکے رخنون ہی تو ہین و تفنگ چھوڑتے ہین اور اسکے گرد عمیق خندق کھود لیتے ہین اور خندق کے اوپر تیز لوکدار لکڑیان گاڑکے کھڑی کرتے ہین کہ دشمن کا گذر مشکل سے ہوتا ہے ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ جب لشکر شاہی کو پیر تحیپت پر غلبہ ہوا ہے تو مرزبان آشام سرگ دیو نے پاس بلدیو مذکور گیا اور اسکو کوچ کی تسخیر پر برانگیختہ کیا اور اس سے کہا کہ اگر مجھے فوج دے کر اس ولایت مین تو بھیجے تو اسکو پادشاہی تصرف سے نکال لون بشرطیکہ وہان کی حکومت مجھکو ملے سرگ دیو نے اسکو لشکر دیکے کوچ ہاجو کو روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ لڑائی مین جس اعانت کی ضرورت تجھے ہوگی وہ مین کرونگا۔ بنگالہ کے حاکمون کے عزل و نصب کے ہیر پھیر کے سبب سے بلدیو کو موقع ملا کہ وہ ادرنگ بین آیا جو کوچ ہاجو سے دس کروہ پر دامن کوہ مین آب برہم پتر کے جنوب مین ہے اُس پر قبضہ کیا اور محال پر دست درازی شروع کی۔ پرگنون کے زمینداروں کو اپنا طرفدار بنا کے دس بارہ ہزار پیادے آشامی و بنگالی جمع کر لیئے۔ پرگنہ بوکی و جہادنتی پر بھی تصرف کر لیا۔ اس سبب سے اکثر محال ویران ہو گئے اور ملک مین خلل عظیم ہوا جس رعایا سے خراج مانگا جاتا وہ بھاگ کر اس نواحی مین چلی جاتی۔ یہ دیکھ کر اور مرزبانون نے بھی اُدلے زمین جہلتین کو کوچ ہاجو اور اسکی حدود مین دس بارہ ہزار شمشیر دار و سپر دار جنکو اس ملک مین پایک کہتے ہین رہتے تھے اور کھیتی مین مشغول ہوتے تھے ان کے چند عمدہ سردار تھے۔

حکام بنگال نے انکو جاگیرین دی تھین وہ کھیدہ مین صید فیل مین خدمت بجا لاتے تھے انکو قاسم خان نے اپنی صوبہ داری کے دنون مین اس قصور مین کہ کھیدہ حسب قرار واقع نہ ہوا تھا جہانگیر نگر مین طلب کر کے قید کیا اور تین لاکھ روپیہ جرمانہ لیکر خلاص کیا اس طائفہ کے سردار سنتوش اس شکر و جی رام شکر بھاگ کر سرگ دیو زمیندار آشام پاس چلے گئے اُسنے انکی خاطر داری کر کے اپنے پاس رکھا جب بنگالہ کا انتظام اسلام خان

اسکے نشیمنون مین بہت سا غلہ بھرا اور معصوم زمیندار کے
سفائن مین سے ۵۶ جنگی کوسے جنہین رعد انداز اور کماندار بھرے ہوئے تھے روانہ کئے
تاکہ آذوقہ کو مع خزانہ و باروت اور کچھ ہتھیارون کے ہاجو پہنچادین خواجہ شیر فوجدار
گھوڑا گھاٹ جنکو بھیسٹ کی بھی فوجداری سپرد تھی جمعیت شائستہ کے ساتھ
سپہ سالار لازم خان مذکور کے ہمراہ ہوا جو زمیندار کوچ بہار پاس تحصیل پیشکش کے لئے
گیا تھا اور تھانہ دھوبری مین آگیا تھا اور مستی زمیندار پانیکا کو جو پربھیت کے خویشون مین
ہے اور لیا اور دولت کا خیر خواہ ہے ساتھ لے کر لشکر ہاجو کی کمک کو روانہ ہوا
مخالفون نے پانچ سو کشتیان ساز و سامان کے ساتھ جمع کرکے خشکی و دریا مین سے
نوارہ شاہی پر شبخون مارا صبح تک لڑائی ہوتی رہی سترجیت اس شورش و فساد کا
باعث تھا وہ اپنے نوارہ کو لیکر بادشاہی لشکر سے پھر گیا۔ محمد صالح مارا گیا اور محلین بیز
دلیر و سپارہ نوارہ شاہی مخالفون کے قبضہ مین آئے سترجیت نے آذوقہ کی کشتیان
مکر و تزویر کرکے الٹی پھرا دین اب بلدیو نے بہت سا لشکر آشامیون کا لے کر ہاجو
کی طرف کوچ کیا اور اپنی رسم و آئین کے موافق ہر منزل مین قلعہ بناتا گیا اور ہاجو
کا محاصرہ ایسا کیا کہ حصار نشینون پاس کسی راہ سے آذوقہ نہ پہنچتا تھا۔ عبد السلام و
شیخ محی الدین و سید زین العابدین باہر آ کر لڑے اور مخالفون کو بھگا کر انکے
کچھ قلعے مسمار کئے اور پھر اپنے حصار مین آ گئے۔ مگر آذوقہ کی کمی سے اور کمک کے
نہ پہنچنے سے اور دشمنون کی کثرت سے اہل حصار کی امید زندگی منقطع ہوئی اور
مخالفون نے پیہم کہا کہ لڑائی کو چھوڑو اور ہمارے پاس آؤ شیخ عبد السلام اور
اسکا بھائی مع اپنے متعلقین جانون کی امان کے لئے ہاجو سے دشمنون پاس گئے اور
انہون نے عہد و پیمان کو توڑا اور انکو آشام بھیجا سید زین العابدین نے دشمنون
کی باتون کا اعتبار نہین کیا لڑ کر جان دی۔ زین الدین علی و اللہ یار خان محمد زمان
طہرانی اور منصبدار جو دشمنون کی مالش کے لئے روانہ ہوئے تھے جنکا ذکر پہلے ہوا ہے

صبح کو اسکے تھانہ کی طرف محمد صالح متوجہ ہوا تو وہ کیا دیکھتا ہی کہ سترجیت نوارہ
لئے چلا آتا ہے محمد صالح نے اسسے پوچھا کہ دیر کیوں لگائی تو اُسنے کہا کہ دشمنوں نے میرے
تھانہ پر قبضہ کر لیا مجھے خوف تھا کہ کہیں نوارہ پر بھی قبضہ نہ کر لین اسلئے کشتیوں کو جلد جلد
لے آیا ہوں غرض یہاں افسران شاہی نے ہاجو کا اور اسکے مضافات کا سب طرح
انتظام کر لیا تو سید زین العابدین و محمد صالح کنبو مع کل لشکر و نوارہ کے دشمنوں سے
لڑنے چلے۔ مخالفوں نے تھانہ پانڈو سے دو کروہ چلکر دو قلعے بنائے تھے جب لشکر شاہی
آیا تو وہ قلعوں سے باہر نکل کر اُسسے لڑے۔ لشکر شاہی نے انکو شکست دی اور اُن کے دو
قلعوں کو گرادیا اور پانچ توپیں چھین لین۔ سید زین العابدین سری گھاٹ کی طرف
گیا۔ جہاں شکست یافتہ اور اور مخالف جمع ہوئے تھے سطح آب و صحن خاک پر آتش
کارزار مشتعل ہوئی بہت آدمی مارے گئے اور انمیں ایک بھوکن تھا جو مارا
گیا وہ دس بارہ ہزار آشامیوں کا پیشوا تھا۔ آسامی سپہ سالار کو اپنی زبان مین
بھوکن کہتے ہین پانچ بڑی بڑی کشتیان جنکو بچھاری کہتے ہین اور چند کوس جو ایک جگہ
کشتی ہوتی ہے پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی
آشامیوں کے تین سردار اور تین سو آدمی مارے گئے اور بہت آدمی زخمی ہوئے
باقی سب بھاگ گئے اور بارہ بچھاری و چالیس کوس پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔
آشامی چالیس ہزار سے زیادہ تھے اور مرزبان آشام انکی کمک پر تیار رہتا تھا اسلام خان
نے چاہا کہ آپ لشکر لیکر انکے رفع کرنے کے لئے روانہ ہو۔ مگر جہانگیر نگر سے جو بنگالہ کا حاکم
نشین ہے ہاجو سے دور بہت تھا اسلئے اُس صوبہ کا خالی چھوڑنا مناسب نہ جانا
سرداروں اور منصبداروں کا ایک گروہ پندرہ سو سوار اور چار ہزار تفنگچی و
کماندار پیادے روانہ کئے اور محمد زمان طہرانی فوجدار و تیولدار سلہٹ کو بھی انکی
ہمراہ بھیجا۔ یہ معلوم ہوا کہ اس زمین کے تمام پایک و کشاورز دشمنوں کے ساتھ
متفق ہوگئے ہیں اور راجا جو اور سری گھاٹ کے لشکروں کو آذوقہ نہیں پہنچا

قلعہ بنایا۔ چوگی کیپہ مین تین ہزار پیادے رکھے اور ہیرہ پور مین گئے۔ جب لشکر شاہی
کیسو نتھہ گھاٹ سے گذر کر آب بناس سے عبور کرنے لگا تو مخالف نمودار ہوئے زین الدین علی خان
و اللہ یار خان نے اوّل حملہ مین انکو چھہ کروہ تک بھگایا۔ ایک گروہ کو مارا اور آن کے
سر نشان فتح لائے پھر لشکر چوگی کیپہ مین آیا اور مخالف حصار سے بھاگ کر پہاڑون مین
چلے گئے۔ چندر نراین جو دکن کول کے فساد منشون کا سر آمد تھا وہ چیچک سے مر گیا۔
محمد زمان ہزار سوار و چار ہزار پیادے لے کر دریاے بناس سے اس طرف گیا۔
محال دکن کول کے سرکشون کو مطیع کیا اور اپنے لشکرگاہ مین آیا پھر سپاہ شاہی
محمد زمان کے آنے پر چندن کوڑہ مین گئی راہ مین اوتم نراین زمیندار بدھنگر کا
نوشتہ آیا کہ بلدیو بیس ہزار کوچی اور اشامی کے ساتھ بدھنگر مین آیا۔ مین بھاگ کر
آیا ہون۔ محمد زمان انکی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا اوتم نراین بھی آگیا وہ اس
سرزمین کی مداخل و مخارج سے خوب آگاہ تھا وہ ہمراہ ہوا۔ لشکر شاہی نے
آب پوہارہ پر پہنچکر دشمنون کا حصار لے لیا جو اس دریا کے کنارہ پر بنایا تھا
بلدیو یاد شاہی لشکر کی خبر سنکر بدھنگر سے بھاگ کر دامن کوہ مین جنگل چوہری
مین قلعے بنا کے بیٹھ گیا۔ لشکر شاہی نے لشن پور مین برسات مین رہنے کا ارادہ
کیا۔ دشمنون نے چالیس ہزار سپاہی لشن پور سے ڈیڑھ کروہ پر مقام کالا پانی مین
بھیجے اور سرگ دیو اشامیون کے سردار نے بلدیو کی تحریر سے اپنے بیٹے کو بیس ہزار
اشامیون کے ساتھ بھیجا۔ ۲۰ جمادی الثانیہ کو دشمنون نے لشکر شاہی پر شبخون
مارکے دو قلعے جو ابھی پورے نہ تیار ہوئے تھے لے لیے۔ صبح کو خان زمان کے تحالفون
سے لڑنا شروع کیا اور انکو ایک قلعے سے نکال کر دوسرے قلعہ مین بھگا تا پھرا۔
دو پہر کے عرصہ مین پندرہ قلعے فتح کر لیے اور پانچ چھہ ہزار دشمن قتل کیے اور تین
نامور سردار اسیر کیے توپ و تفنگ اور ہتھیار بہت سے چھین لیے اب لشکر شاہی
نے لشن پور مین جانے کا قصد ترک کیا۔ بارھوین رجب کو لشکر کی تیغ جنگ مین

اُنہون نے اول چند نراین پسر پری چھت زمیندار کوچ حاجو کی استیصال پر توجہ کی جو
پہلے پرگنہ سول باری مضافات دکن کول مین تھا جواب برم پتر کی جانب راست سے
عبارت ہے چونکہ سرکار دکن کول کی اکثر محال ستر جیت کی تیول مین تعین وراسنے اپنی
بھتیجے گوپی ناتھ کو تعلقہ داری وعمل گذاری پرگنہ کری باری پر مقرر کیا اسکی ناہمواری اور
بے ہنجاری سے یہانتک رعایا عاجز ہوئی چند نراین کو کری باری مین بلا یا گوپی ناتھ
اسسے مقابلہ نہ کر سکا تھانہ خالی کیا۔ تھوڑے دنون مین چند نراین پاس موضع متعلقہ
علاقہ کری باری مین چھ سات ہزار کے قریب کوچی و آشامی پیادے جمع ہو گئے۔
اُسنے دریا برم پتر پر ایک درخت زار مین قلعہ بنایا اور فساد کے ارادہ سے وہان بیٹھا
لشکر شاہی اسکے سر پر پہنچا تو پرگنہ سول باری کو وہ فرار ہو گیا لشکر شاہی نے تمام
رعیت اور رعایا کے سردارون کو مطیع کیا اور چند نراین نے قلعہ کو ڈھا کرا اور اسکے
نواحی کے جنگل کو کاٹ کر گر لوہ پر تھانہ کے واسطے قلعہ بنایا اسکی حراست کے لیے جلال
خویش معصوم زمیندار جسکا داماد چند نراین تھا اپنے پاس بلا لیا کہ وہ داماد کی امداد
نہ کر سکے اسکا نام بھی پرجیت تھا۔ ان دنون مین پرگنہ سول باری کا زمیندار بھی چند نراین
کے خوف سے گھوڑا گھاٹ مین آگیا تھا۔ لشکر شاہی دھوبری کی طرف دوڑا۔ ایک جماعت
لشکر حاجو کی کمک کو آئی تھی اور وہ اس قید و قتل کا حال سنکر واپس پھر گئی تھی ستر جیت غلہ
کی کشتیان لے جا کر انکی مدد کرتا تھا۔ جب معلوم ہو گیا کہ ستر جیت نفاق کیشی سے اسکو
تو غائب ہو جاتا ہے اسلام خان نے بھی اسکی گرفتاری کے لیے مبالغہ کیا لشکر شاہی نے
اسے پکڑ کر جہانگیر نگر بھیجدیا وہ وہین مرگیا۔ شیخ عبد السلام اور اسکے بھائی اور ہمراہیون
کے قید ہو جانے سے کوچ اور آشام کے سردار مغرور ہو گئے اور انہون نے ایک سردار کو
بارہ ہزار پیادے اور پچاس جنگی کشتیان اور بہت سے کوس ہمراہ کر کے روانہ
کیا کہ وہ لشکر شاہی کی راہ بند کرین اور حاجو کی کوہ مین ایک استوار حصار بنایا اور
ایک لمبا پہاڑ دریاے بناس پر ہے اور اسکے مقابل ہیرہ پور مین بھی ایک محکم

بگلانہ مین نو قلعے اور ۳۵ پرگنے و ۱۰۰۱ قریے ہین اور ۱۰۰۵ [?] سال سے یہان کی مرزبانی
بھرجی زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی ہے محصول یہان کا پندرہ لاکھ روپیہ ہے
پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے آب و ہوا کی لطافت مین انہار کی فزونی
اور اشجار و اثمار کی فراوانی مین زبان زد روزگار ہے اسکا طول سو کروہ رسمی اور
عرض ۷۰ کروہ ہے طول مین سمت شرقی مین چاندور پرگنہ دولت آباد اور غربی
بندر سورت و دریاے شور اور عرض مین شمالی طرف سلطان پور و نندربار اور
جنوبی طرف ناسک ترنباسا ہین۔ نو قلعے یہ ہین سالہیر و مولہیر و مورا و دھرگڈھ و سالوٹا
ربا و نہ و دھاتگڈھ و بیبول و چوریل انمین زیادہ محکم قلعے سالہیر و مولہیر ہین سالہیر
پہاڑ پر طولانی ہے اور حصانت و استواری و سعوبت راہ مین مشہور ہے اس پہاڑ پر دو
قلعے ہین ایک اسکی چوٹی پر جسکو سالہیر کہتے ہین اور دوسرا کمر کوہ پر ہے۔ ہریک کو . .
صنعت گرون نے دستکاری سے ایک تخت پتھر سے تراشا ہے مگر دروازے اور
بعض خشتی سنگ و آہک سے بناے ہین۔ پایئن کوہ سے حصار تک اول ایک مارپیچ راہ
ہے اور اسکے بہت سے رستے دشوار گذار ہین اور دونو حصار کے درمیان ایک راہ
دشوار گذار ہے اور پا بند کرنے کے لئے پتھر مین رخنے کر دیے ہین کہ بغیر دوسری
کی مددگاری اور دستیاری کے قدم نہین چلا سکتے۔ ہر حصار مین ایک تالاب ہے
جسمین پانی جوش کرتا ہے۔ مولہیر ایک پہاڑ پر بنا ہے جسکے اوپر دو شعبے ہوتے ہین
پست شعبہ پر قلعہ مولہیر ہے بلند شعبہ پر حصن معمورا۔ مورا سے مولہیر زیادہ وسیع ہے۔
اس کوہ کی کمر مین ایک حصار باری ہے جسکے اندر کی آبادی کو شہر باری کہتے ہین یعنی
بھرجی اور اسکے متعلقون کے مکانات ہین۔ کہتے ہین کہ جب دولت آباد کو اورنگ زیب
روانہ ہوا ہے تو شاہجہان نے بگلانہ اور اسکے مضافات مرحمت کئے تھے اور فرمایا تھا
کہ دکن پہنچکر لشکر بھیجکر اس ولایت کو تسخیر کر لینا۔ ۲ شعبان [illegible] کو شہزادہ نے تین
ہزار سوار اور دو ہزار پیادے بفنگچی بسرداری مالوجی دکنی اور اپنے دو ہزار

سوار و پیادون کی بنائین اور خشکی کی راہ سے روانہ کین اور نواڑہ کو بھی تری مین دشمنون کی راہ روکنے کیلئے متعین کیا خشکی مین ان افواج سہ گانہ مین سے ہر فوج نے قلعون پر برابر حملے کیے اور دشمن انسے لڑے۔ دشمن شکست پاکر بھاگتے تھے مگر لشکر شاہی نے انکی راہین ایسی بند کر رکھی تھین کہ وہ نکل کر نجات نہین پا سکتے تھے دشمنون کے کشتون و خستون سے صحرا اور دریا مین مرغ و ماہی کو خوراک خوب ملجاتی تھی وہ بھاگکر سری گھاٹ و پاندو مین گئے بلدیو درنگ مین گیا۔ لشکر شاہی نے دشمنون سے لڑکر ان قلعون کو فتح کر لیا پانچ سو کے قریب کشتیان از قسم بھاری اور کشتی کلان و کوس جنگی اور تین سرکوب غنیمت مین ہاتھ آگئے ان فتوحات کے سبب سے کل نواح کے مرزبان اور گردن کش مطیع ہوئے۔ آشامیو نکا نشان باقی نرہا اور کوچ ہاجو کی تمام محال اشامیون سے خالی ہو کر بدستور سابق تصرف مین آگئے آب بھلی کی تسخیر کا ارادہ کیا جو ولایت آشام کا دھنہ ہے اور وہان اسامی بہت جمع تھے لشکر شاہی نے یہان پہنچ کر مخالفون کو شکست دیکر بھگا دیا آب بھلی کے دو طرف دو قلعے استوار بنائے۔ ہزار سوار و تین ہزار پیادے اور دو تین ہزار پایک اور کچھ زمیندار اسکی پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے تین مہینے تک یہان کے انتظام مین بسر کیئے۔ کوہ ہتہ مین جو سری گھاٹ بھلی کے دریا مین واقع ہے ایام بارش کے بسر کرنے کے لیئے قیام کیا۔ جو فوج کہ بلدیو کے پیچھے گئی تھی وہ درنگ مین گئی تو وہ وہان سے بھاگا اور وہ خود اور اسکے دو بیٹے بیمار ہو کر مر گئے لشکر شاہی نے درنگ اور اسکے توابع و مضافات پر قبضہ کیا اور اس سرزمین کے مرزبانون کو مطیع کیا اور لشکر شاہی کوہ ہتہ مین داخل ہوا۔ جب یہ سب حالات بادشاہ کو اسلام خان کی عرایض سے معلوم ہوئے تو اسکا اور جو سردار اس مہم مین کامیاب و فتحیاب ہوئے تھے انکا اضافہ منصب کیا۔

مگر ازراہ لطف حکم دیا کہ تم اپنے قصور کی تلافی اس طرح کرو کہ قلعہ بھیر کو جا کر فتح کرو۔ بادشاہ نے
محمد طاہر کی جگہہ اسکو بیر بھوم کا رحال مقرر کیا سید عبد الوہاب برسرکار آیا۔ برخلاف دستور مورچال
بڑھانے اور نقب لگانے مین اور لوازم قلعہ گیری کے بجالانے مین اصلا نہ مشغول ہوا اور
لوگون مین مطعون ہوا محاصرہ پر تین مہینے گذر گئے ایک رات کو سید عبد الوہاب مع چار
پانچ سیدون اور ایک نشان بردار اور ایک نفیری اور ایک سقے کے لشکر سے سردارون کی اطلاع
بغیر غائب ہو گیا اور دشوار راہون مین سے اندھیری راتون کے اندر تین رات دن
اُسنے غارون مین بسر کی چوتھے روز ناگہان پہاڑ کے اوپر نشان جیتنے نمایان کیا
نفیری بجوائے جھسیون کے دلون کو ہلا دیا۔ فوج بادشاہی پہاڑ پر بہم پہنچی عبد الوہاب
دروازہ کے سامنے آیا۔ باقی حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اتنا اور ہے کہ قلعہ دار بیساول
نے جو بھرجی کے چچا رودیا سے تعلق رکھتا تھا کچھ حرکت مذبوحی کی اور دستگیر ہوا چونکہ
قحط کی متواتر آفتون اور افواج کشی و مردم کشی سے پرگنات بنگالہ چند سال سے پامال
آفات ہوئے تھے اسلئے اسکی جمع چار لاکھ روپئے مقرر ہوئی کچھ دنون سلطان پور
بھرجی کو انعام دیا گیا اسکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے بیرم کو دیا گیا وہ مسلمان ہو گیا اس کو
پرگنہ سلطان پور کی عوض مین پرگنہ پورنا انعام مین دیا گیا اور دولتمند خان کا خطاب
اور منصب ہزاری و پانصدی کا ملا۔ عبد الوہاب کو دلاور خان کا خطاب دینا چاہا۔ مگر
اوسنے منظور نہین کیا۔ کہتے ہین کہ سید عبد الوہاب سادات رسول دار سے تھا جسکے باپ دادا
کچھ مدت تک مشہد مقدس مین مزار حضرت امام رضاؑ کے جاروب کش تھے وہ خاندیس
مین آیا اور پرگنہ بیاول ورانو پر مین وطن اختیار کیا پھر بادشاہی نوکرون کے زمرہ
مین آیا۔ بڑے بڈھے آدمی اسکے کارنامے یہ بیان کرتے ہین کہ جب وہ محال بیاول
ورانو پر کا فوجدار ہوا تو بھیلون کوہ نشین سرکشون سے اسکی لڑائی ٹھنی تو وہ
دامن کوہ مین خیمہ دشمنون کے مقابل لگاتا پہلے اس سے کہ کوہ مین داخل ہو وقت
شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہو کر دامن کوہ مین جاتا اور جاسوسون کے طور پر

ہزار سوار بسرکردگی محمد طاہر کے اس طرف تعین کیے سران لشکر آذوقہ کا سرانجام کرکے اس
طرف روانہ ہوئے اور قلعہ مولہیر کے نیچے آئے دہم رمضان کو تین فوجین مرتب کرکے تین جانب
سے حصار بازی پر یورش کی دروازہ سے ان پر خوب تیر و تفنگ چھوٹے کچھ آدمی کشتہ
ہوئے اور کچھ زخمی مگر انہون نے بہت دشمنون کو مار کر قلعہ فتح کرلیا۔ بھرجی سراسیمہ
پانچ چھ سو آدمیون کو ہمراہ لیکر قلعہ مولہیر مین آیا لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا ہرچند اہل
قلعہ نے توپ و تفنگ چلائے۔ مگر لشکر شاہی نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور تھوڑون دنون
مین ابواب غلہ کو مسدود کیا۔ ناچار بھرجی نے دسوین شوال کو اپنی مان کو کشناجی وکیل اور
آٹھون قلعون کی کنجیون کے ساتھ بادشاہزادہ کی خدمت مین بھیجکر التماس کیا کہ
بگلانہ کے ہمسایہ مین سلطان پور ہے اگر وہ عنایت ہو تو اپنے توابع و لواحق بندوبار
کو وہان چھوڑکر حضور کی خدمت مین حاضر ہون شاہزادہ نے اسکی درخواست منظور کی
اور اسکی مان کو عطیات عطا کرکے رخصت کیا بادشاہ نے بھی شاہزادہ کے انتظام کو
پسند کیا اور فرمان بھیجدیا۔ غرہ ماہ صفر سنہ ۱۰۴۸ کو بھرجی حصار سے نکلا اور بادشاہزادہ
کی خدمت مین آیا۔ شاہزادہ کو یہ ولایت انعام مین ملی تھی اسنے قلعہ مولہیر مین
محمد طاہر کو اور باقی اور قلعون مین سے ہر ایک مین ایک پاسبان مقرر کیا اس ولایت
کی جمع ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دام (چار لاکھ روپیہ) مقرر ہوئی۔ رام نگر بگلانہ کے مضافات
مین سے تھا اور بھرجی کے داماد کو وراثت مین ملی تھی وہ بھی شاہزادہ کی خدمت مین
آیا اور دس ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔

خافی خان اپنی منتخب اللباب مین بگلانہ کی فتح کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ سید عبدالوہاب
خاندیسی بڑا شجاع مشہور تھا۔ برہانپور مین خاندوران خان سے ملاقات کرنے گیا اور
سر پر ہاتھ نہ رکھا صرف زبان سے سلام علیک کہا جس سے دونو مین بے لطفی ہوئی
اور سید نقارہ بجاتا ہوا بغیر خاندوران کے اجازت کے بادشاہ پاس آیا بادشاہ نے
احوال اس سے کہا کہ خاندوران خان سے تم نے بدسلوکی کی بے رخصت کس لیے آئے

ایک تال ایک سو بیس گز لمبا اور ایک سو دس گز چوڑا بنوایا تھا وہ ترا وش آب سے لبریز نہیں ہوتا تھا سنہ جلوس مین لاہور جانے کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ یہ تالاب تراوش آب سے پُر کیا جائے اور دولتخانہ خاص جھروکہ و خوابگاہ و محل بنایا جائے۔ ابتک مکانات بالکل تیار ہو گئے تھے۔

اسلام خان ناظم بنگالہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ زمیندار (ارا کان) رخنگ کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا مگر مرزبان مذکور کے ایک نوکر نے اسکی زن ناموس سے ہمسازش کر کے اس پسر کو مار ڈالا اور خود اسکی بجاے ملک رخنگ کا حاکم بن بیٹھا پہلے زمیندار کا حقیقی بھائی مانک راے اپنے بھائی کی زندگی مین چاٹگام مین بالاستقلال حکومت کرتا تھا اس سے یہ فرومایہ خاطر نگران رکھتا تھا ایک جماعت کو بھیجا کہ اسکو مکر و حیلے کے دام و دانہ مین لا کر نیست کرے وہ جماعت چاٹگام مین آئی اور تزویر و تلبیس سے چاٹگام سے مانک راے کو باہر لائی۔ اُسنے تھوڑے مسافت طے کی تھی کہ اس کو اس جماعت کا راز و انداز انہین مین سے ایک آدمی سے معلوم ہو گیا اس نے اس گروہ مین سے بعض کو اپنے ساتھ موافق کر لیا اور جو موافق نہ ہوئے انہین مار ڈالا اور بکون و فرنگیون کی جماعت ہمراہ لیکر چاٹگام مین آگیا اور اپنے بھائی کا جانشین ہوا اور سیوا نخان کو کہ اپنے ساتھ متفق تھا اسکو چاٹگام کا نوارہ اور اور کام اسکے بھائی کے سپرد کئے تھے اُس نے چاٹگام کی کشتیون کو آلات جنگ سے آراستہ کیا یہان کے فرنگیون کی کشتیون کو اور لشکر کو جمع کر کے لشکر رخنگ سے لڑنے بھیجا۔ سیوا نخان اس لشکر رخنگ سے نہ لڑ سکا اُنسے جا ملا ان دونو لشکرون نے اتفاق کر کے چاٹگام کی طرف رخ کیا مانک راے کا یہ بیوفائی اور جدائی دیکھ کر بھلوہ مین آیا اور سنجر ترخمان تھانہ دار سے جگدیہ سے جو سرحد مگ سے نزدیک ہے پیغام بھیجا کہ مین بادشاہ کو اپنا ملجا بناتا ہون جسکام کا اشارہ ہوا اسپر عمل کرون جب اسلام خان کو سنجر کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سنجر و سید حسن تھانہ دار بھلوہ کو لکھا کہ

مکان مین پہنچا کہ جہان مفکورہ لشکین اپنی ہمخوابہ کی ساتھ خواب غفلت مین ہوتا اور ایک
مہیب آواز سے بھیلون کے دستور کے موافق اوسکو بیدار و خبردار کرتا وہ سراسیمہ خواب سے
اوٹھتا اور گھر سے باہر آتا اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبدالوہاب ملائم زبان سے
کلام کرتا کہ ڈرو نہین مین عبدالوہاب بھائی تمہاری ملاقات کو آیا ہون (بھائی وہ زبان زد
خلائق تھا) مجھ اور تجھ مین محاربہ ہے میرے اور تیرے آدمی کسواسطے تلف ہون اور اس
بات چیت مین وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر اس کے ہاتھ مین دیتا اور منھ پھیر کر کھڑا
ہوجاتا اور کہتا کہ بہین کار کجاست - مخالف کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اسکے
پاؤن مین رکھتا اور عجز و فروتنی کرتا اور کچھ جرأت نہ کرسکتا - اطاعت قبول کرتا کہتے ہین
کہ کاما نام گڈھی کا مشہور مرزبان تھا - اس گڈھی کی بناے کو ہزار سال گذر چکے
تھے اور اسکی برابر کوئی حصار پختہ نہ تھا - ابتداے عہد جہانگیری سے وہ رہزنی کرتا تھا
اور سب کشون مین مشہور تھا - راہین بند کر رکھی تھین - بڑے بڑے امیر بیش منصب
اسکے استیصال کے واسطے متعین ہوچکے تھے - انہون نے کچھ کام نہین کیا مگر عبدالوہاب نے ایک
مدت تک اسکا محاصرہ کیا جب اس طرح کام نہ چلا تو یہ تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کروہ
کی مسافت پر ایک جا پر دیواریں بنائی اور خود مغلوب و محصور ہوگیا ایک رات کو شکار
کی شہرت دے کر ہمراہیون کے ساتھ مفقود الخبر ہوگیا - کاما ایک جماعت کو لے کر باقی
محصورون کی تسخیر و تاراج کے لئیے گیا - ابھی وہان کچھ کام نہ کیا تھا کہ سید عبدالوہاب اسکی
گڈھی پر کمندین لگا کے چڑھ گیا اور اسکو مفتوح کیا -

بادشاہ چار سال سے لاہور نہین گیا تھا اس لئے ۱۷ ربیع الثانی کو لاہور روانہ ہوا
اور ۲۸ جمادی الثانی کو دہلی مین آیا اس گیارہوین سال جلوس مین مداریے انیس لاکھ روپیہ
انعام دیا +

واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۲۶۸ھ -

غرہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ کو جلوس کا بارھوان سال شروع ہوا - ۱۸ جمادی الثانی
کو بادشاہ سہرند مین باغ حافظ رخنہ مین تشریف فرما ہوا اس باغ کے متصل جہانگیر نے

نام سے مشہور ہے سر راہ دورو زمین چار قلعے بنا لیئے اور انپر توپ و تفنگ و دیگر آلات جنگ چڑھا دیئے۔ مخالفون نے اس دہانہ و دھانہ کا استحکام دیکھا تو جس راہ سے آئے تھے اسی راہ چلے گئے۔

۱۵ رجب کو بادشاہ لاہور مین داخل ہوا۔ علی مردان خان قندھار سے آیا اسکا استقبال اعزاز و احترام سے کیا گیا اسکو بہت بیش قیمت اشیاء دیگئین اور اسکے منصب ہفتہزاری کا اضافہ ششہزار ذات و ششہزار سوار پر کیا گیا۔ بادشاہ نے ۲۲ رجب کو اول اس کو کشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا اور باندان اور سفیدان اسکو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس ملک کا بڑا تحفہ پان ہے اسکے کھانے کی عادت وہ کرے۔ ۱۱ شعبان کو علی مردان خان کو پانچ لاکھ روپیئے اور اور بنگالہ کے کپڑون کے دس بقچے عنایت کیئے۔ ۲۶ شعبان کو علی مردان کے گھر مین تشریف فرما ہوا اس نے ایک لاکھ روپیئے کی پیشکش پیش کی۔ علی بیگ خویش علی مردان کشمیر مین نائب علی مردان خان مقرر کیا گیا۔ افضل خان کی عمر ستر برس کی ہو گئی تھی اور آٹھ سال سے وہ بادشاہ کی وزارت کا کام کرتا تھا وہ سخت بیمار ہوا۔ بادشاہ اسکی عیادت کو گیا۔ ۱۲ رمضان کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اسکی وفات کی تاریخ (علامی از دھر رفت) ہوئی۔ اسکی تہذیب اخلاق اس مرتبہ پر تھی کہ باوجود دولت و قدرت کسی بد اندیش حسد کیش سے اسکو ضرر نہ پہنچا۔ بادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا کہ افضل نے کسی کے باب مین کوئی بری بات کبھی نہین کہی۔

۱۸ رمضان کو جشن وزن شمسی ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا سینتالیسوان سال ختم ہوا۔ بادشاہ کابل نہین گیا تھا اس لئے وہان روانہ ہوا کہ وہان کے باشندے بھی عطائے بادشاہی سے سرافراز ہون اور حضرت بابر کے مزار کی بھی زیارت ہو اور ولایت بلخ و بخارا کے مداخل و مخارج پر قرار واقعی آگاہی ہو تو اس ملک موروثی کی تسخیر کی عزیمت ہو۔ وقائع قندھار سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران قندھار کو فتح کرنے کو آتا ہے اسلئے بادشاہ نے دارا شکوہ کو بہت سا سامان جنگ عنایت کیا اور اسکو

بہت جلد سرحد مگ پر پہنچا۔ مانک رائے کو نے آدمیون اس حکم کے بموجب سنجر لشکر لے کر آ
پہنچتی پر آیا۔ یہ سرحد بنگالہ و مگ ہے کچھ آدمی مانک رائے پاس بھیجے اور خود اس
دو سو جلبیہ مگ کہ مانک رائے کی راہ روکنے کے لئے آئے تھے تیر و تفنگ مار کر بھگا
دیئے۔ مانک رائے جگدیہ مین آیا سید حسن مکو نہ بھی آن ملا ان سب نے جگدیہ مین
توقف کیا۔ بنگالی عورت مرد دس بارہ ہزار جو ارباد فرنگ کی قید مین چاٹگنی کر رہے
تھے چالیس سال کے بعد رہا ہوئے اور اپنے اپنے وطن کو گئے۔ چاٹگام کے فرنگی جو مانک را
کی مخالفت کے سبب سے مرزبان رخنگ سے مخالفت رکھتے تھے وہان سے باہر آ کر
کچھ فرنگستان کی طرف چلے گئے کچھ ایک غراب ایک تپال کے ساتھ سید حسن کے آدمیون
نے گرفتار کئے کچھ اس جانب مین آ کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے مانک رائے
جہانگیر نگر مین اسلام خان ملا اور تین ہاتھی اسکو نذر دیئے۔ اسلام خان نے اپنی
طرف سے پانچہزار روپئے اسکو دیئے اور اسکے رہنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا
اور بادشاہ کو اس ماجرے سے مطلع کیا۔ مگ کے آدمی جو مانک رائے سے لڑنے گئے
تھے انکو چاٹگام مین آنے سے معلوم ہوا کہ مانک رائے بادشاہی آدمیون کا ملتجی ہو کر
بہلوہ چلا گیا ہے تو انہون نے چاٹگام مین کارزار کا سامان تیار کیا اور سرحد بہلوہ
بہلوہ کے درمیان جو دریا تھا اسپر آئے۔ اسمین ایک فرد بھی کشتی اس طرف سے اس طرف ایک بار
جاتی تھی انکو یہ خیال تھا کہ جب مانک رائے بہلوہ سے جہانگیر نگر کو روانہ ہوگا تو اس
دریا سے گذر کرنا گاہ پہنچکر اسکا کام تمام کرینگے مگر وہ ان کے آنے سے پہلے جہانگیر نگر
مین پہنچ گیا تھا اس وقت اکثر لشکر شاہی آسام مین لڑ رہا تھا اور ان مخالفون
پاس توپ خانہ اور جنگی کشتیان کہ پانچ سو سے زیادہ جلبیہ ڈیرہ سو غراب پانچ جہاز
خرد بیر ساز تھے انہون نے قدم جرأت آگے بڑھایا۔ اسلام خان کو جب انکی اس
جسارت کی خبر ہوئی تو مخلدار خان اور کوملیون و تابینیون کو دھانہ پر جو شہر سے چار
کروہ پر تھا لڑائی کے قصد سے روانہ کیا یہان دریا کے دونو طرف جو جہانہ خضر

وزن ہوا پادشاہ کی عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔
پادشاہ ۲۵ ربیع الثانی کو بنگش بالا اور بنگش پائین کی راہ سے دار السلطنت لاہور
کی جانب روانہ ہوا پہلے سال دہم کے واقعات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ تبت خرد کس طرح
تسخیر ہوا اور ابدال پسر کلان علی رای مرزبان تبت اسیر ہوا اور اس سرزمین کی ایالت
آدم برادر خرد ابدال کو تفویض ہوئی بسبب علی مردان خان کشمیر میں ناظم ہوکر آیا تو آدم
حارس تبت نے اسکو لکھا کہ سنگی مجل زمیندار تبت کلان نے پرگ پرگنہ مضافات تبت
خرد سے ہی تصرف میں کر لیا ہے اور اور محال کے تعرض کا قصد رکھتا ہے علی مردان خان
نے اپنے خویش حسین بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو نواحی کرلوبہ
میں سنگی مجل مقابلہ میں آیا اور پٹ بٹا کر بھاگ گیا اس نے یہ سمجھ کر کہ اس میں وہ
ہی میں کام تمام ہو جائیگا حسین خان پاس آدمی بھیجکر صلح کر لی او اسنے پیشکش مقرر
کردی کہ پادشاہ پاس بھیجدے۔

واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ سنہ ۱۶۳۹

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۹ سنہ کو جلوس کا تیرہواں سال شروع ہوا ۱۸ جمادی الثانیہ
کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ پادشاہزادہ داراشکوہ اور علی مردان خان بھی
یہاں آئے۔ علی مردان خان کا اضافہ منصب ایک ہزاری ذات ایک ہزاری
سوار کا ہوا یعنی وہ اب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار مقرر ہوا اور کشمیر کے
سوا پنجاب کی حکومت بھی اسکو سپرد ہوئی اسلام خان پادشاہ کے فرمان سے
کابل سے آیا اور دیوانی کل اسکو سپرد ہوئی۔ علی مردان خان نے شب برات
کی روشنی کا تماشا اہل ایران کی طرز پر دکھایا۔ تختے مشابہ مختلف الاشکال
بنائے اور کوٹھوں کے کناروں پر طاق بندی کی انمیں روشنی کی جسکے دیکھنے
سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔

حکم دیا کہ وہ مستعد کارزار اور آمادۂ پیکار رہے اگر والی ایران قندھار کی طرف حرکت
کرے تو اسکے محاربہ و مدافعہ کی کوشش کرے اسکو اپنے سے پہلے نوشہرہ کو روانہ کیا
دس لاکھ روپیہ نقد دیا۔ خود غرہ ذی قعدہ کو دار السلطنتہ لاہور سے سفر کیا۔ ۵ ذی قعدہ
کو جشن نوروز دریائے چناب کے کنارہ پر ہوا۔ جگت سنگھ کو بنگش بالا و بنگش پائین کا
انتظام سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ کابل میں ہمارے پہنچنے تک وہ آذوقہ کابل میں فراہم کریں
اور دونوں بنگش سے غلہ پے بہ پے پہنچاتا رہے۔ ۲۱ ذی الحجہ کو بادشاہ نوشہرہ میں آیا
اور دارا شکوہ کے لشکر کا ملاحظہ کیا اسمیں پچاس ہزار سوار تھے بادشاہ نے شاہزادہ
کو حکم دیا کہ مجھ سے دو تین منزل پیچھے ہو کہ کتل خیبر اور تنگناؤں میں گذر آسانی سے
ہو۔ ۲۵ محرم کو بادشاہ کابل میں پہنچگیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہزارجات حوالی کابل کے
انتظام میں خلل پڑ گیا تھا۔ یلنگ توش نے زمینداروں کو بہکا دیا تھا وہ زر مالگذاری
نہیں ادا کرتے تھے۔ بادشاہ نے کابل میں آ کر سعید خان بہادر کو انکی گوشمالی کے لئے مقرر
کیا۔ جب شاہ شجاع کا لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے کابل میں آیا تھا
تو امام قلیخان نے اس اندیشہ سے کہ کہیں ماوراء النہر کو فتح کرنے کے لئے لشکر نہ آئے۔
اپنے طغائی (ماموں) نذر بیگ کو لکھا تھا کہ وہ خان دوران خان نصرت جنگ اور
سعید خان بہادر ظفر جنگ سے کہیں کہ ہندوستان کے مقابلہ میں ماوراء النہر کی ولایت
نہایت محقر ہے۔ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ ہو تو بادشاہ سے عرض کر کے اسکو
اس سے باز رکھیں بندہ اس وقت سب طرح سے خدمت کے لئے حاضر ہے کہ
لشکر خراسان و عراق کا قصد کرے۔ جب ان سرداران لشکر نے بادشاہ کو اطلاع دی
تو اسنے حکم دیا کہ نذر بیگ کا اطمینان خاطر کر دو اور لشکر کے آنے کے سبب سے
اطلاع دو۔ اب بادشاہ کے آنے سے نذر محمد خان کو کہ بلخ میں تھا خوف پیدا ہوا
اس لئے اُسنے منصور حاجی کو سفیر بنا کے بھیجا اور نامہ لکھا کہ جسسے اظہار اتحاد ہو۔ ۱۹
ربیع الاول کو یہ سفیر و نامہ بادشاہ کی نذر سے گذرا۔ ۱۴ ربیع الثانی کو جشن قمری

پیالہ کو عبدل پاس بھیجا اور ایک جماعت کو خفنشی کی تسخیر کو بھیجا۔ عبدل نے پیالہ کے پیغام پر قلعہ مین عزت خان کے آدمیون کو قتل کر ڈالا اور قلعہ حمزہ کے آدمیون کو خون کیا۔ قلیج خان کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے لطیف بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا عزت خان نے بھی تین سو آدمی روانہ کئے۔ جب لطیف بیگ قلعے کے نیچے آیا تو حمزہ کے پانچسو آدمی لڑنے آئے اور شکست پاکر قلعہ مین گئے۔ پادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور مورچے بڑھائے حمزہ نے بہت سے آدمی کمک کو بھیجے۔ لطیف بیگ دشمنون کی کثرت کو دیکھ کر قلعے کے پاس چلا آیا۔ آب ہیرمند کے اس طرف موضع بیادرین قلعہ خفنشی سے پانچ کوس پر مقیم ہوا۔ غرہ شعبان کو آب ہیرمند سے دشمن پار آکر لطیف بیگ سے لڑے انکے تین سو آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور قلعہ خفنشی کو چھوڑ کر سیستان کو بھاگے قلیج خان نے حقیقت پر مطلع ہوکر پندرہ سو فوج کمک کے لئے خنجر خان کی ہمراہ بھیجی۔ لطیف بیگ و خنجر خان نے ملکر دشمنون کے بند سیستان کو توڑا جسکا پانی سارا نشیب مین چلا گیا اور سیستان اور اسکے توابع کو خراش لے آب کیا حمزہ اپنے قلعہ فتح مین چلا گیا۔ پادشاہی لشکر فتح پاکر واپس آیا اور قلعہ خفنشی پر قابض ہوا پادشاہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عبدل پر جو قید ہو گیا تھا قتل کا حکم دیا وہ قتل ہوا۔

ششتم شوال کو پادشاہزادہ کے بنگلون مین جو محل مین تھے آگ لگی اور سارے محلون اور مکانات مین پھیل گئی پادشاہزادہ اور اسکے اہل محل نزد بانون پر جھروکے سے قلعہ سے باہر آگئے کچھ آدمی قلعہ سے باہر کودے ہاتھ پانون انکے ٹوٹے۔ ۷۰ نوکر جل کر خاکستر ہوئے۔ جواہر خانہ کرکراق خانہ۔ توشکخانہ اور بہت سے کارخانے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہوئے پادشاہ نے یہ حال سنکر دو لاکھ روپئے کے جواہر و اقمشہ اور دو لاکھ روپیہ نقد پادشاہزادہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ اس کے فرزندون کے واسطے بھیجا۔

علی مردان خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فدوی کی ہمراہ ایک شخص ہے کہ جو نہرون
کے بنانے مین کمال مہارت رکھتا ہے وہ متعہد ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کہ آبِ راوی
کوہستان سے نکل کر ہموار زمین پر بہتا ہے اس سے ایک نہر جدا کر کے حوالی
دارالسلطنتہ لاہور تک لاؤن جس سے کھیتون اور باغون مین آب پاشی ہو بادشاہ
ملک پیرا اور عمارت افزا آبادی بلاد اور رفاہیت عباد پر مستعد تھا ایک لاکھ
روپیہ ان کامون کے خرچون کے لیئے خان کو حوالہ کیا۔ خان نے اپنے ایک
معتمد کو اس کام مین لگایا۔ لاہور سے ۹۸ کروہ جریبی کی مسافت سے نہر کھودنی
شروع کی اس نہر کا باقی حال سنہ ۲۱ جلوس مین کیا جائیگا۔

صوبہ قندھار کی نصف سرزمین عبدل سے تعلق رکھتی تھی اور قلعہ عنقشی اسکا
مسکن تھا اور یہ والایت بست وسیستان کا حد فاصل تھا اس قلعہ کی بھی حراست
اسکو سپرد تھی۔ عزت خان بتول دار بست نے اسکی ظاہری خدمت گذاری و
فرمان برداری کے سبب اس پر اعتماد کرکے اس قلعہ کی حفاظت کے لئے بہت
آدمی نہین مقرر کیے تھے۔ دارائے ایران نے ملک سیستان کی حکومت حمزہ پسر
جلال الدین کی عنایت کی تھی اسکو عبدل نے بار بار لکھا کہ اگر تم کسی جماعت کو بھیجو
تو مین قلعہ اسکو حوالہ کردون۔ حمزہ نے انکار کر دیا جب قلیچ خان بادشاہ پاس
کابل گیا تو اس نے پھر حمزہ کو لکھا کہ قندھار صوبہ دار سے خالی ہے اس قلعہ پر
متصرف ہو مگر اس دفعہ بھی حمزہ اسکے بھکائی مین نہ آیا دارای ایران کے پاس
حمزہ کا ایک دوست تھا اس نے لکھا کہ بادشاہ کی مجلس مین یہ مذکور ہوتا ہے
کہ تو ناظم قندھار سے دوستی و سازگاری رکھتا ہے اور ہندوستان جانے
کا قصد ہے اس سبب سے تو بے اعتماد ہو رہا ہے تیری ہلاک کرنے کا ارادہ ہو رہا
ہے تیری رستگاری کی صورت کوئی اور نہین ہے کہ تو حدود بست و قندھار
مین تاخت و تاراج کرے۔ حمزہ نے از روے اضطرار اپنے خدمت گار

سلطان نے ظریف سے پوچھا کہ ہند وستان مین کون سے ہتھیار زیادہ پہنتے ہین اُس نے
جواب دیا کہ ہتھیار بہت سے ہین بکتر۔ صادقی۔ ہزار میخی۔ قلماقی زرہ۔ چل قد اُن مین
سے جو کسی کو پسند ہوتا ہے وہ پہنتا ہے۔ اپنا بکتر منگا کے سلطان کے آگے رکھا
قیصر نے اُسپر بہت عنایتین کی اور بادشاہ کا حال پوچھا۔ دس ہزار قروش کہ یہان
کے بیس ہزار روپئے ہوتے ہین اسکو دے کر کہا کہ ہم بغداد کے انصرام کے بعد تمکو
معاودت کی اجازت دینگے اور اپنا سفیر ہمراہ کرینگے کہ ہمارے اور شہنشاہ ہند
کے درمیان قواعد دوستی کا استحکام ہو پھر سلطان بغداد گیا اور ظریف کو کہہ
گیا کہ موصل مین گھوڑے خریدو۔ جب بغداد فتح کرکے آیا تو شاہ ہند کے نامہ کا جواب
لکھا اور ارسلان آقا کو سفارت کے لیے معین کیا ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری
کا طور ارمغان کے دیا جسکا زین مرصع بالماس تھا و عبائے مروارید دوزی روم کی
طرح کی تھی اور ایک اور گھوڑا خاص دیا ظریف مع ارسلان آقا دریا کی راہ
سے چلکر ٹھٹھہ مین آیا۔ سارا حال جب بادشاہ کو ظریف کی عرضداشت سے معلوم
ہوا تو خواص خان صوبہ دار قلعہ کو حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ سرکار خاصہ سے
ارسلان آقا کو انعام دے اور یہ بھی حکم ہوا کہ خواص خان اور نجابت خان
صوبہ دار ملتان مین سے ہر ایک چھ چھ ہزار روپیہ اور قزاق خان سرکار دار سیوستان
اور شاہ قلی خان ضابطہ بھکر مین سے ہر ایک چار چار ہزار روپیہ بسم ضیافت کے اسکو دیوین
۲۶ صفر کو وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا پندرہ ہزار روپیہ اسکو انعام ملا۔ اس سفیر کو
کشمیر مین بلایا جہان وہ خود تھا۔ جھجھار سنگھ اور اسکی اولاد کا حال پہلے رقم ہوچکا
ہے۔ اسکا ایک بیٹا برتھی راج زندہ تھا اسکو چنپت زمیندار نے دستاویز فساد
بنایا۔ ملک مین اُس نے تاخت و تاراج شروع کی۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ
کو اسلام آباد مین اطلاع ہوئی کہ برتھی راج اور چنپت بوندیلہ اوندچھہ اور
جھانسی کے درمیان پھیرے ہین اور ایک جنگل کو کہ اوندچھہ سے تین کروہ

بادشاہ ۲۵ شوال کو نوج کی راہ سے کشمیر روانہ ہوا۔

جب میر برکہ ایران کو سفیر بنا کے بھیجا گیا تھا تو ظریف اس سبب سے کہ گھوڑون کی
شناسائی مین مہارت تمام رکھتا تھا۔ عراقی گھوڑون کی خرید کے لئے اسکی ساتھ کردیا
گیا تھا مگر جو گھوڑے خرید کرکے لایا وہ بادشاہ کو پسند نہ آئے۔ اس شرمندگی کے مارے
اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ روم و عرب جانے کی اجازت ہو تو وہان سے
گھوڑے خرید کرکے لاؤن جس سے مجھے خجلت سے نجات ہو بادشاہ نے علامی افضل خان
سے سلطان مراد قیصر روم کے نام محبت نامہ لکھوا کر ظریف پاس بھیجا کہ اگر ضرورت
ہو تو اسکو اپنی کارروائی کی دستاویز بنائے اس نامہ کی ساتھ ایک کمر مرصع
گران بہا بھی قیصر روم کے لئے ارسال کیا۔ خالی نامہ بھیجنا ایسے بادشاہ کو سزاوار نہ
تھا۔ بادشاہ کے حکم سے افضل خان نے ایک خط وہان کے وزیر کے نام بھی لکھدیا۔
شیخ جمادی الثانیہ سال جلوس دہم کو اس طرف روانہ ہوا۔ وہ دریا کی راہ سے عرب گیا
وہان سے مصر مین آیا۔ بادشاہ مصر نے اسکی ضیافت کی اور قیصر سے اسکا حال معروض
کیا وہ اس وقت بغداد کی مہم مین مصروف تھا اسنے حکم دیا کہ ظریف کو راہی کرے اور
بلاد کے ناظمون کے نام حکم دیا کہ جس شہر کی وہ سیر کرنی چاہے اسکی سیر کراکے ہمارے
پاس پہنچا دو وہ سیر کرتا ہوا موصل مین آیا۔ سلطان مراد بھی موصل مین آگیا تھا ظریف نے
محمد پاشا وزیر اعظم قیصر سے ملاقات کی اور مراسلہ علامی افضل خان کا پہنچایا دوسرے
روز سلطان نے اسکو بلایا۔ بادشاہ نے نامہ کو عزت کے ساتھ لیا۔ ترکی زبان
مین ظریف سے پوچھا کہ ایسی دور دراز راہ طے کرنے کا سبب کیا ہے اس نے سبب بیان
کرکے صندوقچہ لاقی جسمین کمر مرصع تھا سلطان کو نذر دیا سلطان اسکو دیکھ کر
بہت خوش ہوا اور کہا کہ مین اب وقت اس مہم مین مصروف ہون نامہ اور کمر کا
بادشاہ کے پاس سے آنا میری فتح و فیروزی و کام اندوزی کی علامت ہے
دوسرے روز ظریف نے ہزار اشرفین پاسچے ہندوستانی اپنی طرف سے پیش کش مین دئے

مینھہ نے پھر بھی فرصت نہ دی اور آدمیون کو بہت خراب کیا۔ کہتے ہین کہ اس سال مین سیلاب و طغیان سے چار ہزار گھر ڈل کے اور کشمیر کے کنارہ کے دہات مین سے چار ہزار گھر اور پرگنات بھیرہ وغیرہ کے دہات مین چارسو ستاسی گھر مینھہ و بن سے گند اور بے نام و نشان ہو گئے اور خرلف کی زراعت کا نشان باقی نہ رہا اور قحط نظر آنے لگا شہر مین بہت عمارتین گر گئین اور چند روز تک بازار مین کوئی آیا گیا نہین دکانین بند رہین۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ ایسی طغیانی اور پانی کی آفت کبھی دیکھی نہ بزرگون سے سنی۔

اس ضمن مین کابل کا واقعہ یہ سنا کہ یوسف زئی افغانون کی ایک جماعت نے دلاور خان فوجدار اور اسکے تین بیٹون اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور جو کچھ انکو ہاتھ لگا اسے لوٹ کر لے گئے اسسے بادشاہ کی فرحت کدورت سے بدل گئی۔ اور لاہور کی کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔

واقعات سال چہاردہم جلوس ۱۰۵۰ھ

غرہ جمادی الثانی کو ۱۰۵۰ھ کو چودھوان سال جلوس کا شروع ہوا اسکے جشن مین بندہائے حضور و ارباب طرب کامیاب ہوئے۔ بادشاہ کشمیر مین چھ مہینے رہ کر ماہ مذکور کو لاہور کو روانہ ہوا اور غرہ شعبان کو لاہور کے دولت خانہ مین داخل ہوا اثناء راہ مین شادی خان نے جو نذر محمد خان والی بلخ پاس بطور سفارت گیا تھا ایک شخص کو پیش کیا جسنے اپنے تئین گرشاسپ معروف مرزا ہندی پسر خسرو بنایا تھا بادشاہ نے اسکی حقیقت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ سوداگر تھا بلخ مین اسکے ماباپ جب مرگئے تھے تو وہ دو برس کا تھا اسکو ایک عورت حجاز لے گئی وہان وہ بڑا ہوا پھر وہ ہندوستان مین آیا یہان سے توشنج مین گیا۔ شیر خان ترین کا نوکر ہوا اپنے تئین پسر خسرو بنایا۔ علی مردان خان نے

واقع ہے اپنی اقامت گاہ بنایا ہے اور مواضع جہانسی کو غارت کر رہے ہیں فیروزجنگ نے باقی خان کو اپنی سپاہ دے کر اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اسنے رات بھر سفر کر کے صبح دشمن کو جالیا۔ ستیز و آویز ہوئی۔ برتھی راج زندہ گرفتار ہوا جنپت بلئے کارزار سے فرار لیا۔ باقی خان یہ فتح حاصل کر کے فیروزجنگ کے پاس آیا۔ بادشاہ کے حکم سے برتھی راج قلعہ گوالیار میں محبوس ہوا فیروزجنگ جنپت اور اوہ فتنہ گرون کا استیصال جیسا کہ چاہیئے نہ کر سکا بادشاہ نے بہادر خان کو اسکی جگہ مقرر کیا اور عبداللہ خان کو لاہور بلالیا۔

نہم ذی الحجہ بادشاہ تالاب ڈل کے کنارہ پر آیا جہانتک قوت سامعہ و باصرہ کام کرتی تھی۔ صدائے نغمۂ روح پرور اور اقسام گل و ریاحین فرحت افزا سننے و دیکھے جاتے تھے نہر و تالاب کے کناروں پر چراغوں کی روشنی علی مردان خان نے ایسی کرائی کہ تماشائی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ روم کا ایلچی اور اور ایلچی بھی یہ تماشا دیکھنے کے لئے بلائے گئے۔ بادشاہ نے سُنا کہ ان دنون مین سنگ سفید پر برف پڑی ہے جو کشمیر سے دو تین منزل پر ہے راہ اوسکی بڑی دشوار گذار اور ناہموار تھی اس سرزمین مین وقت وغیر وقت مینھ برستا رہتا ہے۔ بادشاہ نہایت ضروری اسباب کے ساتھ اس کتل پر آیا پس قدر برسا کہ ہوا ایسی ٹھنڈی ہو گئی کہ سوار اور گھوڑے لرزنے لگے اور جو آدمی خام یا پختہ ساتھ تھا نہ اسکے صرف کرنے کی فرصت ملی وہ احتیاط کی گئی جو کرنی چاہیئے تھی۔ تین چار روز تک برابر موسلا دھار مینھ برستا رہا آسمان اور پہاڑون سے پانی کے نالے بہتے تھے ہر پتھر کے نیچے سے پانی جوش کرتا تھا اور راہیں پانی کے نالے پایاب ہو گئیں تھی بادشاہ سیرگاہ مین نہین گیا اسنے اپنی اور خلق اللہ کی تصدیع پر نظر کر کے مراجعت کی۔ راہ مین کیچڑ اور پانی کی طغیانی اس قدر تھی کہ آدمی اور گھوڑے زانو اور سینہ تک کیچڑ مین پھنس جاتے تھے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لشکر کو بہت تکلیف ہوئی چار کروہی منزل کو چھ پہر مین طے کیا یعنی آدھی رات تک راہ مین آدمی اور جانور ضائع ہوئے اور باقی رات گھوڑون پر کٹی دو مقام آرام کے لئے کئے گئے

اور اس نے اس گروہ کی قرار واقعی تنبیہ کی اور مواضع پرگنہ بھبا مین جو کولیون کے
وطن کی محال ہے دو محکم قلعے بنائے ایک کا نام اعظم پور رکھا اور دوسرے کا نام
خلیل آباد اپنے بیٹے میر خلیل کے نام پر کاٹھیون کے وطنون کے درمیان ایک مضبوط
قلعہ و عمارات مرتب کین اور اس مقام کا نام شاہ پور رکھا اکثر ایام بارش مین
حدود بعیدہ مین بسر کرکے اس نواحی کے متمردون کو اسنے سزا دی اور کونی واڑہ
کی ابتدا سے جالور کی سمت مین کاٹھی واڑہ کی انتہا تک جو جام کی ولایت و ساحل دریای
شور سے پیوستہ ہے کسی مفسد کی مجال نہ تھی کہ کسی ضعیف پر دست تطاول دراز
کرے مسافر و تاجر طمانیت خاطر کے ساتھ رہ نوردی کرتے تھے۔ مرزبان جام ایسی
اطاعت کہ زمیندار کرتے ہین نہین کرتا تھا اسلیئے خان مذکور نے اسکی تادیب کے لیئے
رہ نوردی کی جب وہ نوانگر سے سات کروہ پر پہنچا جہان مرزبان مذکور رہتا نے
اور اسباب نبرد کی گرد آوری کی فرصت نہ دی وہ نوانگر سے چلا کہ لشکرگاہ شاہی
سے دو کروہ پر اترا اعظم خان نے اسے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ پیشکش نہ مقرر کریگا
اور سکہ محمودی کا بنوانا دار الضرب نوانگر مین موقوف کریگا اسکی رستگاری کی کوئی
صورت نہ ہوگی زمیندار کو سوای اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا اسنے سو گھوڑے و
تین لاکھ محمودی کو برسم پیشکش قبول کیا اور دار الضرب کے موقوف کرنے کا وعدہ
کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ نواحی احمد آباد کی رعایا جو اسکے ملک مین آئی ہے اسکو اپنی
سرزمین سے باہر کردونگا کہ وہ اپنے مسکن و مقام مین جائے اور جبکہ اس موسم
کی تنبیہ و تادیب مین ناظم احمد آباد مشغول ہوگا تو مین اپنے بیٹے کو ایک جمعیت کے ساتھ
صوبہ دار پاس بھیجونگا۔ جام ان شرائط کو منظور کرکے اعظم خان سے ملا اور اعظم خان
شاہ پور مین آیا۔

جگت سنگھ کا بڑا بیٹا راجروپ سنہ ۱۲ جلوس مین دامن کوہ کانگڑہ کا فوجدار مقرر
ہوا تھا اور اس نواحی کے مرزبانون سے پیشکش تحصیل کرنے کی اجازت ملی تھی

اسے قندھار میں اپنے پاس بلاکر شاہ صفی پاس بھیجدیا۔ اسنے اسکو چھوڑ دیا۔ وہ بلخ میں آیا شاہ بلخ نے اسے جھوٹا سمجھ کر قید کیا اور اب شادی خان کو حوالہ کیا بادشاہ نے اسکو قتل کرایا تاکہ آیندہ کوئی جھوٹا دعوی اس خاندان سے انتساب کا نہ کرے۔

ملا سعد اللہ خان کا مولد و منشاء لاہور تھا وہ شیخ سعد اللہ لاہوری مشہور تھا فضیلت علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن حسن تقریر و تحریر کے زیور سے آراستہ تھا وہ سابق میں بادشاہ کی خدمت میں آیا مگر اسکے جواہر کمالات بادشاہ کی منظور نظر نہ ہوئے ابکا روزینہ بہت کم مقرر ہوا جسنے اسنے انکار کیا۔ رمضان ۱۰۵۰ میں موسوی خان صدر کو حکم ہوا کہ سعد اللہ خان کو ہمارے پاس بھیجدی وہ آیا تو یومیہ مناسب مقرر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا دو تین روز کے عرصہ میں روزینہ کی عوض میں منصب مرحمت ہوا ایک سال کے عرصہ میں منصب ہزاری ذات و دو سو سوار و خطاب و خدمت عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا پھر اسکو غسلخانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی دوسری سال میں منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار اور خدمت خانسامانی سے سرفراز ہوا سال چہارم میں وزارت کل ہندوستان سے مفتخر ہوا اور ساتویں سال میں ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور دو کروڑ دام انعام سے سرفرازی حاصل کی۔ بادشاہ کے مزاج میں اس قدر دخل پیدا کیا کہ سوا و مقدمات وزارت کے تمام امور کلی و جزوی مالکی و ملکی میں بدون اسکی صلاح و مشورہ کے اجراء کی کوئی صورت متعذر تھی یہاں تک نوبت پہنچی کہ شاہزادہ داراشکوہ کو باوجود قرب و لیعہدی اور اختیار سلطنت اسپر حسد ہوا اور بیجا کاوشیں اسکے ساتھ شروع کیں مگر اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ باقی حال اسکا آگے آئیگا۔

۱۰۴۸ جلوس میں اعظم خان کو صوبہ گجرات کا نظم و نسق سپرد ہوا تھا یہاں کاٹھی و کولی دو قومیں ہیں جو یہاں ہمیشہ سے وزدی اور رہزنی کرتی تھیں اور رعایا اور آنے جانے والوں کو ایذا دیتی تھیں انکے استیصال میں اعظم خان کوشش کرتا تھا

پٹنہ کے جنوب مین پلاموں (پالامئو) واقع ہے اسکی سرحد پٹنہ سے ۲۵ کروہ ہے اور اپنے
ملک کے شروع سے قلعہ تک جو مسکن و مامن زمیندار کا ہے پندرہ کروہ کا فاصلہ
اس سرزمین کے مرزبان اپنے دشوار گذار بلند پہاڑون اور درختستانون کے سبب سے
اس صوبہ کے حکام کی اطاعت جیسے کہ چاہیئے نہین کرتے۔ پرتاب ولد بلبدر چرونی
جو باپ دادا سے یہان کا مرزبان چلا آتا تھا عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار
سابق کو پیش کش نہین دی اور اب شائستہ خان کو بھی پیش کش نہین دی شائستہ خان
نے بادشاہ کو اس کی اطلاع کی بادشاہ نے اوسکے استیصال کا حکم بھیجا شائستہ خان
۱۰ رجب کو پانچ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لیکر اسکی تنبیہ کے لئے پروانہ ہوا ہر منزل
مین خندق کھودکر اسکی مٹی سے لشکر کے گرد حصار بناتا۔ مورچالون مین تفنگچیون کو مقرر
کرتا کہ دشمن شب خون نہ مارے۔ درختون کے کاٹنے کے لئے ایک جماعت کثیر مقرر
تھی وہ جنگل کو کاٹ کے ایک وسیع راہ بناتی تھی اور راہ کے دونو طرف جو مواضع
آباد تھے انکو تاخت و تاراج کرتی۔ یہان کے آدمی جنگل کی تنگنائون اور پہاڑون
کی کمین مین چلے جاتے تھے اور جہان انکو قابو ملتا لڑتے اور مرتے اور بھاگتے
بادشاہی لشکر کے آدمی بھی زخمی و کشتہ ہوتے۔ پنجم ذی القعدہ کو قلعہ پلاموں کے سمت
شمال مین لشکر شاہی آیا مخالف راہ کی دونو طرف سے آن کے لڑے اور بھاگ گئے
قلعہ کے گرد جنگل بڑا گھنا تھا شائستہ خان نے اسکو کٹوا کے خیمون کے لئے جگہ کی۔ قلعہ کے
نزدیک باغ مین لشکر شاہی اترا۔ درخت زار کو کاٹنا شروع کیا۔ مخالف ہر طرف سے
آنکے جنگ و تفنگ سے ہنگامہ نبرد گرم کرتے۔ بادشاہی آدمی مرتے شائستہ خان
ایک قلعہ کوہ پر جو قلعہ پلاموں کا سرکوب تھا چڑھ گیا۔ شام تک لڑتا رہا۔ پرتاب نے
یہ حال دیکھکر صلح کی استدعا کی کہ اگر میری تقصیرات معاف ہو جاین تو اسی ہزار
روپیہ برسم پیش کش دونگا۔ کبھی سر رشتہ بندگی کو نہ چھوڑونگا اور پٹنہ مین حاضر
ہونگا۔ خان نے اس خیال سے کہ گرمی کی شدت ہے برسات سر پر ہے پیشکش

اسنے مکاری سے شہرت دی کہ باپ بیٹون مین بگاڑ ہے جگت سنگہ نے پادشاہ سے
درخواست کی کہ دامن کوہ کی فوجداری میرے سپرد ہو تو مین متعہد کرتا ہون کہ سوے
جمع مقرری کے جو زمینداروں کے ذمہ ہے چار لاکھ روپیہ اور ہر سال سرکار مین
داخل کرتا رہونگا اور راجروپ کی جو اکثر تقصیرین کرتا رہتا ہے قرار واقعی
تنبیہ کردونگا پادشاہ نے اسکی ملتمس کو قبول کرلیا اور جگت سنگہ وہان گیا۔ ظاہر
مین پادشاہ کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتا اور در پردہ سرکشی اختیار کرکے
اس سرزمین مین مادۂ فساد پیدا کرتا۔ قلعہ تاراگڈھ کو جو اس ضلع کے مسمار شدہ
قلعون مین تھا تعمیر کرکے اپنا ملجا و ماوا بنایا اور ذخیرہ جنگ ورآذوقہ ضروری جمع
کیا۔ پادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسکی تنبیہ کے واسطے تین سپاہین بسرداری
سید خان جہان بہادر و سعید خان بہادر و سید اصالت خان بہادر مقرر
کین اور چند امیر ہر ایک کے ہمراہ کیے انکو مصالح قلعہ گیری و توپخانہ دیا۔
اور ان تینون سپاہون کی سرداری پادشاہزادہ محمد مراد بخش کے لئے تجویز کی
باقی ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔

واقعات سال پانزدہم ۱۰۵۱ھ — ۱۶۴۱ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۱ کو جلوس کا پندرھوان سال شروع ہوا۔
پادشاہ کو شوق تھا کہ نجیب گھوڑے نکو منظر و لطیف پیکر جمع ہون معز الملک حاکم بندر سورت
نے ایک جماعت جو گھوڑون کو پہچانتی تھی سرکاری کشتیون مین بصرہ و بخارا
اور مقامات مین جہان اچھے گھوڑے پیدا ہوتے ہین بھیجا تھا اور دولتمند
تاجرون سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے گماشتون کو جو چارون طرف پھرتے ہین ہدایت
کردین کہ عربستان مین جسجگہہ اچھا گھوڑا ملے خریدلین اس سال مین اس جماعت کے
اکثر عربی گھوڑے ایک لاکھ روپیہ کے خریدے۔

بھیجا جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل عرفان و حکمت انسان کو عالم صغیر سے تعبیر کرتے
ہین اور اسکی قدر و منزلت کو رفیع تر اسلئے جانتے ہین کہ وہ ہمیشہ عرصۂ خاک مین پا بگل
رکھی اسلئے آصف خان نے نزہتگاہ جاودانی اور آرام جاے امینی کو کوچ کیا ہمکو اس سے
محبت حد سے زیادہ تھی نہایت تاسف ہوا مگر اس قسم کے قضایا مین سوا رضا و تسلیم کے
اور کوئی مسلک نہین ہے ہماری خاطر نے صبر و خورسندی اختیار کی ہے تم بھی صبر و شکیبائی
اختیار کرو اور ہماری سلامتی سے خرسند ہو اور ہماری عنایت کو اپنے حق مین روز افزون
بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش نے کابل سے کوچ کیا۔ سیائی کوٹ کی راہ سے
جگت سنگہ کی محال مین آیا اور پٹھان مین داخل ہوا۔ سعید خان بہادر ظفر جنگ اور
اصالت خان مع اپنے ہمراہیون کے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے شاہزادہ
نے سعید خان مع راجہ جیسنگہ و اصالت خان کو حصار مئو کی فتح کرنے کا حکم دیا اور خود پٹھان
مین جو کوہ مئو سے تین کروہ پر تھا آذوقہ رسانی اور ضروریات لشکر کے لئے توقف کیا۔
سید خان جہان کنتل کہلون سے نور پور راہی ہوا۔ جب وہ کنتل مذکور سے نیچے آیا تو اسکو معلوم
ہوا کہ سر کنتل پر کمین مین راجروپ پسر کلان جگت سنگہ بیٹھا ہے اور راہ روک رکھی ہے
وہ ۲۱ کو اسکی مالش کے لئے روانہ ہوا۔ نجابت خان اسکے ہراول نے دشمنون کو
مار کر بھگا دیا اور دیوارین جو انہون نے درہ کنتل کے بند کرنے کے لئے بنائی
تھین ڈھادین اور انکی پناہ مین جو ممانعت و مدافعت کے لئے جماعت بیٹھی تھی اسکو
بھگا کر کنتل پر قبضہ کر لیا۔ سید خان جہان کنتل مچھی بھون پر پہنچا۔ مخالفون نے اس مکان سے
نور پور تک شعاب کی تنگیون مین جابجا استوار دیواریں کھینچ رکھی تھین اور ان کوشہ
مین کوہ گرد اور گروہ نورد تفنگچی و کماندار پیادے محارست و محاربت کے لئے بٹھائے
تھے مگر ایک کوہ نشین نے لشکر شاہی کو ایک راہ غیر معروف جو مسدود نہ تھی بتا دی۔
اس راہ سے لشکر شاہی ۲۸ رجب کو پہاڑ کے اوپر آگیا جو آدھ کوس نور پور سے
اور اسکے قلعہ پر مشرف تھا۔ سید خانجہان نے اول حصار کے باہر کی آبادی کو غارت

لے لی اور پٹنہ کو چلا آیا بادشاہ شکار کو گیا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ ۱۷ شعبان کو یمین الدولہ
آصف خان خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی جسکے بادشاہ کا عیش مکدر ہوا اس نے حکم دیا
کہ جہانگیر کے روضہ کے غربی جانب مین مدفون کرین اور اسکی تربت پر ایک گنبد عالی
تعمیر کرین بیگم صاحب اور عزیزون کی بادشاہ نے تسلی کی اور ہر ایک کو چند پارچہ
کا خلعت دیا۔ آصف خان اس سلطنت کی حسن بندگی کے سبب سے عز و جاہ و شوکت و
حشمت و اجتماع دولت مین اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ کسی بادشاہ کے عہد مین کوئی اور
نوکر نہین پہنچا تھا اسکو نہ ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب تھا تنخواہ
اسکی ۱۶ کرور ۲۰ لاکھ دام تھی اسکو پتول سیر حاصل تنخواہ مین ملی تھین ہر سال پچاس لاکھ روپیہ
اسکو حاصل ہوتا تھا اور اسکی زندگی مین اسکے سارے اخلاف و اقارب مناصب و مراتب
بلند پر سرافراز تھی وہ بادشاہ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میری کوئی آرزو سوا اس کے
نہین ہے کہ مین حضور کے روبرو آخرت کا رہ گرای ہون تمام نقود و اجناس جو مین نے جمع
کئے ہین وہ حضور کے ہین کیونکہ امیرون کے جمع کرنے سے غرض فرزندون اور منتسبون
کی رفاہیت کے سوا اور کوئی امر نہین ہوتا وہ خود مراحم شاہانہ سے جیسا کہ چاہیئے
سرافراز ہین اسکے مرنے کے بعد حویلی جو لاہور مین بیس لاکھ روپیہ کی اس نے بنائی
تھی وہ بادشاہ نے داراشکوہ کو عنایت کی اس حویلی کے سوا نقد و جنس ڈھائی
کروڑ روپیہ کے اس پاس تھی منجملہ اسکے جواہر تیس لاکھ روپیہ کے اور تین لاکھ اشرفی جسکے
بیالیس لاکھ روپیہ ہوتے ہین ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیہ اور آلات طلا و نقرہ تیس
لاکھ روپیہ کے اور باقی اور اجناس تیئیس لاکھ روپیہ کی تھین باوجودیکہ مین اس نے
وصیت کی تھی کہ یہ سارا اندوختہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو مگر بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ
کے نقد و جنس اس کے تین بیٹون اور پانچ بیٹیون کو عنایت کئے اور اسکے متعلقات مین
جو شخص منصب کے لائق تھا اسکو منصب دیا اور جو مشاہرہ کے قابل تھا اسکو مشاہرہ دیا
اسکے خلف الصدق شائستہ خان کو جو صوبہ بہار کا ناظم تھا خلعت خاصہ فرمان تسلی

ہر جگہ چند سپاہی ان پہاڑی آدمیون کے روبرو ہو کر لڑے یہ خبر سنکر سعید خان
بہادر نے اپنے بیٹے لطف اللہ کو اور بعد اسکے شیخ فرید و سرانداز خان کو
مدد کے لئے روانہ کیا۔ لطف اللہ پہلے اس سے کہ اپنے بھائیون سے ملے جنگل مین دشمنون سے دوچار
ہوا جو درخت زار مین مور و مار کی طرح پراگندہ تھے اور زخمی ہوا اسکو دشمنون کے
ہاتھ سے عبدالرحمن بچا کر لے گیا۔ ذوالفقار خان دشمنون کو مارتا دھاڑتا خان ظفر جنگ
سے ملا سعد اللہ و عبداللہ بھی خان پاس آ گئے دوسرے روز خان رہبر مین نے
لشکرگاہ کی وسعت کے لئے جنگل کو کٹوایا لشکرگاہ کے گرد خندق کھدوائی اور
خاربست بنایا کہ جس سے دشمنون کے شب خون کا خوف نہ رہا دشمنون نے اس
خوف سے کہ اس راہ سے سرکوب مئو مین دشمن داخل ہو اور اضلاع سے
آن کر اس ضلع مین زیادہ جمع ہو گئے اور انھون نے مضبوط پائے اور استوار
برج بنائے اور تفنگ چلانے کے لئے جائین بنائین۔ خان ظفر جنگ نے جلدی مین
مصلحت نہ دیکھی ہر روز کچھ جنگل کاٹا جاتا اور آگے لشکر بڑھتا۔ ۱۲ شعبان کو
ایک لڑائی راجہ باسو کے باغ کے قریب ہوئی۔ نجابت خان و راجہ مان کے
آدمی سپر کی جگہ تختے سر پر رکھ کر آگے دوڑے دشمنون کی دیوار کو جو مقابل
آئی ڈھا دیا طرفین سے آدمی کشتہ و زخمی ہوئے۔ ۲۹ شعبان کو راجہ مان نے
اپنے ہزار پیادے قلعہ جیت پور بھیجے وہ قلعے کے نیچے آ کر دشمنون سے لڑے
اور حاکم حصار مع اپنے چند خویشون کے قتل ہوا۔ قلعہ مین کچھ فتحمند آدمی
حفاظت کے لئے رہے اور باقی دشمنون کے سرون کو لے کر اپنے لشکرگاہ مین
آئے اسی تاریخ کو سعید خان جہان نے جو قلعہ نور پور کا محاصرہ کئے ہوئے
تھا نقب اڑا کر قلعہ کا ایک برج اڑا دیا۔ [illegible] اور آقا حسن رومی نے
اس حصار کے اطراف مین سات نقب لگائے تھے دشمنون کو چھ نقبون
کی اطلاع ہو گئی انمین پانی بھر دیا صرف ایک نقب اڑی جس سے آدھا برج

گرایا جو آدمی لڑنے کھڑے ہوئے انکو اسیر کیا۔ صبحکو وہ قلعے کے نیچے آیا جگت سنگھ نے یہان
قلعہ داری کا خوب سامان کیا تھا اور دو ہزار سپاہ حفاظت کے لئے مقرر تھی۔
سید خان جہان محاصرہ کے سامان مین مشغول ہوا اور مورچل بنائے اور انکین
حصار کی فتح کے لئے آدمی مقرر کئے اب ورسیا ہیو کا حال لکھا جاتا ہے کہ راجہ
بیسنگھ اور اصالت خان دو راہون سے چلکر نواحی مئو مین آپس مین ملگئے راجہ
باسو کے باغ کے قریب لشکر گاہ بنایا جو درہ کے اندر ہموار زمین پر تھا اور ایک طرف
کوہ مئو سے متصل تھا۔ قلعہ مئو کے اطراف مین جنگلون کا انبوہ تھا انمین درختون کی
وہ کثرت تھی کہ مرغ بھی نہین اڑسکتا تھا اور اوپر چڑھنے کی راہین بند تھین۔
جگت سنگھ نے درون کے درمیان جسجگہ کوئی راہ اور رخنہ تھا اسکو بند کردیا تھا اور
دیوارین چوب و سنگ سے کھڑی کرلی تھین اور انپر برج و بارہ بنالئے تھے لشکر شاہی
نے ان دیوارون کی برابر اپنے مورچل بنائے ان کی مدافعت کے لئے
دشمنون نے تیر و تفنگ اور آلات جنگ و تیر چلائے اور سب جنگل مین لشکر شاہی علف
وہیمہ لئے جاتا تو اوسکو وہ آسیب پہنچاتے۔ ۱۷ رجب کو قلیج خان و رستم خان
بھی پتھان مین شہزادہ مراد پاس آگئے۔ حکم شاہی کے موافق سید خانجہان کی
کمک کو رستم خان گیا اور قلیج خان مئو کو گیا۔ خان ظفر جنگ ۵ شعبان کو تلی (?)
کے نیچے سے روانہ ہوا اور کوہ کے نیچے رہ کی سر راہ کو دائرہ کیا اور اپنے
دو بیٹون سعد اللہ اور عبد اللہ اور ذو الفقار خان کو برق اندازون کے
ساتھ بھیجا کہ کوہ کے اوپر لشکر گاہ مقرر کرین جب یہ پہاڑ کے اوپر گئے تو معلوم
ہوا کہ جبتک جنگل کاٹا نہ جائے لشکر کے لئے جگہ نہین ہے اسکی خبر خان ظفر جنگ کو
پہنچی اور جو اسکے انتظار کے لئے توقف کیا اس عرصہ مین مخالفون نے فرصت
پاکر چار پانچ ہزار تفنگچی اور کماندار پیادون نے اس پہاڑ پر کہ اس پہاڑ سے مشرف
تھا آتش پیکار روشن کی درختون کا ہجوم لشکر شاہی کے اجتماع کا مانع تھا

فوطہ ڈالے ہوئے پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا. پادشاہزادہ نے اُس کا
اطمینان کیا کہ اوسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست پادشاہ سے
کی جاتی ہے مگر بعض مطالب جو اسکے حال کے لائق نہ تھے اسنے التماس کیے
وہ پادشاہزادہ نے قبول نہ کیئے اور اسکو رخصت کیا چندروز اس
صلح کی شہرت کے سبب سے بہادران قلعہ کشانے تردد سے ہاتھ کوتاہ کیا
اس فرصت مین جگت سنگہ نے تازہ ذخیرہ و مصالح جمع کرلیا جبکہ پادشاہ
طلبی اور مطالب بیجا کی درخواست سے پادشاہزادہ رنجیدہ ہوا تو از
سرنو پھر تسخیر و استیصال حصار سے گیر و دار کی صدا بلند ہوئی اور
یورشہاے رستمانہ اور اندازہ سے زیادہ سعیان ظہور مین آئین تمام
ایام محاصرہ مین پانچ روز ایسی جنگ صعب ہوئی کہ توپ و تفنگ کے گولے
اور تیر اولون کی طرح بلا توقف آسمان سے برستے تھے اور زمین سے
آگ کے شعلے بھڑکتے تھے پادشاہی لشکر کے آدمی دو تین ہزار کشتہ و
زخمی ہوئے اور مخالفون کے آدمی اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ
مخالف مغلوب ہوکر خوف کے مارے دونو حصارون مؤ و نورپور کو
چھوڑ کر مع اہل و عیال کے جنگل کی راہ سے بے سروسامان فرار ہوئے
لشکر شاہی کے ہر کنارہ پر شادیانے بجے. ۲۳ رمضان کو شہزادہ نے
سر کھی چند زمیندار چنبہ کو جسکے باپ کو جگت سنگہ نے قتل کیا تھا پادشاہ
پاس بھیجا. مؤ کی محافظت راجہ جے سنگہ کو اور تہارہی کی قلیچ خان
کو دو مثال کی کوکلداس سیسودیہ کو پٹھان کی مرزا حسن صفوی کو سپرد
کی اور پادشاہی ملازمون کی ایک جماعت کو بہت سے بیلدار و تبردار
سپرد کیئے گئے کہ وہ اُسنے نواحی مؤ مین جنگل کٹوا کے رستون کو چوڑا کرائین
پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ اور بہادرخان اور اصالت خان پادشاہ

اڑا اور آدھا نیچا ہوگیا۔ مخالفون نے ہر برج کے پیچھے ایک دیوار بنا رکھی تھی
لشکر شاہی قلعہ کے اندر نہ داخل ہو سکا۔ سید خان جہان کے آدمیون کو سید لطف اللہ
و محمد جلال الدین محمود نے کہ دو برجے اُنہون نے راہ کو بند پایا تو بیلدارون کو
اسکے کھولنے کے لئے مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے مورچون سے اطراف و جوانب مین
حملے کئے اور دروازے کے جلانے مین اور دیوارون پر چڑھنے مین کوشش کی
مخالف یہ سمجھ کر راہ کھل گئی اور لشکر شاہی آگیا۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے رات
تک برج و بارہ سے تیر و تفنگ مارتے رہے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی کچھ مرتے کچھ
زخمی ہوتے رہے رات ہو گئی۔ لشکر شاہی دیوار کو ڈھا کر اندر نہ جا سکا۔ اور
خاک ریز بھی بلند تھا اس لئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ اواخر شعبان مین بہادر خان اسلام آباد
سے روانہ ہوکر پیٹھان مین بادشاہزادہ کی خدمت مین تین ہزار سوار اور اسی
قدر پیادے لیکر آیا۔ ماہ شعبان کی سلخ کو بہادر خان کی سعی سے دھمال اور
اللہ وردی خان کی کوشش سے بھارہی مفتوح ہوے۔ بادشاہ نے حکم
بھیجا کہ اول قلعہ مئو فتح کیا جاے اسکی فتح کے بعد نور پور کا قلعہ آسانی سے فتح ہو جاے
گا۔ شاہزادہ مئو جاے۔ جب شاہزادہ غرہ رمضان کو مئو کی طرف روانہ ہوا
جگت سنگہ نے خائف ہوکر راجروپ اپنے بیٹے کو اللہ وردی خان کے توسل سے
شاہزادہ کے پاس بھیجا اور یہ التماس کیا کہ مجھے اپنے جرم سے نہایت خجالت و
ندامت ہے بعض حضور کے ملازم ہم چشمی و ہمسری کے کینے سے مجھے اور میری قوم کو
ہلاک کرنا چاہتے تھے مین نے حمیت راجپوتی اور عزت سپاہی گری کے سبب سے
اپنے مقدور کے موافق تردد کیا اب یہ مہم حضور کو سپرد ہوئی ہے تو مجھے اطاعت
کے سوا کوئی چارہ نہین ہے امیدوار ہون کہ اس شرمسار گنہگار کے ہراس کو دور
کرکے ملازمت کی اجازت فرمائین بادشاہی ہوا خواہون کی درخواست سے
۵ رمضان کو مجرمون کے طور پر راجروپ بغیر ہتھیارون کے گردن مین

جو لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعون مین جاکر پراگندہ ہوگئے سرداران
مذکور نے آدمی بھیجے کہ انکو الٹے لیکر چلے آئین سب چلے آئے مگر خسرو خان نے
کہا کہ مین جس زمین مین اترا ہون یہان رات بسر کرسکتا ہون اسکے پاس تین
چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سردارون نے آدمی بھیجکر اسکو پھر بلایا تو
لشکر کی طرف پھرا۔ دشمنون نے اسکے ہمراہیون کو قلیل جانکر آن گھیرا وہ لڑا
اور چودہ زخم کھاکر مرا دو سو آدمی اسکے ساتھ کشتہ وخستہ ہوئے بہادر خان
اور اصالت خان اور سردارون نے اس طرف سے اور راجہ پرتھی چند
زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگہ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے
اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی تو جگت سنگہ نے خیال کیا کہ جب ساری محال
قبضہ سے نکلجاے تو مین کب تک اس قلعہ مین پڑا رہونگا تو وہ سید خانجہان
کی معرفت پادشاہزادہ سے ملتجی ہوا پادشاہزادہ نے اسکو عفو شاہی کا
امیدوار کیا وہ پادشاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور التماس کیا
کہ پادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجے۔
پادشاہزادہ نے یہ درخواست پادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی۔
اور حکم ہوا کہ قلعہ تاراگڈھ پادشاہی آدمیون کو سپرد کرے کہ وہ اسکو
مع اور عمارات کے ڈھاوین۔ جگت سنگہ نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت
کی شاہزادہ کے درخواست پر پادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ مین بعض
عمارات جگت سنگہ کے اسباب و رختون کے لئے قائم رکھین اور باقی تینون
حصارون کو ڈھاوین اور مئو اور نورپور کے قلعون کو بھی مسمار کرین تاکہ
آیندہ سرکشون کے لئے کوئی مامن نہ رہے سید خان جہان نے خود
جاکر باہر کا حصار ڈھاکر وہان اپنے آدمی مقرر کئے اور جگت سنگہ کو
ہمراہ لیکر ۱۰ ذی الحجہ کو پادشاہ کی خدمت مین لیا۔ پادشاہ کے حکم

پاس روانہ ہوئے ۲۹ رمضان کو پادشاہ کی خدمت مین پہنچے غرہ شوال کو پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو خلعت خاصہ و بیس لاکھہ روپیہ انعام دیکر ہمراہیون کے
ساتھہ رخصت کیا اور حکم دیا کہ جگت سنگہ کو اسیر و قتل کرکے کوہستان کو اُس کے
فساد سے خالی کرے۔ پرتھی چند زمیندار چنبہ کو خلعت اور منصب ہزاری ذات
اور چارصد سوار کا اور خطاب راجگی کا مرحمت ہوا اور وہ پہار جسپر جگت سنگہ نے
قلعہ تارا گدھہ بنایا تھا چنبہ کے مضافات سے تھا اور جگت سنگہ نے
ظلم سے اوسکو غصب کیا تھا اور ولایت مذکور سے قلعہ کا عقب ملا ہوا تھا
اور اُس سمت مین ایک سرکوب تھا جو قلعہ تارا گدھہ کے فتح کرنے مین دخل
رکھتا تھا پرتھی راج کو حکم ہوا کہ وطن مین جاکر ضروریات کا سرانجام کرے
اور جمعیت شائستہ کے ساتھہ قلعہ تارا گدھہ پر عقب سے جاکر اور سرکوب کو لیکر
قلعہ نشینون کو تنگ کرے۔

پادشاہزادہ مراد بخش پادشاہ کے ارشاد سے سعید خانجہان اور ہمراہیون
کو ساتھہ لیکر پنجم شوال کو نورپور مین آنکر ٹھیرا اور سعید خان کو مع بیٹون کے
جمو بھیجا۔ بہادر خان و اصالت خان کو بارہ ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ
تارا گدھہ کو گھیر کر مخالفون کا استیصال کرے۔ راجہ مان سنگہ گوالیاری کو
جو جگت سنگہ کا جانی دشمن تھا متعین کیا کہ اپنی جمعیت کے ساتھہ راجہ
پرتھی چند کے ساتھہ اتفاق کرکے تارا گدھہ کے عقب سے آئے اور مخالفون
کی بنیاد کا انہدام کرے۔ اس قلعہ کا فتح کرنا بہت دشوار تھا مگر پادشاہی
لشکر نے اسکی تسخیر مین بڑی مردانگی دکھائی خسرو بیگ بخشی مین الدولہ کو پادشاہ نے
ہزار تابینیون کے ساتھہ یہان بھیجا تھا اسکو بہادر خان اور اصالت خان نے آگے
بھیجا کہ وہان کی سرزمین کی حقیقت سے واقف ہوکر خیمون کے لگانے اور
مورچون کے جمانے کی جگہ تجویز کرے تاکہ سران لشکر کا کوچ آگے ہو۔ جو

کر لیا اور آخر محرم میں دارا شکوہ کو روانہ کیا بتیس ہزار سوار سپاہ اور سات ہزار سوار توپ خانہ و احدی و بہت سے پیادے سوائے صوبون کے کومکیون کے کہ یہ سب ملکر پچیس ہزار سوار سے تجاوز کرتے تھے اور جو امیر جنمین عمدہ سید خان جہان و راجہ جسونت سنگھ و راجہ جے سنگھ و رستم خان و قلیچ خان و بہادر خان و الہوردی خان و قطب الدین خان و تیرانداز خان و یکہ تاز خان وغیرہ تھے یہ سب شاہزادہ کی ہمراہ کئے اور شاہزادہ کا اصل منصب سے بیس ہزاری بیس ہزار سوار سے اضافہ کیا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد دئے اور بعض نصائح کیں اور حکم دیا کہ سو سوار تابین کے سردار کو موافق ضابطہ منصب کے دس ہزار روپیہ نقد سوائے تنخواہ جاگیر کے جوان پاس ہی سر انجام سفر کے لئے بطریق مساعدت اور ہر ایک احدی پیادی و توپچی و تفنگچی و بان دار کو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجاوے پادشاہزادہ محمد مراد بخش کو بھی بڑے بھائی کے ہمراہ کیا و سفارش کی کہ اگر قزلباشون کی شورش دیکھ کر فوج بلخ و بخارا حرکت کرے تو اوزبکون کی تنبیہ کے واسطے دارا شکوہ کی صلاح کے موافق مراد بخش جاوے اور اگر بہ تقاضاء وقت مراد بخش کو دارا شکوہ اپنے پاس رکھنا چاہے تو علی مردان خان فوج توران کی دفع کے لئے بھیجا جاوے اور کابل کے کومکی پادشاہزادہ کے ساتھ رفاقت کریں خاندوران بہادر نصرت جنگ جو مالوہ سے آیا تھا اسکو پادشاہزادون کے ساتھ پادشاہ نے معین کیا اور حکم دیا کہ جب دونو شاہزادے غزنین میں پہنچیں تو وہان ٹھیرین اور تیس ہزار سوار مع توپ خانہ ... خاندوران اور سعید خان بہادر ظفر جنگ کے ساتھ روانہ کریں اور اس صورت مین کہ شاہ ایران کی طرف سے قندھار مین رستم خان آئے تو اسکے ... کابل کے لئے یہ فوج کافی ہے اور اس صورت مین کہ شاہ ایران کی ... آنے کی اور سرحد ہرات سے آگے بڑھنے کی خبر تحقیق ہو تو دونو شاہزادے قندھار آئیں اسی ضمن میں شاہ ایران کے مرنے کی خبر بطریق افواہ آئی۔

اس کوہستان کی حکومت نجابت خان سے متعلق ہوئی۔ نورپور مین بھی
ڈھا پا ڈھوئی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہان اور تمام ہمراہی اور
جگت سنگھ پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے۔
کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی
اور کھیتوں پر بڑی آفت آئی تھی اور چند سال کے غلون کے انبار بھی
ضائع اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت مین قحط عظیم پڑا۔ تیس ہزار کے قریب
ضعیف و مسکین اس دیار سے دارالسلطنۃ مین آئے اور جھروکہ کے نیچے آکر
پادشاہ سے اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ پادشاہ نے اس جماعت کو
ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفون کے واسطے دو مین جگہ
پختہ و خام غلے کے لنگر خانے جاری کئے جائین اور دو سو روپیہ روز خرچ
کئے جائین اور کشمیر مین بھی تیس ہزار روپئے مستحقون کے واسطے عطا
کئے۔ تربیت خان حاکم کشمیر سے ضعیفون کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ
چاہیئے نہین ہو سکتی تھی کشمیر کی رعایا الم کشیدہ جوق جوق فریادی آتی
تھی وہان کی صوبہ داری ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن ناظم سابق کو سپرد
کی اور کشمیر کے مستحقون کے لئے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا۔
پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خان گرجی کو
بڑے لشکر و توپخانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار
کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف کانے کا تہیہ کرتا ہے شاہجہان نے چاہا
کہ کابل و قندھار کی طرف خود جاے مگر شاہزادہ داراشکوہ نے التماس
کیا کہ مین امیدوار ہون کہ حضرت خود بدولت دارالسلطنۃ مین عیش و
کامرانی مین سریر آرا رہین اور مین ۔ مہم قزلباش مین شاہ صفی کے
شر کے رفع کے لئے بھیجا جاؤن۔ پادشاہ نے اسکی التماس کو قبول

بحال رکھتی ہین۔ ظفر خان ناظم کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کے دو
لاکھ روپیہ عنایت کرنے سے کشمیر کی رعایا کو قحط کے الم کے دن نوروز و عید کے دنون
سے بدل گئے ہین لیکن اگر تیس ہزار روپیہ اور گاؤ تخم ریزی کے لئے رعایا و مالگذارکو
مرحمت ہو تو انتظام محال کی آبادی کا سبب ہوگا۔ بادشاہ نے اسے منظور کرلیا
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لاہور مین شالامار کا باغ تیار ہوگیا ہے اسکی تعمیر کا حکم
سنہ [illegible] جلوس مین دیا گیا تھا اسکا اہتمام خلیل اللہ خان کے سپرد ہوا تھا ایک سال
چار مہینے پانچ روز مین وہ تیار ہوا۔ چھ لاکھ روپیہ اس مین صرف ہوا۔ ۷ شعبان کو
بادشاہ اسمین گیا اور نہایت محظوظ ہوا اس باغ کے تین طبقے تھے اوپر کے طبقہ کا نام
فرح بخش اور دوسرے درجہ کا نام فیض بخش تھا عجیب غریب حوض و نہر عمارات اسمین
بنی تھین جب بادشاہ لاہور مین اکثر اسمین اترتا تو خیمون ڈیرون کی ضرورت ہوتی
علی مردان خان کے اہتمام سے جو نہر ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوئی تھی اس سے
علی مردان خان کی آبرو بڑھی اور باغات بادشاہی کی سرسبزی و خرمی اور زراعت
کی شادابی ہوئی شاہ و گدا کو پسند آئی۔ شالی مار کے باغ فرح بخش کو فیض پہنچا
مگر شہر کے لئے اسکا پانی کمی کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ اور ملا علاء الملک کو حوالہ ہوا
کہ منبع و عرض نہر کو کشادہ تر کرے تاکہ چشمۂ خیر ہمیشہ جاری رہے بادشاہنامہ مین
لکھا ہے کہ کارپردازون نے بیوقوفی اور عدم مہارت سے اس روپیہ مین پچاس
ہزار روپئے نہر سابق کی مرمت مین صرف کیا۔ آخرکار ملا علاء الملک کی صوابدید سے
پانچ کروہ وہ نہر رہی جو علی مردان خان لایا تھا اور بیس کروہ نئی نہر کھودی گئی
اب بہت پانی بے فتور باغ مین جاتا ہے اس ملا کو آب تراز و (لیول) مین
بڑی شناسائی تھی۔

جب پنجاب کے کابل و قندھار کی مہمات سے بادشاہ کو انفراغ ہوا اور
سارے ملک کا انتظام تازہ ہوگیا تو ۲۲ شعبان کو لاہور سے وہ روانہ ہوا۔

ایک ہفتہ کے بعد خبر مذکورہ تحقیق ہو گئی کہ چودہ سال ایران مین اسنے فرمانروائی کرکے مشہد مقدس پاس جان آفرین کو جان سپرد کی اسکی جگہ شاہ عباس ثانی تخت نشین ہوا اور دارا شکوہ کی بھی عرضداشت آئی جس مین شاہ ایران کا واقعہ لکھا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر حکم ہو تو لشکر و توپخانہ کو لیکر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہون اسکے جواب مین بادشاہ نے لکھا کہ ایک لڑکے کی سلطنت پر جسکا باپ ابھی مرا ہوا اور اسکی سلطنت نے استحکام نہ پایا ہو مہم کرنا سلاطین نیک سیرت کے رو یہ کے موافق نہین ہے خود مع لشکر کے جلد حضور مین آؤ کہ اس فرزند عزیز کے دیدار فرحت آثار کی لذت ہفت اقلیم کی تسخیر سے زیادہ ہے۔

شاہزادہ مراد بخش کا نکاح شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی سے ۲۲ ربیع الثانی کو ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا اور چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ ہوا

واقعات سال شانزدہم جلوس ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ع

سال شانزدہم جلوس غرہ جمادی الثانی سنہ ۵۲ کو شروع ہوا اسکا جشن سال کے دستور کے موافق زیب و زینت کے ساتھ مرتب ہوا ادنی اعلی ہر ایک اپنی قسمت کے موافق فیض یاب ہوا۔ دارا شکوہ اور مراد بخش نے کابل و غزنین سے مراجعت کی دارا شکوہ کو بلند اقبال کا لقب عطا ہوا۔ مراد بخش کو ملتان اقطاع مین دیا گیا اور وہان کی صوبہ داری کے لئے مرخص ہوا۔ اللہ وردی خان بیہودہ گوئی مین ضرب المثل تھا اسنے بادشاہ کی خدمت مین کچھ باتین جو نمک خواری کی آداب کے خلاف تھین زبان سے نکالی تھین اسلئے وہ بے منصب کیا گیا اور پرگنہ شکر پور جسکی جمع ۳۰ لاکھ دام تھی اسکی وجہ معاش کے لئے دی گئی۔ خاندان امیر تیمور مین وسعت خلق و طریقہ خطا بخشی و جرم پوشی عجیب تھا باوجود ایسی تقصیرات کے جنہین اور بادشاہان ہفت اقلیم سوا اسکے متحمل نہ ہو سکتے تھے وہ جان و مال

اضلاع ہشت گانہ مین دو طبقے نشیمن ہین ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض مین تین گز ہے
جہات اربعہ مین چہار خانہ دو مرتبہ ہین ہر یک طول و عرض مین چھہ چھہ گز اور اس مین چار
نشیمن ہین کہ ہر یک کی لمبائی ساڑھے ساڑھے چار گز اور چوڑائی تین گز ہے ہر خانہ کے
آگے ایک مربع پیش طاق ہے طول مین ۱۶ گز اور عرض مین نو گز ارتفاع مین چھبیس گز اور چارون
کونون مین چہار خانہ مثمن ہین در جہ ہر خانہ کا قطر دس گز مشتمل اوپر طبقہ نشیمن پر اور ان خانون
کے درجہ سوم مین ایک ایوان ہے جسکی چھت مثمن گنبدی ہی اور ان ہشت مثمن کی باہر کی
جانب مین تین پیش طاق ہین ہر یک طول مین سات و عرض مین چار اور ارتفاع مین بیست
دس میانہ گنبد مین ممتاز محل کا مرقد ہے اور تربت کے اوپر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے
جسکے اوپر قبر کی صورت بنی ہوئی ہے اور اسکی گرد ایک محجر مثمن و مشبک مجلای مصفی آتش
پتھر کا ہے اور اس محجر کا دروازہ سنگ یشم کا ہے بطرح بند رومی جسکے [illegible]
آہنین سے بنا یا ہے اور اسکو زر فشان کیا ہے اور دس ہزار روپیہ اسمین خرچ کیا ہے —
اس عمارت کے اندر کو کبہ وقندیل طلائی مینا کار آویزان ہین اس گنبد کے [illegible] طاق
مین حلبی آئینے لگے ہوئے ہین ایک مین آمد و رفت کی راہ ہے۔ کرسی سنگ مرمر کی ہر
کونے مین چوڑائی زمین سے تیئس گز بلند ہے ایک مینار زینہ دار سنگ مرمر کا بنا یا ہے
جسکا قطر سات گز ہے اور کرسی مزبور کے سطح سے کلس تک ارتفاع باون گز مینار کے
فرق پر ایک چار طاق سنگ مرمر کا بنا یا ہے اس روضہ کی کرسی کا فرش سنگ مرمر
اور سنگ سیاہ سے گرہ بندی کیا گیا ہے اس روضہ کی شمالی عمارات مین اندر اور
باہر صناع عجوبہ پرداز اور سحر طراز نے عقیق اور اور اقسام کے سنگہای رنگین اور
احجار ثمین سے پرچین کاری کی ہے کہ دیدہ باریک بین بھی اسکے دقائق کو نہین دیکھ سکتا
اس مکان مین پہلے ایک محجر تھا طلائی مینا کار جسکا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور
چھہ لاکھ روپیہ قیمت کا جسکا حال سال ششم جلوس مین لکھا گیا ہے مگر بادشاہ نے
یہ سمجھہ کر کہ اسکی چوری کا احتمال ہے ایک محجر سنگ مرمر کا بنوا دیا جسکا اوپر ذکر ہوا

اور ۲۲ شوال کو اکبرآباد مین داخل ہوا۔ غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۲ کو جشن وزن قمری ہوا
عمر کا اکیاون سال ختم ہوا۔ عبد الصمد عموری سفیر شریف مکہ آیا اور تحفے اور کلید
بیت اللہ جو بطور شگون بھیجی گئی تھین لایا بادشاہ نے اسکو چالیس ہزار روپیہ انعام دیا
جلوس سال پنجم کی ابتدا مین مزار ممتاز محل کی عمارات کی بنیاد کھدنی شروع
ہوئی وہ دریاے جمن پر مشرف ہے اور یہ اسکے شمال مین بہتا ہے بیلدارون نے
اسکی بنیاد ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا۔ شگرف کار معمارون نے اسکو سنگ و
معاروج سے بھرا اور سطح زمین کی برابر کیا اور اسپر روضہ کی کرسی کی اساس رکھی۔
آجر و آہک سے چبوترہ طول مین تین سو چوہتر گز اور عرض مین ۱۴۲ گز اور ارتفاع
مین ۱۶ گز بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی اطراف سے گروہا گروہ سنگتراش سادہ کار
چینی کار منبت کار بلا کر جمع کئے انہون نے اور عملہ کے ساتھ اپنا کام کیا اس چبوترہ
کی روی کار کو سنگ سرخ سے تراشا اور اسکو منبت کاری و چینی کاری سے آراستہ
کیا اور اسمین وہ باہم پیوند لگائے کہ نظر دقیق بھی اسکی درز کو نہین دیکھ سکتی اور
اسکا فرش سنگ سرخ سے گرہ بندی کرکے مرتب کیا اور پھر اس کرسی کے وسط مین
ایک اور کرسی سطح مربع طول و عرض مین ایک سو بیس گز اور بلند [illegible] گز مرتب کی۔
روے کار اسکا سنگ مرمر سے مرتب کیا اور اس کرسی دوم [illegible] مین عمارت
روضہ کی بنا کی جسکا قطر ستر گز ہے اور اسکی طرح مثمن [illegible]
گز کرسی ہے مرقد کا گنبد سراپا اندر باہر سے سنگ مرمر کا [illegible]
مثمن ہے قطر بائیس گز ہے مرقد کو منقش کیا ہے۔ [illegible]
بتیس گز مرتفع ہے سنگ مرمر کا قالب کاری کی طرح تراشا ہے اور اس [illegible]
اوپر ایک اور گنبد امرودی شکل کا بنایا ہے اور اس [illegible] فرق [illegible] کے
منطقہ کا دور ایک سو دس گز ہے ایک کلس گیارہ گز بلند [illegible]
روے زمین سے سر کلس تک ارتفاع ایک سو سات گز ہے گنبد [illegible]

ان خیابان کا فرش سنگ سرخ کا ہے کہ انمین طرحی گرہ بندی کی گئی ہے - باغ
کے اضلاع شرقی و غربی مین ایک ایوان ہی جسکا طول گیارہ گز اور عرض سات
گز و دو حجرے بنائے گئے ایوان یعنی کے پیچھے ایک خانہ ہے طول مین نو گز و عرض
پانچ گز ایوان کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین چھیالیس گز عرض مین دس
باغ کے جنوبی ضلع مین سراسر ایوان در ایوان ہین روبشمال عرض مین بارہ گز اس
ضلع کے دو کونون مین برج ہین جو کرسی سنگ مرمر کا قرینہ ہے ضلع مسطور کے وسط مین
روضہ کا دروازہ بہت بلند ہے یہ دروازہ مثمن بغدادی ہے اسکے سطح کا قطر
سو گز ہے اور گنبد کی شرقی و غربی جانب مین دو نشیمن ہین بشکل نیم مثمن عمارت
دروازہ مین چار زاوے چار خانہ مربع دو طبقہ ہین ہر ایک طول و عرض مین
چہہ گز مشتمل چار نشیمن نشیمن مثمن پر - اس عمارت کی جانب شمالی و جنوبی مین دو نیم طاق
ہین - ہر ایک طول سو گز عرض نو گز اور ارتفاع بیس گز ہے دروازہ کے رو کار
اوپر اور باہر کی جانب سات چوگھنڈی ہین کہ جنکی کلاہ سنگ مرمر کی ہے
اس عمارت کے چار کونون پر چار مینار ہین باغ و عمارات کی دیوارون مین
اور اسکے دور مین اندر و باہر اور فرش عمارات و باغ کے احاطون کے شرفات
مین سنگ مرمر و سنگ سیاہ کی پچی کاری کی گئی ہے اور سب سنگ سرخ
سے بنائے گئے ہین - دروازہ کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین اسی گز عرض
مین چونتیس گز - جلو خانہ ہے طول مین دو سو چار گز اور عرض مین ایک سو پچاس
جلو خانہ کے اضلاع چارگانہ مین ایک سو اٹھائیس حجرے ہین دیوار باغ کے
متصل دو خواص پورہ ہین ایک جلو خانہ کی طرف شرقی مین اور دوسرا جانب
غربی مین ہر ایک کا طول چہتر گز اور عرض چونسٹھ گز   بتیس حجرون مین سے
ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان خادمون کے واسطے جلو خانہ کے شرقی و غربی جانبون
مین بازارون کی ترتیب دی ہے جسکے ایوان سنگ سرخ کے ہین - اور

ہوا دس سال کے عرصہ مین پچاس ہزار روپیہ مین وہ تیار ہوا۔ روضہ کے اندر اور باہر
کتابون مین سور قرآنی و آیات رحمانی و اسماء حسنی و ادعیہ ماثورہ اس نہج پر
پرچین کاری ہوئی ہین کہ جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے روضہ کی غربی جانب مین
سنگ سرخ کی کرسی پر ایک مسجد ہی سہ چشمہ سنگ سرخ کی طول مین ستر گز۔ عرض مین تیس گز
تین گنبد جو اندر سے سنگ سرخ کے ہین اور باہر سے سنگ مرمر کے۔ میانہ گنبد کا قطر
چودہ گز ہے اور باقی دو گنبدون مین ہر ایک کا قطر گیارہ گز ارتفاع اکیس گز ظرفین
کے گنبدون مین سے ہر ایک کے آگے ایک خانہ ہی جسکا طول گیارہ گز اور عرض نو گز
ہے ازارہ مسجد کا حاشیہ اندر اور باہر سنگ مرمر اور سنگ زرد و سنگ سیاہ کا بطرح
لوح پرچین کار ہے۔ مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہے سنگ زرد و سنگ سیاہ سے
پرچین کرکے جاے نماز کی شکل نمایان کی ہے۔ چبوترہ کے آگے ایک حوض ہے جس کا
طول چودہ گز و عرض دس گز۔ صحن اس کا روح افزا و دل کشا ہے روضہ کے شرقی
جانب مین مہمان خانہ ہے جو مسجد کا ہم قرینہ ہے اور تمام جزئیات و خصوصیات
مین اسکی مانند ہے مگر اسکی دیوارین محراب دار نہین اور اسکا فرش بشکل جانماز نہین
کرسی سنگ سرخ کی چارون کونون مین چار برج مثمن سہ طبقہ ہین طبقہ سوم کی سقف
گنبدی ہے کلاہ گنبد اندر کی طرف سنگ سرخ کی ہے اور باہر سے سنگ مرمر
کی۔ اور ہر برج کے پہلو مین ایک ایوان ہی طول مین بارہ گز اور عرض مین چھ اسکی
دو جانب مین دو حجرے ہین۔ سنگ سرخ کی کرسی کے نیچے باغ ہے جسکا طول و
عرض تین سو اڑسٹھ گز ہے وہ اقسام ریاحین و انواع اشجار سے پر ہے وسط
باغ کی چار خیابان ہین اسکے چالیس گز عرض مین ایک نہر چھ گز عرض کی ہی۔ اور
اس مین جمنا کے پانی سے فوارے چھوٹتے ہین۔ نہرین جہان ملتی ہین وہان ایک
چبوترہ ہے طول و عرض مین اٹھائیس گز جسکے گرد نہر چکر کھاتی ہے۔ وسط چبوترہ
مین ایک حوض ہے طول و عرض مین سولہ گز ہے اسمین پانچ فوارے نصب ہین۔

کیا ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے غروب و طلوع سے رات
دن کا آغاز کرتے ہین۔ اعتدال ربیعی و خریفی مین کہ رات دن برابر ہوتے ہین انکی
گھڑیان مساوی ہوتی ہین اور جب روز و شب متفاوت ہوتے ہین تو رات دن
کی گھڑیون کو انکی کمی بیشی مقدار کے موافق کم و بیش کرتے ہین چنانچہ دار السلطنتہ لاہور
کے عرض مین سب سے بڑے دن کی گھڑیان ۳۵ اور چھوٹی رات کی گھڑیان ۲۵
ہین۔ علم نجوم کے مسلمان ماہرون نے فجر و مغرب کی نماز کے لئے وقت آغاز روز مین یک
نیم گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتداء شب مین نیم گھڑی بعد از غروب آفتاب مقرر
کیا اور اسکی علامت یہ تعیین کی کہ گجر بجایا جاے اور ان دو گھڑیون کو رات مین سے گھٹا کر
اجزاء روز پر مساوی زیادہ کیا اور گھڑی کے پیمانے کو درست کیا کہ عرض لاہور مین
نجومیون کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ گھڑی اور اقصر شب ۲۵ گھڑی سے
متجاوز نہ ہوا اس سبب سے رات دن کی گھڑیان مقدار مین متفاوت ہوئین جب بادشاہ کے
روبرو یہ گھڑیون کا تفاوت کا ضابطہ پیش ہوا تو اسنے تفاوت مقدار و اختلاف
پیمانہ کو یون مٹایا کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر بدستور رکھا اور رات دن کی گھڑیون کو
مساوی المقدار کیا اور ڈیڑھ گھڑی طلوع آفتاب سے پہلے اور آدھی گھڑی غروب آفتاب
کے بعد جو نجومیون کے نزدیک اجل شب تھین دن کی گھڑیون پر زیادہ کیا چنانچہ لاہور مین
بڑے سے بڑا دن ۳۷ گھڑی کا مقرر کیا۔

واقعات سال ہفدہم جلوس سنہ ۱۰۵۳

غرہ جمادی الاخری سنہ ۱۰۵۳ کو سترھوان سال جلوس کا شروع ہوا جشن با زیب و
زینت ہوا۔ عبد الصمد سفیر بلخ کو روز رخصت تک کل نقد و جنس پینسٹھ ہزار روپیہ کا انعام ملا
اور وہ رخصت ہوا [illegible] راے رایان بنارس مین گوشہ نشین ہوا اورنگ زیب کے بیٹا
شاہ معظم پیدا ہوا [illegible] شعبان کو اجمیر زیارت کے واسطے بادشاہ گیا زیارت کے بعد [illegible]

خشت چونے کے۔ ان بازارون کا عرض بیس گز ہے جلوخانہ کے جنوبی ضلع مین چوپڑ کا
بازار ہے جسکے شرقی و غربی بازار کا طول نوے گز ہے شمالی و جنوبی طول مین بیس گز
اس چوپڑ کے بازارون کے اطراف مین چار سرائین ہین جنمین سے دو سرائین خشت
پختہ و چونہ کی سرکار شاہی سے بنی ہوئی ہین۔ ہر ایک کا صحن مشتمین بغدادی ہے اور
اسمین ایک سو چھتیس حجرے ہین ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے ان دو سرا کے ہر ایک کے
تین کونون مین تین چوک ہین کہ ہر ایک کا صحن چودہ گز سے چودہ گز ہے اور دونو
سراؤن کے چوتھے کونے مین دروازہ ہے جسمین سے آدمی آتے جاتے ہین اور چوپڑ کے
بازار کے وسط مین ایک چوک ہے جسکی لمبائی ایک سو پچاس گز اور عرض سو گز ہے اور دو
اور سرائین پہلی دو سرائون کے جواب مین ہین ان سرائون مین طرح طرح کے اقمشہ ہر دیار
کے اور اقسام امتعہ ہر ولایت کی اور انواع نفائس روزگار کے اور اصناف لوازم
تمدن و تعیش اطراف عالم سے آتے ہین اور خرید و فروخت ہوتے ہین بادشاہی سرائون
کے پیچھے تجار نے بہت سے اپنے اپنے گھر بنا لئے ہین۔ اس طرح ایک شہر آباد ہو گیا ہے
جسکا نام ممتاز آباد ہے یہ تمام عمارتین بارہ سال مین مکرمت خان و میر عبدالکریم
کے اہتمام سے تمام ہوئین اور پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اور تیس موضع مضافات
پرگنہ حویلی اکبرآباد و نگر چند کے جنکی جمع چالیس لاکھ دام ہے انکی آمدنی اور سرایون اور
بازارون کی آمدنی سب ملکر کل دو لاکھ روپیہ سال کی آمدنی اس روضہ کے لئے
وقف کی گئی کہ اگر مرمت کی احتیاج ہو تو ان وقفون کے محاصل سے اسمین خرچ ہو
ورنہ مبلغ بقدر حاجت ان بقاع کی ترمیم مین خرچ کرین اور باقی کو مصارف مشہودہ
اور علوفہ میانہ دارون اور ماہوارہ خوارون مین اور آش و نان مین جو اس
مکان کے خادمون اور اور محتاجون کو دیا جاوے خرچ ہون اس عمارت کی
خوبی فضا و صفائی کیا قلم سے لکھی جا سکتی ہے جس کسی نے اسکو دیکھا ہے اسکو وہی جانتا ہو
ہندوستان کے ستارہ شناسون نے روز و شب کو ساٹھ برابر حصون پر تقسیم

ناظم صوبہ نے زبردست خان مرزبان شاہ آباد کو سپاہ کے ساتھہ بھیجدیا۔ غرہ شعبان کو خان
مزبور نواحی دیوگن مین آیا۔ قلعہ دیوگن اسکو سپرد کیا گیا۔ تیج راے نے جو آدمی لڑنے کے لئے
ادھر اُدھر بھیجے تھے انکو لشکر شاہی نے مار دھاڑ کر بھگا دیا۔ تیج راے تسکارہ کو گیا تھا اُس کے
آدمیون نے پرتاب کو قید خانہ سے نکال لیا تو تیج راے اور اُسکے آدمی ادھر اُدھر پھرنے
لگے۔ جب زبردست خان وہان گڈھہ مین آیا تو پرتاب نے اسکی اطاعت قبول کی مگر پٹنہ
جانے کے سبب سے اول انکار کیا کہ کبھی اسکے باپ دادا صوبہ دار کے پاس پٹنہ کو نہین گئے تھے مگر آخر
کو اسکو وہان جانا پڑا۔ بادشاہ نے صوبہ دار کی سفارش سے منصب ہزاری ذات و ہزاری سوار
دیا۔ ولایت پالامون کی ایک کروڑ دام جمع مقرر کرکے اسکی تیول مین دیدی۔

نواب جہان آرا بیگم عرف بادشاہ بیگم کی سالگرہ کا جشن تھا کہ اسکے دامن مین شمع سے
آگ لگی اور ہاتھہ و پیٹ و سینہ جلگیا۔ اور چار لونڈیان جو پروانہ وار اُس آگ پر گرین انکے بھی
اکثر اعضا جلگئے۔ بیگم صاحب کو جلنے کے زخمون سے بہت تکلیف ہوئی اور بادشاہ کو اس سے
نہایت رنج ہوا۔ ان چار لونڈیون مین سے دو مرگئین۔ بادشاہ نے اس اپنی پیاری چہاتی
بیٹی کے ایام علالت مین بہت خیرات دی۔ ہزارون ہزار روپیہ خیرات کیا اور جیلخانون
مین مجرم جو بسخت جرمون کے سبب سے مدت سے قید تھے انکو آزاد کیا اور سات لاکھہ روپیہ
عین المال سرکار سے ان مجرمون کی جماعت کو دیا۔ یہ امر اتفاقات نامحمود سے تھا کہ ان
ایام مین سید جلال صدر جدید نے باوجود خاندان کی شرافت کے شرارت پیشہ چپکارون
کی رہنونی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ موسوی خان صدر معزول کی بیخبری سی وجہ
مدد معاش اکثر ان آدمیون کو بیجا ملگئی ہے جو کچھہ استحقاق نہین رکھتے اور بہت سے آدمی
اسناد اور فرمان جعلی بناکے اراضی مدد معاش و وظائف پر متصرف ہوئے ہین اس لئے
بادشاہ نے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ مین ایک فصل مدد معاش خواہ خالصہ مین خواہ
تیول امراء و منصبدارون مین سوائے سیورغالات مردم روشناس کے الگ ایک جگہہ نگاہ
رکھی جاے اور صحت اسناد کے بعد وہ ارباب احتیاج کو حوالہ کی جاے۔ دار الخلافہ اور

روپیہ وہان کے خادمون کو دیا۔ دیگ کلان جو حضرت جہانگیر نے بنوائی تھی اُسمین
برنج و گوشت بیل گاؤ شکار خاصہ پکا کر مستحقون کو دیا ایک سو پینتالیس من بخیہ برنج گوشت
و روغن اس دیگ مین پکے۔ زیارت کے بعد ۱۸ شوال کو اکبر آباد مین بادشاہ آگیا۔
بادشاہ سے عرض ہوا کہ راجہ کشن سنگہ فوت ہوا اسکا بیٹا لونڈی کے پیٹ سے ہے اور
ہندو کنیز کے فرزند کو مالک مال کا وارث نہین جانتے اور اسکے ساتھ طعام نہین کھاتے اور
اوسکو غلام محسوب کرتے ہین اسلئے اسکے چچا کے پوتے دیوی سنگ کو اسکا وطن عنایت
کیا۔ راجگی کا خطاب اور منصب ہزاری و ہزاری سوار کا دیا۔ عبد اللہ خان فیروز جنگ کا
سالیانہ مقرر ہوگیا تھا اسکو پھر منصب شش ہزاری سوار کا عنایت کیا۔ دار الخلافہ مین
تپ وبا و طاعون کے آثار ظاہر ہوئے تھے اسلئے بادشاہ پنجور مین ذی الحجہ کے اول
مین چلا گیا پھر دار الخلافہ مین آیا مگر ایک ہفتہ رہ کر وبا کے سبب سے سموگڈھ مین اور محرم
کے ختم ہونے کے بعد دار الخلافہ مین آیا۔

ولایت پالامون کی جنگونگی اور یہان کے زمیندار سے پیشکش جو شائستہ خان نے
لی تھی اُسکا حال گذارش ہوا اب ان دنون مین جو وقوع مین آیا اسے لکھتے ہین
کہ پرتاپ نے اپنے سردارون کے ساتھ حسن سلوک نہین برتا اس لئے سران قوم اسکے
دشمن ہوگئے اور اسکے دفع کرنے کے درپے ہوئے دریا راے اور تیج راے پرتاپ کے
اعمام صوبہ بہار کے ناظم اعتقاد خان پاس پٹنہ مین آگئے اور اسکے ساتھ ملکر یہ
قرار پایا کہ پرتاپ کو مقید کرکے اُسکے پاس لائین۔ پالامون مین ان دونے جا کر
اُسکو قید کر لیا اور تیج رای قوم کا سردار ہوا۔ صوبہ دار نے تیج راے کو لکھا کہ
پرتاپ کو بھیجدو اسنے بھیجنے کے لئے عذر کئے ایک مدت تک تیج راے کی قید مین پرتاپ رہا
اُسکا بڑا بھائی دریا راے اس سے بگڑ گیا۔ اعتقاد خان نے ہر ایک کی دلدہی کرکے بادشاہ
کی اطاعت پر رہنمونی کی۔ دریا راے نے اعتقاد خان سے کہا کہ اگر آپ فوج بھیجین تو
حصن فتح ہوگن کہ پالامون کا تھانہ سب سے بڑا ہے حوالہ کردیا جاے۔

جسمین حکماء و صلحاء و فضلاء و مستحقین و ارباب طرب کو بہت کچھ ملا۔ بیگم کے عارضہ کی خبر سنکر دونو بھائی اورنگ زیب اور مراد بخش عیادت کے لئے آ گئے پھر بیگم صاحبہ کی صحت کامل کا جشن ہوا اور وہ سونے مین تولی گئین اور سونا محتاجون مین تقسیم ہوا۔

پادشاہزادہ اورنگ زیب سے بوقوف بدراہون کی راہ نمائی سے بعض دائین خلاف مرضی سرزد ہوئین اُسنے پادشاہ کے آثار قہر و کم توجہی و غضب اپنے حق مین ملاحظہ کئے تو غیرت و پیش بینی کے سبب پیشتر اس سے کہ باپ کی طرف سے اثر کم لطفی ظہور مین آئے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا کمر سے تلوار کھولکر گوشہ نشین ہوا اوسکی جاگیر ضبط ہوکر خالصہ مین آئی اور دکن کی صوبہ داری خانِ دوران خان کو مرحمت ہوئی اسکا اضافہ منصب ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور پنج ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ہوا۔

پادشاہزادہ مراد بخش اپنے تعلقہ کو رخصت ہوا۔

سنگرام گونڈ زمیندار قلعہ کنور مرگیا وہ پادشاہ کا مطیع تھا اسکے غلام مارو گونڈ کو اس قلعہ کی حراست سپرد تھی اس نے اسکے بیٹے بھوپت کو پادشاہ کی فرمان پذیری اور معاملات مرزبانی سے محروم کرکے سارا اختیار اپنے ہاتھ مین لے لیا اور تھوڑا خرچ اسکے گذارہ کے لئے مقرر کردیا اور پادشاہ کی فرمان برداری اور مالگذاری کا طریقہ چھوڑا اسکے پاس کچھ رسید اون نے بھی اداے مال واجب مین تعلل کیا تو خاندوران نصرت جنگ قلعہ رائے سن سے انکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا جنگل کٹواکر رستہ بنایا۔ مخوف مکانون مین تھانے بٹھائے۔ ۱۲ صفر ۱۰۵۴ھ کو کنور پاس پہنچا۔ پانچہزار کے قریب گونڈ پیادے اور سات آٹھ سو تفنگچیون نے سرکشی کی راہ کو روکا۔ انکو اس نے پراگندہ کردیا اور نواحی کنور مین برسات بسر کرنے کے لئے اور قلعہ کے آس پاس کے جنگل کاٹنے کے لئے مخیم ہوا اُس نے ان سرکشون کے مساکن و مواطن کو بیخ و بن سے اُکھیڑ کر پھینک دیا۔ مارو گونڈ نے جب لشکر شاہی کی صولت دیکھی تو اُس نے بھوپت پسر سنگرام کو نصرت جنگ پاس بھیجا اور خود اطاعت کا اظہار کیا

اور اسکے نواح کے نیاز مند صدر الصدور پاس آئین اور صوبجات بعیدہ کے رہنے والے
صوبہداروں کی اور صدور جزو کی صوابدید سے سند حاصل کرین اور اس مضمون کے مناشیر
جمیع صوبون کے ناظمون کے پاس بھیجے جائین اس سبب سے صدر کی بہت بدنامی ہوئی
اور مستحقین و مستمندون کے دل سوختہ ہوئے ان بے بضاعت بیچارون کے اس جلنے سے
شعلے اوٹھنے لگے ہین سی بہت سے مومن و مومنہ و مسلم و مسلمہ تھے کہ شعلہائے سینہ پر درد سے آہ
درد آلود کے کوئی وسیلہ پیغام رسانی کا نہ رکھتے تھے۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ ان دل جلون کی آہ
سینے سخت جگر کے دامن مین آگ لگائی ہے سچ ہے ؎

آتش سوزان نہ کند با سپند	آنچہ کند دود دل دردمند

پھر تو اس بادشاہ فریادرس نے حکم دیا کہ محصول مدد معاش و وجوہ وظائف موقوف شدہ
کو پھر اسی گروہ کو دیدو اور بعد اسکے اسکو علحدہ رکھوا ور دار الخلافہ ور اسکے حوالی کے
رہنے والے صدر الصدور سے رجوع کر کے تصحیح کرین اور اور صوبجات مین جس کسی کو فرمان اکبری
جہانگیری اور شاہجہانی ملے ہون صدر جزو ناظمون کی صلاح سے تصحیح اسناد کرین اور فوت فراق
وقبض و تصرف کی تحقیقات کی جا اور جو کوئی سپاہی اور اہل حرفہ ہو اسکی مدد معاش کی مزاحمت نہ کرین
جو کوئی مرگیا ہو اور فرمان مین قید مع فرزندون کی ہو تو اسکی اراضی اسکے مستحق اولاد پر مقرر کرین اور اگر قید فرزندون
فرزندون کی نہو اسکی اراضی کو بازیافت کرین اور اگر کوئی استحقاق ظاہر ہو تو ہم سے
عرض کرین۔ غرض بادشاہ نے بیگم کے علاج جسمانی کا ضمیمہ اس بندوبست روحانی
کو کیا۔ دارا شکوہ اور بادشاہ بیگم سے بادشاہ کو ایسی محبت تھی کہ کسی اور فرزند
سے نہ تھی۔ بیگم کی بیماری کے دنون مین دوپہر سجادہ پر بیٹھ کر شافی برحق سے
روکر اور نہایت عجز سے شفا کے لئے دعا مانگتا تھا پانچ چھہ مہینے تک حکما کے
علاج اور دوا اور مراہم سے جیسا کہ فائدہ ہونا چاہیئے نہین ہوا بیگم کے غلام
عارف نے ایک مرہم تیار کیا جسکے لگانے سے ایسا آرام ہو گیا کہ زیست کی امید
ہوگئی صحت کامل کا جشن آیندہ پر موقوف رکھا گیا مگر فقط اتنی صحت پر جشن کیا۔

امر سنگہ کی لاش کو میر خان میر توزک و تلوک چند او ٹھاکر باہر لائے اور اسکے نوکرون کو بلایا کہ اسکو گھر لیجاکر مراسم ناگزیر کی تقدیم کرین تو اسکے پندرہ خدمت گار اور علی شمشیر و جمدھر لے کر میر خان اور تلوک چند پر دوڑے اور جو انکے مقابل مین آیا اُسے لڑے - تلوک چند مع چند گرز برداروں اور پانچ چار روشناس منصدارون کے قتل ہوا اور میر خان مع ایک جماعت کے زخمی ہوا کہتے ہین کہ جبتک امر سنگہ کے نوکر قتل نہ ہوئے دربار کے اندر اور باہر ایک قیامت برپا رہی جب اس ہنگامہ کی صدا بلند ہوئی تو بعض راجپوت نوکرات کو بھاگ گئے - ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ امر سنگہ کے بہت سے ہوا خواہ نوکرون نے ارجن کے گھر کو گھیر لیا اور دار و گیر کا آوازہ بلند کیا یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ سپاہ پہنچنے سے فساد اور زیادہ ہوگا ایک دو راجپوت مصلحت کار کو اس جماعت پاس بھیجکے پیغام نصیحت آمیز دیا کہ امر سنگہ اور جماعت جو فساد کی مرتکب تھی اپنی سزا کو پہنچے - تم بے تقصیر ہو کسواسطے تیر و سنان کے طعمے بنتے ہو - ان بہادر نمک خوارون نے یہ نتیجہ سمجھکر کہ پاس نمک خواہی کے عالم مین آقا کے واقعہ کے بعد جان سے دراہ کرنی خالی از رزم پرستون کے طریقے سے نہین ہے - زبان شمشیر و جمدھر سے اسکا دندان شکن جواب دیا اور کارزار پر نوبت آئی - سید خان جہان اور رشید خان انصاری اور سید عبد الرسول بارھہ مع توپ خانہ کے گئے اور جنگ و جدال کے نائرہ نے اشتعال پایا - سید عبد الرسول بارھہ نوجوان کشتہ ہوا اور اور بادشاہی آدمی کام آئے - سید غلام محمد نے باوجود زخمی ہونے کے شام کے وقت مخالفون کو مار کر کام کو ختم کیا - بادشاہ نے زخمیون کو اور مردون کی اولاد کو بڑے انعام دیے

سوانح سال ہیجدہم جلوس ۱۰۵۴ھ

جلوس کا اٹھارھوان سال غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۴ھ سے شروع ہوا -

اسی اثناء مین معلوم ہوا کہ بعض آدمی چاہتے ہین کہ بھوپت کو بھگا کر قلعہ مین لیجائین
اسلیئے نصرت جنگ نے اس جماعت کو مقید کیا اور بھوپت کو نظربند تارو نے قلعہ حوالہ
نہین کیا ۲۱ شعبان کو خان مزبور نے اپنی اقامت گاہ سے کوچ کیا۔ کوہ الکھرہ مین
پہنچا۔ اس پہاڑ کے سوا قلعہ کنور کا کوئی اور سرکوب تھا جسکو مخالفون نے سنگ و آہک
سے محکم کیا تھا اسکو لے لیا اور اسے منزل بنایا قلعہ ایک پہاڑ پر واقع تھا جسکے دو مرتبے
پست و بلند تھے جنمین سے کسی کو حصار کی ضرورت نہ تھی اور سراپا ایک سخت سنگ کا
بنا ہوا تھا کسی طرف سے اسپر چڑھنے کا رستہ نہ تھا اسکے برج و بارہ کو مارو نے مستحکم
کیا تھا اسکی تسخیر بنیروے آویزہ بازوے ستیز سے میسر نہین ہوسکتی تھی۔ اکبر آباد سے
خاندوران نصرت جنگ نے دو توپین کلان منگائین ان توپون نے قلعہ مین ایک
آونت مچائی برج و بارے اڑائے اور تالاب پانی سے خالی ہوئے۔ اواخر محرم
سنہ [illegible] مین مارو گوند خاندوران بہادر نصرت جنگ پاس پناہ لینے آیا خان نے
قلعہ لے لیا اور اپنے بھائی محمد صالح کو پانچ سو سوار اور سات سو پیادون کے ساتھ
محافظ اسکا مقرر کیا اور واقعہ کو عرضداشت مین بادشاہ کو لکھا۔

امر سنگھ دو مہینے تک تپ محرق مین مبتلا رہا پھر صحت پاکر دیوان کے مجرے
کے لیئے آخر روز مین آیا۔ وہ صلابت خان سے اس سبب سے عداوت رکھتا تھا
کہ باوجودیکہ وہ برادر کلان تھا اسکو ریاست نملی اسکے چھوٹے بھائی راو جسونت سنگھ
کو ریاست ملی مغرب کی نماز کے بعد بادشاہ ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے
لکھ رہا تھا کہ امر سنگھ نے جلدی سے جاکر صلابت خان کے سینہ مین ایک جمدھر ایسا
کہ قبضہ تک اندر گھس گیا صلابت خان نے آہ بھی نہ کی۔ جان جان آفرین کو
سپرد کی۔ خلیل اللہ خان و ارجن ولد راجہ بٹھل داس جو نزدیک تھے وہ امر سنگھ
پر حملہ آور ہوئے۔ امر سنگھ نے انکا مقابلہ کیا۔ ادھر ادھر سے گرز بردارون نے
پہنچکر اسکا کام تمام کیا۔ ارجن وغیرہ چند نفر زخمی ہوئے بعد اس حادثہ کو

پادشاہ نے اول جشن بیگم صاحبہ کی اثر صحت کا اور دوسرا جشن امید حیات کا کیا تھا
جشنین میں ۲۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور تیسری دفعہ غسل صحت کا جشن ہوا۔ غسل کے بعد ہزار
اشرفی اور پانچ ہزار روپیہ مستحقون کو دیا گیا عارف چیلہ جسکا مرہم مفید ہوا تھا نقرہ سے
تولا گیا خلعت اور گھوڑا انعام دیا گیا جب بیگم صاحبہ باپ پاس تسلیم کو آئی ہین تو
پادشاہ نے خود بیگم کے سر پر سے نثار کیا اور شاہزادون اور بیگمون نے سونے
کے پھول اور جواہر نثار کئے اور پادشاہ نے بیگم کے ہاتھ مین ایک سمرن اکیسو تیس موتی
کی دانون کی باندھی اور دوسرے روز ایک گوشوارہ عنایت کیا کہ جسمین دو گوہر
آبدار اور دو الماس پانچ لاکھ روپئے کی قیمت کے تھے۔ ایک ہفتہ تک جشن رہا۔ اور
گیارہ لاکھ روپئے محصول بندر سورت جو بیگم کی جاگیر مین مقرر تھا انعام مین مرحمت
کیا۔ اس جشن بے نظیر مین جو کچھ پادشاہ اور پادشاہزادون اور امرا نے صرف کیا اور
سوا اسکے جو حکماء کو انعام دیا گیا اور مکہ مدینہ کو اور اطراف مین بھیجا گیا بیس لاکھ روپیہ
خرچ ہوا۔ حکیم داؤد کو بیگم کے معالجہ کے صلہ مین ایک مہر و ایک روپیہ ہر ایک وزن مین
پانچ سو تولہ مع خلعت و منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل ملا۔ حکیم
مومنا کو جسکو تیس ہزار روپیہ سالیانہ ملتا تھا۔ منصب دو ہزاری
دو صد سوار و اسپ و فیل اور تمام فقرا و امرا و حکماء و ارباب
طرب مفیض یاب ہوئے چار لاکھ روپیہ شریف مکہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ حرمین
مستحقون کے لئے جو بیگم کی بقاء کے لئے نذر کئے گئے تھے وہ احمد سعید کی ہمراہ
روانہ کئے گئے اور ہر دیار کے ہنرمندون نے چراغون کی روشنی کی و آتشبازی
کی سیر دکھائی۔

بیگم صاحبہ کے کہنے سے پادشاہ نے اورنگ زیب کا قصور معاف کیا اور منصب
پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار عنایت کیا۔ بدستور سابق جاگیر بحال فرمائی اور عنایتون
سے معزز کیا۔

ہر سال کے موافق خاص و عام کے فیض کا سرمایہ ہوا۔ داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا
سپہر شکوہ اسکا نام ہوا۔ دو لاکھ روپیہ رونمائی مین دیا گیا۔ خان دوران کو بعض
ضروری کے سبب سے طلب کیا۔ راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجا کہ خاندوران کی واپسی تک
وطن سے دکن مین جا کر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے بادشاہ سے
عرض ہوا تھا کہ نذر محمد خان نے اپنے بھائی امام قلیخان پر ایسا ظلم کیا کہ وہ کمال
پریشانی و بے سامانی کے ساتھ بیت اللہ کو چلا گیا۔ بادشاہ نے اسکے خرچ کے لیے
اس پاس ایک لاکھ روپیہ روانہ کیا مگر اس روپیہ کے پہنچنے سے پہلے امام قلیخان
مدینہ منورہ مین مرگیا ان لاکھ روپیون مین سے بیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک
مروارید مدور جسکا وزن ۳۲ رتی تھا مع گھوڑون کے بادشاہ کے لیے آیا
اس موتی کی قیمت جوہریون نے پچاس ہزار روپیے لگائے اور بادشاہ سے عرض
کیا کہ اس ساتھ کا موتی پچاس ہزار روپیہ کو بھی ملنا دشوار ہے۔ سیاہہ دفتر سے
معلوم ہوتا ہے کہ ایسا موتی کسی بادشاہ کی سرکار مین نہین آیا۔ بادشاہ نے
اسکو اپنے سرپیچ مین داخل کیا سرپیچ مین بارہ نگ تھا ایک ۱۲ رتی اور چوبیس دانہ
مروارید کے قیمتی نو لاکھ روپیے کے لگے ہوئے تھے۔ بعد ازان مروارید کو تسبیح
خاص کا امام بنایا اور آخر دم تک اسکو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ کے جواہرخانہ کا حال
یہ ہے کہ جس روز وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ جواہر خانہ مین دس کروڑ روپیہ کے جواہر مرصع
آلات موجود تھے انمین سے سال حال تک دو کروڑ روپیہ کے جواہر انعام اور ارمغان
کے خرچ مین آئے اور پچاس لاکھ روپیہ کے جواہر معجونون و صدقہ و نثار مین روز
وزن و جشن مین صرف ہوئے پانچ کروڑ روپیے جواہر جواہر خانہ انعام مین اور
باقی توشک خانہ مین پوشاک خاص مین موجود تھے۔ منجملہ انکے دو تسبیحین ہین جن مین
۱۲۵ دانے مروارید کے ہین اور ۷۷ دانے یاقوت رنگین کے ان دونو تسبیحون کی
قیمت بیس لاکھ روپیہ ہے اور ہر دانہ مروارید کا وزن تئیس رتی۔

اسکے مرہم لگاتے ہی آرام ہونا شروع ہوا۔ سات روز میں زخموں کا نشان باقی
نہ رہا۔ ہاموں کو اسکے ہموزن روپیہ اور وطن میں ایک گاؤں آل تمغا مرحمت ہوا اور
اُسکی بیوی کے واسطے زیور۔ اور شاہزادوں نے اسکو اتنا انعام دیا کہ تا زندگی
اسکو محتاجی نہیں ہوگی۔ اگرچہ مسلمان ہندو و فرنگی جراحوں نے علاج کیا مگر کچھ اثر
نہ ہوا۔ عارف و ہاموں دو گمنام آدمیوں کے مرہم سے آرام ہوا۔ جس سے انکا
نام تاریخ میں درج ہوا۔

بادشاہ سفر کرتا اوائل صفر میں لاہور پہنچا اور ۲۶ صفر کو کشمیر کو کوچ کیا
بادشاہ کی خدمت میں کابل سے امیر الامرا علیمردان خان آیا تھا۔ بادشاہ نے
بدخشان کی تسخیر کے لئے اسکو بعض مقدمات تلقین کئے اور مقرر کیا کہ اس سال میں
باقتضا وقت بدخشان کی مضافات میں سے جسقدر ہو سکے مسخر کرے۔

سال آیندہ میں بادشاہ خود کابل جائیگا اور کسی شاہزادہ کو لشکر اور
سامان کیساتھ بدخشان و بلخ کی تسخیر کے لیے مقرر کریگا۔ اصالت خان میر بخشی بھی
منصبداروں اور احدیوں کے ساتھ کابل روانہ ہوا کہ امیر الامرا کی صواب دید سے
مہم مذکور کے انجام دینے میں کوشش کرے اور ایماقات چغتا اور الوسات سے جو
حوالی کابل میں وہاں بدخشان میں متوطن ہیں کارطلب جوانوں کو جمع کرے جنکو منصب کے
سزاوار جانے امیر الامرا سے اس کے لئے منصب تجویز کرائے باقی کو احدی بندو
میں ملازم کرے اور آپس میں استصواب کرکے کابل سے جو رستے بدخشان کو جاتے ہیں
ایسی راہ کہ لشکر آسانی سے اس سے گذر سکے پسند کرکے ایک جماعت کو مقرر کرے
وہ تنگ جاؤں کو وسیع و ہموار کرے اور پلوں کے بنانے میں سعی کرے امیر الامرا
پاس حکم بھیجا کہ اگر اس سال وہ بدخشان پر لشکر کشی کرے تو اس کو لکھ
بھیجے کہ صوبہ پنجاب کی تعیناتی اور بہادر خان اسکی کمک کو بھیجا جاوے۔

لاہور کا واقعہ بادشاہ نے یہ سنا کہ خان دوران کو ۷ جمادی الاولی کو

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کھمرد اور اسکے مضافات کو بے سبب تیول یلنگتوش
سے نکال کر سبحان قلی اپنے بیٹے کو دیدیے اسکے اتالیق تردی علیخان قطغان کو اسکی
ضبط و حکومت کے لئے مقرر کیا۔ تردی علی نے ہزارجات لواحقات صوبہ کابل قندھار
کو جو کھمرد کی حدود میں ہیں غارت کیا اوّل زمین داور کی طرف ہو چون پر تاخت
کی اور اثنائے مراجعت مین الوس ہزارہ سگ پاکو جو دریاے ہیرمند کے کنارہ پر اقامت
رکھتی ہین تاراج کیا اور بامیان سے بیس کروہ پر مقیم ہوا کہ قابو پاکر تاخت و تاراج کرے
اور وہ ابھی اس عزیمت سے اسلئے باز رہا کہ اُس نے سُنا کہ علی مردان خان کابل
سے پشاور کو جاتا ہے۔ خان مذکور کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُس نے ۱۲ شعبان کو
اپنا لشکر اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر ۲۶ شعبان کو معسکر اوزبکیہ مین آیا۔ تردی علی
نے بعد از تلاش و پرخاش بے اختیار ہو کر بے زین گھوڑے پر سوار ہوا اور فرار اختیار
کیا اُسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ساٹھ آدمی قتل ہوئے اور اسکے اکثر خویش رشتہ دار
محبوس ہوے اسکی بیوی مع اسباب کے گرفتار ہوئی اور بہت گھوڑے اور اونٹ
و گوسفند غنیمت مین ہاتھ لگے اور لشکر شاہی کابل مین آیا۔

۱۲ ذی القعدہ کو پادشاہ اکبرآباد سے لاہور کو کشمیر کی سیر و شکار کے ارادہ
سے روانہ ہوا۔ ۲۸ کو فتحپور مین شیخ سلیم چشتی کے روضہ کی زیارت کی۔ پادشاہ کا ارادہ
تھا کہ بیگم صاحب کی صحت کے بعد اجمیر کی زیارت کو جاے لیکن اس سفر سے
بیگم صاحب کے زخم پھر ہرے ہو گئے۔ پادشاہ نے اس خوف سے کہ کہین حرارت
ہوا کی شدت سے انکس نہ ہوا اور زخمون مین جوش نہ پیدا ہو۔ اجمیر کا
قصد موقوف کیا اور جمنا کی طرف توجہ کی کہ کشتی مین منزلین آسایش سے طے
ہون اور بیگم صاحبہ کو حرکت و حرارت سے آزار نہ ہو چار کوچ مین پادشاہ
متھرا مین آیا محمد علی فوجدار نے عرض کیا کہ ہامون فقیر ہے تو اہے اُس کے
پاس ایسے زخمون کے واسطے مرہم اکسیر ہے۔ پادشاہ نے اُسے بلوایا۔

غرۂ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ھ کو کشمیر کے باغوں و گلشنوں میں جشن سال نوزدہم ہوا
اسلام خان دکن کا صوبہ دار مقرر ہو کر رخصت ہوا اور اسکا اضافہ شش ہزاری
پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر ہوا۔ سعد اللہ خان نے اپنی رسوخیت باطنی
اور استعداد ظاہری ایسی بادشاہ کے دل نشین کی کہ اُس نے اسلام خان کا عہدہ
وزارت کل کا اسکو دیا اور ہزار پانصدی سوار کا اصل منصب پر اضافہ کر کے اُس کو
پنجہزاری پانصد سوار بنایا۔ امیر الامراء علی مردان خان پاس اصالت خان کابل
میں آیا۔ لشکر اور آذوقہ کی گرد آوری میں مصروف ہوا اور امراء کو راہوں کے صاف
کرنے میں مصروف کیا اور امراء بھی کابل میں پے ہم آتے رہے۔
سلخ ربیع الثانی سال گزشتہ میں خلیل خان تھانہ دار غوربند نے امیر الامراء میں
آنکر گذارش کی کہ ایسا سُنا گیا ہے کہ ان دنوں میں تردی علی قطغان و حاجیان
کھمرد و سبحان قلیخان پسر نذر محمد خان کے ساتھ بہرام خان اور محمد بیگ کی
کمک کو گئے ہوئے ہیں جو عبد العزیز خان کی طرف سے حصار شادمان کی تسخیر کو آئے
تھے۔ قلعہ میں تھوڑے آدمی ہیں اگر لشکر میری ہمراہ کیا جائے تو میں کھمرد کو آسانی
سے جلد فتح کر لونگا امیر الامراء نے اطراف ضحاک میں غلہ اور کاہ کی کمی کے سبب
بہت لشکر بھیجنا مناسب نہ جانا ہزار سوار منصبداروں کے اور ہزار سوار احدی
صوبہ کابل کے اسحاق بیگ بخشی صوبہ کے ساتھ اور اپنے تابینیوں میں ایک ہزار
سوار اپنے غلام فرہاد کے ساتھ خلیل اللہ کے ہمراہ بھیجے کہ قلعہ کھمرد کو فتح کریں اور
یہ قرار دیا کہ ضحاک میں جا کر خبر مذکور کی جھوٹ و سچ کی تحقیق ہو اگر سچ ہو تو قلعہ
کی تسخیر میں مصروف ہوں ورنہ یہاں توقف کر کے اطراف کھمرد کو تاخت و تاراج
کریں ضحاک میں خلیل بیگ کو تحقیق معلوم ہوا کہ خبر مذکور سچ تھی تو وہ قلعہ کی فتح میں مشغول
ہوا۔ حصار میں جو تھوڑے سے آدمی تھے اس میں ہزار لشکر کے پہنچنے پر انہوں نے
ہزیمت کو غنیمت گنا اور بھاگ گئے۔ قلعہ کھمرد بغیر اسکے کہ میان سے تلوار نکلے اور

آخر شب مین کہ وہ جامۂ خواب مین تھا ایک کشمیری برہمن بچہ نے جسکو خان مذکور نے مسلمان
کیا تھا اور اسکے خدمتگارون مین تھا ایک جمدھر اوسکے پیٹ مین مارا اور یہ لڑکا بھی مارا
گیا خان کے ایسے ہوش وحواس دن بھر برقرار رہے کہ نقود و اجناس و اسباب
جہان جہان تھا اوس مین سے اپنے لڑکے لڑکیون کا حصہ مقرر کیا اور اپنے ہاتھ سے
وصیت نامہ لکھا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ مجھ پرانے نوکر نے جو حضور کی خدمتگاری
سے مال جمع کیا ہے موافق وصیت کے ہر ایک کو مرحمت ہوا اور باقی مال سرکار والا مین
لیوین۔ اور رات کو دنیا سے سفر کیا اگرچہ خان دوران جہانکے ساتھ اس مرتبہ پر نہیت
ناہموار تھا کہ آخر مظلومون کی تیر آہ نے اسکا کام تمام کیا مگر خلوص اخلاص و رسوخ
اعتقاد اور صاحب پرستی کی فزونی و سرداری لشکر و معرکہ آرائی و قلعہ کشائی
کی مہارت مین بے عدیل تھا اور خدمت گذاری کے سبب سے منصب ہفت ہزاری
و ہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ پر پہنچا تھا اور تیس ہزار روپیہ
سالانہ پاتا تھا اور چار صوبون کے نظم سے سرافراز ہوا تھا۔ بادشاہ کو اسکے
مرنے کا بڑا افسوس ہوا اور اسکی اولاد کو مال و منصب وصیت کے موافق عطا
کیا اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اسکی وصیت کے موافق سرکار شاہی مین داخل ہوا۔
اسکے بیٹے سید محمد و سید محمود کو منصب ہزاری ذات و ہزار سوار کا اضافہ ملا۔
اور اسکے چھوٹے بیٹے عبد النبی کو کہ بارہ برس کا تھا منصب پانصدی دو سو سوار کا ملا۔
بادشاہ کشمیر مین ہر روز اور ہر ہفتہ کسی باغ اور کسی مکان مین کہ مرغوب
طبع ہوتا تشریف لیجاتا تھا۔ صفاپور جو بادشاہ بیگم کی تیول مین مقرر تھا
اور اسم بامسمیٰ تھا بیگم صاحبہ نے بادشاہ کی ضیافت کی اور روشنی کی اور
اپنا نقد و جواہر بادشاہ کی پیشکش مین دیا۔

واقعات سال نوزدہم جلوس سنہ ۱۰۵۵ / ۱۶۴۵

غوربند مین سب لشکر ملکر آگے چلے چار منزل چلکر یہ خبر آئی کہ قلعہ کہمرد کو بہادر اوزبکون نے
لے لیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عبدالرحمن دیوان بیگی اور تردی علی ایک جماعت
اوزبکیہ کو ساتھ لیکر کہمرد پر چڑھے قلعہ نشینون نے بے اسکے کہ کام انپر تنگ ہوا ہو
لیکر بدنامی اور شرمساری کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے اوزبکون کے پیمان و ایمان
کامل نہین ہوتے۔ الوسات و ایماقات نے انکے اشارہ سے سرراہ ان پر قتل و
نہیب کا ہاتھ دراز کیا ایک جماعت کو مقتول اور مجروح کیا۔ سست اور چند اور آدمی
زخمی ضحاک مین پہنچے۔ اس مقدمہ کے بعد اصالت خان پاس خلیل بیگ گیا اور
گذارش کی کہ مصلحت مقتضی نہین ہے کہ ایسا لشکر گران کوہستان مین آئے
تنگی کے سبب سے ایسا دشوار گذار ہے کہ اکثر جگہون مین ایک اونٹ سے یا
ایک سوار سے زیادہ نہین گذر سکتے ضحاک سے کہمرد تک آذوقہ اور کاہ نہین ہے اسکو
ساتھ لینا چاہیئے جبتک تھانہ جابجا نہ بٹھائین غلہ کا اور آدمیون کا آنا لشکر
مین نہین ہوسکتا۔ نذر محمد خان نے ساری سپاہ بلخ سے کہمرد مین اس سبب سے
بھیجدی ہے کہ وہ بلخ کے قریب ہے اب اگر راہ کی محافظت مین ہر تھانہ مین جمعیت
کم رکھی جائیگی تو فائدہ مترتب نہین ہوگا اور بہت رکھی جائیگی تو لشکر سے بہت آدمیون
کا جدا کرنا مناسب نہوگا۔ اصالت خان نے امیرالامرا پاس آکر ان معقول مقدمات
کو عرض کیا تو صلاح یہی ٹھیری کہ ہم لشکر عظیم کے ساتھ کابل سے آپ مین
کہمرد کی تسخیر کو اور وقت پر رکھین اور بدخشان کی قسم کے لیئے چلین اور یہ قرار دیا
کہ پنجشیر کی راہ سے بدخشان روانہ ہون اس درمیان مین امیرالامرا کی کومک کو
بہادر خان اور کچھ اور امرا گئے جوقت لشکر شاہی کا مرکز موضع چکھار ہوا۔
دولت بیگ تھانہ دار پنجشیر آیا اور اس نے عرض کیا کہ یہ راہ بڑی دشوار گذار ہے
اسکی تنگیون اور گھاٹیون سے اس سپاہ گران کا گذر سرحد بدخشان تک نہایت
مشکل ہے صرف اونٹ جسپر بوجھ ہلکا لدا ہو جا سکتا ہے۔ آپ پنجشیر سے

کمان سے تیر چھوٹنے لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خلیل خان اور اسکے ہمراہی کاردیدہ اور بیکار
ورزیدہ نہ تھے وہ یہ سمجھے کہ اقوام اوزبکیہ سراسیمہ ہوئے ہین اور نذر محمد خان بیٹون
اور نوکرون کے ہاتھ سے درماندہ ہو رہا ہے ایسے غرور مین آئے کہ قلعہ کو جیسا کہ چاہیے
مستحکم نہین کیا نہ توقف کیا۔ سرست نبیرہ مبارز خان اور دولت اور چند اسکے خویشون
کو بچاس تفنگچی سوارون کے ساتھ قلعہ مین چھوڑا اور خود ضحاک کو چلے گئے کہ وہان آذوقہ
اور قلعہ داری کی ضروری چیزون کو سرانجام کرکے روانہ کرین۔ امیرالامرا نے راہی
جانے کو کومکی امیرون کے آنے تک موقوف رکھا اور اصالت خان کو بھیجا کہ غوربند
کی طرف آن کر نواحی کابل مین فروکش ہو۔ اگر کسی وقت کہمرد کی طرف اوزبکیہ آئین
تو وہ غوربند اور ضحاک کی طرف جاکر اور خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کو ہمراہ لیکر اوزبکون
کی گوشمالی کرے اور نہین میرے آنے تک اس نواحی مین ٹھیرا رہے۔

۱۹ جمادی الاولی کو اصالت خان کابل سے روانہ ہوا۔ ۲۶ جمادی الثانی کو
امیرالامرا اس اندیشہ سے کہ لشکر جو اسکی کمک کے لئے مقرر ہوئے ہین دیر مین
آئینگے اور انکے انتظار سے ہاتھ سے قابو جاتا رہیگا صوبہ کے تعیناتیون اور
اپنے تابینیون کے ساتھ بدخشان کی تسخیر کے ارادہ سے کابل سے چل کر اصالت خان
سے ملا۔ دو منزل چلا تھا کہ خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کا نوشتہ ضحاک سے آیا کہ سوار احدی
اور ساٹھ افغان سرست کے آدمیون مین سے دولت کی ہمراہ قلعہ کی کچھ ضروری چیزین
لئے جاتے تھے اور بامیان سے تین کروہ چلے تھے کہ دوربینی اور حزم گزینی کو چھوڑ کر
خاطر جمعی سے غافل سو رہے ناگاہ آخر شب مین چار سو اوزبک سوار انپر حملہ آور ہوئے
طرفین مین کچھ آدمی مقتول کچھ مجروح ہوئے لشکر ضحاک اس واقعہ کو سنکر اوزبکون پر
دوڑا۔ اوزبک جب بھاگتے ہین تو انکی گرد کو ہوا بھی نہین پہنچ سکتی لشکر ضحاک کو
انکا پتا نہ لگا وہ ضحاک مین واپس چلے آئے امیرالامرا نے یہ خبر سنکر اصالت خان
کو پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ اپنے سے پہلے دوڑایا اور خود بھی کوچ بکوچ چلا

چاہیئے تھا کہ خود مع تمام لشکر کے بدخشان جاتے اور اسکی تسخیر مین مشغول ہوتے اس
وقت نذر محمد خود درماندہ ہو رہا تھا بدخشان آسانی سے فتح ہو جاتا اور یہ
بھی حکم بھیجا کہ امیر الامراء راہ طول کے بنانے کے لئے جسکا بہتر نشان دیا گیا تھا
سنگ تراش و درودگر و بیلدار وغیرہ جسقدر درکار ہون بھیجا ہے اور دو سرے
امیرون کو حکم بھیجا گیا کہ وہ فلان فلان مقامات مین رہین۔

راجہ جگت سنگھ نے بادشاہ سے عرض کیا تھا کہ کمترین کی آرزو یہ ہے
کہ راہ طول سے جو سب سے بہتر بدخشان کی راہ ہے جاکر خوست و سراب و
اندراب کی تسخیر مین مشغول ہو اور اس سرزمین کے الوسات و ایماقات کو
اطاعت مین لائے اور اگر وہ فرمان پذیری سے سرتابی کرین تو انکی مالش کرے
اس سبب سے اس نے اپنے وطن سے بہت سوارون کی جمعیت بلائی تھی وہ اسکا
بھی امیدوار تھا کہ اسکے منصب کے ضابطہ سے زیادہ جمعیت اس پاس جمع ہو گئی
ہے اسکا علوفہ دیا جاے۔ بادشاہ نے اسکی ملتمس حسب الالتماس امیر الامرا منظور کی اور
پندرہ سو سوارون اور دو ہزار پیادون کی تنخواہ خزانہ کابل پر مقرر ہو گئی یہ
سوار اور پیادہ اس پاس زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ راجہ اپنا سامان درست کرکے
پانچوین رمضان ۱۰۵۵ کو امیر الامرا سے رخصت ہوا۔ کتل طول سے گذر کر اپنی ہمراہ
لشکر کے دو جوق بنائے ایک کو اپنے بیٹے بہاؤ سنگھ کے ساتھ برسم منقلا بھیجا اور
دوسرے کو اپنے ساتھ لیکر خوست کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ ہوا۔ خوست
کے کدخدا اور تین چار گروہون کے کلان تر اسکے استقبال کو آئے اور اطاعت کا اظہار
کیا اور عرض کیا کہ اگر ان حدود مین کوئی حصار استوار بنایا جاے اور پادشاہ کا
کوئی سردار یہان اقامت استقلال کے ساتھ کرے تو ہم سے خدمت گذاری
اور جان سپاری کے سوا کچھ اور ظہور مین نہ آئیگا اور اگر نہ آئے تو ہمارے غارت و
نہیب کی گنجایش ہے راجہ کا مطلب یہی تھا کہ ان حدود کو ضبط کرے اور

گیارہ جگہ ایسی ہین کہ بغیر پل باندھنے کے وہان سے گذرنا متعذر ہے اور آنے جانے
مین آذوقہ ساتھ لیکر چلنا پڑیگا وہان نہین ملیگا کوہسار اور راہ ناہموار کے طی کرنے سے
سپاہ گھوڑے دُبلے ہو جائینگے۔ برف پڑنے کے دن قریب ہین اور جاڑا سخت آنے کو
ہے اسلئے یہ موسم لشکرکشی کے لیئے مناسب نہین ہی۔ اسلئے دولتخواہون نے جمع ہو کر عرض
کیا کہ اگر اس وقت تمام لشکر اس راہ سے ملک بدخشان کو جائیگا تو غلہ وکاہ کی قلت
سے اور راہ کی سختی سے اکثر دواب بیکار ہو جائینگے اور اس قدر وقت نہین رہا
کہ جو کام کرنا چاہیئے وہ ہو سکے جب کابل سے ہم آئے تھے غمرد کی طرف متوجہ نہ
ہو کے سیدھے بدخشان کو جاتے تو نقش مراد حسب آرزو صورت پکڑتا اب مصلحت یہ
ہے کہ ایسی جماعت منتخب کی جائے کہ اسکے گھوڑے تازہ زور ہون اسکو کسی کار طلب
سردار کے ساتھ بھیجنا چاہیئے کہ وہ سبکبار ہو کر اور چند روز کا آذوقہ اپنے گھوڑون پہ
رکھکر بدخشان کی سرحد پر اوارہ ورشنگیر مین آئے کہ وہ مداخل و مخارج و مضائق پر
آگاہ ہو اور غنیم اور ملک کی حقیقت پر اطلاع حاصل کرے اور وہان کی الوسات
مین جو دولتخواہی اختیار کرین انکو کابل مین راہی کرے اور جو مخالفت سے پیش
آئے اسکو قتل و غارت کر کے تنبیہ کرے اس رای صائب کے موافق امیر الامرا
نے دس ہزار سوارون کی تراپ اصالت خان کی سرکردگی مین روانہ کیئے
یہ لشکر آٹھ روز کا آذوقہ اپنے ساتھ لے کر بہت جلد ہندوکوہ کی راہ سے روانہ
ہوا اور منزل بمنزل چلکر گلنار مین آیا لشکر کو اس سفر مین گھوڑے اونٹ وگاو وگوسفند
غنیمت مین ہاتھ آئے اُس نے احتشام علی دانشمندی وایلانحق وکورکی دکر
خواجہ زادہ سے اسماعیل اتائی ومودود دہی و قاسم بیگ میر ہزارا کو مدارات
ساتھ ہمراہ لے کہ مراجعت کی بادشاہ کو امیر الامرا کی عرائض سے جب ان
وقایع کی خبر ہوئی تو اسکو یہ بات پسندیدہ نہ ہوئی کہ قلعہ غمرد کے لینے کے
لئے جانا اور بغیر سرانجام کار چلا آنا۔ اُسنے علی مردان کو منشور لکھا کہ تمکو

ہمراہ سرب اور بارود بھیجی تہین چار ہزار سوار ذوالقدر خان و علی بیگ اسحاق و فریدون غلام کی ہمراہ کمک بھیجی - ۲۳ رمضان کو رات کے وقت دو ہزار سوار اوزبک و پیادہ ہاے ہزارہ بسرکردگی کفش قلماق کے لشکر شاہی پر جو دھمتہ درہ کی پاسبانی کرتے تھے حملہ آور ہوئے - اس مرتبہ بھی اوزبکیہ بڑی خواری سے فرار ہوئے - راجہ نے قلعہ چوبین کو استوار کیا اور آذوقہ اور قلعہ داری سے خاطر جمع کر کے یہان کی حفاظت کے لئے اپنے معتمد راجپوت و پانچ سو تفنگچی و چار سو چوب پا متعین کئے اور ۲۵ رمضان کو کتل پرندہ کی راہ سے پنجشیر کی طرف مراجعت کی - اثناے راہ نور دی مین برف و باد و دمہ سے بہت گھوڑے اور آدمی ہلاک ہوئے اور برف کی کثرت سے لشکر کتل سے نہین گذر سکا - رات بڑی مصیبت سے کاٹی صبح کو وہان جہان لشکر نے بہت تھین منزل کی راجہ کی مدد کو فریدون آگیا اوزبکون نے یہ سنکر کہ راہ بند ہے اور راجہ اُلٹا جاتا ہے ہجوم کیا اور ایک سخت لڑائی لڑمی - اوزبکون سے زیادہ راجپوت مارے گئے مگر راجپوتون نے بہادری کر کے اوزبکون کو بھگا دیا - اور دو کروہ انکا تعاقب کیا اوزبک ندامت کے ساتھ سلامت چلے گئے - راجہ حدود پنجشیر مین آگیا -

اوائل شعبان مین بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوا سب جگہ سیر و شکار اور داد دہی کرتا ہوا اور برف و باران کی تکلیفین اوٹھاتا ہوا طی منازل کر کے اوسط رمضان مین لاہور مین داخل ہوا -

۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نور جہان نے جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی اس دنیا سے کوچ کیا کہتے ہین کہ خاوند کے مرنے کے بعد سواے سفید لباس کے کوئی اور لباس نہین پہنا - مجالس شادی مین وہ اپنے اختیار سے نہین جاتی مگر بہ اکراہ خاطر - اُس نے اپنی باقی زندگی اپنی رفیق آخرت کے سوگ مین گذاری اُس نے لاہور مین آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین اپنا مقبرہ تیار کرا یا تھا اسمین مدفون ہوئی -

اوران گروہون کو مطیع اُس نے نہین بیری ڈال دئیے اور انکو بادشاہی عنایت کا
امیدوار کیا اور قلعہ کے بنانے کے لئیے مکان کے واسطے پوچھا انہون نے اندراب
اور سراب کے وسط مین ایک مقام بتایا سراب اور اندراب مین راجہ گیا
وہان کے ارباب کی اطاعت کا نقش راجہ کے دل مین جما۔ راجہ سمجھا کہ اگر حصار
خشت و سنگ کا بنایا جائیگا تو اُسکے واسطے فرصت او مدت چاہیئے۔ اون پہاڑون
مین جو پہار کلان بہت بہم پہنچ سکتی ہین اور دو دیگر جلد دست ہمراہ ہین اور مصالح
جو مطلوب ہوگا وہ زمیندار موجود کرینگے اس لئی اُس نے قلعہ چوبین بنانے کا جسمین
برج گل و سنگ کے ہون قصد کیا اوّل خود شریک کار ہوا تو راجہ کی رفاقت مین
سارا لشکر کدال اور تیشہ ہاتھ مین لے کر نجار و گل کار کے ساتھ شریک ہوا جو قلعہ ایک
سال مین تیار ہوتا وہ ایک ماہ مین تیار ہو گیا اسمین دو بڑے کنوئین کھودے۔
اس اثنا مین نذر محمد خان نے کفش قلماق اور ایک جماعت اوزبکون کو راجہ سے
لڑنے کے لئے بھیجا۔ کفش قلماق نے یہان آنکر اپنی سپاہ کی اور اسکے پیچھے دو فوجین
سوارون کی اور ایک فوج پیادون کی بنائی جب راجہ کو اسکی خبر ہوئی تو وہ
قلعہ سے نکلا اور اُس نے اپنی سپاہ کی تین فوجین بنائین۔ دھنہ درہ کے دو
طرف محکم کئے جنمین غنیم داخل ہوسکتا تھا غرض راہ مین اس طرح بڑی بڑی چوبین
کھڑی کین کہ مشکل سے سوار کا گذر ہوسکتا تھا اور اسکے پیچھے تفنگچی اور تیرانداز پیادے
کھڑے کئے اور ایک طرف خود اور دوسری طرف اسکا بیٹا بھاؤ سنگہ لڑنے کے
لئے آمادہ ہوئے اوزبکون نے تین طرف سے لڑنا شروع کیا مگر ہندوستانی
سپاہ کے آگے وہ نہ ٹھیر سکے۔ ہزارہ کے پیادون سے بادشاہی لشکر نے قلعہ سرکوب
لے لیا اوزبکیہ اس جگہ کھڑے ہوئے کہ بندوق کی گولی ان تک نہین پہنچ سکتی تھی
راجہ نے اپنی کل سپاہ سے انپر حملہ کیا طرفین سے آدمی مجروح و مقتول ہوئے اوزبکیہ
بھاگ کر اپنے مقامون مین چلے گئے۔ راجہ کے پاس امیر الامرا نے اوسکے بیٹے راجروپ کی

انکو اور جواب بھیجے انکو بلاکر سات فوجین بنائین اور انکے سات عمدہ سردار بنائے پہلے نجابت خان و مرزا خان و عبد اللہ خان و شیخ فرید و قطب الدین خان کوکہ و ذوالقدر خان و ملتفت خان اور ہر ایک کے ساتھ سات امیر نامی تعینات کئے اور سادات رزم جوے بارہ اور نامدار راجپوتون کو ہراول اور سردار مستقل مقرر کیا۔ امرا اور روشناس منصبدار چار سو ستر شمار مین اس لشکر کے ساتھ تھے۔ سات لاکھ روپیہ اور دو ہزار گھوڑے سرکار سے ہمراہ کئے کہ بروقت کام مین آئین اور حکم ہوا کہ ابھی ہوا سرد ہے اور برف کی شدت ہے جانے مین اور راہون سے لشکر کو تصدیع ہوگی۔ امرا کو چاہئے کہ وہ گھکرون اور حسن ابدال کی ملک مین اور جہان علف زار امرا دیکھین چندروز توقف کرین اور مختلف کوتلون کی راہ سے لشکرون کا گذر ہو۔ جب سارا لشکر کابل مین جمع ہو جاوے قلیچ خان و خلیل اللہ خان اپنی اپنی فوجین لیکر پیش آہنگ ہوکر اول حصار شادمان کو بعد ازان حصن غوربند کو تصرف مین لائین پھر اتفاق بے نفاق سے قندز اور بلاد بدخشان کے فتح کرنے مین مشغول ہون بدخشان کے فتح ہونے کے بعد بلخ کی فتح کی طرف مصروف ہون۔

پادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک پنجاب مین کمی آب اور افواج کی گرد آوری سے غلہ اس مرتبہ گران ہوگیا ہے کہ آدمی اپنے فرزندون کو بیچتے ہی نہین بلکہ ذبح کرکے کھاتے ہین تو پادشاہ نے حکم دیا کہ دس جگہ لنگر خانے جاری ہون اور ہر ایک لنگر خانے مین دو سو روپیہ روز کی خوراک پختہ و خام تقسیم ہوا اور پچاس ہزار روپیہ لیے تحقیقات بضاعت درماندون کو دیا جاوے۔ جہان جس کسی نے اپنے فرزندون کو بیچا ہے اون کو پیدا کرکے سرکار سے زر ادا کرکے مسلمانون کے فرزندون کو انکے ماں باپون کے پاس بھجوادین۔

اگرچہ شاہ ایران اور پادشاہ کے درمیان شاہ صفی کی وفات کے وقت سے

یہ مقبرہ روضہ جہانگیر کے جلوخانہ کے غرب مین روضہ کے دروازہ کے آگے تھا اُس کا
گنبد سطح سے پانگار تک مثمن تھا۔ قطر اسکا پندرہ ذراع اضلاع ہشتگانہ
مین اندر کی طرف آٹھ نشیمن اور باہر کی طرف آٹھ پیش طاق ہر یک طول مین سات
گز اور عرض مین چار اور ارتفاع مین گیارہ بطرح نیم مثمن اس عمارات کا اندرہ
اندر کی طرف سنگ مرمر کا ہے اور باہر کی جانب سنگ ابری کار وہی کار
اسکے اکثر سنگ مرمر کی کچھ سنگ ابری اور سنگ زرد اور اور طرح کے پتھرون
کی۔ چبوترہ اور صور قبر مین جو اسکے اوپر ہے انواع انواع کے رنگین پتھرون
سے پرچین کاری کی ہے اور آیات قرانی اور اسماء الٰہی بطریق پرچین کاری
کے اسمین منقش ہین۔ عمارت کا فرش طرح طرح کے پتھرون کا ہے جنمین گرہ بندی
ہے گنبد کے گرد مثمن چبوترہ ہے جسکا قطر ساٹھ ذراع ہے کہ سراسر سنگ سرخ
کا بنا ہوا ہے اسکے جہات اربعہ مین چار حوض ہین جنمین سے ہر یک کا طول
نو ذراع اور عرض ساڑھے سات اور یہ عمارت چار چمن کے وسط مین
بنائی گئی ہے جسکا طول عرض سو ذراع تھا اس مقبرہ اور روضہ جہانگیر کی
شرقی دیوار مشترک ہے اس مقبرہ کے ضلع غربی مین ایک مسجد ہے اور اوس کے
شرق مین ایک عمارت قرینہ مسجد ہے جنوبی سمت مین وسط مین ایک دروازہ ہے
یہ تمام عمارت چار سال مین تین لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوئی ہے۔

ان ہی دنون مین راجہ جگت سنگھ کا مرحلہ عمر ختم ہوا اس کا بیٹا راج روپ
اسکی جگہ مقرر ہوا اور اسکو قلعہ چوبی کی حراست سپرد ہوئی جو اسکے باپ کا بنایا
ہوا تھا + آخر ذی الحجہ مین بادشاہزادہ مراد بخش پچاس ہزار سوار اور دس ہزار
تفنگچی و تیرانداز و باندار پیادون اور بہت توپخانون کے ساتھ بلخ و بدخشان
کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور نامدار امرای کارزار دیدہ کارطلب رزم جو
کو مین و یسار کا ہراول مقرر کیا اور علی مردان خان کے ساتھ جو سردار تھے

ایک بازار جو دولتخانہ خاص و عام کے جلو خانہ کے دروازہ سے اس دروازہ
تک کہ شہر کی طرف کھلتا ہے بنوائے باغ خضر خان میں آٹھویں ربیع الثانی
سنہ ۱۰۵۶ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا ستاون وان سال ختم ہوا

ضابطہ سلطنت یہ ہے کہ اگر ہندوستان کے صوبہ میں منصبدار جاگیر رکھتا
ہو اگر وہ اسی صوبہ کے تعیناتیون میں سے ہو تو اپنے تابینیون میں سے سوم
حصہ کو داغ لگوائے سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوا
اور اگر ہندوستان کے صوبون میں سے کسی دوسرے صوبہ مین کسی مہم میں
مامور ہو تو چہارم حصہ کو داغ لگائے چار ہزاری چار ہزار سوار ایک ہزار
سوار کو داغ لگوائے مگر جب لشکر بلخ و بدخشان کے لئے معین ہوا جو
ہندوستان سے بہت دور ہے تو بادشاہ نے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ جبتک
یہ لشکر کشی رہے منصبدار اپنے تابینیون کے پانچوین حصہ کو
داغ لگوائے پنجہزاری پانجہزار سوار ایک ہزار کو داغ لگوائے اگر عامل
جاگیر اوس کا دروازہ ماہ ہے تو تین سو سوار سہ اسپہ چھہ سو دو اسپہ و سو
یک اسپہ اور اگر یازدہ ماہہ ہے تو ڈھائی سو سہ اسپہ اور پانسو دو اسپہ
اور ڈھائی سو یک اسپہ اور اگر دہ ماہہ ہے تو آٹھ سو دو اسپہ اور دو سو
یک اسپہ اور اگر نو ماہہ ہے تو چھہ سو دو اسپہ و چار سو یک اسپہ اگر
ہشت ماہہ ہے ساڑھے چار سو دو اسپہ ساڑھے پانچ سو یک اسپہ
اگر سات ماہ ہے تو ڈھائی سو دو اسپہ و ساڑھے سات سو یک اسپہ
اور اگر ششماہہ ہے تو سو دو اسپہ و نو سو یک اسپہ اور اگر پنج ماہہ ہے
تو کل یک اسپہ جس وقت منصب کے سواران دو اسپہ و سہ اسپہ مقرر
ہو جائیں تو بقدر سواران دو اسپہ سہ اسپہ کے سواران پر آوردگی
سے دو چند داغ کرائے مثلاً پنجہزاری پنجہزار سوار تمام دو اسپہ و سہ اسپہ

رشتہ محبت ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن بادشاہ نے جان نثار خان کو نامہ تہنیت و تعزیت اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے جواہر اور پچاس ہزار پارچہ کشمیر و بنگالہ و احمد آباد وغیرہ کل دو لاکھ روپیہ کے شاہ عباس پاس روانہ کئے اور نامہ میں یہ معذرت لکھی کہ یار وفادار علی مردان خان جو اس درگاہ میں آیا اسکا سبب حب دولت اور جاہ نہ تھا بلکہ حسد پیشوں شرارت سرشت غرض پرستوں کی شرارت تھی اور شاہ ایران کو یہ بھی لکھا کہ محمد علی پسر کلان علی مردان خان کو بھیجدیجے جو ابتدا میں حاسدوں کی تہمت سی شاہ صفی نے طلب کیا تھا اور اُسنے بھیجدیا تھا۔

۱۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو لاہور سے بادشاہ کابل کو روانہ ہوا جعفر خان کو پنجاب کا صوبدار کیا۔ اعظم خان کو جس کا بیٹا التفات خان باپ کی فوج کے ساتھ آگے روانہ ہوا تھا اوسکو بسبب کبر سنی کے کشمیر روانہ کیا۔ بادشاہ نے حسن ابدال میں اگر شاہزادہ مراد کو فرمان بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر کابل کو آگے روانہ ہو اس فرمان آنے پر بادشاہزادہ ۲۶ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ کو امیر الامرا کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوا چند منزلیں طی کی تہیں کہ راہوں کو برف سے پاک صاف کرنے کے لئے اور دشوار گذار گریوں کے ہموار کرنیکے واسطے اور پلوں کے باندہنے کے لئے امیر الامرا آگے روانہ ہوا نہم ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو بادشاہزادہ کابل میں آیا اور یہاں سے چلکر موضع منار میں خیمہ زن ہوا بادشاہ غرہ ربیع الثانی کو آب نیلاب کے پل سے اُترا اور پانچویں کو پشاور میں آیا علی مردان خان نے یہاں آکے ارک میں ایک مکان بنایا تھا اسمیں بادشاہ اترا۔ یہ مکان بطرز ایران بنایا تھا۔ وہ بادشاہ کو پسند نہ آیا۔ مگر پشاور میں اس نے جو چاروں طرف بازار مسقف گنج کی طرح مثمن بغدادی بنائے تھے اوسکی بادشاہ نے تعریف کی اور اوسکی نقل مکرمت خان ناظم دہلی پاس بھیجی جو قلعہ کی عمارت کا اہتمام کرتا تھا اور اوس کو حکم دیا کہ اوسکے مطابق قلعہ کے اندر

یہ خیال فاسد ہے کہ وہ برسون کے سوختہ دلون گدا پیشون منصبدارون کی
تمنا سے عہدہ برآ ہو سکین فقط بادشاہ نے سعد اللہ خان کو مکرر فرمایا کہ اگر بادشاہی
سپاہیون مین سے کوئی ایک بھی خرچ و باربرداری کے نہ ہونے کے سبب سے پیچھے
رہ جائیگا روز جزا مین اور اس زمانہ مین تجھ وزیر سے اوسکی بازخواست ہوگی
بادشاہ نے سزاولون کو پے بہم مقرر کیا کہ آدمیون کو لائین اور خزانہ سے تنخواہین پہنچائین
اور اخبار نویسون کو تاکید فرمائی کہ بے کم و کاست روداد لکھتے رہین۔
جب ہراول کتل طول پر پہنچا۔ یہ کتل اس سرزمین مین نہایت قلب ہی تو خبردارون
نے خبر دی کہ کتل سے نیچے ایک گروہ تا کہین چار ذراع اور بعض جگہہ کمر تک برف
چڑھا ہوا ہے تین ہزار بیلدار و تبردار و سنگتراش مع محصلان شدید محنت دیدہ
کے تعین کیئے اور کئی ہزار مددگار دہات سے جمع کئے اور سپاہ نے بھی اپنے عبور
کی آسانی کے لئے کمرین دامن کس کر برف روبی و برف کوبی مین ہمت صرف
کی اور دو روز اور ایک شب مین رات دن چراغون کی روشنی مین و تین ذراع
رستہ صاف کیا جسمین اونٹ بوجھ سمیت چلا جاے باقی برف کو کوٹ دیا کہ اسکے
اوپر سے لشکر چل سکے لیکن پھر بھی بیل و بیلدار کا کام باقی رہا۔ راجہ بیٹھلداس اور
اصالت خان کہ ہمیشہ ہراول ہوتے تھے گھوڑون سے اوتر کر درہ مین آتے تھے اور
آدمیون سے فرماتے تھے کہ راہون کو جیسا کہ چاہیئے صاف کرو اور ہر لحظہ انعام دیکر ترغیب
دیتے تھے اور کمال خوشدلی سے اپنے کام لے کر راہون کے پاک صاف کرنے مین
کوشش کرتے تھے اور خود بھی مزدورون سے زیادہ برف کو سپرون اور دامنون مین اوٹھاتے تھے
کہ اورون کی دلدہی ہو۔ غرض خود خوب کام کرتے تھے اور اورون سے کام
لیتے تھے۔ سہ پہر تک برف کے صاف کرنے مین اوقات صرف کرتے تھے اور آخر روز
مین دو نو سردار کتل سے گذرے۔ بہادر خان اور راجے اور ایک اور
بہادرون کی جماعت گروہ سے نیچے آئے۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ سے

جنگی تیول کا حاصل دوازدہ ماہہ ہو چھہ سو سوار سہ اسپہ کو داغ کرائی اور بارہ سو
سوار دو اسپہ کو اور دو سو سوار یک اسپہ کو اور علی ہذا القیاس لشکرون کو تعین کرنے
کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ منصبداری نقدی اور تیر انداز احدیون اور
برقنداز سوارون اور تفنگچی پیادون کو اور شاگرد پیشہ کو سہ ماہہ پیشگی دیدین اور
جاگیردارون کو جنکے داغ کے موافق حاصل جاگیر مقرر ہین ۔ تیول کے حاصل کا
چوتھا حصہ جو سہ ماہہ ہوتا ہے برسم مساعدت خزانہ سے تنخواہ دیدین تاکہ
خرچ کی تنگی نہ ہو۔ بعض نے دار السلطنت مین وجہ مذکور نہ پایا تھا کیا تو لشکر
ہین سبب سے کیا اس وجہ سے کہ کتل کی راہ مین برف بہت پڑی تھی اُس سے گذرنا
مشکل تھا۔ جانے مین توقف کر رہا تھا اور برف کی تخفیف کا انتظار کھینچ رہا تھا
بادشاہ نے دوبارہ سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ بہت جلد کابل جائے۔ بادشاہزادہ کو
کچھ بضاعۃ کہلا بھجوائین اور حکم دیا کہ جن لوگون نے سرمایہ پیشگی مساعدت نہین پائی انکو جلد
وہ دیدے کہ پھر کسی کو عذر چلنے مین نہ رہے۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اس عہد مین
جاہ و منصب کے متلاشی غور کرین کہ اُس عہد مین کیا خیر و برکت تھی اگر اس زمانہ مین
خدانخواستہ ایران اور توران کی طرف مہم ہو اور ہفت اقلیم سے غنیم کا ہجوم
خلل عظیم پیدا کرے تو بیچارے منصبدار و جاگیردار کیا کرین جنکا نام بے نشان لیا
جاتا ہے انمین سے سو مین جو دو صاحب طالع کہلاتے ہین انکو شاید روٹی کا ٹکڑا
جاگیر و منصب سے ملتا ہو۔ باقی سب کا کام فقر و فاقہ و گدائی و خفت سے
چلتا ہے اور جنکے نام نقدی ہے انکی طلب سال دو سال کی چڑھی ہوئی ہے
بالغرض انکے فقر و فاقہ کے حال سے بادشاہ کو اطلاع واقعی ہو اور ایسی مہم بھی پیش
ہو وہ یہ چاہے کہ تین چار مہینے کی طلب انکی چڑھی ہوئی طلب مین سے
دیدون اور خدا ترس و حق پرست وزیر بھی اسمین ساعی ہو تو خزانہ کے خالی
ہونے کے اور زر کے بہم نہ پہنچنے کی سبب سے او منصبداران محال کی کثرت سے

بادشاہ کے پیغام سُنائے آداب ملازمتُ ملاقات کے تعلیم و تلقین کے۔ جب وہ دولتخانہ مین داخل ہوا تو بادشاہ نے اوسکو خلوت خانہ میں بلایا خسرو آداب بجالا کر پابوس ہوا بادشاہ نے دست شفقت اوسکی پیٹھ اور سر پر رکھا اور بیٹھنے کا حکم دیا اسکے غمدیدہ محنت کشیدہ دل کا مرہم لطف سے علاج کیا خلعت وغیرہ اور منصب شش ہزاری و ہزار سوار عنایت کیا دو ہاتھی اور پچاس ہزار روپئے عنایت کئے اور خان دوران خان کی حویلی میں اوسکے کل مایحتاج کے کارخانے فرش وظروف سے مہیا کردیئے اور اوسکو وہان اوتارا۔

شاہزادہ مراد بخش نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلیج خان و خلیل اللہ خان و مرزا نوذر صفوی کو چاریکاران سے کہمرد اور غوری کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ کوچ بکوچ اونھون نے منزلین طے کین اور بڑے بڑے دشوار گذار مکانون سے گذرے۔ بلخ سے سوداگر آتے تھے اونکی زبانی راہ مین معلوم ہوا کہ اوزبکون کو بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر نہیں ہے اس لئے خلیل بیگ جلد روانہ ہوا کہ حصار کہمرد کو اوزبکون سے بے خبر جا کر لے لے۔ ۱۰ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ کو وہ کتل دندان شکن پر آیا بادشاہی لشکر کی خبر سُنکر قلعہ کے آدمیون کے ہاتھ پانون بھول گئے اور بہانے بنا کے چلتے بنے جب بادشاہی لشکر نے قلعہ کہمرد پر آلات قلعہ کشائی چلائے تو قلعہ نشینون نے چند تفنگ چلائے ایک سوار اور ایک آدمی خلیل بیگ (خلیل خان) کا مارا گیا اور چند آدمی زخمی ہوئے کہ اہل حصار نے کہا کہ اگر امان دو اور جان بخشی کرو تو قلعہ لے لو۔ خلیل بیگ نے امان دیکر قلعہ لے لیا اور وہی بادشاہ کی طرف سے یہان قلعہ دار مقرر ہوگیا قلیج خان و خلیل قلعہ سے خاطر جمع کرکے غوری کو روانہ ہوئے جب لشکر غوری کے پاس پہنچا تو حصن غوری کے حارس قباد میر آخور نے کمتر آویزو ستیز کرکے گریز اختیار کی اوزبکیہ نے اثناء گریز مین لشکر شاہی پر تیر باران کیا اور قلعہ مین داخل ہوئے

آٹھوین تک کتل سے نیچے فوج کے تمام سردار اور لشکر آدمی اتر آئے اور سب مل گئے
لیکن اس ہفتہ مین کارخانے نہین اُتر سکے -

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان بدخشان و قندوز مین تھا اوزبکیہ نے گھوڑے
اونٹ و گوسفند و غلہ اور تمام گھر کے اسباب برا اور وہان کے آدمیونکی ناموس
پر دست تعدی دراز کیا جامع مسجد کو جلا دیا اور سادات کی جماعت کو قتل کیا
اور نذر محمد خان اپنے حال مین ایسا درماندہ تھا کہ بیٹے کی خبر نہ لے سکا تو اوس نے
ناچار فرار بطریق ایلغار کر کے اور تین ہزار خانہ دار کے ساتھہ بادشاہزادہ پاس آنے کا
ارادہ کیا خسرو کا عمدہ نوکر محمد صدیق مع عریضہ کے جسمین ارادۂ ملازمت کا اظہار
تھا آیا - بادشاہزادہ نے اصالت خان کو حکم دیا کہ استقبال کے طور پر جا کر حقیقت سے
مطلع ہو جس صورت مین کہ اسکا ادعا واقعی ہو تو اوسکے ہمراہی کے آدمیون اور رعایا
کو چھوڑ کر خسرو خان کو مع اوسکے بیٹے محمد بدیع و مخصوصوں کے ملازمت کے لئے لے
آئے جب خسرو خان نزدیک آیا امیر الامرا نے گھوڑے پر سوار اس سے ملاقات
کی - پھر بادشاہزادہ کی خدمت مین آیا مراد بخش نے دو تین قدم استقبال کیا
اور بغلگیر ہوا اور اوسکا ہاتھہ پکڑ کر اپنی مسند کے کنارہ پر بٹھایا اور لطف و دلجوئی و خوشخوئی
سے اوسکی ملامت کے اشک کو اور کرتب کے عرق کو چشم و جبین سے پاک کیا
اور ایک جیغہ مرصع و یک تقوز پارچہ اور نو گھوڑے و یک فیل مع حوضۂ نقرہ اپنی
طرف سے اور پچاس ہزار روپئے بادشاہ کی طرف سے تواضع کئے اور امیر الامرا
نے سات گھوڑے دئے اور سات تقوز پارچہ سال کئے ضیافت و مہمان پرستی
کے بعد اوسکو بادشاہ پاس روانہ کیا - بادشاہ پاس جب وہ آیا تو مرحمت خان اوسکی
مہمانداری کے لئے اور اوسکے لانے کے لئے مقرر ہوا اور اوسکے ساتھہ فرمان
اور چار گھوڑے خاصہ مع زین طلا و مینا و یک پالکی اور چار ڈولی مع ساز طلا و
نقرہ اور بیس تقوز پارچہ روانہ کئے خسرو پاس مرحمت خان آیا -

چنگی جنگ او ازبکون کے ظلم سے رہائی ہوئی قندز پر پادشاہی قبضہ ہوا ہزارہا رعایا
بھوک پیاس سے مرتے تھے۔ کوئی دانہ انکے ہاتھ نہ آتا تھا اور بھوک کی جنکے منہ مین دانہ نہ گیا تھا پادشاہزادہ کے روبرو دعا
دیتی ہوئی آئین۔ شاہزادہ نے ایک لاکھ خانی (پچیس ہزار روپیہ) اور چار سو ذرعہ
پارچہ نقد انکو مرحمت کیا۔ راجہ راجروپ اور سید اسد اللہ کو سپاہ کے ساتھ قندز
مین متعین کیا اور قلعہ کی ضروری چیزون کے لئے دو لاکھ روپیہ راجہ کو دیئے۔ ۱۴ جمادی الاول کو لشکر بلخ کو روانہ کیا اسی تاریخ مین وہ نامہ جو شاہجہان نے نذر محمد خان
کو بطریق پند ونصائح واثبات تقصیرات لکھا تھا پادشاہزادہ پاس قندز مین آیا پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو لکھا تھا کہ اسکے مضمون پر مطلع ہو کر نذر محمد خان پاس بھجوا دیجئے اول
تقصیر جو نذر محمد خان سے ہوئی تھی یہ تھی کہ جنت مکانی کے ایام شورش مین اوس نے
سرحد کابل کی ملک و مال و رعایا مین خرابی کی اور انپر تعدی و بیرحمی کی وہ صفحہ
روزگار پر دور آخر تک قائم رہیگی پھر جب خواب غفلت سے وہ ہوش مین آیا تو اوس نے
عذر آمیز رسل و رسائل کے ارسال سے عفو جرائم کی التماس کی مگر دل مین کچھ اور رکھا
اور زبان پر کچھ اور۔ باوجودیکہ ندامت و خجالت کا اظہار اور اطاعت کا ادعا
کیا۔ مگر پادشاہ نے اسکو جس کام کرنے کو کہا اسمین صریح انحراف کیا چنانچہ وہ اس حاجی
کے باب مین پادشاہ نے پیغام بھیجا کہ وہ پناہ ہماری درگاہ مین لایا ہے اور بندہائے
پادشاہی کے جرگہ مین داخل ہوا ہے اسکے فرزندون اور ناموس کو بلا آفت جانی
و مالی حضور مین روانہ کرو۔ مگر اسنے برخلاف اسکے عمل کیا اور اسکے عیال کو ایسا تنگ
کیا کہ منکوحہ اسکی مع دختر کے زہر کھا کر مرگئی اس خبر کو سنکر وقاص حاجی ہمایون
اور غم و غصہ کے مارے مرگیا۔ خردمندون اور گمراہون کے طریقون مین یہ تفاوت
ہوتا ہے کہ جن ایام مین کہ میر خلیل اللہ مع اپنے بیٹے میر میران کے شاہ عباس سے
آزردہ ہو کر بطریق فرار کے جنت مکانی (جہانگیر) کے پاس آیا ہے اور اپنے
پوتون اصالت خان اور خلیل خان کو خردسالی کے سبب سے اپنی ساتھ اس

لشکر شاہی باشنہ کوب انکے پیچھے آیا اور پیادہ ہوکر قلعہ کے دروازہ پر حملہ آور ہوا
دونو طرف سے تیر و تفنگ نے آتش پیکار کو روشن کیا لشکر شاہی دروازہ کو توڑ
کر حصار مین گیا۔ قباد ارک مین گیا اور جب ارک بادشاہی لشکر نے لے لیا تو وہ ایک
حویلی مین گھسا لشکر شاہی نے اس حویلی کی فتح کا ارادہ کیا تو قباد نے مع پانسو
آدمیون کے اطاعت اختیار کی خلیل خان نے اسکو مع اسکے چار بیٹون اور کل
اہل عیال کے بادشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہزادہ مراد بخش ۷ جمادی الاولی کو کتل طول سے گذرا اور امیر الامرا
کے ساتھ قندوز کی طرف روانہ ہوا اور امیر الامرا کی صوابدید سے اصالت خان
کو مع فوج آگے روانہ کیا کہ وہ قندز مین جائے خود ۱۸ کو قندز کے باہر آیا۔
قندز کے آدمی اوزبکون اور الامان کے ظلم و ستم سے ایسے عاجز ہو رہے تھے
کہ وہ لشکر شاہی کو دیکھکر بڑے خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہمارے بھلے دن
آئے ہین۔ اس بیان کی شرح یہ ہے کہ جب خسرو کو دریافت ہوا کہ شاہ محمد
قطغان اور اور فتنہ گرا ایماقون کے گروہ کے ساتھ دریاے آمویہ سے گذر کر
قندز کے تاراج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین تو وہ بادشاہ کے پاس
چلا گیا جسکا اوپر ذکر ہوا۔ جب خسرو چلا گیا تو شاہ محمد اور اوزبک اور الامان
قندز مین آئے اور رعایا کو خوب لوٹا۔ بہت بے گناہون کو مارا انکے عیال اور
اطفال کو مقید کیا۔ جو کچھ مال اسباب انکا ظاہر مین دیکھا چھین لیا۔ قلعہ کے اندر مسجد
جامع اور مکانات کو جلا دیا۔ ۱۸ جمادی الاولی تک وہ یہی کام کرتے رہے
جب لشکر شاہی آیا تو دریاے قندز سے پار ہوکر فرار ہوگئے اور آستانہ امام
کی طرف متفرق ہوئے ہزارون بندگان خدا جو انکے ظلم سے درختزارون
اور غارون مین چھپے تھے اور قندز کے مضافات کے رہنے والے جو
کوہسار کے درون مین گھسکر خوف سے بید کی مانند لرز رہے تھے

لحاظ سے کہ اسنے ہمکو مزید مکنت وشوکت سے امتیاز بخشا ہے دار السلطنت لاہور
سے کابل مین ٢ ربیع الثانی سنہ ١٠٥٦ کو پہونچے اور اپنے بیٹے مراد بخش کو بہت لشکر و سامان
دے کر بدخشان کی طرف روانہ کیا کہ جہان وہ سرکش جماعت کو پائے سزا دے
اور نہین تو آگے بڑھ کر فساد کیش جماعت کی تنبیہ اور تباہ اندیش طبقہ کی تادیب
کرے خواہ وہ بلخ و بدخشان کے المان یا اور کافر نعمت ہون انہون نے
تمہین پرورد و دمان چنگیزی پر حملہ کیا ہے کلہاڑی اپنے پانون مین آپ ماری
ہے اور اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہین جسطرح امداد شاہزادہ سے طلب
کروگے وہ اسکے انجام دینے مین قیام کریگا ہمنے تمکو دوست سمجھ کر یہ خط لکھا ہے
اور شاہزادہ سے کہدیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کے موجب کارگذار ہو جب ہم نے
شاہزادہ خسرو تمہارے بیٹے پر جو عاجز ہوکر ہمارے پاس آیا اس قدر خاطر و
تواضع کی تو تم اگر اتحاد سے پیش آؤگے تو کس قدر عنایت تم پر ہوگی والسلام
شاہزادہ مراد بخش و امیر الامراء علی مردان خان لشکر کے ساتھ ١٢ جمادی الاولی
سنہ ١٠٥٦ کو منزل بمنزل بلخ کی طرف چلے ٢٤ جمادی الاولی کو جگدلک مین آئے
جو جیحون کے کنارہ پر ہے جگدلک سے خلم بارہ کروہ ہے اسمین ریگ بوم بے آب و
آبادانی کے ہے - ڈیڑھ پہر رات گئے جگدلک سے روانہ ہوئے اور ٢٥ کو
ڈیڑھ پہر دن چڑھے خلم مین آئے چونکہ سیاہ پہاڑون اور سنگلاخون کو
طے کرتی ہوئی کابل سے چلی آتی تھی اور بعض منزلون مین بھوکی پیاسی رہی تھی
منزلین کئی کئی کروہ کی طے کرتی تھی - ہر کروہ پانچہزار ذراع کا اور ہر ذراع ٢٤
انگشت شخص مستوی الخلقت کا ان کڑی منزلون مین کم بضاعت لشکر پرور آدمی مرگئے
خلم سے کہ بلخ سے تین منزل ہے - بادشاہزادہ نے نامہ مذکور اسحاق بیگ میر بخشی صوبہ
کابل کے ہاتھ نذر محمد خان پاس بھیجا - جب نذر محمد خان پاس یہ نامہ گیا تو اسنے
اس نامہ اور نامہ بردونو کا احترام کیا اور بہت خوش ہوکر یہ کہا کہ بادشاہنے

پریشان روزگاری مین نہین لاسکا توجنت مکانی نے شاہ عباس کو لکھا کہ انکو بھیجدے
اسکے سرانجام ضروری کے ساتھ باعزاز تمام انکو بھیجدیا جس سے محبت بڑھ گئی ایسی
ہی علیمردان خان جو بادشاہ پاس آگیا تھا اسکا بڑا بیٹا محمد علی شاہ ایران پاس
بطور یرغمال کے تھا۔ بادشاہ نے اسکو بلایا تو بلا توقف شاہ ایران نے بھیجدیا۔
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا + باوجود ان تقصیرات کے بادشاہ کے
دل مین آیا کہ اگر وہ ہماری جناب مین رجوع کرے تو اسکی اعانت مین کوشش کرکے
اسیر ظالمون اور شریک دولتون کے ہاتھ کو کوتاہ کرین اور بدخشان کی محافظت
کے واسطے شائستہ افواج بھیجدین اب بھی کچھ نہین گیا ہے۔ اگر وہ ہماری عنایات
سابق و لاحق پر خیال کرکے ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرے تو اسکو زیادہ ندامت
نہ ہوگی اور اسکا ملک اسکو واپس رہیگا۔ امیرالامرا نے یہ نامہ اسحاق بیگ بخشی کابل کے
ساتھ نذر محمد خان پاس روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ ..... دارالسلطنت
لاہور مین تمہارا خط جو بندہ بیگ کے ہاتھ تمنے بھیجا تھا ہماری نظر سے گذرا وہ مطلب سے
خالی تھا اسمین تمنے اپنا واقعی حال نہین لکھا تھا نامہ کا لکھنا یگانگی تھی اور اوسکی
بنا اتفاق پر تھی مگر اس زمانہ کے حقائق و اوضاع و اطوار کو اور ناسپاس حق
ناشناس فرقہ کی بے راہی کا نہ لکھنا بیگانگی تھی اور اسکی بنا عدم وفاق پر تھی
حالانکہ آج کل مصادقت کا وقت ہے نہ مجانبت کا۔ بہرکیف جب یہ تحقیق ہوا
کہ ازبکون اور المانون نے بغاوت کی ہے اور تمہارے ساتھ بے ادبی کی
ہے اور تمہارا حال ایسا تنگ کیا کہ سوائے قلعہ بلخ کے کوئی اور ملک تمہارے پاس
نہین چھوڑی ہے اور یہان ضعیفون اور مسکینون کو پامال کیا ہے اور انکے ناموس کو
برباد کیا ہے امن امان کا نشان تک نہین رکھا ہے سادات اور اہلبیت کو قتل
کیا ہے اس سبب سے کیا .. جانبین کی مروت و محبت کے سبب سے اور کیا حمیت
دین اور سلطین کے حال ترحم کی وجہ سے کیا خدا کی اس نعمت کے شکر کے

۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو شاہزادہ اور علی مردان خان لشکر کو لیکر کمال
شوکت و عظمت سے بلخ مین داخل ہوئے اس سرزمین کے باشندون نے کبھی ایسا
لشکر گران اس آرایش و نمایش کے ساتھ دیکھا نہ تھا بلکہ سُنا بھی نہ تھا۔ ہاتھیون
پر مخمل زربفت کی جھولین پڑی ہوئین اور برگستوان و پیرایے سیمین لگے ہوئے افواج
زرہ پہنے ہوئے یراق مرصع سونے کے اور گھوڑون کے ساز زرین و سیمین نشان
زرنگار اور پیادے تفنگچی نامدار اور بہت سے نقارے و علم اور کثرت سے خیل و حشم
سب دیکھکر وہ سب دنگ رہ گئے بادشاہزادہ نے رستم خان کو محمد قاسم میر آتش
اور مردم توپخانہ کے ساتھ تعین کیا کہ قلعہ بلخ مین جاکر مداخل و مخارج کا ضبط
کرے اور زیردستون کی حراست کرے اور شہر پر تصرف کرے اور رعایا کے
حال پریشان کی پرداخت کرے جو ازبکون کے ظلم سے نہایت شکستہ حال ہو رہی
ہے۔ شاہزادہ خود دروازہ کے باہر مقیم ہوا۔ دوبارہ اسحاق بیگ کو نذر محمد خان
پاس بھیجا اور یہ کہلا بھجوایا کہ ہماری خاطر صحبت کی نگران ہے جسوقت آپ شہر سے
باہر آئین اطلاع فرمائین کہ مین استقبال کرکے ملاقات کو آؤن پھر آپ جس منزل
مین جائین فروکش ہون وہان مین آؤن اور دوسرے روز آپ کو اپنی منزل
مین بلانے کی تکلیف دون اور ضیافت کرون اور اگر بے تکلف اول روز میری
منزل مین آپ تشریف لائین تو دوسرے روز ہمکو اپنا مہمان بنائین اگرچہ
طرفین مین یہ باتین ہوئین جو اوپر لکھی گئین مگر بادشاہزادہ سے نذر محمد خان کے
بعض مقربون نے آکر عرض کیا کہ اسحاق بیگ نے جو خان کو پیغام دیا تو اثناء
مجلس مین متغیر ہوا اور انقباض خاطر کے سبب سے حضار مجلس کو کھانا کھلایا اور
خود نہ کھایا غالباً وہ کبرسن کے سبب سے متوقع تھا کہ بادشاہزادہ مجھے بزرگ سمجھکر
[illegible]ان بے تکلف مہمان ہوگا غرض اصل حال معلوم نہین مگر خان آزردہ ہو گیا
اور اسنے بھاگنے کا ارادہ کیا یہین زن و فرزند کو چھوڑا اور اپنے ارادہ چھپانے

مجھ پر بڑا رحم کیا کہ ان جور سگال ناسپاس حق ناشناسون کے پنجے سے مجھے نکالا
مجھے تازہ زندگانی مل گئی جسوقت شاہزادہ یہان آئیگا مین تمام بلخ و بدخشان
اسکو حوالہ کرکے پادشاہ پاس کابل جاؤنگا اور اس قبلہ و کعبہ کی دستگیری سے
بیت اللہ روانہ ہونگا - نامہ کے جواب کو پادشاہزادہ کی ملاقات پر موقوف
رکھا اور اسحاق کو اپنے پاس شاہزادہ کے آنے تک روک رکھا اسحاق بیگ کو
نذر محمد خان کی حیرانی و پریشانی اور اوزبکون کی شوخی اور ملک کی شورش
کو دیکھکر یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین نذر محمد خان کو لوگ مار ڈالین اور اسکے
سارے اندوختون کو غارت کرین اسلئے اُسنے شاہزادہ کو لکھا کہ ایلغار کرکے
یہان آؤ اسحاق بیگ کے آنے سے پیشتر نذر محمد خان نے جو حاجب بیگ وزیر کے
ساتھ شاہزادہ پاس اس مضمون کی عرضداشت لکھ کر بھیجی تھی کہ تمام ملک و
دولت مین آپ کو تفویض کرتا ہون مجھے دو تین روز کی مہلت دیجیے کہ مین
حجاز کے سفر کا سامان درست کرکے شہر سے باہر آؤن شاہزادہ اور امیر الامرا
نے اسکو فریب جانا مگر جب اسحاق بیگ کا نوشتہ بھی آگیا تو ایک روز مین گیارہ
کروہ کی منزل طے کرکے پادشاہزادہ نے موضع بلاس پوش کو جو بلخ سے دو کروہ
تھا لشکرگاہ بنایا اسحاق بیگ آیا اُس نے جو کچھ دیکھا وہ سب شاہزادہ سے
مفصل حال عرض کیا - بعد نماز مغرب بہرام و سبحان قلی پسران نذر محمد خان مع
اعیان بلخ بے اطلاع معسکر مین اصالت خان کے خیمے کے پاس آئے اور اسے
اطلاع دی - اصالت خان نے کہا کہ اسطرح آنا نہین چاہیے تھا اسنے شاہزادہ
کو اطلاع دی - ابھی وہ براہ دراز سے آیا تھا خیمہ مین فرش بھی نہین بچھا تھا
ملنے آنے والون کو کچھ دیر ٹھیرنا پڑا - پادشاہزادہ نے اونکو بلایا اور
مسند پر بٹھایا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہہ دو کہ وہ جس طرح کی
امداد و اعانت چاہیگا وہ کی جائیگی پھر انکو خلعت دیکر رخصت کیا

تعداد لکھ کر ڈالدیتا تھا تاکہ کسی تحویلدار کو اسپر اطلاع نہ ہو اور نہ اسکے دفاتر مین لکھا جائے۔ تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پاس ستر لاکھ روپیہ کا اندوختہ تھا اسمین سے بارہ لاکھ روپیہ سرکار شاہی مین آیا اور پندرہ لاکھ روپیہ لٹ گیا کہ وہ قراپشی سے بلخ مین بھاگا تھا کچھ روپیہ پر عبدالعزیز خان تصرف ہوا کچھ اوزبکون اور المانون اور غارت گرون نے لوٹا۔ باقی سینتالیس لاکھ روپیہ مین سے اضطرار کے وقت اپنی سپاہ مین کچھ صرف کیا لشکر شاہی کے داخل ہونے سے دس پندرہ روز پیشتر سے اوزبکیہ و المانیہ و قلماق اردستان نے جنکے دفع کرنے مین وہ درماندہ تھا اسکے سامنے روپیہ خیرات لوٹا تھا اگر وہ حجرون کے دروازہ پر پہرے بیٹھاتا تو پیچھے کو مل لگا کے چرا کے لے جاتے اور اگر پیچھے کا انتظام کرتا تو دروازے توڑ کر لیجاتے پادشاہزادہ اور امیرالامرا نے نذر محمد خان کے دو بیٹون بہرام اور عبدالرحمن اور رستم ولد خسرو کو طلب کرکے تینون کو لہراسپخان و گرشاسف خان کے سپرد کیا اور ازواج و بنات۔ وجواری کی محافظت کے لئے معتمد آدمی مقرر کر دیئے شکراللہ عرب کو شہر کا کوتوال مقرر کیا اور مجلسون اور بازارون کا انتظام سپرد کیا کل ولایت کا حاصل جو پہلے نذر محمد خان سے تعلق رکھتا تھا اور اب پادشاہ کے تصرف مین آیا استقلال اور آبادانی ملک کی اور المانون کی غارت کی موقوفی اور سال کی موافقت کی صورت مین جمیع وجوہ سے ایک کرور شاہی (پچیس لاکھ روپیہ) کے قریب تھا اسمین سے بلخ اور اسکے مضافات کا حاصل ساٹھ لاکھ شاہی (پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب) تھا بدخشان اور اسکے توابع کا محصول فصلون کے اچھے ہونے کی حالت مین بیس لاکھ روپیہ یا کچھ زیادہ تھا مگر جب اس ملک کو اوزبکون اور المانون نے غارت کیا اور خان سراسیمہ بلخ مین آیا اور قلعہ نشین ہوا تو قلعہ بلخ سے وہ نکل نہ سکتا تھا انتظام کیا کرتا تو رفتہ رفتہ محصول نصف و چوتھائی رہ گیا۔ ماوراءالنہر امام قلی خان سے متعلق تھا اسکا محصول

کے لئے یہ مشہور کیا کہ وہ باغ مراد مین ضیافت کی تیاری کے لئے جاتا ہے خیمہ آگے
روانہ کیا اور مرصع پٹکا جسمین چند لعل لگے تھے کمر مین باندھا اور اس کے اوپر
زرہ اور زرہ پر زرہ پہنی اور کچھ زر و جواہر اور دو بیٹے سبحان قلی و تغلق محمد اور
چند ازبک اور غلام ساتھ لئے ظہر کے وقت باغ صفا کی طرف چلا اور یہان سے بھاگ
گیا۔ شہر بلخ کا حصار بہت وسیع تھا اسکا دور ساڑھے پانچ کروہ تھا۔ رستم خان و محمد قاسم
جو یہان محافظت کے لئے آئے تھے اسکے آٹھون دروازون کا انتظام پورا
نہ کیا تھا۔ بعض دروازون پر آدمی متعین کئے تھے اور بعض پر آدمی بھیجے تھے امن اور
رفاہیت کے زمانہ مین خان کی سواری کوئی امتیاز نہ رکھتی تھی۔ اس وقت پریشانی کا
ذکر تو کیا ہے۔ بادشاہی آدمی اندر اور باہر کے اسکے فرار ہونے پر مطلع نہ ہوے۔
نماز پیشین کے بعد مقصود بیگ علی کیفیت حال پر مطلع ہوا اور امیر الامرا کو بھیجکر شاہزادہ سے
حقیقت کو عرض کیا اندر باہر ازبکیہ و رفتنہ پردازون سے خالی نہ ہوا تھا اسلئے شاہزادہ
اور امیر الامرا نے اپنا جانا مصلحت نہ جانا۔ بہادر خان اور اصالت خان کو اسکے
تعاقب مین جلد روانہ کیا اور راجہ بیٹھلداس اور تمام راجپوت ہراول اور مہیس داس و
روپ سنگھ و رام سنگھ راٹھور راجپوت بے رخصت اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اس
لشکر کے مقرر کرنے مین شاہزادہ اور امیر الامرا ایسے مصروف ہوے کہ نذر محمد خان کے
اموال کے جمع کرنے کی فرصت نہ ہوئی۔ رستم خان و محمد قاسم شاہزادہ کے حکم کے منتظر
غرض اس عرصہ مین ازبکون نے نذر محمد خان کا مال لوٹ لیا۔ بادشاہی آدمیون کو بارہ
لاکھ روپئے کے مرصع آلات و طلا آلات و نقرہ آلات . . . . . . قریب
ڈھائی ہزار کے گھوڑے اور گھوڑیان اور تین سو اونٹ و اونٹنیان ہاتھ لگین نذر محمد خان
نے خست و بخل سے اور داد و دہش نہ کرنے سے اور جسجگہ جس طرح سے مال ہاتھ لگا اس کے
لینے سے جس قدر دولت جمع کی تھی۔ اسکی مقدار قرار واقع نہ معلوم ہوئی
وہ اپنے مال کو خود صندوقون مین رکھتا تھا اور ایک پرچہ مین اسکی تفصیل و

واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ

غرہ جمادی الثانیہ کو سنہ ۱۰۵۶ کو جلوس کا بیسوان سال شروع ہوا۔ ۳ کو لشکر شاہی بلخ مین داخل ہوا تھا جمعہ کو اس مسجد مین کہ نذر محمد خان نے اپنی حویلی کے باہر بنائی تھی شاہجہان کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا اور اُسی تاریخ مین شاہزادہ کی خدمت مین منصور حاجی چغتائیہ قلعہ دار ترمذ کے دو بیٹے محمد بخش و حمید اللہ بیگ آئے اور باپ کی عرضداشت لائے جو فرمان برداری اور خدمت گذاری پر مبنی تھی وہ شاہزادہ کے روبرو پیش کی شاہزادہ نے اسکے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ خلعت او رنشان اور یہ فرمان بھیجا کہ جبتک یہان سے کوئی قلعہ دار نہ بھیجا جاوے تب تک وہ قلعہ ترمذ کو جو اس طرف آب آمویہ کے ہے حراست کرے بعد ازان امیر الامرائے سعادت بن ظفر خان بن زین خان کوکلتاش کو اس قلعہ کی حراست کے لئے روانہ کیا اور منصور حاجی کو بلخ مین طلب کیا۔

بادشاہ کو علی مردان کی عرضداشت کے دوشنبہ دوم کو مژدہ فتح بلخ و بدخشان سنایا اس خداشناس نے عنایت الٰہی کے سجدات شکر کئے آپس مین خوب مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی۔ آٹھ روز جشن رہا ہر روز نیا سامان عیش و طرب تیار ہوا نصیرائے شیراز نے اس فتح کی یہہ تاریخ بطریق تعمیہ کہی۔

والی توران برآرا زملک توران آگہی تانی صاحبقران بنشان بجایش کن حساب

ملک توران۔ والی توران = ۷۱ھ اور ۱۱۲۷ھ تانی صاحبقران = ۱۰۵۶۔

پانچوین جمادی الثانیہ کو بادشاہ پاس بادشاہزادہ مراد بخش کی عرضداشت اور قلعہ بلخ کی کنجیان آئین۔

بہادر خان و اصالت خان نے مع سادات و افغانون کے نذر محمد خان کا تعاقب کیا اور راجپوتون کی جماعت نے اپنی جلادت ظاہر کرنے کے لئے

اسی قدر تھا مگر ملک کی قسمت کے وقت بڑے بھائی کا حصہ باعتبار وسعت حاصل
کے زیادہ تھا مگر نذر محمد خان کی پرداخت کے سبب بکثرت زراعت اور توفیر عمارت
سے بلخ و بدخشان کا حاصل بڑھ گیا تھا اور ماوراء النہر کا محصول ان کی فرمان روائی کے
نارسائی اور بے پروائی سے بڑھا نہیں بلکہ گھٹ گیا۔ بادشاہ کے پنجہزاری پنج ہزار
سوار دو اسپہ و سہ اسپہ میں سے ہر ایک پچیس لاکھ روپیہ پاتے ہیں سعد اللہ خان
و علی مردان خان کا تو کیا ذکر ہے ان دونوں بھائیوں کے نوکر علاوہ خواصفت
ہزار سوار تھے۔ بڑے بھائی کے چار ہزار اور چھوٹے بھائی کے [illegible] ہزار جن کے
سرداروں کی تنخواہ کی تفصیل یہ ہے عبد الرحمن دیوان بیگی اسی ہزار روپیہ
یلنگتوش اتالیق ستر ہزار اتالیق بخارا اسی قدر بلکہ کمتر اور [illegible] پچاس ہزار [illegible]
چالیس ہزار اور نوکروں کا ذکر بیان کے قابل نہیں [illegible] اور اتالیق [illegible]
کو کچھ نہیں ماوراء النہر کو جو توران سے جدا لکھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں ولایتوں
کے درمیان ایک بڑا دریا جیحون ہے جسکو آموں بھی کہتے ہیں بہادر لشکروں میں
راجپوتوں نے وہ کام کیے جو پہلے کبھی ایسے نہ ہوئے تھے تفصیل یہ ہے
اول اہل اسلام بادشاہ کے حکم سے راجپوتوں کا دریائے سندھ سے پار اترنا جو
مذہباً انکو منع تھا دوم ایسی بے راہ کوہستانی راہوں پر چلنا جنکا کاٹنا پہاڑ کے
کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا سوم ان راہوں میں مشقت شاقہ ایسی اٹھائی کہ خود انھوں
نے ہاتھ میں کودال اور کندھے پر پھاوڑہ رکھکر کام کیا اور سپروں اور دامنوں میں
برف کو اٹھا کر ڈھویا چہارم برف و باران کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی
یہ لوگ نہ تھے پنجم جنگجو وحشی خوارزمیوں سے لڑنا گو راجپوت اکثر انھوں میں مارے
جاتے مگر وہ اوزبکیوں کو شکست دیتے تھے ششم اپنے بچاؤ اور حملہ کے لئے
قلعوں کا تیار رکھنا غرض جو کام کیا وہ مشکل تھا مگر ان کاموں کو سہل سمجھنا انہیں دلاور
اور بہادر راجپوتوں کا کام تھا۔

بازگشت کی جرأت کرتے تھے وہ قتل و اسیر ہوتے تھے بہت سے کشتہ ہوئے
جو زندہ رہے اُنہوں نے ترک رفاقت کی اس بیکسی کی حالت مین سب با نہزار
آدمی نذر محمد خان کے رفیق رہے انکے ساتھ وہ اندجان کی طرف چلا بعض
مفسدہ پیشون واقعہ طلب نے اس آشوب کے وقت مین سبحان قلیخان کو
نذر محمد خان سے جدا کیا اور اسکو اپنی ساتھ لیکر بخارا کی طرف بھاگے۔
فوج شاہی نے آخر روز تک تعاقب کیا۔ رات کو شبرغان مین آرام کیا گھوڑے اور
اونٹ اور بہت سے اقمشہ جمع کئے جنکو ازبک لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور
اُنکو راہون مین بہ سبب تنگ ہونے کے پھینکتے جاتے تھے اس رات کو فوج
شاہی خوب دودھ پی کر گوشت کھا کر اپنی تان کر سوئی آگے جانے کی قوت
اپنے مین نہین دیکھی حقیقت حال کو شاہزادہ سے عرض کیا اُس نے حکم مراجعت
بھیجدیا۔ چونکہ بادشاہزادہ نے خلیل اللہ خان کو بھی افواج گران کے ساتھ
کل سپاہ سابق و حال کی سرداری دیکر نذر محمد خان کے تعاقب مین بھیجا تھا
شاہزادہ نے نذر محمد خان کی ہزیمت پانے کی اور فوج سابق کی معاودت
کی خبر سنی وہ علی مردان خان کے تسلط اور زیادہ اختیار سے اور اس
ملک کی وضع و آب ہوا کے ناخوش آنے سے اور بعض ہواخواہون کی رہنمونی
سے اس ولایت کے رہنے سے دل برداشتہ ہوا خلیل اللہ خان کو مراجعت
کا حکم بھیجا اور بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ
اس ملک نو مفتوح اور فوج مین کوئی اور سردار مقرر ہو اور بندہ کو حضور طلب
فرمائین اس عرض سے بادشاہ کی خاطر گران ہوئی جواب مین فرمان صادر
کیا گیا کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ کی عنایت سے
ملک بلخ و بدخشان تسخیر ہو گا تو ہم اس نور چشم کو عنایت کرینگے الٰہ دمتعال
کی عنایت سے میرے خاندان کی آرزوئے دیرینہ برآئی۔ ابھی تک

انکی رفاقت کی نذر محمد خان کے تعاقب مین پر وحشت دشت مین اُس کا سراغ
لگاتے ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے ایک دن سترہ شمارہ کردہ زمین . . . طے کرکے
ایسی جگہ مین آگئے کہ اندھیری رات مین راہ بھول گئی - یہ سفر دن کے آخر پہر سے
دوسرے دن کے اوّل پہر تک ہوتا تھا - کہین انکو علف اور جو گھوڑون کے لئے
پیدا نہ ہوا اور دوسرے روز جتنی راہ گئے اُمین چارہ اور پانی کا نشان نہ پایا -
گھوڑے تھک گئے سوارون مین رہ نوردی کی طاقت نہ رہی راجپوت اپنے آنے
سے دل مین پشیمان تھے مگر غیرت کے تقاضے سے اپنے ہمراہیون سے پیچھے قدم
نہین رکھتے تھے اوزبکیہ کے نمودار ہونے سے اور ان کے پھیلنے سے رات دن سونے
کھانے کا آرام حرام تھا - گرمی کی وہ شدت تھی کہ آسمان سے آگ برستی تھی
اور آب نایاب تھا - کمال تکلیف اوٹھاکر تعاقب سے ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے
اور بہ ہیئت مجموعی بادیہ نوردی کرتے تھے یہان تک کہ ایک آباد جگہ غوطی مین پہنچے یہان
اونہون نے خبر سُنی کہ نذر محمد خان پاس دس ہزار کے قریب اوزبک جمع ہو گئے
تھے - تمام صحرانشینون مین سے اکثر مال و عیال کے لٹ جانے کا ملاحظہ کرکے خان
کے رفیق بنے تھے اب جو اونہون نے ہندوستان کے لشکر کے قریب آنیکی خبر
سُنی تو وہ مع اپنے مال و عیال کے قلب غارون اور پہاڑون مین گھس گئے
اور قریب چار ہزار کے دیوان بیگی و اتالیق و ابراہیم بکاول و محمد امین کتابدار
کی رفاقت مین خان کی ہمراہ رہ گئے اور فوج شاہی سے لڑنے کو مستعد ہوئے
جب لشکر شاہی نذر محمد خان کی فوج کے قریب آیا تو اوزبکیہ دفعۃً نمودار ہوئے
اور تیر چھوڑنے لگے بادشاہی لشکر کی طرف سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی
اور بان و تفنگ چھوڑنے شروع کئے آتش فشان بانون اور جان ستان
توپون نے فوج اوزبکیہ مین تزلزل پیدا کر دیا طرفین سے ایک جماعت کشتہ
ہوئی - نذر محمد خان کو ہزیمت ہوئی جو اوزبک گریزہ مین تیر مارنے کے لئے

بادشاہ کی رہنمونی سے باہم مرافقت و موافقت کے ساتھ سرانجام دین اگر
نجابت خان ولد مرزا شاہرخ جسکے باپ دادا حکومت بدخشان پر سرفراز
رہے ہین اگر اس ملک کی صوبہ داری کو عنایت عظیمہ سمجھے اور بہت آرزو سے
قبول کرے تو یہ خدمت اسکو تفویض کرے اور اگر وہ پست فطرتی اور بیدلی
سے اپنے باپ دادا کی جانشینی کی قابلیت نہ رکھے تو استادگی کرے قلیچ خان
کو سپاہ کے ساتھ جتنی درکار ہو وہان بھیجدے کہ وہ بدخشان اور اسکے توابع کا
انتظام کرے رستم خان کو جمعیت شائستہ کے ساتھ اندخود اور اسکے مضافات کے
لئے معین کرے اور توابع بلخ کے ہر قلعہ محال کے لیئے بہادر خان و اصالت خان
کی صوابدید سے اور حدود بدخشان کے قلعون و مواضع کے لئے وہان کی
صوبہ دار سے اتفاق کرکے ایک معتمد کو مقرر کرے اور اسکے پاس جسقدر منصبدار
واحدی و برق انداز و پیادہ تفنگچی مناسب جانے بھیجدے اور لعل بدخشان
کی کان کا مہتمم بھی کوئی جیدکار دیانت دار امانت گذار بھیجدے اور اس دیار
کے باشندون کے احوال پر توجہ کرے اور اس ولایت کی جمع و حاصل کی تحقیق
کرے اور جہان جمع پیشین مین سنگینی ہو اسکی تخفیف کرے اور لشکر شاہی سے
جو بزرگرون و باغبانون و فالیز بانون کا زراعات و باغون و فالیزون
مین نقصان ہوا ہو اسکی عوض مین زر نقد خزانہ عامرہ سے دیدے —
منصبداران نقدی کو سہ ماہی پیشگی اور منصبداران جاگیردار کو انکی
جمعیت کے اندازہ کے موافق جسقدر مناسب جانے خزانہ عامرہ سے مساعدت
کے طور پر تنخواہ دیدے اور بعض بندگان جاگیر بردہ کو بطور دستوری جو
حضور نے قرار دی ہے امکنہ مقبوضہ سے بقول تنخواہ مین دیدے۔ بہرام و عبدالرحمن
پسران نذر محمد خان کو اور رستم ولد خسرو کو جو بلخ مین ہین اور تمام اسکے درونی
اور بیرونی وابستون کو راجہ بیٹھلداس ور خلیل اللہ خان و لہراسپ خان

قلعہ جات کا نسق و ویران شدہ ملک کا انتظام اور دل شکستہ رعایا کی تسلی
اور حکام کا تعین اور تھانہ بندی کا اہتمام صورت پذیر نہیں ہوا یہ تمہارا ارادہ تباہ
شدہ رعایا اور سپاہ اور تمام یہان کے رہنے والون کی دلشکنی کا سبب ہوگا
خصوصاً اخلاص شعار چغتائیون کا کہ وہ مدتون سے خدا سے دعا مانگتے تھے کہ
یہ آرزو انکی پوری ہو وہ نہایت ملول خاطر ہونگے صلاح دولت آئین ہی کہ
کچھ مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ اس جگہ فرمان روائی کرو باوجود اس
جواب عنایت آمیز عتاب اثر کے بادشاہزادہ یہان رہنے پر راضی نہ ہوا
مکرر استعفا لکھا بلکہ استعفا کے جواب آنے سے پہلے خلیل اللہ خان کو بلخ حوالہ
کیا اور پیش خیمہ باہر لگانے کا حکم دیا اس نافرمانی سے بادشاہ کو نہایت
گرانی خاطر ہوئی بادشاہزادہ کے منصب اور جاگیر کو بدل دیا اور ملتان کا
صوبہ دیا۔

بادشاہ بلخ کی شوریدہ احوال کی اصلاح کے لئے چاہتا تھا کہ کسی ایسے معتمد
و معتبر مزاج شناس کاردان کو بھیجے جسکی گفتار و کردار کا سب کو اعتبار ہو جسکی
رضا سے امید جسکی شکایت سے خوف ہو اسلئے مدار المہام علامی سعد اللہ خان کو
بلخ بھیجا حکم دیا کہ بہت جلد وہان پہنچے اگر ہو سکے تو بادشاہزادہ کو پیغام نصیحت آمیز
سے معقول کرکے خطا سے باز رکھے اور اگر جانے کہ وہ کچھ نہیں سنتا تو اصلا اسکے
ملاقات نہ کرے اور امراء کو بھی اسکی ملاقات سے منع کردے صوبہ بلخ کی
حکومت بہادر خان اور اصالت خان کو سپرد کرے بہادر خان اہل تمرد اور
فساد کا استیصال کرے اسمین حمیت ہے اور وہ حمیت دار سردار ہے اور وہ
سپاہ کا کام اور خزانہ کی داد و ستد اور اس دیار کے باشندون اور رعایا
کی پرداخت اصالت خان کو سپرد کرے جو مزاج آشنائی و فہمیدگی و
حسن سلوک سے موصوف ہے تاکہ امور ملکداری کی بنا جو کچھ کرنا چاہیے

جنکا خیال آگے آئیگا امیر الامراء کو حکم ہوا کہ جب سعد اللہ خان بدخشان مین پہنچے
تو امیر الامراء قندز مین جاے اور گروہ مذکور کی تنبیہ کرکے آب جیحون سے پار اتار دے
ناظم بدخشان کو اپنی مہمات کی سربراہی کے لیئے بلخ مین توقف ہوگا اس کے
پہنچنے تک امیر الامراء قندز مین رہے اور جب صوبہ دار بدخشان مین آجائے
تو وہ کابل کو جاے جبکا وہ ناظم ہے۔ غرض بادشاہ نے یہ ساری باتین
سعد اللہ خان کو سمجھا کر ۲۶ جمادی الثانیہ کو رخصت کیا اور سید فیروز کو حکم ہوا کہ
پچیس لاکھ روپیہ کا خزانہ علوفہ سپاہ اور اور مصالح کے لیئے پنجشیر کی راہ سے بلخ
پہنچا کر چلا آئے۔ سعد اللہ خان ختجان کی راہ سے گیارہ روز مین دوڑا۔
آٹھوین رجب کو بلخ مین پہنچا۔ شاہزادہ کو سمجھایا کہ وہ اپنے معاودت کے عزم
کو فسخ کرے جس سے قبلۂ دین و دنیا کی ناراضی نہ ہو اور نصیحتین کین مگر
کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو اس نے تمام بندہاے بادشاہی کو منع کر دیا کہ شاہزادہ
کے گھر نہ جائین۔ بہادر خان اور اصالت خان کو بلخ کی صوبہ داری کی تسلیم
کی اور ان کے اتفاق سے مہمات کا انجام دینا شروع کیا تھانہ دار اور
قلعون کے قلعہ دار مقرر کیئے نجابت خان نے بدخشان کی صوبہ داری نہین
قبول کی قلیچ خان کو وہ سپرد ہوئی۔ غرض تمام مقامات قلعون اور تھانون
مین امراء مقرر ہو گئے اور سپاہ جو انکے لیئے مناسب تھی مقرر ہوئی۔ سعد اللہ خان
نے رات کو رات جانا نہ دن کو دن۔ بائیس روز مین بادشاہ کے تمام
احکام کی تعمیل کر دی اور سارا انتظام کر دیا۔

بادشاہزادہ نے قندز مین راجروپ کو مقرر کیا تھا اس راجہ پر ازبکون
کی ایک جماعت نے جنکو المانی کہتے تھے آب آمون سے عبور کرنے کے لیئے
ہجوم کیا یہ دریا ہی اس راہ کا سد راہ تھا انکے مقابلہ مین راجہ نے
تردد نمایان کیا بہت آدمی کام آئے اور طرفین سے مگر غالب و مغلوب

جنکے حوالہ مراد بخش نے انکو کیا ہے اور مہیں مرو اس راٹھور کو ہماری پاس بھیجدی اور نذر محمد خان کے گھوڑون اور آدمیون مین جنکو ہمارے لائق جانے بدفعات ارسال کرے اور شکاری جانور شنقار و طوغیون وغیرہ کا اہتمام کرکے مرزا نودصفوی خوش بیگی کو حوالہ کرے بلخ کے حصار بیرونی اور قلعہ اندرونی کی مرمت واستواری کے لئے جسقدر بیلدارون اور عملہ کی ضرورت ہو انسے نوکر اجو موجود کرین ان کو تاکید کے ساتھ کاروبار مین لگاے خواجون وعلماء ومشاہیر بلخ مین سے جنکو سزاوار حضور جانے اور خان کے نوکرون مین جو ہماری طرف رجوع لائے ہون یا ہاتھ لگے ہون انکو بھیجدی اور بندہاے شاہی مین سے سواے انکے جنکی طلب مین فرمان صادر ہو چکا ہے جو کوئی ہمارے پاس آنے کی خواہش کرے اسکو بیم وامید دلاکے اور وعدہ وعید کرکے اس ارادہ سے باز رکھے اور جو تو کر اس اپنی آرزو کو نہ چھوڑے یا جس خدمت پر اس صوبہ مین مقرر ہو اس کو قبول نہ کرے تو اسکو تغیر منصب وجاگیر سے تنبیہ کری اور جس کسی کی خدمتگذاری اور اخلاص مندی وجان سپاری اسپر ظاہر ہو اسکے اضافہ منصب اور سوار کے التماس کرے وہان کے سایہ خانے مین خوا مین توران نے تانبا ملادیا ہے اسکو دار الضرب بلخ مین گلاکر جسقدر اس مین تانبا ملا ہو جاندی بڑھاکر اسکو چوتھائی روپئے کی برابر مقرر کردے اور اسپر ہمارے نام کا سکہ لگاے چونکہ مدت سے اوزبک اور قزلباش مین تخالف مذہب کے سبب سے عداوت ایسی بڑھ گئی ہے کہ کسی وجہ سے موافقت وموالفت کی صورت نہ ہوگی اسلئے صوبہ بلخ کا انتظام امیر الامراء علی مردان خان کو گو وہ اہلسنت وجماعت کے زمرہ مین آگیا ہے سپرد کرنا مناسب نہ جانا۔ شاہزادہ اور بعض اور امرا کی بے موقع حرکت سے ایک جماعت کثیر طوائف المان آب جیحون سے اتر کر بدخشان کی بعض حدود ومحال مین شورش وفساد مچاتے تھے

تو اُسنے خسرو کو پہچان کر کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ سے ہے اور اسکا باپ ہمارے قوم مین معتبر تھا اسلئے خان نے اُسکو اویماق ترکمن کا سردار کرایا۔ اب رستم خان کی سفارش سے بادشاہ نے منصب ہزاری ذات و پانصد پر سرافراز کیا راجہ دیبی سنگہ اور المانیون کی لڑائی ہوئی۔ المانی لشکر شاہی کی ایک قطار اونٹون کی چھین کر لے گئی تھی اسکو راجہ نے خلاص کیا۔ راجہ کو انکے پندرہ سو سوارون نے گھیر لیا۔ راجہ کے کئی قریب کے رشتہ دار مارے گئے۔ راجہ اور اسکے رجپوتون نے تہادر رانہ عزم مرنے کا کر لیا تھا کہ محمد قاسم کا لشکر انکی مدد کو آگیا اور اُنھون نے المانیون کو مارکر بھگا دیا۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نذر محمد خان ایران کو گیا ہے تو میر عزیز کو کہ پہلے بھی نذر محمد خان پاس سفیر بن کر گیا تھا واپس روانہ کیا اور علامی سعد اللہ خان سے ایک نامہ خان کے نام لکھا کر اسکو دیا جسکا حاصل مضمون یہ تھا۔

بعد القاب و آداب گذارش مطلب یہ تھا کہ جب شاہزادہ مراد نواحی بلخ مین گیا تھا تو تم نے اسکے استقبال کے لیے بیٹون کو بھیجا اور جب شہزادہ کنارہ بلخ پر آیا تو اُس نے عنفوان جوانی کے سبب سے ریش سفیدون کے ساتھ بعض ناسزا ادا مین کین۔ با وجودیکہ تم قلعہ مین تھے اُس نے رستم خان کو بھیجدیا۔ اور تم کو مجبور کیا کہ شبرغان کی طرف چلو۔ خداوندان قدر کی قدر صاحب دل اور اہل فضل کے فضل کو اصحاب فضل جانتے ہین مگر تم کو چاہیے تھا کہ میرے پاس آتے جسمین تمہاری بہبود کار ہوتی لیکن تدبیر پر تقدیر تقدم رکھتی ہے ابھی تمہاری قسمت مین مشقت اُٹھانی باقی تھی بہر تقدیر ہم اپنے ما فی الضمیر کو تم پر ظاہر کرتے ہین کہ اس دیار مین لشکر بھیجنے سے ہمارا ارادہ سوا اسکے کچھ اور نہ تھا کہ فتنہ جو ازبکون اور زشت خو المانیون کی تنبیہ کرین جنکے رویہ ناہنجار جور و خونخواری و ظلم و بیداد سے سب طرف خلقت الامان مانگتی ہے

اور سخت محاربے ہوئے ہر بار اوزبکون کو شکست ہوئی امیرالامراء کے پہنچنے تک تا موجب حکم کے راجہ خود آیا اس گروہ کی تادیب مین مصروف رہا اور کارزار ہای رستمانہ راجہ سے ظہور مین آئین کو لاب مین بھی شاہ جہان صاحب قران ثانی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جب شاہزادہ مرادبخش کے حکم سے بہادر خان و اصالت خان نے اندخود (اندخوی) سے مراجعت کی تو حوالی اندخو مین المانیون نے تاخت کی۔ خواجہ کمال ارباب اندخو سے جو بادشاہ کا دولت خواہ تھا حصار سے انکی مدافعت کے لیئے نکلا اور شہید ہوا۔ رستم خان اس طرف روانہ ہوا اور پل خطب سے کوچ کیا تو اس نے سنا کہ پانچ گروہ پر بہت سے المانی جمع ہین انکی تنبیہ کے لیئے اس نے محمد قاسم داروغہ توپخانہ کو دو ہزار تفنگچیون کے ساتھ بطور ہراول کے بھیجا کہ اس درمیان مین خسرو بیگ ترکمن قوشبیگی نذر محمد خان کا آدمی آیا اور اسنے اسکی طرف سے یہ ظاہر کیا کہ ایک جماعت المانیون کی ان چلو دو ادیما قات پر تاخت کر کے مال اور مواشی لوٹ کر لے گئی ہے اور چاہتی ہے کہ میری یورت پر حملہ کرے۔ بادشاہ کی خدمت گذاری کے سوا اور کوئی خیال مجھے نہین ہے امیدوار ہون کہ کومک کر کے ان شریرون کے شر سے مجھے رستگاری دی جائے۔ رستم خان خود خان سے ملنے گیا۔ المانیون نے قیدیون اور مال کو ایک رباط کے حوالی مین جو یہان تھی جمع کیا تھا۔ لشکر شاہی نے لڑکر انکو بھگا دیا اور جو اسپ و شتر و گاؤ و گوسفند وغیرہ لوٹ کر لے گئے تھے وہ سب چھین لیئے اور جنکا مال لٹا تھا انہون نے اپنا مال پہچان کر لے لیا۔ شبرغان کی حدود مین جو الماں جمع ہوئے تھے وہ بھی غارت ہوئے خسرو بیگ نے اس دن پہلوانہ کام کیا کہ بادشاہ کی اطاعت مین آکر مع اپنے قبیلہ کے رستم خان کی ہمراہ اندخود مین آیا۔ خسرو کا حال یہ ہی کہ وہ پانچ چھہ برس کی عمر مین قید ہوا تھا۔ نذر محمد خان نے اسکو خرید کر تربیت کیا اسکے حسن صوری و معنوی کے سبب سے نذر محمد خان کو اس سے علاقۂ محبت پیدا ہوا جب اس نے آور کنج کو فتح کیا جسمین ایماق ترکمن ہتی تھی تو اس نے

ہزار سوار کا مرحمت ہوا عبدالرحمن اور رستم کم عمر تھے انمین سے ہر ایک کا سو روپیہ
یومیہ مقرر ہوا اور تربیت کے واسطے داراشکوہ کے سپرد ہوئے نذر محمد خان کی زوجہ دختر
کو بیگم صاحب نے اپنے پاس بلالیا اور بہت دلاسا دیا اور خلعت و زیور عطا کیا ہر ایک
کے واسطے مکان و یومیہ مقرر کیا اور فرمایا کہ نذر محمد خان جہان ہوگا وہان پہنچا دیئے
جائینگے - بادشاہزادہ شجاع کو بنگالہ اور محمد اورنگزیب کو احمد آباد سے بلانے کا
فرمان لکھا گیا صوبہ گجرات مین شائستہ خان مقرر ہوا اور صوبہ بہار کا صوبہ بنگالہ سمیت معہ
اعتماد خان صوبہ دار بہار کو سپرد ہوا - شائستہ خان کی جگہہ صوبہ مالوہ مین شیخ [illegible]
مقرر ہوا اور اسکی جگہہ جونپور مین میرزا حسن صفوی و سعد اللہ خان بلخ سے یلغار کرکے
بادشاہ کی خدمت مین آیا - ایک ہزار سوار کا اضافہ ہوا وہ شش ہزاری پانچ ہزار سوار
ہفتم شعبان ۱۰۵۶ھ کو دارالملک کابل سے دارالسلطنۃ لاہور کو بادشاہ روانہ ہوا
نذر محمد خان کے بیٹون و متوسلون کو پہلے روانہ کیا اور سعد اللہ خان کو فرمایا کہ ایک
نامہ اتحاد جسمین فتح بلخ و بدخشان کا ذکر ہو شاہ عباس کو لکھے نذر محمد خان کے مال
منضبطہ مین سے اکثر چیزین کم بہا تھین ان مین سے ولایت تازہ مفتوح کی نشان
شگون کے لیئے بادشاہ نے سب سے بہتر چیزین شاہ ایران کے لیئے بسبیل
انتخاب کین شمشیر مرصع معہ پرتلہ گران بہا اور خنجر مرصع عنامہ اور دیگر تحائف سلاطین
کے ساتھ ایران روانہ کیئے اس نامہ کے چند فقرے ترجمہ کیئے جاتے ہین ان لوگون
مین ہم نے سنا کہ بلخ و بدخشان مین فرقہ ازبکیہ نے سر اٹھایا اور ادہم مچایا ہے
روز معاد کی باز پرس اور سطوت رب العباد سے چشم پوشی کی ہے اور دست
باطل پرست کو ہمیشہ جور و جفا سے باہر نکالا ہے اول اپنے والی کے انقیاد کے
جادہ سے باہر قدم رکھا ہے اور اسکا ناک مین دم کیا ہے اور بہت ناہنجار
اوامین اور دور از کار بے اعتدالی کرتے ہین اور وہان کے ضعفا و غربا کو ستاتے
ہین اور مسلمانون کی حرمت و ناموس کو خاک مین ملاتے ہین امن و امان بالکل

اور بعد اس تنبیہ کے تم کو باوجود تقصیرات کے اس ملک پر بحال رکھیں اور تمہاری مدد اور اعانت کے لئے ایک فوج بدخشان میں رکھیں اور اسکے بعد ہم اپنے پایۂ تخت کو مراجعت کریں مگر تم ہوش عقل باختہ ایسے ہوئے کہ محض وہم سے اور بدخواہوں کی رہنمونی سے اس سمت کو روانہ ہوئے اور فرزند و عیال و ناموس کو یہاں چھوڑ گئے اگر تم اپنے معتمدوں میں سے کسی کو بھیجو تو محل نشینوں کو بہ احتیاط سرانجام کر کے روانہ کروں اور نہیں تو انکی وجہ معاش ہر ایک کے لایق میں مقرر کروں اور اپنے پاس رکھوں۔ میر عزیز اس نامہ کو لے کر فراہ کی راہ سے عراق کی سرحد میں داخل ہوا اس نے سنا کہ نذر محمد خان صفاہان کو چلا گیا۔ جان نثار خان بادشاہ کی طرف سے ایلچی شاہ ایران کے پاس جاتا تھا اسکے ساتھ میر عزیز مکتوب سمیت پہنچا یہاں اسکو خبر لگی کہ نذر محمد خان سوء مزاجی کے سبب پھر خراسان کو فراہ کی راہ سے گیا۔ میر عزیز نے چاہا کہ مراجعت کرے۔ شاہ عباس نے اطلاع پاکر اسکو منع کیا کہ اغلب یہ ہے کہ نذر محمد خان بہ سبب جنون اور آشفتہ دماغی کے جو اسکے حال میں بڑھ گئی ہیں اسکے ساتھ معقول سلوک نہ کرے بہتر ہی کہ وہ جان نثار خان کے پہنچنے تک توقف کرے اور اپنی بادشاہ کو حقیقت لکھ بھیجے اور موافق حکم کے عمل کرے۔ جب بادشاہ پاس میر عزیز کا عریضہ پہنچا تو شاہ ایران کی مصلحت کو اس نے پسند کیا میر عزیز کو مراجعت کے لئے حکم صادر فرمایا۔

بادشاہ نے پچیس لاکھ روپیہ قلعہ دار غزنی پاس روانہ کیا کہ وہ پہلے پچیس لاکھ روپوں کے ساتھ اس روپیہ کو بھی سپاہ میں پہنچا دے۔ بادشاہزادہ محمد مراد بخش کابل میں داخل ہوا اور ملازمت سے ممنوع ہوا۔ حکم ہوا کہ بادشاہ کی فوج کے بعد وہ پشاور میں جاکر اقامت کرے خلیل اللہ خان اور بندہای بادشاہی نذر محمد خان کے متعلقین کو حضور میں لائے دوسرے روز بہرام و عبد الرحمن دو نو بیٹے اور رستم پسر خسرو شرف باب ملازمت ہوئے بہرام کو خلعت و منصب پنج ہزاری

سلوک کیا اور اسکی دلدہی و دلداری مین کوشش کی اور انکو باپ پاس بھیجدیا
مگر جب دوسرے روز حوالی بلخ مین لشکر آیا تو خان وہم کے غلبہ ور توہمات بیجا
سے تمام عیال و اطفال اور مال و منال اور مدت العمر کا اندوختہ کو چھوڑکر سبحانقلی
و قتلق سلطان بیٹون کو جو حاضر تھے ہمراہ لیکر اور غیر حاضرون کو چھوڑکر بے اطلاع
سراسیمہ وار چند آدمیون کے ساتھ بلخ سے نکل کر آپ کے آستانہ کی طرف روانہ
ہوا ظاہر تھا کہ جیسے ہم نے اسکے بڑے بھائی کو اعزاز کے ساتھ حرمین کو روانہ کیا تھا
ایسی ہی ہم خان شفقت دیدہ تعب کشیدہ کو بھی اگر ہمارے پاس آتا تو احترام کے
ساتھ طواف مکہ معظمہ کی اجازت دیتے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نیازمند کی
تدابیر اپنی تقدیرات سے موافق ہوتی ہین اللہ تعالی نے جیسی یہ فتح نمایان
کہ کارنامہ پادشاہان روزگار رہے اس نیازمند کو مبارک کی ہین سمرقند و بخارا
کی فتح بھی نصیب کرے آمین یارب العالمین۔
ارسلان بیگ کو روانہ کرکے پادشاہ کوچ بکوچ لاہور کو آیا دس لاکھ روپیہ غزنیبند
کو روانہ کیا۔ اوائل رمضان مین سیلاب سے عبور کیا مبلغ تیس لاکھ روپیہ کابل
روانہ کیا وسط شوال سے حوالی لاہور مین آیا پچاس ہزار روپیہ خسرو بہرام کو اور
پچیس ہزار روپیہ نذر محمد خان کے اور بیٹون کو اور دس ہزار روپیہ محمد بدیع پسر خسرو
کو عنایت کیا محمد مراد بخش کو منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار سے معزول
کیا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر بحال کیا شکر النساء بیگم عمہ پادشاہ
اکبرآباد سے فتح بلخ کی تہنیت کو لئے آئی تھی چالیس ہزار روپیہ کا لعل نذر کیا اور
لاکھ روپیہ انعام پایا۔ پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو ولایت بلخ و بدخشان
عنایت ہوئی اور انکا اضافہ منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار ہوا جن میں
آٹھ ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ تھے اور پانچ لاکھ روپیہ نقد، و خلعت طلا
وسط محرم ۵۷ھ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ پشاور مین جاکر ایام نوروز بسر کرکے

معدوم ہوگیا اور یہان تک نوبت پہنچی کہ سادات کی ایک جمع کثیر کو قتل کیا اونکا
ذکر تو کیا ہے باقتضار حمیت دین مبین وحمایت ملت متین وترحم بحال مسلمین و زکات اصلیا
تمکنت و شکر نعمت قدرت کہ ایزد بے ہمال نے فضل کامل ولطف شامل سے ہم کو
ارزانی کئے ہین ہاونکی مظلومون کی داد دہی اور ستم رسیدون کی فریاد رسی ہماری ذمہ
فرض کی ہے ۱۸ صفر سنہ ۱۹ جلوس کو لاہور سے کابل کو ہم روانہ ہوئے اور آخر
ربیع الثانی مین کابل مین آگئے۔ یہان سے ایک لشکر گران و توپخانہ سنگین غیر از
وافر بسرداری فرزند محمد مراد بخش تعین فرمایا باوجودیکہ راہون مین نشیب و فراز
پہاڑون کے ہیبناک درے اور بہت سے گریوے و مغاک دشوار گذار تھے اور
گذر طول مین برف اس مرتبہ تھی کہ نظر بندی اسکے عبور مین کندی کرتی تھی۔ مگر
چابکدست بیلدارون نے اور چست چالاک کلند ارون نے راہون کو برف
سے صاف کیا اور بہادرون نے جو خدا و حقیقی و خداوند مجازی کی راہ مین
جانبازی کو حصول سعادت نشائتین جانتے ہین اور معرکہ رزم کو اپنے ولینعمت
کی تقدیم خدمت کے لئے محفل بزم سمجھتے ہین اس راہ کو طے کیا اور جمدھر وخنجر سے
برف کو کندہ کیا اور ہاتھ و دامن و سپر مین اسکو اٹھایا اور ولایت بدخشان
مین داخل ہوئے خسرو خلف نذر محمد خان نے اس درگاہ مین التجا کی آج وہ
ہماری عنایات وخصوصیات سے کامیاب ہے اور لشکر نے قلعہ قندز کو جو
حاکم نشین تھا و قلعہ کھمرد کو سرسواری مفتوح کیا اور قلعہ دارون کو اسیر اور ممکلت
مذکور کے اور بقاع و قلاع پر تصرف کیا اور شاہزادہ بدخشان کو فتح کرکے
بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور نکیہ ہمارے لشکر کی تاب نہ لا سکے آب آمون کی
اس طرف فرار ہوگئے نذر محمد خان جو نہ پایا ستیز رکھتا تھا نہ تحصن کی طاقت
اس وقت کہ شاہزادہ نواحی بلخ مین آیا تو اپنے بیٹون کو استقبال کے لئے
بھیجا اور درخواست حرمین شریفین جانے کی کی شاہزادہ نے پسندیدہ

سخت محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے وہ اس طرف روانہ ہوا جب لشکر یہان آیا تو
اوزبک یہان سے ایک گریوہ مین چلے گئے جو انکی پناہ گاہ تھا نیکنام عم
بہادر خان وہان جاکر ان سے لڑا - بہت اوزبکون کو مقتول و مجروح کیا وہ
پہاڑ سے اتر کر بھاگ گئے اور اس دار و گیر مین بہادر خان کے بھی کچھ تابین مارے
گئے - شام کو بہادر خان و مظفر خان نیلی آرق مین آئے انکو معلوم ہوا کہ جو اموال
کہ اوزبک لوٹ کر لے گئے تھے وہ دریا پار لے گئے اور بھاگے ہوئے اوزبکون کا
پتا نہین تو وہ خلم مین خزانے کے آنے تک انتظار مین بیٹھے - ۲۴ / شعبان کو خزانہ آیا تو
وہ ۱۱ / رمضان کو بلخ مین داخل ہوئے -

۲۸ / شعبان ۵۶ھ کو المانون کے ایک گروہ عظیم نے بلخ سے پانچ کروہ پر
مواضعات کو خوب لوٹا - رعایا کے بہت سے مواشی اور لشکریون کے کچھ گھوڑے
اور اونٹ جو چراگاہ مین پھیلے پھرتے تھے لوٹ کر لے گئے - مگر شمشیر خان تھانہ دار
خان آباد نے جاکر سپاہ و رعیت کے دواب انسے چھین لئے - غرض جہان
جہان دہات مین اوزبک لوٹتے مارتے جاتے تھے وہان سے ہٹ کر بھاگتے تھے

شیر خان کا قاضی نفاق پیشہ تھا اوزبکون سے پوشیدہ سازش رکھتا تھا
اوزبکون نے اس سے کہا کہ ایسی حیلہ سازی کرے کہ حصار شبرغان ہماری تصرف
مین آجاے اسنے جبار قلی قلعہ دار سے کہا کہ آب شبرغان کا بند اوزبکون نے
توڑ ڈالا ہے اسکا بند ھوانا ضرور ہے اسی پر معموری ولایت و فراغت رعیت
موقوف ہے وہ آپ کے جاے بغیر بننے کا نہین - جبار قلی حصار سے نکل کر اس
طرف راہی ہوا تو اوزبک کمین سے نکل کر پیکار کے لئے نمودار ہوئے -
جبار قلی نے یہ سوچا کہ اگر مین انسے لڑنے مین مصروف ہوتا ہون تو یہ خوف
ہے کہ انکا دوسرا گروہ قلعہ کو جاکر نہ لے لے اسلئے وہ قلعہ کو چلا گیا اور ایک
جماعت کثیر اسکی قتل ہوئی راجہ دیبی اور ترکتاز خان کہ رستم خان کی

اور ارادی بہشت مین وہان سے بلخ روانہ ہوا۔ پادشاہ نے سُنا کہ راجہ راجسنگھ
وغیرہ ایک جماعت بے حکم بلخ سے چلی آتی ہے۔ حکم ہوا کہ آب اٹک سے اسکو نہ
گذرنے دین اور پادشاہزادہ اسکو ساتھ لے جاوے۔ سید منصور ولد سید خانجہان
مغضوب و محبوس تھا اسکو محمد اورنگ زیب کی سفارش سے خلاص کیا اور اس
شاہزادہ کے حوالہ کیا مبلغ پچاس لاکھ روپیہ بلخ کی سپاہ کی مدد خرچ کے لئے
پشاور روانہ کیا اور فرمایا کہ پادشاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے جمعیت شائستہ کے
ساتھ کتلون سے باہر لے جائین تیس ہزار روپیہ محافظ دون کو دین۔
بہادر خان کو معلوم ہوا کہ پانچ چھہ ہزار المان فساد کے ارادہ سے آب جیحون
سے اس طرف گذر کلیف کے قریب آئے ہین وہ بلخ سے آنکر تنبیہ کے لئے فوج
لیکر نکلا۔ بلخ سے بارہ کروہ پر مومن آباد المان مین مقیم تھے۔ بہادر خان وہان
گیا اور انکے آدمیون کو مارا اور انکو بھگا دیا اور اس نواحی کے محال کا جو اسباب
انھون نے لوٹا تھا وہ چھین لیا اور اسکو مالکون کے پاس پہنچا دیا پھر اسکو یہ
خبر لگی کہ دس ہزار سوار خلم اور مواضع بلخ کو لوٹ رہے ہین۔ بہادر خان
مومن آباد سے خلم مین آیا۔ یہان کے آدمیون سے اس نے سنا کہ موضع
نیکی آرق مین ازبک چھہ روز رہے اور آستانہ اور ایک کی محال کو خوب لوٹا
اور لوٹ کا مال جمع کر کے وہ پادشاہی لشکر کی خبر سنکر دریا سے پار چلے گئے
ایک اور فوج جسکے سرآمد شاہ محمد قتلغان و قاسم بای و قتل محمد و حبیبہ حی وغیرہم
تھے انمین سے ہر یک سردار کچھ سپاہ کو لیکر ہر طرف گیا ہے کہ غوربند سے جو
خزانہ شاہی بلخ کو جاتا ہے اسکو روکین۔ بہادر خان نے راجپوتون وہدا جاؤن
اور اوہدا آدمیون کو بھیجا کہ وہ خزانہ کے آدمیون کی مدد کرین اور خود جیحون کے
کنارہ پر آیا کہ لٹیرون سے جو مال لوٹ کر لے گئے تھے چھینین اور انکے مالکون کو
دے کچھ دور چلا تھا کہ سوارون نے آکر خبر دی تھا کہ موضع نیکی آرق کو ازبکون نے

بچراگاہ مین سکونت اختیار کی اولیاے دولت نے بلخ و اندخود سے انکی استمالت
بھیجے کہ وہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کرین امان بیگ نے غاشیۂ عبودیت کندھے
پر رکھا اور بلخ کو روانہ ہوا اور کفش قلماق نے اپنے بھائی آتش قلماق کو امان کے
پاس بھیجا کہ معاملہ کی طرز کو ملاحظہ کرکے کچھ مقاصد کو التماس کرے اگر وہ منظور ہون
تو مین بھی پادشاہ کی غلامی کو حاضر ہون ۲۵ شوال کو امان بیگ آتش قلماق
بعض رؤسای اویماقات نواحی چیچکتو و میمنہ سمیت بلخ مین بہادر خان و اصالت خان
پاس آئے انہون نے ہر ایک کو خلعت دیا امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور
آتش قلیخان کو جسکا نام محمد سعید تھا تیس ہزار شاہی برسم انعام دئیے اور امان بیگ
کو منصب دو ہزاری ذات اور ہشت صد سوار کا اور آتش کو آٹھ صدی چار صد سوار کا
منصب ملا - امان بیگ کی التماس سے اسکے لئے محال میمنہ باستثناء قلعہ کے اور چیچکتو
و غرجستان و کرزان و فاریاب و خیراب جاگیر مین مقرر ہوئی اور جب آتش نے
اپنے باپ مینگ سعید اور کفش قلماق اور اور اپنے بھائیون کے لئے مناصب
بزرگ کی درخواست کی اور قلعہ میمنہ و شبرغان کو چاہا کہ عیال و اطفال رکھنے کے لئے
اسکو عنایت ہون تاکہ خاطر جمع ہوکر ہم بلخ کی مہم سازی مین مصروف ہون تو
اولیای دولت نے جو انپر اعتماد نہین رکھتے تھے کہا کہ بالفعل تم سب کو منصب جو
انکے لائق حال تھے تجویز کر دئے سوا ان دو قلعون کے جہان چاہین جاگیر
اونکی تنخواہ کے لئے مقرر ہو سکتی ہے تاکہ اپنے الوس کو سرحد سے لاکر اس محال مین
حفاظت سے رکھین اور جو کوئی بلخ مین آئیگا فراخور حال مدد خرچ پاکر رخصت ہوگا
اگر کوئی مہم پیش آئے تو مع اپنے اویماق کے حاضر ہو اور جب سارے قبیلے خدمات
پسندیدہ بجا لائینگے تو ان دو قلعون کے واسطے پادشاہ سے درخواست کی
جائیگی یقین ہے کہ منظور ہوگی اور مناصب بھی زیادہ ہو جائینگے - آتش یہ جواب
سنکر رخصت ہوا کہ اپنے باپ اور بھائیون کو یہ باتین سمجھائے - مگر نہ وہ پھر خود آیا

بے اجازت آند خود سے بلخ کو روانہ ہوئے تھے وہ شبرغان مین آئے اور
اہل قلعہ کا دل قوی کیا محسن قلی برادر جبار قلی کے ساتھ وہ قلعہ سے باہر آئے
اور المانون کی خوب مالش کی اور انکے بہت آدمیون کو مار ڈالا اور باقی کو
قلعہ کے دور سے پرے ہٹا دیا شبرغان مین انہون نے قیام کیا کہ خاطر جمع
ہو جب انہون نے المانیون کی خبر کچھ نہ سنی تو وہ بلخ کو روانہ ہوئے اور
جب پل خلیب پر پہنچے تو دشمنون نے معاودت کرکے لڑنا شروع کیا وہ سو ز بلخ
سے زیادہ تھے انہون نے انکو گھیر لیا۔ لشکر بادشاہی کے بہت سے آدمی
مارے گئے اور اوزبکون کی ایک جماعت قتل ہوئی۔

خسرو بیگ ترکمن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ رمضان ۱۰۵۶ھ مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ اوزبک آند خود پر چڑھائی کرینگے اسکو اندیشہ ہوا اور اسنے
بھاگنے کا قصد کیا رستم خان نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ اول وہ میرا مال
لوٹینگے تو کیون ڈرتا ہے مگر اسکی تسلی نہ ہوئی اور اس نے بھاگنے کا ارادہ
کیا۔ رستم خان سے کہا کہ اس سرزمین کی علف میری مواشی کو کفایت
نہین کرتی۔ یہ اجازت لیکر آند خود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین گیا کچھ دنون
یہان ٹھیرا۔ بد ذاتی سے بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ نذر محمد خان نے اتان بیگ
کو اپنے آخر عہد مین المانیون کی تنبیہ کے لیے جو نواحی چیچکتو و میمنہ مین فساد
مچاتے تھے بھیجا تھا۔ جب حوالی بلخ مین لشکر شاہی آیا تو اسکو اپنے پاس بلایا وہ
قوم کا جغتا تھا۔ بادشاہ کی خیر اندیشی کے سبب سے اس پاس نہ گیا اور
جب خان ایران کو چلا گیا تو وہ اپنی یورت مین کہ حدود چیچکتو و میمنہ مین تھی
فیروکش ہوا ایکغش قلماق نے بھی چیچکتو کی حدود مین اپنی الوسات کو جمع
کیا تھا اسکو اسنے اپنا دوست بنایا اور اپنے باپ منیک سعید اور بھائیون
اور اپنے اویماق کے قلماقون کے ساتھ چیچکتو و حدود ماروچاق کی درمیان

اور بھاگ جاتے ہین ایک گرگین خر کے لئے دس بہادرون کو مار ڈالتے ہین اور جب تک
وہ ہاتھ نہ آئے اسکا پیچھا نہین چھوڑتے ہین جنگ صف نہین کرتے اگر غنیم مین ذرا
بھی قوت دیکھتے ہین تو بھاگ جاتے ہین غنیم کو اپنی چند صورتین دکھاتے ہین اور جنگ کی نیت
سے اس جگہ لے جاتے ہین جہان جمع کثیر کمین مین بیٹھی ہوتی ہے پھر اسکو گھیر لیتے ہین
اس جماعت کی دست اندازی اور ترکتاز کا سبب یہ ہے کہ کچھ انکو سامان وسرانجام
درکار نہین ہے ایک پرانا خیمہ دس دولتمندون کی عشرت گاہ ہے انکا طعام
لذیذ اور شراب گوارا تلقان جو و خمیر ترش ہین اگر پارچہ گوشت پاتے ہین تو اسکو
سب سے زیادہ مزہ دار طعام جانتے ہین انکے گھوڑون کی گھاس درمنہ خودرو ہے
اس خورش پر ایک دن مین وہ چالیس پچاس کروہ راہ چلتے ہین ایسے گھوڑے
اور آدمی سخت روانی و سبک جانی سے جہان چاہین جاسکتے ہین بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلخ و بخارا سے مال لوٹ کر خراسان و یزد مین لے جاتے
ہین اور قزلباش باوجودیکہ انکے پاس اصیل گھوڑے ہوتے ہین مگر وہ انکی گرد کو
نہین پہنچ سکتے ہین اور گھر سے دریائے جیحون سے اگر وہ چاہین تو ایک دن مین
کئی دفعہ سبک آبی کی طرح آسانی سے آر پار آجاسکتے ہین جب عبور کرتے
ہین تو زینون کو جو چند چوب ہوتی ہین باہم ملا کر باندھتے ہین اور ایک گھوڑے
کے سر کو دوسرے گھوڑے کی دم سے باندھتے ہین اس طرح ایک آدمی
کتنے گھوڑون کو دریا سے پار لے جاتا ہے اور نے کہ دریا پر بہت پیدا ہوتی ہے
اسکا ایک پشتوارہ بناتے ہین اور اسپر بیٹھ کر دریا سے گذر جاتے ہین تمام
افعال انکے مکر و فریب ہین۔ مور و مار سے زیادہ ہین آنے جانے مین مگس و پشہ کی
سال گذشتہ مین بلخ و بدخشان کی فتح سے دو ملک وسیع ممالک محروسہ کے
ضمیمہ بنے تھے بہادر خان و اصالت خان حفظ ولایت و ضبط معاملات کے
لئے مقرر ہوئے تھے انکی عرائض سے معلوم ہوا کہ عبدالعزیز خان والی توران

اور نہ اوروں کی بندگی کے لئے رہ نما ہوا اور اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ
شورش و فساد کا باعث ہوا جسکا ذکر آگے آئیگا سرکاری زر کو حرام خواری میں صرف کیا
امان بیگ اپنے فرزندوں کو بلخ میں چھوڑ کر گرزوان و غرجستان کو روانہ ہوا
کہ بحکم مقام میں مقیم ہوکر اپنے اویماق کو جمع کرے اور بعض احشام کو جو قلماق
سطور کے ساتھ متفق ہوئے تھے انکو یہ اختیار و بے اختیار الطاف پادشاہانہ
کا امیدوار کرکے فتنہ اندوزوں کی ہمراہی سے نکالے امان بیگ کو ایسے
خیر خواہوں کے سبب سے قبچاق خانی کا خطاب ملا۔
سبحان قلی نے پانچ چھ ہزار اوزبک سواروں کو جو پہلے بلخ میں رہتے
تھے اور المانوں کو جو اسکے پاس جمع ہوئے تھے ساتھ لیا اور ۶ ذی القعدہ
۱۰۵۶ھ کو آب ترمذ پر ہجوم کیا حصن بیرونی قلعہ پر نردبانیں لگا کے اوزبک
اسکے اندر آگئے۔ مرزا کو ہاتی پاس پانچ سو افغان بنگش کے تھے انہوں
نے مردانہ ہمت کرکے حصار کی نگہبانی کی حفاظت کے لئے زد و خورد کے
ہنگامہ کو گرم کیا بہت کشش و کوشش کے بعد بہت سے المان کشتہ
ہوئے اس اثناء میں سعادت خان مہتابیں جلا کر تفنگچیوں اور
تابینوں کے ساتھ ارک سے باہر آیا صبح تک تلاش و پرخاش ہوتی
رہی اوزبکوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بقیۃ السیف
ہرطرف بڑی جانکندنی سے دیوار پر آنکر حصار سے باہر نکلے اور
بارہ کوس تک کہیں نہیں ٹھیرے۔
اکثر المانوں کا نام اوپر آیا ہے اسکا حال اس لئے لکھا جاتا ہے
کہ انکا کام خونریزی اور پیشہ فتنہ انگیزی اور فساد کرنا ہے جسکا اندوختہ
ہاتھ لگے اسکا چھین لینا انکی معاش ہے انکی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ غذا
تمام کرکے ناگاہ جمعیت ناآگاہ پر گرتے ہیں اور جو کچھ پاتے ہیں لے جاتے ہیں

کر مراجعت کی اور ڈیرھ پہر رات گئے تیناک نام خان کے سر پر جا چڑھے لشکر نے انکا مقابلہ کیا اور جانبازی کی شرط بجا لائے۔ دونو طرف سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی اور جب رات کی چادر سیاہ کا پردہ اوٹھ گیا تو بہت سے مقتول المانیون کے سر کاٹے گئے انمین بعض ایسے آدمیون کے سر پہچانے گئے جو بظاہر بادشاہ کی خدمت مین آ گئے تھے مگر مسلمانون کے مال لوٹنے کے لئے دشمنون سے جا ملے تھے انمین نظر مینگ کا بھی سر تھا جو فوج کا سردار تھا اور قوم ابوارزمی و الوس مینگ مین بہادر مشہور تھا اسکا سر بلخ مین منگایا گیا ان سرون کو لیکر لشکر شاہی نے معاودت کی۔

۲۸ صفر کو رستاق کے نواحی مین ایک گروہ اوزبکون اور المانون کا آیا ہوا مواشی رعایا اور دواب سپاہ کو چراگاہ سے لے کر راہی ہوا خنجر خان حارس رستاق بہت جلد انکے پیچھے پڑا اور دار و گیر کے بعد اس گروہ پر غالب ہوا بعض کو مقتول کیا بعض کو مجروح اور دواب جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے انکو رستاق مین لے آیا۔

۱۷ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ کو حسین قلی آغر نے دشت قلعہ سے قلیج خان قلعہ دار بدخشان کو لکھا کہ قبادیان مین بہت المانین جمع ہو کر آب جیحون سے پار اترنے کا ارادہ رکھتے ہین قلیج خان نے راجہ راجروپ سے کہ قندز سے اس کی کمک کو آیا تھا اور نور الحسن بخشی احدیون اور بعض اور امراء سے مشورہ کیا کہ اگر غنیم طالقان کی طرف آئے تو اس سے جنگ کرنا مصلحت ہے یا شہر کی حراست کرنی بعد رد و بدل کے یہ صلاح ٹھیری کہ غنیم کی تعداد بہت بتاتے ہین انسب یہ ہے کہ حصار شہر کے استحکام مین اور مداخل و مخارج کے ضبط مین کوشش کرکے غنیم کی مدافعت مین مشغول ہونا چاہیئے قلیج خان نے شہر کے حصار گلین مین ملچار مقرر کئے اور انپر سپاہ اور افسر مقرر کئے۔

۱۹ ربیع الاول کو دشمنون نے آنا شروع کیا انکا لشکر دس بارہ ہزار سوار کا تھا

چاہتا ہے کہ اپنے علوفہ خوار اوزبکیون کا لشکر جمع کرکے موسم بہار مین بلخ پر
لشکر کشی کرے اسلئے ۱۵ محرم سنہ ۵۶ کو شاہزادہ اورنگ زیب کو روانہ کیا جس کا
اوپر ذکر ہوا اور ۱۸ ماہ صفر سنہ ۵۶ کو لاہور سے کابل کی طرف خود کوچ کیا تاکہ
اسکے قریب ان سے جنگ و پیکار مین لشکر شاہی کو تقویت ہو اب تازہ وقائع بلخ و
بدخشان لکھتے ہین۔

۱۲ محرم سنہ ۵۶ کو کئی ہزار المانیون نے اس ضلع کی نواح کے تھانہ دار اگرسین کچھواہہ
پر آخر شب مین تاخت کی اوگرسین سامان جنگ کے تھیئہ کے لیئے مستعد ہوا اور اپنا
آدمی ناظم بلخ پاس کومک کے لئے بھیجا کومک کے آنے تک اس نے المانیون سے
مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ تین روز تک سخت لڑائی رہی راجپوتون کی ایک جماعت اور
پادشاہی بندے کام مین آئے اور المانیون کے آدمی بھی بہت مارے گئے۔
اس ضمن مین بہادر خان نے دو ہزار سوار بسرکردگی اپنے چچا نیک نام کے بھیجے۔
المانی اس لشکر کی خبر سنکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔ بہ تحقیق ہوا کہ اس سپاہ کو
سبحان قلی خان نے بھیجا تھا۔ جب جماعت نے کچھ کام نہ کیا تو الٹی گئی وہ حصار
مین چلا گیا۔

۱۷ محرم کو المانی بلخ کے نواحی مین پہنچے پہلے اس سے کہ بہادر خان کو خبر ہو
اور وہ فوج کو متعین کرے بہت اسپ و شتر و گوسفند لوٹ کر جمع کرکے روانہ ہوے
ساڑھے چار پہر بعد بہادر کی فوج تعین ہوئی بسرداری نیک نام خان وہ آئی اسمین
دو ہزار سوار تھی جو تعاقب کے لئے گئے ہوئے تھے اس نے المانیون کا مقابلہ
کیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا نیک نام خان نے ان سے بہت
سی غنائم چھین لین گھوڑون اور چارپایون کی تکان کے سبب سے جو لوٹ
کے سبب سے ہاتھ آئے تھے اور اندھیری رات کے ہولنے کی وجہ سے
المانیون کی ہزیمت دہی کے بعد وہ یہین مقیم رہا۔ المانیون نے اطلاع

بیکا ہوئے تو دشمنون کی اس سے خاطر جمع ہوئی اور وہ راجہ اور نور الحسن و احدیون پر
حملہ آور ہوئے اور تیر و سنان سے شمشیر و خنجر پر نوبت پہنچی اور دونو طرف
سے صف شکن اور مرد افگن جمع ہوے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوے راجہ بدہا
اوراسکے ہمراہی راجپوت مارے گئے۔ راجہ راجروپ و نور الحسن و احداد چند
اور بہت سے افسر زخمی ہوئے جمشید بیگ قتل ہوا انجام کار دشمنون کی سخت
جنگ اور مینہ کی شدت اور غنیم کی کثرت سے لشکر شاہی لڑتا ہوا شہر مین محصور
ہوا اس مراجعت مین بھی لڑائی مین بہت آدمی دونو طرف کے مارے گئے۔
اور لشکر شاہی نے اپنی تیر اندازی اور تفنگ اندازی سے
اوزبکون کو پرے ہٹایا پھر وہ مغرب رویہ شہر سے دو کروہ پر آگئے انکی
تمنا یہ دل ہی مین رہی کہ شہر مین کسی کشادہ مقام سے داخل ہون یہان
سے ناامید ہو کر طالقان کی مشرق رویہ گئے اور پانی جو شہر مین آتا تھا
اسکا بند توڑ دیا اور پانی کا راستہ دوسری طرف کر دیا شہر مین پانی
نہین رہا ایک گروہ طالقان کے نواحی مین تاراج کے لیے گیا دوسرا قندز
شہر کے گرد یہان بھی دشمنون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر پادشاہی آدمیون
نے پاسبانی کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوئے دشمنون کو شہر کی
فتح سے مایوسی ہوئی ۲۳ ربیع الاول کو وہ ساحل آب کی طرف گئے اگر
وہ چند روز اور توقف کرتے تو قلعہ نشینون پر پانی کے نہونے سے کام
تنگ ہوتا جب اطراف شہر خالی ہوگئے تو راجہ راجروپ اور نور الحسن کو
قلیج خان نے لکھا کہ اب طالقان پر اعتماد نہین کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ
آپ بھی قندز مین چلین۔ قلیج خان فرخار کو اور راجہ قندز کو گیا حسین قلی
آخر کو طالقان مین چھوڑا۔ فرخار کے پرانے قلعہ کی مرمت کرکے قلیج خان
وہین رہا۔

اور انکے سردار بزرگیا سے قطغان و شاہ مراد کلچی وغیرہم تھے - چھ سات ہزار سوارون
نے سبقت کرکے شہر کا محاصرہ کیا اور انکے پیچھے اور انکی سپاہ آتی رہی - اول
لڑائی مشرقی جانب سے شروع ہوئی اور دو تین ہزار سوار اس جانب مین گئے
ابو البقا مقصود جو اس طرف کی حراست کرتے تھے انہون نے اس جماعت کو جو شہر
مین داخل ہونے کا قصد رکھتی تھی تیر و تفنگ سے مار کر بھگا دیا - پادشاہ کے اخلاص
شعار قاسم بیگ صفدر خان کی جان گئی - قلعہ کے باہر راجہ راجروپ و نور الحسن
اپنے اپنے مورچون کو آراستہ کئے ہوئے کھڑے تھے اور انکے آگے میدان
تھا اسمین اور دشمنون کے ایک بڑے گروہ مین جنگ عظیم ہوئی اور گھوڑے پادشاہی
جو خوید کھانے کے لئے قلعہ سے باہر باندھے تھے انکو اندر لیجانے کی فرصت نہ
ہوئی کہ انکو دشمن لیکر فرار ہوگئے اور احداد جھمند سے لڑنا شروع کیا کامل بیگ
گرز بردار مع اپنے بھائی جمشید بیگ گرز بردار کے انکے ساتھ ہوا حیلہ سازی سے
دشمن بھاگے تا کہ لشکر شاہی کو دلیر کرکے میدان مین لائین لشکر شاہی سے تعاقب
کرکے میدان مین آیا تو راجہ راجروپ و نور الحسن اسکی کمک کو آئے - قلیچ خان نے
یہ حال دیکھکر پیام دیا کہ کنار شہر سے اس قدر دور جانا مصلحت وقت نہین ہے اگر
اسکی مدد بھیجے جائینگے تو ایک جانب خالی ہو جائیگی غنیم ہجوم کرکے اس طرف کو لیکر شہر
مین داخل ہو جائیگا صلاح یہ ہے کہ دشمنون سے لڑتے ہوئے آہستگی کے
ساتھ اپنے مورچون پر پہنچ جاؤ اس بات نے بزد کے وقت بہادرون کے دل
پر اثر نہ کیا جنگ مین مصروف رہے سخت لڑائی ہوئی دشمنون نے ہجوم کرکے
لشکر شاہی کو گھیر لیا اور کارزار مین مقابلہ کی نوبت معانقہ پر پہنچی محمد مراد داروغہ
محمد زمان مشرف توپخانہ اور بعض اور آدمی پادشاہی لشکر مین کشتہ ہوئے -
جب دشمنون نے دیکھا کہ پیکار سے کام نہین چلتا تو حیلہ سازی کرکے صلح کی
درخواست کی اسی اثنا مین شدت سے مینہ برسا اور توپ و تفنگ نا

قاضی خواجہ کلان و قاضی تیمور اور بعض اور اوزبکون سے پوشیدہ خط و کتابت
کرتے تھے انکے مکتوب پکڑے گئے۔ شاہ بیگ نے انکو بلاکر پوچھا انہون نے اقرار
کیا۔ دونو قاضیون اور خواجہ کلان کے ایک بیٹے کو جو باپ کے ساتھ
شریک تھا قتل کیا۔

اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین لشکر شاہی کے گھوڑے اور اونٹ چرتے تھے
۹ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ کو المانیون کے ایک گروہ نے انکو آگے رکھا اور چند نگہبانو
کو مار ڈالا اور چند کو قید کرکے ساتھ لیا۔ رستم خان نے یہ خبر سنکر سپاہ کو انکے تعاقب
مین بھیجا وہ قیدیون اور مال کو المانیون سے واپس لیکر مراجعت کرتے تھے کہ اس
وقت المانیون کی اور کمک آگئی لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین سے اسلام بہادر
عرب مارا گیا اس نے المانیون کو پراگندہ کردیا اور لشکر شاہی اندخود مین آگیا

۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ کو بہادر خان کو جاسوسون کے خبر دینے سے اور
شمشیر خان تھانہ دار خان آباد کی تحریر آنے سے معلوم ہوا کہ خوشی لب جا کی
حق نظر بینگ پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ عبد العزیز خان والی توران کی
اجازت سے گذر کلیف سے گذرے ہین اور چشمہ علی مغول کی طرف چلے ہین
انکا قصد یہ ہے کہ درہ گز اور شادیان کی طرف جائین جہان سپاہ شاہی
کے گھوڑون کی چراگاہ ہے اور ان گھوڑون اور اور مواشی رعایا اور احشام
سرزمین پر دست تاراج دراز کرین۔ خان مذکور اس گروہ کی تادیب کے لیے
چاہتا تھا کہ خود روانہ ہو کہ اصالت خان نے کہا کہ آپ شہر کی حراست کیجیے اور
مجھے المانیون کی تنبیہ کے لیے بھیجیے بہادر خان نے اس کی درخواست کو قبول
کر لیا اور بعض افسر اسکے مددگار مقرر کر دیے اصالت خان المانیون کے پاس پہنچا
جو کچھ مواشی لیے جاتے تھے کارزار کے بعد بہت المانیون کو اس نے مارا۔
باز ماندہ مسلمانون کا مال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اصالت خان نے کچھ انکا تعاقب کیا

۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۸ کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ کچھ المانیون نے غوری
سے تین کروہ پر موضع قراباغ مین آن کر سارے گلے و رمہ رعایا اور دیہات
کے ہنکا کے لے گئے اُس نے یہ سنکر کچھ آدمی قلعہ کی حفاظت کے لئے چھوڑے اور انکے
پیچھے گیا راہ مین توقف کر کے اپنے لشکر نویس کو آگے بھیجا کہ اگر دشمن کمین گاہ سے نکلے تو
وہ انکی کمک کرے اور ہلکون نے مواشی کو دبلے گھوڑون کے ساتھ آگے روانہ
کر دیا تھا اور خود توقف کیا تھا جب اونہون نے لشکر شاہی کو کم دیکھا تو اون پر
حملہ کیا مگر ہزیمت پا کے فرار ہوئے لشکر شاہی نے مسلمانون کا مال جو وہ چھین کر
لے گئے تھے واپس لیا کچھ آدمیون کو مقتول اور مجروح کیا اور فتح کے ساتھ واپس آئے
۱۳ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۸ کو صبح کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ حوالی غوری کے
مواشی کو ازبک لے جاتے ہین۔ خان سوار ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کے
دو سو سوار نمودار ہوئے خان نے خنجر بیگ اپنے خویش کو آگے روانہ کیا اور خود
آہستہ پیچھے چلا لشکر شاہی نے بے درنگ مواشی کو چھین لیا اور جو ازبکان کمینگاہ با ہزار
سوار کمین مین بیٹھے تھے اُنہون نے نکل کر ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ زد و خورد کے بعد
خنجر بیگ و نظام بیگ اور میر فرخ کی جان گئی اس اثنا مین خبر آئی کہ دو ہزار ازبک
اور قلعہ کی دوسری جانب کا قصد کرتے ہین خان اس خوف سے کہ مبادا دشمن
حصار پر متصرف ہون قلعہ مین چلا گیا۔ اس کارزار مین بھی طرفین سے کچھ آدمی کشتہ
و خستہ ہوئے۔ ۲۵ ربیع الاول کو دو ہزار سوار المانیون کے نمودار ہوئے
زمین سے آدھے محال کی طرف جو غوری سے دائین طرف ہے چلے اور آدھے
کیلگی اور سرخاب کی طرف یہان کے آدمیون نے انکی غارت کے خوف
سے اموال اور عیال کو پہاڑون کی گھاٹیون مین بھیجدیا تھا۔ اس لئے
یہان سے غارتگر ناامید پھرے اور قصبہ غوری پر گرے جو قلعہ
سے باہر تھا یہان سے بھی لشکر شاہی نے انکو رفع دفع کیا۔ [illegible]

ساتھ ساحل جیحون پر آگے روانہ کیا ہے بہادر خان نے کذر کلیف پر قول کی اور
جنگ کی تیاریاں کین۔
ہمنے پہلے لکھا ہے کہ نذر محمد خان شبرخان کی عزیمت کے بعد اپنے بیٹے قتلق محمد
اور چند اوزبکون اور غلامون کے ساتھ ایران جانے کے ارادہ سے اندخود
مین آیا۔ قاسم پسر خسرو نبیرہ نذر محمد خان چند امیرون مثل یادگار قلی و حاجی قلی
وغیرہ بارہ سردارون اور تین سو سوارون کے ساتھ نذر محمد خان سے ملا انکے
ہمراہ وہ شہر حاکم نشین مرو مین آیا ایک ہفتہ یہان قیام کیا یہان سے وہ
مشہد مقدس مین پہنچا یہان گیارہ روز مقام کیا اسنے دیکھا کہ شاہ ایران
نے جیسا کہ طریقہ استقبال اور مہمان پرسی کا میرے بڑے بھائی کے ساتھ برتا تھا
میرے ساتھ نہین برتا یون مایوس ہوکر اسنے الٹا جانے کا ارادہ کیا مرتضی قلی خان
ناظم مشہد اسکے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے قزلباشون کی ایک جماعت
کو بھیجکر اسکے گھر پر چوکی بٹھا دی اس نے خجل زدہ ناچار ہوکر صفاہان
کی راہ لی۔ جب بسطام متعلقہ عراق مین آیا تو شاہ عباس ثانی نے محمد علی بیگ
کو جو پہلے ہندوستان کی سفارت کر چکا تھا مہمانداری کے لئے مع نقد و
جنس تحفے روانہ کیا۔ محمد علی بیگ کے ساتھ کاشان کی راہ سے اصفہان
مین نذر محمد خان پہنچا۔ شاہ نے خلیفہ سلطان کو استقبال کے لئے بھیجا۔ جو
نامداران کے شہزادون مین سے تھا اور شاہ کا داماد تھا اور حکم دیا کہ
مہمان نوازی کے طریقے کے موافق ایک گروہ پا انداز اول رنگین پارچہ چھینٹ
کا بعد اسکے قطنی و دارائی و مخمل و سیلک زربفت کا فرش کیا جاے۔ ہندوستان
کا ضابطہ یہ ہے کہ پا انداز کے پارچون کو بطریق قنات سی کر نظر سے گذرانتے
اور توشک خانہ مین حوالہ کرتے ہین لیکن ایرانی پا انداز کو واقعی بچھا کر
شاطر باشی و عملہ و فعلہ کو انعام دیدیتے ہین۔ نذر محمد خان نے حکم دیا کہ

کہ رات ہوگئی تو وہ درہ کز میں آیا وہ سارے دن جیبہ پہن کر پھرا تھا۔ نماز مغرب
وعشا کے لیئے جو اسنے جیبہ اتارا اور برہنہ ہوا ہوا کے اثر سے اسکو بخار آیا
بہادر خان نے اسکو بلایا تو وہ شہر میں چلا آیا۔
۸ ربیع الاول کو عبدالعزیز خان کی اجازت سے تھانہ خان آباد پر پندرہ
ہزار سواروں کے قریب بسرکردگی خنجر المان اور جنت المان آئی اور ہزار سوار
دھوکہ دینے کے لیئے ظاہر ہوئے اور باقی سوار جابجا کمین میں بیٹھے۔ شمشیر خان و
مراد قلی سلطان اور آدمی جو تھانہ میں تھے وہ ان سے لڑنے نکلے۔ دشمن لڑتے
ہوئے اور بھاگتے ہوئے انکو اپنی کمین گاہوں کی زد میں لے گئے جہاں سے سوار
نکلا اور جنگ عظیم ہوئی۔ بہادروں نے جان بازی کو جان درازی جانا کئی
منصب دار قتل ہوئے جب دن ختم ہونے کو ہوا تو لشکر شاہی تھانہ میں لڑتا ہوا
آیا اور یہاں تھانہ کو محکم کیا مخالفوں نے تھانے کا محاصرہ کیا دو رات دن تک
اندر اور باہر سے جانبازی اور سر اندازی کا بازار گرم رہا۔ ۹ ربیع الاول کو
بہادر خان کو اسکی خبر ہوئی۔ اسنے درہ کز سے اصالت خان کو بلایا جس کا
اوپر ذکر ہوا۔ ارکونج میں اصالت خان آیا شہر کی محافظت اسکو سپرد ہوئی
اور وہ خود مخالفوں سے لڑنے گیا مخالفوں نے اسکی خبر سنکر محاصرے کو تیسرے
روز چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔ خان آباد میں بہادر خان آیا مخالف کوئی ادھر
کوئی ادھر لوٹ مار کے لئے چلے گئے تھے۔ بہادر خان نے خان آباد کی طرح طرح
حفاظت کرکے اور ضروری اسباب کا سرانجام کرکے کوچ کیا۔ بہادر خان امام
بکری کے پل پر تھا کہ اصالت خان کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اسی عارضہ میں کہ درہ
کز میں اسکو ہوا تھا ۲۲ ربیع الاول کو مرگیا۔ بہادر خان نے انتظام کیا اور جا
سوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ المانان جیحون سے اترے ہیں اور عبدالعزیز خان
قریشی سے اس طرف آتا ہے اور سبگ اوغلی کو بہت سے اوزبکوں اور المانوں کو

شاہ نے رنجیدہ ہوکر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین کیا کرون کہ مہمان ناخواندہ
ہدیۂ خداست ورنہ اس مرد سودائی مزاج نے میری ساتھ ایسا سلوک کیا
ہے کہ گویا مین اسکے دروازہ پر دریوزہ گری کے لئے گیا تھا باوجود اس کے
کہ اسکی وضع ناہموار سے روز بروز بادشاہ کی خاطر رنجیدہ ہوتی جاتی تھی
مگر مہمانداری کے رویہ اور طریقہ مین ذرا قصور نہ ہوتا تھا نذر محمد خان و
محمد علی خان مہماندار کو بلاکر شکوہ آمیز پیغام دیا اور کہا کہ مین طعام کھانے
اور سیر و چراغان کی سیر کرنے نہین آیا تھا بلکہ پسر غدار کی اور ناہنجار ازبکون
کی تنبیہ اور ہندوستان کی فوج کے نکالنے کے لئے اعانت و مدد کی امید
مین آیا تھا اب بادشاہ میرے حال پر توجہ نہین کرتا میرا ارادہ بیت اللہ
جانے کا ہے مین چاہتا ہون کہ بادشاہ مجھے حکم دے کہ اس مشت استخوان کو
اس متبرک مکان مین پہنچاؤن۔ شاہ نے اس کے جواب مین کہا کہ ابھی تمہاری
گرد راہ نکان نہین اتری اور مزاج مین انحراف ہوگیا ہے چند روز باغات
کی سیر و عمارات کشتگار کے تفرج مین طبع کو بحال کرو اور ہم آپس مین ملین
جلین بعد اسکے تمہاری عالی خاطر کے موافق عمل ہوگا نذر محمد خان نے
جواب دیا کہ مین اب زیادہ صبر نہین کرسکتا اور حجاز کے سفر کرنے کے سوا میرا کچھ
ارادہ نہین بادشاہ نے خلیفہ سلطان کو خان کی تسکین و دلداری کے لئے بھیجا۔ مگر
نذر محمد خان نے اُسے درشت جواب دئیے۔ شاہ نے دوبارہ خلیفہ سلطان کو بھیجا
کہ اسکو سمجھائے کہ تم کو شاہ کی رضامندی ضرور ہے اور اگر بیت اللہ جانے کا
ارادہ ہو تو بھی شاہ سے رخصت لے کر جانا چاہیئے۔ خان نے بدیماغانہ جواب دیا
کہ مین کسی کی رضا کا پابند نہین ہون کل روانہ ہوتا ہون۔ نذر محمد خان کی
آنے پر دو ہفتے نہ گذرنے تھے کہ وہ شہر سے باہر نکلا اور اس باغ مین آیا کہ آنے
کے وقت اترکر بادشاہ کے ساتھ ہم نمک ہوا تھا دوسرے روز شاہ نے

یہ پا انداز ہماری سرکار مین ضبط کیا جاے۔ جب وہ شہر کے دروازہ کے پاس
پہنچا تو شاہ نے خود استقبال کیا۔ خاندان صفویہ کا طریقہ ہے کہ وہ مخالف و
موافق مہمان کے ساتھ مسافر پروری کا طریقہ برتتے ہین اسلئے خان سے
اعزاز کے ساتھ ملاقات کر کے شہر کے متصل ایک باغ مین اتارا یہان سے
ما حضر کھانے کے بعد شاہ اسکے ساتھ سوار ہوا اور جب شہر مین داخل ہوا تو وہ
اپنے گھر گیا اور نذر محمد خان اس مکان مین اترا جو اسکے لیے تجویز ہوا تھا۔
دوسرے روز شاہ پھر خان سے ملاقات کرنے گیا اور اسکا حال پوچھ پوچھ کر
اپنے دولتخانہ مین آیا۔ تیسرے روز بادشاہ کی ملاقات کو نذر محمد خان آیا۔
اور تین گھنٹہ بیٹھا اور کھانا کھایا بعدہ شاہ نذر محمد خان کو شاہ نے دعوت
مین بلایا اور اسکا حال استفسار کیا تو نذر محمد خان نے نوکرون کی شرارت
و بیوفائی کا اور اوزبکون کی نمک حرامی اور بیٹے کا شکوہ کیا اور اپنی ساری
سرگذشت سنائی اور کمک کی خواہش کی شاہ نے جواب سے تسلی دی
اس ضمن مین خلیفہ سلطان نے کہا کہ جب اوزبک نے تمہارے بیٹے کی ساتھ
اتفاق اور تمہارے ساتھ نفاق کیا ہو اور ملک مین شورش مچائی ہوا اور ملک
ہاتھ سے نکل گیا ہو تو کمک کے جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ نذر محمد خان
نے جواب دیا کہ تم سے کمک اور خدا تعالی سے نصرت مطلوب ہے بعد اسکے
شاہ نے چراغان کر کے نذر محمد خان کی ضیافت کی اور روشنی کرائی سو
نذر محمد خان دل گرفتہ اس روشنی مین گیا مگر خلیفہ سلطان کا جواب کانٹے کی
طرح اسکے دل مین کھٹکتا تھا اسکی خاطر آشفتہ تھی اور لب شکوہ آمود تھے۔
چراغان کی سیر کر کے وہ اپنے گھر آیا تمارض کے یا واقعی عارضہ کے سبب سے
خانہ نشین ہوا جب بادشاہ اوسکی عیادت کو آیا تو وہ بیدماغی سے بے ادبانہ
بادشاہ سے پیش آیا۔ شاہ کے آنے اور جانے کے وقت نہ استقبال کیا نہ مشایعت

آپ ہرگز ہرگز اسکے حروف ہوشیے کو سچ نہ جانیں اور کہیں بخارا نہ چلے جائیں
اس بدسگال فرقہ کا استیصال واقعی کرنا چاہیے جو تمہید و تدبیر سے آپکے دستگیر
اور ہلاک کرنے میں آپ سے زیادہ ساعی ہیں۔ خان نے کہا کہ میں بھی اس قوم کی
باتیں جانتا ہوں دفع حجت اور انکے خبث باطن کی آگاہی کے لیئے اس صورت سے
آیا ہوں اس نے قتلق محمد اور آتش کو بھیجا کہ الوس قلماق سے جسقدر جمعیت کہ مقدور
ہو جمع کرکے قلعہ میمنہ کو محاصرہ کریں انہوں نے قلماقوں اور بعض اور احشام کو
لیکر حصار مذکور کا محاصرہ دو مہینے تک کیا مگر شادمان حارس قلعہ میمنہ کی ہوشیاری
اور کارگذاری سے کچھ نہ کرسکے کنعش قلماق نے نذر محمد خان پاس جو اس وقت چیچکتو
میں فروکش تھا جاکر کہا کہ بغیر آپ کے اس مہم کا انصرام نہیں ہوگا وہ میمنہ میں آیا۔
خان کے پہنچنے پر ایک مہینہ اور محاصرہ کی سرگردانی میں گذرا مدت محاصرہ میں دو
دفعہ لشکر بادشاہی نے قلعہ سے نکل کر اوزبکیہ مورچوں پر حملہ کیا پہلی دفعہ ایک
جماعت کو کشتہ و خستہ کرکے منصور و مسرور مراجعت کی دوسری دفعہ شادمان خان
کے خواہرزادے خسرو اور باقی ہمراہ تھے یادگار برادر باقی دیوان بیگی کے مورچے کا
کارزار نمودار ہوئی اوزبکوں نے چار نقب قلعہ کے چار طرف لگائے تھے اور دیوار
تک پہنچائے تھے تین نقب لشکر شاہی نے اندر کی طرف معلوم کر لیں یقین انکو درہم
برہم کردیا۔ چوتھی نقب کو ۲۸ ربیع الاول کو باروت سے بھر کر اڑایا بیس گز دیوار اڑی
اوزبک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے آمادہ پیکار تھے قتلق محمد کے اہتمام سے قلعہ پر
یورش کرکے چڑھے مگر لشکر شاہی نے قلعہ میں راہ نہ دی اور آخر کو انکو لڑ بھڑ کر بھگا دیا۔ آٹھ
بادشاہی آدمی دیوار کے نیچے مرے اور دو لڑائی میں مرے لشکر شاہی نے
دو پہر تک کوشش کرکے دیوار بنائی لیکن دیوار کی بنیاد گیلی تھی وہ گر پڑی کافرون
نے اس دیوار کے گرنے سے پھر قلعہ پر حملہ کیا اور ایک جانب میں قتلق محمد اور دوسری
طرف نذر محمد خان نے لشکر کو برانگیختہ کیا۔ مگر شادی خان آدھی رات تک ان سے

خلیفہ سلطان کو مع ارکان سلطنت کے خان سودائی مزاج پاس بھیجا اور دلداری
کی اور دوسرے روز خود شاہ تشریف لایا اور جو دلداری اور سلوک کی شرائط تھیں بجالایا۔
بارہ ہزار تومان (چار لاکھ روپئے) نقد اور کچھ جنس و مروارید و زربفت وغیرہ کہ ہزار
تومان سے زیادہ قیمت رکھتے تھے تواضع کئے اور سارو خان جمعیت شائستہ کے
ساتھ ہمراہی کے واسطے مقرر کیا اور حاکم خراسان کے نام اس سرزمین سے
مدد و کمک معتبری کے لئے لکھ دیا اور رخصت کیا۔ نذر محمد خان نے سارو خان سے کہا
کہ بسبب عارضہ بدنی کے اس ملک کے سرما کی برداشت مین نہین کرسکتا اس لئے
مین خود مازندران کی راہ سے کہ گرم سیر ہے جاؤنگا تم میرے بیٹے تغلق محمد کو
اپنے ساتھ لیکر مع اسباب کے جو زیادہ ہے مشہد مین جاکر میرا انتظار کرو ہم وہان
آپس مین ملینگے وہ خود جریدہ اپنے پوتے قاسم کو ہمراہ لے کر استرآباد کی راہ سے
بسطام مین گیا اور وہان سے مشہد مقدس مین آیا۔ سارو خان جو اس سے
پہلے پہنچ گیا تھا۔ خان نے اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین مرو کی راہ سے جاتا
ہون کمی آب کے سبب سے ہمارا تمہارا گذر لشکر سمیت مشکل سے ہوگا تم اپنے
لشکر کو ہرات پر جمع کرو اور میرے نوشتہ کی منتظر رہو جہان مین آنے کو لکھوں
وہان آجاؤ۔ مشہد مین پانچ روز توقف کیا اور پھر پوتے کو ساتھ لیکر مرو مین
پہنچا بدخلقی اور سودامزاجی کے سبب سے خان کی مرو کے حاکم علی قلی خان سے
موافقت نہ آئی اسکو اپنے سے آزردہ کیا اور مرو مین داخل نہ ہوا بالا بالا
روانہ ہوا مرو سے چار فرسخ پر پہنچا چند مقام کرنے ضرور ہوئے اس ضمن مین
کفش قلی خان جو اسکے نامی اور ہواخواہ امرا مین سے تھا سو دو سو سوارون
کے ساتھ اس پاس آیا اور اس نے کہا کہ اوزبکون کے رئیسون نے جو آپ کو
عذر آمیز خطوط لکھے ہین اور آپ کو طلب کیا ہے اور اپنی اطاعت کا اظہار
اور افعال گذشتہ کی ندامت اور قبول التماس کے لئے بہت الحاح کیا ہے

اور طالع کی برگشتگی کے سبب سے ہر دم تازہ وسوسے اور ہراس اسکے ڈیل آتے تھے
اور ہر لحظہ فکر و اندیشہ باطل اسکی خاطر مین گذرتے تھے مین صلاح و دولت اس مین ہے کہ اب
اسکا کہنا مانئے آپ اپنے برادر کلان عبد العزیز خان پاس چلئے اور دولت اور گنج
بے رنج کے شریک ہو جیئے قتلق محمد نے اس مصلحت کو سنکر ہمراہیون کو مراجعت اور
رفاقت مین مختار کیا اور اس ضمن مین محمد بیگ قلماق نے قتلق محمد سے ملاقات کی وہ
وہ بارہ ہزار کے قریب المان سوارون کا سردار تھا اُس نے بتلایا کہ عبد العزیز خان
نے ایک فوج عظیم اس لئے متعین کی ہے کہ جہان آپ کو پائین بخوشی و ناخوشی
اُس پاس لے جائین ہم اسی خدمت پر مامور ہین وہ اسکے رفیق بن کر اعزاز و احترام
سے عبد العزیز خان پاس اس تحفہ کو لے گئے۔ عبد العزیز خان نے اسکا استقبال کیا
اور برادر نوازی کا برتاؤ برتا اور اسکی گرد غربت کو جھاڑا۔

اورنگ زیب ۱۵ محرم ۱۰۵۷ھ کو لاہور سے روانہ ہو کر ۷ صفر کو پشاور مین آیا
اُس نے اُسی ضابطہ کے موافق جو شاہزادہ مراد بخش کی بلخ کی مہم مین مقرر ہوا تھا
سلسلہ تمام بندہا ے پادشاہی کو پہنچا دیا اور یہان سے ۲۳ صفر کو کوچ کیا اور دسویں
ربیع الاول کو کابل مین داخل ہوا یہان تین روز ٹھیرا یہان کے آدمیون کو بھی
مساعدت پہنچا کر فارغ کیا اور انکو اپنے ساتھ لیا امیر الامراء کے ساتھ آگے ہر حلقہ
ہوا جب دہ مین داخل ہوا تو خلیل خان کھمرد سے آیا اور حقیقت کو عرض کیا اور
پھر راہ کے تحقیق کرنے اور صاف کرنے کے لئے رخصت ہوا۔ باوجودیکہ اس پاس
پانچ سو سوارون سے زیادہ نہ تھے اور غارون کی اطراف مین فوج اوزبکیہ
ہزارون شکار کی کمین مین بیٹھی تھی ناگہان اسپر حملہ آور ہوئی اُس نے مردانہ
وار انکا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی اور ایک جماعت دونو طرف سے کشتہ ہوئی
باوجودیکہ ازبکیہ غالب تھے خلیل خان نے اس قدر استقامت کی کہ بادشاہزادہ کو
خبر ہوئی اور اُس نے جو کمک بھیجی وہ آئی اور اوزبکون نے فرار کیا دوسرے روز

لڑا اور پہلے سے زیادہ جان ستانی اور سر افشانی مین کوشش کی۔ کئی معتبر سردار
اوزبکون کے قتل کئے۔ نذر محمد خان نے جان لیا کہ مین لشکر شاہی سے عہدہ برآ
نہین ہو سکتا اس لئے وہ پیلچراغ (پنجچراغ) مین چلا گیا اور کفش قلماق مع اپنی الوس
کے میمنہ سے آدھ کوس پر جا بیٹھا کہ آذوقہ اور کاہ کی آمد و شد کو بند کر کے اہل قلعہ کو
تنگ کرے۔ جب نذر محمد خان کی ہمراہی قلعہ میمنہ کی فتح سے مایوس ہوئے تو اسکے ہمراہیون
نے اسکو یہ سمجھایا کہ اس وقت بلخ مین بہادر خان نہین ہے وہ اورنگ زیب کے استقبال کو
گیا ہے اگر ان چار پانچ ہزار سوارون سے جو ہمراہ ہین ناگاہ بلخ پر چڑھ جائین تو
اغلب ہے کہ شہر کے اندر کے آدمی اور اطراف کے ہوا خواہ معاونت کرین اور بلخ
آسانی سے فتح ہو جاوے۔ نذر محمد خان نے جواب دیا کہ بلخ کا لینا دشوار ہے اور
اسکا نگاہ رکھنا دشوار تر ہے مین اپنے جانے کو مناسب نہین جانتا مگر قتلق محمد
سردارون اور فوج کے ساتھ روانہ کرتا ہون اگر اسکو بلخ کے آدمی شہر کے اندر
لے جا کر قلعہ حوالہ کر دینگے اور وہ اسکی محافظت کرینگے تو مین بھی وہان چلا جاؤنگا
جب یہ رائے پسند ہوئی تو قتلق محمد کو کار طلب آدمیون کے ساتھ روانہ کیا بعد
روانہ ہونے کے پھر رائین بدل گئین ہمدمون نے کہا کہ اس وقت اپنے بیٹے کو مع
جمعیت کی منافق پیشہ اوزبکون کے ساتھ اپنے سے جدا کرنا آئین بخردی سے دور ہے
اغلب ہے کہ تغلق محمد کو ہمراہ آگے لیجا کر اپنی ترقی کا پیش آمد جان کر اسکو تحفہ و سوغات
تحفہ رہ آورد بنا کر عبد العزیز خان پاس لے جائین یا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب
رجوع کرین نذر محمد خان نے بھی ان کلمات ہوش افزا کو سنکر مآل کار پر نظر کی بیٹے
کے پاس خواجہ عابد کو جو دونون باپ بیٹون کا معتمد تھا گزران بھیجا اور پیغام دیا
کہ وہ یہین ٹھیرا رہے آگے نہ جائیے مین بھی اس پاس آتا ہون دونو متفق ہو کر
مقصود و مطلوب پر متوجہ ہونگے۔ تغلق محمد کے ہمراہیون نے اس بات پر اطلاع
پائی تو انہون نے کہا کہ نذر محمد خان سے دولت نے اپنا منہ پھیر لیا ہے

بادشاہ نے اصالت خان کو بلخ کی ملکی و مالی مقدمات کا اختیار دے رکھا تھا جب
اسکے مرنے کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسکی جوانی اور کاردانی کے سبب سے بادشاہ نے
بہت افسوس ظاہر کیا۔ یہ جوان چالیس برس کا تھا اگرچہ لشکر بلخ کی سرکردگی
بہادر خان کو مفوض تھی مگر وہ سنجیدگی و فہمیدگی کے ساتھ تمام معاملات دیوانی
و بخشیگری و محافظت قلعہ و خزانہ عمارت ملک و خوشنودی رعایا و خرسندی سپاہ
کو نیک روشنی سے سرانجام کرتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اورنگ زیب کی بڑی خدمات
کرتا بادشاہ نے اسکے بڑے بیٹے سلطان حسین کا اضافہ منصب کیا اور دو اور بیٹون
کو انکے لائق منصب دیا اسکا بھائی خلیل اللہ خان جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا
اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر ایسا بے تاب ہوا کہ منصب کے استعفا کی التماس کی
اور علائق دنیوی کو ترک کیا خانہ نشین ہو زاویہ گزین ہوا ہر چند اسکی تسلی کی گئی کچھ
فائدہ نہ ہوا اسکی گوشہ نشینی سے بھی بادشاہ کو ملال ہوا۔ بادشاہ سلخ ربیع الاول کو
کابل مین داخل ہوا۔ ۵ ربیع الثانی سنہ کو وزن قمری کو جشن ہوا استاون
سال عمر کا ختم ہوا ۱۲ ارکو ذو القدر خان کے ہمراہ پندرہ لاکھ روپیہ بلخ کو روانہ کیا
بادشاہزادہ محمد شجاع بنگالہ سے آیا۔ بادشاہزادہ محمد مراد بخش باوجود بحالی
منصب ابتک مجرا سے ممنوع تھا بموجب حکم کے بھائی کے استقبال کو گیا محمد شجاع
نے اسکی عفو تقصیرات کرائی۔ راجہ جیسنگہ کی ہمراہ بیس لاکھ روپیہ بلخ بھجوایا۔
جب عبد العزیز خان نے فوج بادشاہی کا آنا سنا تو اسنے شائستہ فوج گرانت
مع مصالح کارزار بسرداری بیگ اوغلی خان کہ توران کے نامی سردارون مین تھا
بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب نے مقابلہ کو ہراول بنا کے روانہ کیا اور آب آمون
(جیحون) سے گذرنے کی تاکید کی اور خود بھی لشکر گران کے ساتھ آنیکا تہیہ کیا
بہادر خان نے اطلاع پاکر رام سنگہ کو بلخ مین چھوڑا خود شائستہ فوج کے ساتھ
بقصد استقبال غنیم کی سرراہ روکنے کے لئے آیا اور کنارہ پل نذر محمد خان پر بے اسکے

راہ کے مابین خبر آئی کہ بہت سے اوزبک اور المان دو تین فوجین بنا کر قلب کمین گاہون
کے اطراف مین بیٹھے ہین۔ پادشاہزادہ نے امیر الامراء کو پیغام دیا کہ ہراول کی فوج کا
اہتمام کرنا چاہیئے اور مفسدون کی دست برد سے خبردار رہنا چاہیئے اس کو
جہان اوزبکیہ کا نشان پیدا ہوتا تھا وہ گولہ تفنگ و تیر کا نشانہ ہوتا تھا۔
اور سامنے نہین کھڑا رہ سکتا تھا دوسرے روز درہ کے تنگناؤن سے لشکر شاہی
کا گذر ہوا تو اوزبک جوق جوق ہر طرف سے نمودار ہوئے اور انہون نے شور مچا
شروع کی اور لشکر شاہی کے آدمی جو آگے دور اطراف مین تھے انکو زخمی کیا اور
ساری منزل جنگ کرتے ہوئے گئے جس طرف اوزبکون پر حملہ ہوتا تو وہ بھاگ
جاتے پھر دوسری طرف سے نمودار ہوتے منزل پر پہنچے اور اترنے کے وقت اوزبکون
نے بہت ہاتھ پاؤن مارے اور آخر روز مفقود الاثر ہوگئے۔ رات کو امیر الامرا
پاس خبر آئی کہ قتلق محمد دس ہزار اوزبک سوارون کے ساتھ کل لشکر پادشاہی کے
مقابل مین آئیگا اسکے ہر طرف دو فوجین پانچ پانچ ہزار اوزبک سوارون کی
ہین امیر الامرا نے یہ خبر سنکر سردارون سے مصلحت کی اور سردارون
اور ہاتھیون کے ساتھ ایک جماعت کی چار پانچ فوجین بنا کر اوزبکون کے مقابلہ کے لئے
مقرر و تعین کین فوجین ہر طرف گروہ گروہ کی کمانین لئے شمشیر کھینچے ہوئے جوش و
خروش کرتی ہوئی اوزبکون کو ڈھونڈھتی ہوئی اور نعرہ کرتی ہوئی گھوڑون کو
جولان مین لائین اور جہان اوزبکون کی سپاہ کی سیاہی نظر آئی تیر و سنان کا
ہدف بنایا ہر دم جوق جوق فوجین پادشاہی تلوارین چمکاتی اور گھوڑے دوڑاتی
ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتی تھین اور بہت سے اوزبک قتل و اسیر کرتی تھین آخر کو
اوزبکون کو ہزیمت ہوئی فوج پادشاہی کے چند گروہون نے تعاقب کیا
یہ فتح پادشاہزادہ کی پہلی تھی اُس نے سردارون کی خدمات کی بہت تحسین و
آفرین کی —

تین چار ہزار سوار اوزبکیہ المانیہ خونخوار سیل دمان کی طرح ہجکر حملہ کرتے تھے ان
مین سے تیر پران اور تفنگ سوزان کے طعمے ہوئے تھے اور فرار ہوتے تھے اور
پھر شوخی کی لیئے نمودار ہوتے تھے اور چستی و چالاکی کے ساتھ بعض بندہائے
پادشاہی کو ہلاک کرتے تھے بہادر خان نے اوزبکون کو اپنے سامنے سے پرے
ہٹا دیا اور امیر الامراء کی سپاہ نے کوتل تا پہنچنے سے پہلے مردانہ چپقلشین کین
اور بہت سے بے باک اوزبکون کو مقتول و زخمی کیا اور ہزیمت دیکر اُن کے
سردارون کے ڈیرہ تک پہنچا دیا۔ چند گھوڑے اور قتلق محمد کا خاص گھوڑا چھین لیا
پھر الٹے چلے آئے سعید خان ضعف بدن کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہین ہوتا
تھا اسکا بخشی چار پانچ سو سوار سے اوزبکون کے مقابل ہوتا تھا اسکے ہمراہیون
کی ایک جماعت کشتہ ہوئی تو وہ مغلوب ہوکر گھر گیا سعید خان نے اپنے
دو بیٹون لطف اللہ خان و خانہ زاد خان کو اسکی کمک کے لئے بھیجا۔ ان
دونو بہادرون نے داد شجاعت دی اور بعض جان باز مارے گئے اور وہ
زخمی ہوئے اُنہون نے باپ سے کمک طلب کی سعید خان شیر غران کی
طرح نعرہ زنان وہان گیا باوجودیکہ چند روز سے فاقہ سے تھا اور بہت
ضعیف ہورہا تھا مگر اس نے ان اوزبکون کو جو جوانان زخم رسیدہ پر
ہجوم کررہے تھے بذات خود شمشیر جان ستان سے گرایا اور زد و خورد کی
ایک عجیب رستخیز درمیان مین آئی اس حالت مین سعید خان کے گھوڑے کا پاؤن
ایک گڑھے مین جا پڑا اور سعید خان کے ایک زخم لگا کہ وہ زین سے زمین پر
گرا باوجودیکہ اس شیر دل کے اور دو تین زخم لگے مگر پھر وہ اٹھا تین چار مقابل
کے حریفون کو گرایا اسی آن مین کہ لطف اللہ خان باپ کی مدد پر متوجہ
ہوا اسکے سر و سینہ مین تیر پیاپے لگے اور گھوڑے سے زمین پر نہ آنے پایا تھا
کہ دوسرے عالم مین دوڑ گیا خانہ زاد خان بھی تردد نمایان کرکے بہت سے

کہ اوزبکیہ سے آمنا سامنا ہو بادشاہزادہ کی ملازمت مین آیا۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ کو اورنگ زیب بلخ مین پہنچا۔ قلعہ کے اندر اور باہر کو ملاحظہ کیا اسکا دورہ پانچ کروہ نا پا گیا اور شہر کے باہر ٹھیرا اسی آوان مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبدالعزیز خان کی دو فوج گران بسرداری قتلق محمد اور بیگ اوغلی سرحد بلخ گئین ہین۔ بادشاہزادہ نے بندوبست ضروری کیا اور شرفا اور اعیان بلخ پر جو عبدالعزیز خان کے خاندان سے قرابت رکھتے تھے اور خواجہ پارسا کی اولاد پر اور امیر نجابا پر طرح طرح کے لطف و انعام سے نوازش فرمائی مادھو سنگہ اور راو رتن کو شمشیر خان کے ساتھ قلعہ بلخ کی حراست کے لئے چھوڑا۔ تنخواہ سہ ماہہ سپاہ کی تقسیم کی تین روز مین سارے کاروبار سے فراغت حاصل کر لی پھر فوج بندی کے اہتمام مین مصروف ہوا۔ بہادر خان کو مع ہمراہیون کی ہراول اور امیر الامرا کو برانغار اور سعید خان کو جرانغار بنایا اور کوچ کیا اور راہون کی احتیاط کے لیئے اور معبر ان پر پلون کے باندھنے کے واسطے کاردیدہ آدمی متعین کیئے جب وہ موضع تیمور آباد مین آیا تو اسنے سنا کہ غنیم تھوڑی دور پر آگیا ہے تو اسنے لشکر کو ترتیب دیا دوسرے روز سوار ہونے کے وقت کہ بہادر خان اور امیر الامرا اور راہ مین پڑے تھے ہر طرف سے اوزبکون اور المانیون کی سیاہ نمودار ہوئی اور یکبارگی لشکر شاہی پر آ کر اطراف سے ہجوم کیا اور حد سے زیادہ شوخی کرنے لگی ہر طرف سے بہادر اور مبارز خبردار ہو کر پیکار مین گرم ہوئے امیر الامرا اور بہادر خان کی جنگ عظیم اوزبکون کے ساتھ راہ مین ہوئی پادشاہزادہ کو خبر ہوئی اسنے راجہ ستر سال و اللہ وردی خان کو مدد کے لئے مامور کیا سعید خان کہ بسبب عارضہ بدلی کی خیمہ مین تھا اسکے اطراف کو مخالفونے گھیر لیا۔ سعید خان باوجود ضعف بدن کمان سے مقابلہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوا ہر طرف سے آتش قتال و شعلہ جدال مین لو بین اٹھنے لگین اور توپ و تفنگ کی زبان سے بان آتش فشان کے غرانے سے موت کی خبر ہوش باختون کے گوش مین پہنچنے لگی جب بار بہیر لیا اس

سے بازنہ آتے تھے پادشاہی آدمی بھی بہت اُن کے تیرباران کے صدمون سے
مارے گئے اس ضمن مین لشکر اوزبکیہ کی تین فوجین ہوئین انہین سے شاہزادہ
یمین ویسار کے مقابلہ مین دو فوجین آئین اور داروگیر کی صدا بلند کی اور اپنی
طرف مشغول کیا اور تیسری فوج سنگین ہراول پر جو غافل تھا حملہ آور ہوئی
پھر ان دونو فوجون نے اتفاق کیا دس بارہ ہزار کماندار یکبارہ کمانین چڑھائے
ہوئے آن واحد مین عجب تیرباران کرتے تھے اور ایک آن امان نہ دیتے تھے انہون نے
ایک جمع کثیر کو کشتہ وزخمی کیا داروغہ توپخانہ اور شیر فسکار رہا درون نے اس
جماعت خونخوار سے آویزش کی اور داد تھوری دی سینون کو سپر بلا اور ہدف تیر
بنایا اور پیاپے حملے کر کے جماعت مخالف کو مقابل سے پرے ہٹایا۔ اسی آوان
مین دوسرا سردار بیگ وغلی تازہ فوج کے ساتھ آن پہنچا اور اپنے گروہ ہزیمت
یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور از سر نو بازار کارزار گرم کیا اور ہراول شاہی کے
سر راہ ایک فوج کو تعین کیا باقی فوج امیرالامراء کے روبرو آئی اور چند ہزار تیر
ایک بار خانہ کمان سے برسانے لگی امیرالامراء نے مع ہمراہیون کے اس قوم
کے ہجوم اور تیرباران مین قدم جما کر خوب کوشش وکشش کی مگر قریب تھا
کہ اس نیستان بلا سے امیرالامراء کی سپاہ کو چشم زخم پہنچے کہ اس حالت مین
شہزادہ ہاتھیون اور فوج کے ساتھ آگیا اور بہادرون کی تقویت دل کا سبب
ہوا اطرفۃ العین مین جمع کثیر اوزبکیہ کو گولہ تفنگ وتیغ وسنان کا طعمہ بنایا اور انکی
جمعیت مین تفرقہ ڈال دیا اس وقت پادشاہزادہ نے از راہ منصوبہ بازی
راجپوتون کے سردارون کے جماعت کو بنگاہ اوزبکیہ پر تعین کر کے روانہ کیا
جب اوزبکون کو اسپر اطلاع ہوئی تو انکے دل مین تزلزل پیدا ہوا اور کارزار
جو ہئیت مجموعی کرتے تھے جنگ گریز سے مبدل ہوئی اور کچھ اوزبک بنگاہ کی
نگہبانی کے واسطے عرصہ کارزار سے چلے گئے افواج پادشاہی اُن کے پیچھے دوڑی

زخم کھا کر گھوڑے سے گرا جب شاہزادہ کو اوزبکیہ کے اس غلبہ کی خبر پہنچی تو اوسنے اپنی سواری کے فیل کا رخ اس طرف پھیرا اور سوار اور توپ خانہ کے پیادون کے ساتھ خان مغلوب کی مدد پر متوجہ ہوا کہ اوزبکون کے ہجوم کو پراگندہ کرے فوج اوزبکیہ شوخی کے ساتھ شاہزادہ کے مقابلہ مین آئی۔ ہر طرف سے جانبازون کی صفون کا نعرہ بلند ہوا۔ بادشاہزادہ معرکہ رزم مین آئین سررشتہ بزم کو ہاتھ سے نہین دیتا ہر وقت رای اسلم کو کارفرما بناتا اس نے حکم دیا کہ دو فیل مست شیر صولت فوج کے بہادران صف شکن کے ہم قدم ہو کر پیش قدمی سے اوزبکون پر دوڑین اور اطراف سے مبارزان یکہ تاز دوڑ کر توپ خانہ کی شلک کے غلغلہ عظیم سے اوزبکون کے دلون مین ہیبت پیدا کرین اوزبک بہت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے اور بھاگ گئے۔ اس ضمن مین سعید خان کے نوکر فرصت پا کر اسکو اور اسکے دونو بیٹون کو میدان کارزار سے اوٹھا لائے۔ خان زادخان مین رمق باقی تھی اسنے اشارہ و لکنت زبان سے باپ کا حال پوچھا اور ایک پہر بعد مر گیا۔ حاصل کلام اول روز سے شام تک لڑائی مین بہادرون نے اپنی بہادری دکھائی اور شاہزادہ کی سعی سے فتح ہوئی۔ اور اوزبک بھاگ گئے۔ اس سبب سے کہ دونو فوجون مین چندان مسافت نہ تھی بازگشت اور شب خون کے خیال سے بہت سے بادشاہی سردار ہاتھی اور گھوڑون مین رات بھر طلایہ کرتے رہے دوسرے روز امیر الامرا نے معروض کیا کہ صلاح دولت اس باب مین ہے کہ خصم کو فرصت نہ دین اور اس کے بنگاہ پر تاخت کر کے اسکی واقعی گوشمالی کر دین از سر نو فوج کی ترتیب دے کر اپنی بہیر کو راجپوتون کے سپرد کر کے مخالفون کی بنگاہ پر اور مقابلہ پر روانہ ہوئی وہ ابھی بنگاہ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ اوزبک فوج فوج آراستگی کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے ہوئے بادشاہزادہ کی فوج کی برابر آ گئے اور شوخی کے ساتھ پیش دستی کی۔ گولہ و بان و تیر و شمشیر سے انکی جانین جاتی تھین مگر وہ حملہ آوری

حملہ آور ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اسکے جب پادشاہزادہ پاس
امیر الامرا حاضر ہوا تو اُسنے امیر الامرا پر آفرین کی اور گلے لگایا۔ امیر الامرا کی
شفاعت سے یادگار بیگ کی تقصیرات کو عفو کیا اور عنایات پادشاہی کا امیدوار
کیا دوسرے روز اوزبکیہ بہیئت مجموعی سوار ہوئے محاربہ عظیم واقع ہوا اُس روز
اوزبکیہ کے غلبہ کی نوبت یہانتک آئی کہ تین چار ہزار سوار لشکر شاہی مین سیلاب
کی طرح داخل ہوئے اور کارخانجات مین پہنچکر کئی قطارین اونٹون کی سرکار
پادشاہی اور بعض امرا کی اور صرافہ بازار کو آگے رکھکر روانہ ہوئے اور لشکر
کے زن و فرزند کو گرفتار کرلیا۔ امیر الامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بذات
خود دست بدست جانبازی کیا اور تنہا شہر جلادت اور تہوری کام مین لایا طرفین سے
جمع کثیر کے کشتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کارخانجات پادشاہی اور اکثر امرا کے
پھر لے آئے لیکن بازار اور سپاہ کے آدمیون کا بڑا نقصان ہوا اور اُنہین خرابیون
پادشاہزادہ کی منصوبہ سازیون مین سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام مین لایا
کچھ لکھے جاتے ہین کہ ایکدن عین گرمی کارزار اور ہنگامہ دار وگیر مین خبر آئی
کہ شادمان بیگ اور محمد طاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خان ہوا اتھا اپنے
تعلقہ تھانہ سے کومک کو آتے تھے دو ہزار سوار اوزبکیہ نے انکے سر راہ کو ایک
قلب مکان مین روک کر انکو گھیر لیا اور انکو تنگ کیا اور سوائے دو سو بندوقچیون
اور کمانداروں کے جو استقامت کرکے رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید
نہین تھی اور اغلب تھا کہ وہ کشتہ ہو جاتے پادشاہزادہ نے یہ خبر سنکر فوج
خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیر الامرا کے سو دو سو سوارون کو بھیجا۔ اور
علامات اور نشان سواری خاصہ کے ان جان باختون کی مدد کے لیئے انکے
ہمراہ کیئے اوزبکون نے جب یہ سواری خاصہ پادشاہزادہ کے نشان دیکھے
اور اسکے آنے کی خبر سُنی تو وہ بھاگ گئے اور شادمان بیگ اور محمد طاہر سلامت

فوج اوزبکیہ کو ہزیمت عظیم ہوئی اور سپاہ ہندوستان کے ساتھ بہت خیمہ اور اسباب
ہاتھ لگا اور بہ رہا یا اور لشکر کے آدمی کئی ہزار جو انکے قیدی تھے وہ خلاص ہوئے دوسرے
دن خبر آئی کہ اوزبکوں کی ہزیمت پانے سے پہلے عبدالعزیز خان نے فوج گران بسرداری
سبحان قلی خان بلخ کی تاخت کے لئے تعین کی تھی قتلق محمد اور او شکست یافتہ بھی
اس سے جا کر ملے اور بلخ کی تاخت کا ارادہ کیا پادشاہزادہ اس خبر کو سنکر بلخ کو
پھرا اور راہ کے مابین دو تین جگہہ اس گروہ سے مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی
اور جب فوج شاہی بہ کار اور عرصہ روزگار تنگ ہوا تو شاہزادہ اور امیر الامرا کو کمک
کو پہنچے اور مکرر اسکی نوبت آئی کہ پادشاہزادہ اور علی مردان خان بہ ذات خود
کارزار میں مشغول ہوئے اور کوشش سے لشکر شاہی اوزبکوں کے شر سے محفوظ
رہا ان دنوں میں خبر آئی کہ عبدالعزیز خود باقی فوج کے ساتھ اپنے لشکر سے ملا
اور مقرر کیا کہ اسکے لشکر میں نقارہ نہ بجائیں اور خود قول میں نہ ہو اور نشان اور
علامت سرفوجی کی اپنے ساتھ نرکھی عبدالعزیز خان کے آنے بعد لشکر اوزبکیہ کی
تعداد بے شمار ہوگئی اور مور و ملخ کی طرح دشت و صحرا میں پراگندہ ہوگئی اور جنگ
اور محاربات جو ہر منزل میں ہر روز ہوتے تھے اگر انکو قلم لکھے تو سننے والے اور
پڑھنے والے کو اسکے طول سے ملال ہو۔ حاصل کلام ہر روز دونو فریق کی ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوتی جس وقت فوج پادشاہی پر اوزبک زور کرتے تھے تو پادشاہزادہ
اپنے لشکر کی فریادرسی اور کومک کرتا تھا ایک دن عبدالعزیز خان نے اپنی لشکر کی
سات فوجیں بنائیں اور کارزار دیدہ سردار مقرر کئے اور ہر طرف سے افواج
پادشاہی پر ہجوم کیا انمیں سے یادگار بیگ کہ میر توزک اور میر شمشیر قدیم الخدمت
نذر محمد خان کا تھا اور یکہ بہادر شجاعوں میں مشہور تھا وہ دو تین ہزار سوار
یکہ تاز لیکر شمشیر چمکاتا ہوا امیر الامرا کی برابر پہنچا اور کچھ باقی نہ رہا تھا کہ امیر الامرا
سپہ سالار کے شجر حیات کو وہ منقطع کرتا کہ امیر الامرا شمشیر نیام سے نکال کر اس پر

آپ کو کچھ جواب نہین دے سکتا پھر جب سواد بلخ کے نزدیک شاہزادہ آیا تو عبدالعزیز خان
نے پھر اُسکو پیغام دیا کہ اگر بادشاہزادہ یہان آرام کرے تو مین یہ چاہتا ہون
کہ بیگ اوغلی خان اور یلنگ توش کو بادشاہزادہ کی خدمت مین بھیجون اور اُن کی
زبانی اپنے پیغام دون بادشاہزادہ نے جواب دیا کہ شہر نزدیک آگیا ہے جب
مین وہان اتروں تو جس کسی کو جی چاہے بھیجدینا ان پیغامون کی آمد و رفت
سے مصالحت کی شہرت لشکر مین پھیل گئی ۔ ۱۸ جمادی الاولی کو شاہزادہ نے
بلخ مین نزول فرمایا اور تین مقام کیے عبدالعزیز خان کے لشکر مین سے ازبکیہ
اور المانیہ گھوڑے اور گھوڑیون کو بیچنے کے لیئے لانے لگے بادشاہزادہ نے انکو
مادۂ غدر سے خالی نجانا ۔ کوتوال اردو کو حکم دیا کہ ازبکیہ کو لشکر مین آنے نہ
اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرے تاکہ وہ اسرار لشکر پر اطلاع نہ پائین
اور یہ قرار پایا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو بعض امیر اور زخمی آدمیون کو بلخ مین
چھوڑے اور خود جریدہ ہوکر لشکر کے ساتھ ازبکیون کی گوشمالی کرے اس
تجسم کی شہرت سے المانی اور اکثر ازبکیہ عبدالعزیز خان سے جدا اور متفرق
ہوگئے اور فوج فوج اندجان اور بخارا مین آگئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اس قوم
کی وجہ قوت حلال و کسب مال لوٹنا ہے اور اس جنگ مین کوئی چیز وجہ تاراج
سے انکو ملی نہ تھی بلکہ اکثر اسباب مال اندوختہ سابق باد فنا و تاراج مین
کھو بیٹھے تھے ناچار عبدالعزیز خان حوالی بلخ کو چھوڑ کر ہندوستان کی فوج
کے شب خون کے خوف سے بیس کروہ آب آمون سے گذر گیا ۔
لشکر شاہی کا مجمل بیان یہ ہے کہ بلخ و بدخشان کو شاہزادہ محمد مراد بخش کے
ہمراہ پچاس ہزار سپاہ روانہ ہوئی تھی جب ممالک محروسہ مین یہ ملک داخل
ہوا تو ایک گروہ حسب الطلب بادشاہ پاس آگیا تھا اور ایک سپاہ بہادر خان
اصالت خان کے پاس اس ولایت مین رہی زیادہ تر وہ حدود و ملک

لیکر پادشاہزادہ پاس گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سترہ اٹھارہ روز تک آدمی اور گھوڑون
کو لڑائی سے آرام نہ ملا اور حکم ہوا تھا کہ نان وطعام ہاتھیون پر لگا کے خاص آدمیون
کو اور ہر کسی کو اسکی قسمت کے موافق پہنچائین ایک نان ایک دو روپیہ کو اور باقی
بشرح ایضاً فروخت ہوتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے۔ کسی تاریخ اور داستان
محاربات پادشاہان سلف کی جسمین اغراق و مبالغہ سخن کو دخل نہ ہو ایسی
نہین دیکھنے مین آئی کہ جسکا اتنا امتداد ہوا اور شرط سرداری و بردباری و کارفرمائی
اور بعض امرا کی رفاقت مین بذات خود پادشاہزادہ اور امیر الامرا علی مردان
کا رزم مین متوجہ ہونا ظہور مین آیا ہوا وزبکان اور المان ایک لاکھ بیس ہزار سے کم نہ
سردار ان اوزبکیہ نے جو شجاعت و جلادت اور غلبہ خصم سے دل نہ ہارنا۔
پادشاہزادہ مین دیکھا تھا تو وہ انصاف کرکے کہتے تھے کہ اگر ہمارے لشکر کا سردار
ایسی رفاقت کرے تو امیر تیمور کی طرح روم و شام تک تسخیر کرلین اگرچہ عبدالعزیز خان
اور اور سرداروں نے عاجز ہو کر جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر ہندوستان کی
فوج کی اطراف کو وہ گھیرے رہتے تھے فی الحقیقت دونو طرف کی فوج کے گھوڑون
اور سوارون مین حرکت کی طاقت نہین رہی تھی اس مابین مین یہ شہرت ہوگئی
کہ پادشاہزادہ کا ارادہ ہے کہ نذر محمد خان کی تقصیر معاف کرے اور ملک
مال اسکو دے۔ عبدالعزیز خان نے اپنا ایک معتمد نوکر پادشاہزادہ پاس بھیجا اور
پیغام دیا کہ سنا جاتا ہے کہ پادشاہ حق شناس اور عدالت اساس کی مرکوز خاطر
یہ ہے کہ ولایت بلخ کو پھر نذر محمد خان کو تسلیم کرین اس صورت مین امیدوار ہون
کہ سبحان قلی خان کو یہ ولایت مرحمت ہو وہ نذر محمد خان کا پسر رشید ہے اور
پدر کی نسبت زیادہ رعیت پرور اور آباد کار ہے اور مین نے بھی اسکو فرزند
بنایا ہے اور قلیچ خان کا خطاب دیا ہے اور اس سے مسلمانون کی نزاع و
خونریزی برطرف ہوگی۔ پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ مین پادشاہ حکم بدون

مشغول ہوتا اور ہمیشہ چارون طرف ہنگامۂ قتال کو گرم رکھتا اور توپ و تفنگ و بان
اوزبکون کو مارکر بھگانا پڑا - ان لڑائیون مین اوزبک پانچ چھہ ہزار مارے گئے اور لشکر
شاہی مین پانچ چھہ سو آدمی - شاہزادہ محمد اورنگ زیب سات لڑائیان لڑا - وہ ہاتھی پر
بیٹھتا اور نہ زرہ پہنتا نہ سپر لگاتا - جہان اوزبکون کا غلبہ دیکھتا وہان دوڑ کر پہنچتا -
عبد اللہ بیگ نبیرہ شکور بے اتالیق امام قلیخان اوزبکون کے ساتھ سب لڑائیون مین
شریک تھا - جب عبد العزیز خان جیحون سے پار بھاگ گیا تو وہ شاہزادہ اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا بیگ اوغلی کہتے یہ کہتا تھا کہ جسقدر تدبیر و تلاش ہم نے اس مہم
مین کی اگر کوئی اور لشکر مثلاً قزلباش وغیرہ کا ہوتا تو ہم اسکو ضرور شکست دیدیتے
مگر ہندوستان کے لشکر سے عہدہ برآ نہ ہو سکے - اوزبک قزاقانہ جنگ مثل دکنیون
کی کرتے تھے اس لیئے انکی تنبیہ بغیر اسکی صورت پذیر نہین ہوسکتی تھی کہ لشکر کے احمال
اور اثقال کو شہر بلخ مین چھوڑین اور جریدہ ہوکر جنگ مین مشغول ہون اس سے لڑائی
مین بڑی محنت و مشقت اوٹھانی پڑتی تھی اورنگ زیب کو اس قسم کی جنگ کا تجربہ
دکن مین پہلے ہو چکا تھا جسکا بیان وقائع سال ۴۹ مین ہوچکا ہے اس لئے بلخ مین
اپنے بیٹے محمد سلطان کو احمال و اثقال کے ساتھ ٹھیرایا اور خود جریدہ مخالفون کے
تعاقب او تلاش مین مصروف ہوا اپنی تدبیر صائب سے عبد العزیز خان اور اوزبک
سرداروں کو متحابت ہونے دیا وہ گاہ بگاہ کی لڑائیون سے ناامید ہوئے ور
مسلمانون کے مال کو وہ اپنی قوت حلال اور قوت بال جانتے تھے اس سے مایوس
ہوئے - جنگ صف تو کیا کرتے - مدافعت قزاقانہ کی بھی نبرو اپنے مین نہین دیکھتے
اور ایسا انیرو ہم چھایا کہ توقف مین اپنی صلاح کار نہ دیکھی موضع شہاب سے
شہرک کی طرف گئے اور یہان کی بعض رعایات کو جلایا اور لشکر شاہی کے تعاقب
کی ہراس سے یہ مشہور کیا کہ ہم بدخشان جاتے ہین غلم سے راہ چپ کر کے ایک روز مین
ساحل جیحون پر گئے اور سلخ جمادی الاولی ۱۰۵۷ھ کو عبد العزیز خان جیحون کے

قلعون کے ضبط مین مشغول تھی اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے آنے تک ہر ایک اپنے محل مین
خدمت مین ماموررہے چنانچہ قتلیچ خان ایک گروہ کے ساتھ طالقان اور اسکے حدود مین
تھا اور رستم خان ایک لشکر کے ساتھ اندخود مین اور سعادت خان ایک جماعت کے ساتھ
ترمذ مین اور شاہ ملک خان ایک فریق کے ساتھ میمنہ مین راجہ راجروپ ایک جوق کے ساتھ
قندز مین اور خنجر خان ایک فوج کے ساتھ رستاق مین اور ایک طائفہ شہر وقلعہ بلخ مین
اور ایک فرقہ اور اماکن مین تھا جب اورنگ زیب بلخ مین آیا تو اُس نے کسی کو اپنے
پاس نہین طلب کیا جو امرا کہ اسکی ہمراہی کے لئے مامور ہوئے تھے انمین سے
راجہ جے سنگہ نے جو دو ہزار سپاہ ہمراہ رکھتا تھا اور بعض امیرون نے پہنچنے مین درنگ
کی اور الہ وردی خان و نجابت خان ولد مرزا شاہرخ و مرزا نوذر صفوی اور بعض
اور بے توفیقی سے قندھار نہین پہنچ سکے اسلئے اورنگ زیب کے پاس لشکر سے جو گذشتہ
مین پچاس ہزار بھیجا گیا تھا اُسے نصف تھا بلکہ اُس سے بھی کمتر تھا اور عبد العزیز خان اور
اسکے دو بھائیون کا اور توران و بدخشان و بلخ سے تمام علوفہ خوارون و آبخوارون
و علف خوارون کا لشکر جمع ہوا تھا جسکو آق سقلان اس طائفہ کا پیکار دیدہ کہتا ہے
کہ ما ورالنہر کی کسی یساق مین نہین جمع ہوا - بابرنامہ مین بابر نے لکھا ہے کہ عبد اللہ خان
والی توران و شاہ طہماسپ دارای ایران مین جو محاربہ ہوا لشکر اوزبک ایک
لاکھ پچاس ہزار تھا اور قزلباش کی سپاہ چالیس ہزار - اُن معتبر اوزبکون کی
زبانی جو عبد العزیز خان کے ساتھ تمام معرکون مین تھے اور پھر بادشاہزادہ کی
خدمت مین آ گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑائیون مین اوزبکون کی ایک جماعت
ایک لاکھ سوارون سے زیادہ تھی مگر بادشاہ نے جو تحقیق کیا تو سچ یہ معلوم ہوا کہ لاکھ سوار
سے کم تھی اس سبب سے کہ لشکر شاہی کو یقین تھا کہ اوزبکیہ غرور اور فزونی سپاہ کی وجہ
سے بیکار صف کرینگے تو وہ احمال و اثقال کو اپنی ہمراہ رکھتا تھا - غنیم با وجود کثرت
سپاہ کے جنگ صف نہ کر سکا قزاقی کرنے لگا تو ارد و کی محارست اور غنیم کی محاربہ

تو اس صورت مین انکا تعاقب اس جریدہ ہونے کی صورت سے نہایت آسان
ہوتا اور افواج کی تقسیم کے وقت تمام بلخ کے لشکر کو جو اس لشکر سے بھی زیادہ تھا
جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا فقط بہادر خان کے ساتھ نہین بھیجنا چاہیے تھا
بلکہ اسکو میمنہ و میسرہ مین بھی قسمت کرنا چاہیئے تھا کہ ہر سمت اپنے مقابل کے غنیم کو
مار کر ہٹا سکتی اور وہ آفت و بلا جو سعید خان شیرازی پر آئی نہ آتی اور اسکے بیٹے نہ
قتل ہوتے۔ چہارم بلخ کی معاودت کے بعد شاہزادہ کو ایک روز بھی زیادہ
توقف نہین کرنا چاہیئے تھا ایک جماعت نے اپنی خود غرضی کے سبب نمک خوارگی
پر خیال نہ کیا اور ایک ہفتہ تک اسکو ٹھیرایا چاہیئے تھا کہ یہ توقف نہ ہوتا اور عبدالعزیز خان
کے فرار کی خبر سنتے ہی اسکا تعاقب ہوتا تو وہ مقید ہوتا یا دریاے جیحون مین غرق ہوتا
تمام ماوراءالنہر مفتوح ہوتا۔

واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ھ

ہر سال کی طرح غرہ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ کو بزم جلوس سال بست و یکم
منعقد ہوئی اور امرا و اعلی و ادنی فیض یاب ہوے۔ بادشاہ نے یہ اخبار سنے
کہ اوزبکون نے بے اعتدالی کی ہے اور بلخ کی لڑائی سے بھاگ کر انکا ارادہ یہ ہے
کہ بدخشان مین جا کر دست بردی کرین اسلئے پانچوین ماہ مذکور کو بادشاہ
نے شاہزادہ محمد مراد بخش کو اس طرف جانے کے لئے رخصت کیا اسی ضمن مین معروض
ہوا کہ افواج اوزبک نے بدخشان مین فساد کرنے کا ارادہ ترک کیا اور نذر محمد خان
حضور مین آنے کا قصد رکھتا ہے اور اسکا عریضہ عفو تقصیرات کی التماس کا اور
استمالت نامہ کی طلب کا آیا بھی گیا تھا اسلئے اراہ مذکور کو محمد مراد بخش کا بلخ جانا
موقوف کرکے مراجعت کا حکم بھیجا اور صوبہ کشمیر کو رخصت کیا۔
بادشاہ نے جو نذر محمد خان کو نامے لکھے ہین ان سے یہ معلوم ہوتا ہے

پار چلا گیا اور کچھ آدمی عبور کرنے مین غرق ہوئے۔
اس جہم کی اوپر تصویر اُتاری گئی ہے وہ اسکے بغیر کامل نہین ہوگی کہ ہم ناشائستہ
امور جو اسمین واقع ہوئے ہین تحریر نہ کرین۔ شاہزادہ مرادبخش کی بلخ سے معاودت
کرنے کا درخواست کرنا پہلے اس سے کہ اپنے نو مفتوح ملک کا انتظام ہوا اور قلعون
کا استحکام اور حدود کا انسداد ہو جابجا تھانے بیٹھین اور انتظام سے بالکل خاطر
جمع ہوا اور نذر محمد خان کا معاملہ منفصل ہوا اور جو لشکر اسکے تعاقب مین گیا ہے وہ
مراجعت کرے اور الوسات اور اویماقات چغتائیہ جنکی عمرون کے بعد یہہ
آرزو انکی پوری ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے قدیم ولی نعمت کو اپنی ولایت مین
دیکھین وہ صاحب زادہ صاحب زادہ کہتے ہوئے اور ہزار شادمانی سے ملازمت
کی تمنا مین بلخ مین آئین کہ انکی مملکت سے اوزبکون اور المانون کا کانٹا
نکلے اور رعایا و کشاورز استمالت پائین۔ دویم بہادر خان اور اصالت خان کا
نذر محمد خان کا تعاقب نہ کرنا اور شبرغان وانذخود و چیچکتو و میمنہ کے حدود
کے ربط و ضبط بغیر مراجعت کرنی اور ہر مکان مین تھانون کے بٹھانے سے خاطر
جمع نہ کرنی اور اس سرزمین کے ان آدمیون کا مطیع نہ بنانا جو اسکی قابلیت رکھتے
تھے اور اس نواح کے الوسات و اویماقات کی تسلیم و استمالت نہ کرنی۔ سوم
شاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ سے غنیم کی مالش کے لئے پیش جانا یہ اس شاہزادہ
کی اول خطا تھی اسکو بلخ سے دور نہین جانا چاہیئے تھا بلکہ اس سے چار پانچ کوس
پر توقف کرنا لازم تھا کہ شہر مین لشکر کی آمد و رفت بھی میسر ہوتی اور احمال و اثقال
اور انکے بھی شہر مین رہتی۔ جریدہ ہونے کے سبب سے بلخ کو معاودت نہ کرنی پڑتی
شہر کے پاس بیکار کے انتظار مین بیٹھتا اگر غنیم جنگ صف کرتا تو اپنی سزا کو پہنچتا
اور اگر جنگ صف نہ کرتا تو اسکا لشکر المان جنکا علوفہ کچھ نہین ہوتا اور مسلمانون
کے اموال سے اوقات گذاری کرتے ہین وہ چند دنون مین متفرق ہو جاتے

بخشی اسکے ساتھ کیا اور فرستادون کو ارشاد کیا کہ نذر محمد خان کے مطالب کو دریافت
کرکے اسکی خاطر پراگندہ کو جمع کرین اور حقیقت لکھ بھیجین - نذر محمد خان نے فرستادون
کے بھیجنے کے بعد ظاہر کیا کہ قلعہ میمنہ کو اگر اولیاء دولت میرے تصرف مین کردین
تو مین اپنے وابستون اور اسباب و اموال کو وہان چھوڑکر بلخ کو روانہ ہون -
شاہزادہ نے بعد آگہی جواب دیا کہ جب بلخ و بدخشان عنایت ہوگا تو قلعہ میمنہ
بھی انکا ضمیمہ ہوگا اس جواب سے نذر محمد خان رنجیدہ ہوگیا اور آنے مین متامل
ہوا اور اُس نے ظاہر کیا کہ اگر بلخ کا دینا منظور ہوتا تو قلعہ میمنہ کے دینے مین
ایستادگی نہ ہوتی - ہرچند طاہر خان نے اسکو سمجھایا مگر اس نے توہم سے نہین
عدول کیا اپنے معتمد محمد قلی کو عطاء اللہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ معاہدہ کو مستحکم کرے
جب وہ شاہزادہ پاس آیا تو اُس نے عہدنامہ اسکی خواہش کے موافق لکھکے
مکتوب استمالت آمیز کے ساتھ بھیجدیا - نذر محمد خان نے بیلچراغ سے کوچ کیا
خوف و ہراس کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع مسافت کیا راہ مین ہر جگہ بے ضرورت
توقف کرکے قدم بڑھایا - شاہزادہ نے بہادر خان کو استقبال کے لئے شبرغان
بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر نذر محمد خان کا ارادہ یہان آنے کا مصمم ہو تو سب جگہ اُسکے
احترام و اکرام مین کوشش کرے ورنہ بدستور سابق دلیری اسکی ساتھ
رزم کرے اور ایسا اسکو وادی فرار مین آوارہ کرے کہ پھر اسکو اپنی قلمرو سے
قدم نکالنے کی جرأت نہ ہو خان مذکور نے کفش و قلماق کو روانہ کیا کہ
اول وہ بہادر خان سے ملاقات کرے اور اسکو بلطائف الحیل پھیر آدے
اور بعد ازان شاہزادہ کی ملاقات کے لئے ایک مکتوب لکھے اور خود جاکر
شاہزادہ کو دے - کفش قلماق نے بہادر خان کو شبرغان مین کہا کہ قلعہ
میمنہ کے نہ دینے سے خان کی خاطر جمعی نہین ہے اب اگر خان کے لئے
شبرغان خالی کردو تو وہ اپنے گھوڑون کو یہان آرام دے کر اور سنہ وبار

کہ بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ ماوراء النہر کو فتح کرے اور اس دیار کا نظم و نسق کرکے اپنی عنایت سے بلخ و بدخشان نذر محمد خان کو مرحمت کرے غرض وہ اپنے خاندان کے مردہ حقوق کو دوبارہ زندہ کرنا اور سوتے ہوئے موروثی استحقاقون کو خواب گران کے بند سے پھر بیدار کرنا چاہتا تھا۔ مگر نذر محمد خان نے بادشاہ سے رجوع نہین کی بلکہ شاہ ایران پاس گیا اور وہان سے مایوس پھرا بلخ مین مراجعت کی اور یہ ارادہ کیا کہ قلعہ میمنہ کو تسخیر کرکے اس سے اپنے پر و بال شکستہ کو درست کرے اسمین بھی کامیاب نہ ہوا جسکا ذکر اوپر ہو چکا تو بیل چراغ (اینل چراغ) مین اس نے اقامت کی اور یہان عبد العزیز خان اپنے بیٹون کی فتح و شکست کا منتظر رہا۔

جب بادشاہ کو اسمین فتح ہوئی تو وہ سیطرف سے مایوس ہوا اور اپنی مصلحت اسمین دیکھی کہ اورنگ زیب کو مکتوب بھیجا کہ جسمین اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور ملاقات کی درخواست کی شاہزادہ نے اپنی عرضداشت کے ساتھ اسکا مکتوب بادشاہ کے پاس بھیجا اور اسکے حال پر ترحم کی درخواست کی بادشاہ نے اسکی درخواستون کو منظور کیا اور اورنگ زیب پاس حکم بھیجا کہ اگر نذر محمد خان تم سے ملنے آئے تو تم اسکو بلخ و بدخشان دیدو اور سب اطراف سے لشکر کو بلا کر اس طرف روانہ ہو۔ بادشاہ کو اب کابل مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رہی رجب ۱۰۵۶ھ کو کوچ کیا اور محمد شجاع کو حکم دیا کہ جب تک اورنگ زیب سرحد کابل مین داخل ہو وہ یہان رہے اور پھر ہمارے پاس چلا آئے۔ بادشاہ منزل بمنزل چلکر پانچوین شوال کو لاہور مین داخل ہوا اور ۲۰ کو اکبرآباد کی طرف کوچ کیا۔

نذر محمد خان بیل چراغ مین اقامت رکھتا تھا اس نے جو کچھ سوچا وہ ہوا ناچار شاہزادہ سے درخواست کی کہ مین بلخ مین آنا چاہتا ہون میری جمعیت خاطر کے لئے طاہر خان کو بھیجدیجے۔

۱۹ جمادی الثانیہ کو شاہزادہ نے طاہر خان کو اس پاس بھیجا اور عطاء اللہ

اور کسلی ہندوکوہ سے عبور کی فرصت نہین ملیگی اس صورت مین نہ رہنے کا سامان
ہوگا نہ کوچ کرنے کی طاقت آدمیون پر سخت مشکل ہوگی۔ ناگزیر شاہزادہ نے
نواحی بلخ کے قلعجات کے حارسون کو اپنے پاس بلایا اس سبب سے کہ اوزبک اور
المان بہت اس نواحی مین متفرق پھرتے ہین جہان جمع قلیل وہ دیکھینگے بے تامل
اُن پر تاخت کرینگے۔ شہزادہ نے راجہ جے سنگھ کو سعادت خان کے لانے کے
لئے ترمذ بھیجکر یہ چاہا کہ بہادر خان کو رستم خان کی مدد کے لئے تعین کرے کہ اس
اثنا مین رستم خان کی عرضداشت آئی کہ مین مع اپنی جمعیت کے سمت میمنہ
کو جاتا ہون کہ شادخان کو ہمراہ لیکر راہ سان چاریک سے کابل روانہ ہون۔
۱۵ رمضان کو شاہزادہ نے فیض آباد سے مراجعت کی جلکاے مین منزل کی
اور ملک نذر محمد خان کو اور قلعہ بلخ قاسم ونقش قلماق کو سپرد کیا اور رخصت
کے وقت سرکار والا سے قاسم سلطان کو پچاس ہزار من غلہ دیا جو اس وقت کے
نرخ سے پانچ لاکھ روپیہ کی قیمت کا تھا سوا غلات کے قلاع اور ذخیرے
نذر محمد خان کو حوالہ کئے اگر نذر محمد خان خود آتا تو بادشاہ کی طرف سے چار
لاکھ روپیہ اور شاہزادہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ پاتا جسسے وہ سامان
ملک داری سے مستغنی ہوجاتا۔ راجہ جے سنگھ نے سعادت خان کے ساتھ
اس منزل مین ملازمت کی۔ اس ملک کی آغاز تسخیر سے بادشاہزادہ کی
مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی۔ تنخواہ مین خرچ ہوا۔
اور دو کروڑ روپیہ اور اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا اور سب لڑائیون
مین طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی اور جنگ ہفت شبانروز مین اوزبک کے
چھ ہزار سوار اور بادشاہ کے پانچ ہزار سوار کشتہ ہوے مال مویشی رعایا جو
فنا ہوے اسکا حساب خدا جانتا ہے۔

اس مراجعت کے عمدہ موجبات یہ تھے کہ امرا مین نفاق وبیدلی تھی

وہان چھوڑکر شاہزادہ کی ملاقات پر متوجہ ہوگا اگر قدر دانی اور مہربانی سے یہ
درخواست قبول نہ ہوگی تو خان جہان ہی وہان سے مراجعت کرکے جہان
مناسب جانیگا چلا جائیگا۔ خان نے اسکے دغدغہ اور تفرقہ خاطر کے رفع کے
لئے صلاح وقت پر لحاظ کرکے قلعہ شبرغان کو خالی کردیا اور خود کوچ کرکے پل
خطیب کو اپنا لشکرگاہ بنایا۔ کفش قلماق شبرغان سے خاطر جمع کرکے شاہزادہ
کی خدمت مین گیا اور نامہ جسمین خان نے اپنی ملاقات کی تاریخ ۲ رمضان
مقرر کی تھی شاہزادہ کو دیا۔ شاہزادہ نے کفش قلماق کو خلعت دیکر رخصت کیا
اور خود استقبال کے لئے بلخ سے فیض آباد مین آیا۔ اس اثنا مین نذر محمد خان کا
نوشتہ آیا کہ اگرچہ ملاقات کا وعدہ پل خطیب کے قریب تھا مگر اسکو آپ کی
تصدیع کا سبب جانکر گذارش ہے کہ ملاقات نواحی شہر مین ہوگی آپ
شہر کو تشریف لے جائین اور شہر کے نزدیک جو جگہ آپ مقرر فرمائینگے مین وہان
آپ کی ملاقات سے مسرور ہونگا۔ چہارم رمضان ملاقات کا دن مقرر
ہوا تھا کہ خبر آئی کہ خان ایسا مریض ہوگیا ہے کہ اُس نے اپنا آنا موقوف رکھا
اور اپنے پوتے قاسم سلطان کو کفش قلماق کے ساتھ بھیجا ہے اور اپنے نہ آنے
کی معذرت کی۔ شاہزادہ نے بہادر خان کو قاسم سلطان کے استقبال کے لئے بھیجا
اور جب وہ آیا تو اسکو گلے لگایا اور اپنی مسند کے نزدیک بٹھایا اور اسکی رخصت کے
بعد امیر الامرا اور اورون کے ساتھ شاہزادہ نے مشورت کی اور بیان کیا۔
کہ گرانی غلہ و ویرانی ملک اور موسم زمستان کا قرب یہ سب باتین ایسی
ہین کہ اس محال مین مجال توقف محال ہے غلہ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے۔
کاہ و ہیمہ مطلق نایاب ہے موسم مذکور کا سامان کرنا اور اس ملک مین رہنا
نہایت دشوار ہے اب تم صلاح دولت بتاؤ کہ کیا ہے سب نے متفق ہوکر
عرض کیا کہ بادشاہ کے جواب آنے تک تو راہین برف سے مسدود ہوجائنگی

پہنچے۔ تنگی راہ اور برف و یخ سے سرراہ بہت باربردار تلف ہوئے جو جانور گرا وہ آدمیون اور چارپایون کی لکدکوب مین آیا۔ جو سوار اور پیادہ گرا اوسکو اوٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ بہرحال اگرچہ شاہزادہ ششم شوال کو کابل مین داخل ہوا لیکن بہادرخان روہیلہ ذوالفقارخان و خواجہ حسن خزانہ کے ساتھ پیچھے رہے انکے لشکرون پر برف ایسی پے ہم برسی کہ پلک مارنے کی فرصت نہ دی۔ بہت چارپائے اور آدمی تلف ہوئے ذوالفقارخان سے بہادرخان بے اختیار جدا ہوگیا۔ خزانہ کے باربردار نصف سے زیادہ تلف ہوئے ذوالفقارخان کے جو اونٹ زندہ اور توانا تھے اُن پر جتنا خزانہ لدسکا بادشاہزادہ پاس بھیجا اب بالکل باربردار نہ رہا اسنے باقی خزانہ کے ساتھ مقام کیا۔ برف و باران رات دن برستے تھے اس کھلکہ مین ہزارہ ایک فوج سنگین کے ساتھ آبدہ ہوے خزانہ اور لشکر شاہی پر حملہ آور ہوئے ایک عجیب ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا۔ بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے کہ جنکا مال و اسباب عیال و ناموس محفوظ رہا ہو۔ ایک قیامت برپا تھی۔ چار پانچ ہزار گھوڑے اور بہت آدمی اور باربردار چارپائے جو باقی رہے تھے غارت ہوئے اور بہت جانور برف کے نیچے دب کر رہ گئے تھے نوبت یہ آئی کہ خزانہ پر تمام نبردآزما اور کارزار دیدہ سخت جان پیادہ جمع ہوئے اور جنگ رستمانہ اور تردد مردانہ کیا اور سب مایحتاج سے ہاتھ اوٹھایا۔ جان اور خزانہ کو اس جماعت کے ہاتھ سے سالم بچا کر لے جانے کو غنیمت جانتے تھے ہزارہ بھی غنیمت سے بہت سنگین بار ہوکر فرار ہوئے۔ جب بہادرخان کو اسکی خبر پہنچی تو اسنے حکم دیا کہ باربردار جہان ہو اسکو پکڑ کر اور کھینچکر ذوالفقارخان پاس پہنچا دین۔ خان باربردار دینے مین مضائقہ کرتے تھے اُن سے بھی جنگ ہونے لگی۔ بہادر خود اپنے خاصہ کے شتر اور اپنے بیٹون اور خویشون کے باربردار لے کر ذوالفقار پاس پہنچا۔ بہادرخان کے آنے تک بہت آدمی اور دواب تلف ہوے اول مرور سے آخر تک دس ہزار جاندار ضائع ہوئے۔ جنمین آدھی کے قریب آدمی

اُن کو اپنے ہندوستان کا عیش یاد آتا تھا یہان کی کثرت عسرت و قلت علف
سے دل گھبراتا تھا ہندوستان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ لم یخلق مثلہا فی البلاد۔
کہان اسکی سرزمین کے تنعمات و مستلذات اسکے مکانون کا تفرج کہان اس
ملک مین ٹھیرنا۔ اوزبکون کی عمارات کی علامات کو تاخت و تاراج سے
مٹانا اور آبادانی کو ویرانی بنانا اور جغد و بوم کا گلستان بنانا ہو اس مین
مجال توقف کو محال جانکے بے اختیار بلخ دینے پر راضی ہونا اور وہان سے چلنا
پڑا۔ ۱۴ر رمضان کو شاہزادہ توزک اور ترتیب فوج کے ساتھ موافق دستور العمل
کے کابل روانہ ہوا۔ ۱۶ر رمضان کو درہ تنگ غزنیک پر پہنچے یہان منزل
کہی کو شمشیر خان گیا تھا آٹھ سات ہزار اوزبک نے چارون طرف سے شمشیر خان
کو گھیر لیا اور دار و گیر کی صدا بلند کی بہت شتر و گاو پر متصرف ہوے۔ اور
ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا۔ شمشیر خان کی مدد کو بہادر خان آیا اور اسکو اس
تہلکہ سے نجات دی غوربند کے پہنچنے تک تین دفعہ اس طائفہ سے سخت مقابلہ
و مقاتلہ ہوا اور ہر بار جمع کثیر طرفین سے کشتہ ہوئی غوربند مین پہنچکر یہان
تھانہ قائم ہوا۔ خزانہ کے دس لاکھ روپیے یہان موجود تھے انکو ہمراہ لیکر
روانہ ہوگئے جس وقت وہ غور سے گذرے تو ہزارون ہزارہ نے شاہزادہ کے
لشکر پر تاخت کی عجب آتش جنگ مشتعل کی جو مال اسباب ہاتھ لگا اسے لوٹ لیا
اور تمام فوج و سردارون کو تنگ کیا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ خزانہ پر وہ جھکے
بہادر خان خود وہان گیا بادشاہی آدمی زیادہ زخمی و کشتہ ہوگئے۔ پہر رات
گئے تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور نجات کی امید محال معلوم ہوتی تھی۔
ذوالفقار خان و لوذی الحسن (ابوالحسن) کہ خزانہ کی ہمراہ تھے اُنھون نے رستمانہ
چپقلشین کین باوجود زخمی ہونے کے دونو سردارون نے داد مردانگی
دی آخر کو اس جماعت کی دستبرد سے خزانہ بچایا۔ کوتل ہندوکش پر

اس مین سے تراشا تھا اسی روز بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس بیش بہا جوہر کو ناتراشیدہ
بھیجدو اُس نے اسکو اسی طرح حسب الحکم بھیجدیا - جب حضور مین آیا تو ستر رتی اس
مین سے اور تراشے گئے - سو رتی بے جرم شفاف عیب سے خالی وہ رہا ڈیڑھ لاکھ
روپیہ اسکی قیمت لگائی گئی اور بیس ہزار روپیہ اسکے تراشیدہ ریزون کی قیمت
تشخیص ہوئی - اتفاقاً اسی روز ایک شمامہ عنبر نظر سے گذرا جو قندیل کی صورت
کا ستر تولہ وزن مین اور دس ہزار روپیہ کا قیمت مین تھا - بادشاہ کی نیت
مین آیا کہ اس شمامہ کو طلا مین مشبک کرا کے انواع جواہر اور اس الماس کے ریزون
سے مرصع کرائے اور اس سو رتی الماس کو اسپر نصب کرائے اسی طرح ایک قندیل
بے [illegible] جسکی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ تیار ہوئی اسکے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ
[illegible] نقد اور باقی کی جنس احمدآباد سے خرید کرکے مکہ اور مدینہ سید احمد سعید کے
ہمراہ روانہ کی - یہ مول لی ہوئی جنس وہان دوچند قیمت کو بکتی ہے یہ سید لق
[illegible] قندیل لے گیا تھا اسکو حکم دیا کہ شریف مکہ کو نقد جنس پچاس ہزار روپیہ
کا دیکر باقی روپیہ بیچارے مسکینون اور مستحقون کو پہنچائے اور قندیل کو
روضہ منورہ مین لٹکائے - اُس قندیل کی گلکاری خوب کی گئی تھی اس کا
نام بادشاہ نے گل محمدی رکھا تھا -

۹ صفر سنہ ۱۰۵۵ کو محمد شجاع بنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور ۲۵ صفر کو شاہزادہ مراد
کشمیر کی صوبہ داری سے دکن کی صوبہ داری پر بدلا گیا اور شاہزادہ اورنگزیب
جو بلخ سے الٹا پھرا یا تھا ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا -

شاہجہان کو دار الخلافہ اکبرآباد جو جمنا کے کنارہ پر ہے اس سبب سے ناپسند
تھا کہ اسمین شکست و آبکند اور نشیب و فراز بہت تھی - شہر کے درمیان جابجا
انکے واقع ہونے سے ناہمواری اسمین تھی اور دار الخلافہ لاہور اس وجہ سے
ناپسند تھا کہ وہ ایک دفعہ تو بنا نہ تھا رفتہ رفتہ اسکی بنیاد پڑی تھی جیسی کہ

اور آدھی ہاتھی و گھوڑے و اونٹ وغیرہ تھے اور بہت اسباب برف کے نیچے
دب گیا جو آدمی زندہ تھے انہین نہ باپ بیٹے کی اور نہ بیٹا باپ کی خبر لیتا تھا۔
ہر شخص اپنی جان بچانے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ جب بہادر خان سپاہ سمیت خزانہ پر آیا
تو اس سبب سے کہ بار بردار سرما و برف سے نیم جان تھے اور انکا صرف پوست
و استخوان باقی رہا تھا خزانہ نہین اٹھا سکتے تھے ناچار حکم دیا کہ خزانہ کو متفرق کر کے
جماعہ دار کو تھیلیان گن گن کر دیدین کہ گھوڑون پر بار کر کے روانہ ہون اس ضمن مین
ہزارہ سر راہ نمودار ہوئے زد و خورد شروع ہوئی۔ بہادر خان اور ذوالفقار خان
جان بازی کر کے سعی و کوشش و کشش سے تمام خزانہ کو مع اپنی جانون کے ان
درون سے سالم ۲۲ شوال کو کابل لے گئے۔

بادشاہ کابل سے اکبرآباد جاتا تھا کہ ۱۷ ذی قعدہ سپہر شکوہ پسر مرحوم دارا شکوہ
بیمار ہوا اور مر گیا۔ بادشاہ جب دہلی سے پچاس کروہ پر کرنال مین آیا تو جعفر خان
کو ضروری کامون کے لئے دہلی بھیجا اوائل ذی الحجہ کو حوالی دہلی مین نزول ہوا۔
دوسرے روز سوار ہو کر شاہجہان آباد کے نئے قلعے کے مکانات کو ملاحظہ کیا۔
سنہ ۱۲ جلوس میں اس عمارت کے بنانے کے لئے غیرت خان عرف کامگار خان
مقرر ہوا تھا۔ ۹ محرم سنہ ۱۰۴۹ کو عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مکرمت خان کی اہتمام
سے اسکا اتمام ہوا۔ بادشاہ نے تاکید کی کہ سال آیندہ کے جشن تک یہ عمارت تیار
ہو جائے۔ عاقل خان خوافی اور یوسف خان سر انجام و اہتمام عمارت کے لئے
مکرمت خان کے شریک کئے گئے اور خود ۱۱ ذی الحجہ کو اکبرآباد مین آیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک الماس ناتراشیدہ وزن مین ایک سو اسی رتی
قطب الملک کے تعلقہ مین کان سے نکلا ہے حکم ہوا کہ قطب الملک کو لکھا جائے کہ الماس
کی قیمت کو پیشکش مقرری کی وجہ مین مجرا دیکر حضور مین بھیجدے۔ اس حکم کے پہنچنے
سے پہلے عبداللہ قطب الملک نے الماس تراش کو حوالہ کیا تھا اور سن تین

سے ایک نہر کھودی گئی اور قلعہ تک لائی گئی۔ قلعہ کی تاریخ بنا سے ۱۵ جمادی الاولیٰ
۱۰۵۸ھ تک چار ماہ دو روز مین عزت خان کے اہتمام مین بنیاد نا تمام کھدی اور
مصالح جمع ہوا اور بعض جگہہ بنیاد رکھی گئی اور جب وہ ٹھٹھہ کا صوبہ دار ہو گیا تو دو
سال ایک ماہ گیارہ روز مین اللہ وردی خان کی صوبہ داری مین قلعہ کی دیوارین
دریا کی جانب بارہ بارہ گز اونچی بنین اسکا اہتمام مکرمت خان کو سپرد ہوا۔ اور
اسپر تاکید کی گئی اسکے اہتمام مین ۲۰ سنہ جلوس مین دیوارین پوری بن گئین بادشاہ
کو اسکی اطلاع کابل مین ہوئی۔ نجومیون نے اسمین اجلاس کی تاریخ ۲۴ ربیع الاول
۱۰۵۸ھ قرار دی۔ یہ قلعہ آٹھ سال مین با وجود کمال جد وجہد کے تمام ہوا۔ اور اسکے
بنا کے مصارف مین پچاس لاکھ روپیہ اور اسی قدر روپیہ مخارج عمارات عالیۂ داخل
قلعہ مین خرچ ہوا۔ اسکی چار دروازے اور دو دریچے (کھڑکیان) ہین اور اکیس برج ہین
جنمین سے سات مدور اور چودہ مثمن اسکی چار دیواری کا محیط مثمن بغدادی ہے ہزار گز
طول مین اور چھہ سو گز عرض مین اور پچیس گز ارتفاع مین کنگوروں تک زمین اسکی چھہ
گز اسکا دور تین ہزار تین سو گز تمام برج و بارہ اسکے کنگرہ سے خاکریز تک سنگ سرخ
سے تراشے گئے ہین اور ایسے خارا تراشون نے پتھرون کے سلون کو ایسا جوڑا
ہے کہ اسمین کہین درز نظر نہین آتی ساری ایک سل معلوم ہوتی ہے۔ دولتخانہ والا
کی تمام عمارات برج شمالی و باغ حیات بخش و شاہ محل و آرامگاہ معروف برج طلا
و امتیاز محل و اسکے قرینہ کی اور عمارات اور بیگم صاحبہ اور اور اہل حرم کی حویلیان
ایک رستہ مین ترتیب سے واقع ہوئی ہین۔ مشرق کی طرف بارہ گز بلند مشرف
آب و صحرا اور مغرب کی طرف باغ و باغچے مسرت افزا اور نہرین و تالاب فسقین سراپا
سراپا سنگ مرمر کے صاف و شفاف بنے ہوئے ہین ازارہ ہر ایک کا رنگین۔
پتھرون کا پرچین کاری کا بنا ہوا ہے اور سقف و دیوار ہر یک طلا سے منقش و
رنگین بنی ہوئی ہین۔ ہر عمارت کے وسط مین نہر جاری ہے جسکا نام

بایدو شاید اسکی طرح مرغوب نہ تھی اور ان دونو دار الخلافون کے قلعون مین کارخانجات
شاہی اور بیوتات کے واسطے شاندار مکان نہ تھے۔ جلوخانے بے رخ و بے موقع بنے ہوئے
تھے اوقات ملازمت مین آدمیون اور افواج بادشاہی اور امراء کے تابعیون
کی آمد و شد زیادہ ہوتی اور فیل و اسپ کا ہجوم ہوتا۔ خصوصاً عیدون و جشنون مین
تو ضعیفون کو آزار پہنچتا دونو شہرون کے کوچے اور بازار تاریک و تنگ تھے انکے نشیب و فراز
انکی ناہمواری بتاتے تھے۔ ان تنگ بازارون سے خلقت کی جان بڑی ضیق مین
آتی تھی اور ہجوم کے دنون مین بہت تکلیف پہنچتی تھی۔ دو چار بیچارے پس کر دب دبا
جاتے تھے۔ شاہجہان نے اس تنگی و کمی کے دور کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک ایسی
عمارت بنوائیے جس سے خلقت لطف زندگی اُٹھائے اور طریق عیش و معاش مین ضیق سے
چھوٹ جاے اُس نے مہندسی معمارون کو حکم دیا کہ وہ کوئی مقام تجویز کرین کہ آب و
ہوا کے اعتدال کی صفت رکھتا ہو اور وہان قلعہ والا کی بنیاد رکھین انہون نے دار الملک
دہلی مین نورگڈھ سلیم گڈھ سے متصل و پرانی دہلی کی فصیل سے دور جمنا کے کنارہ پر یہ جگہ تجویز کی
روز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲ جلوس سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو استاد احمد و حامد معمارون نے
جو اپنے فن مین یکتاے روزگار تھے ایک تازہ طرح کی عمارت کا نقشہ بادشاہ کے
روبرو رکھا اسکے موافق بیلدارون نے نیک ساعت مین شب جمعہ نہم محرم سنہ ۱۰۴۹
کو بنیاد کھودنی شروع کی۔ سارے ہندوستان کے منتخب سنگ تراش و نجار و منبت کار
معمار و پرچین کار سلیقہ شعار بلائے گئے۔ اُنمین سے ہر یک یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے
ہنر کے کمال دکھانے مین اورون پر سبقت لے جاؤن۔ وہ نہر کہ سلطان فیروز شاہ
نے اپنے ایام سلطنت مین خضر آباد سے اپنی شکارگاہ مقرری سفیدون تک بنوائی
تھی اور اسکی رحلت کے بعد مرور ایام سے اٹ گئی تھی اور جاری نہ تھی بادشاہ کے
حکم سے منبع سے شاہجہان آباد تک اس نہر کے بلند و پست ہموار کئے گئے اور اسکے
کنارہ استوار کئے گئے سفیدون تک تو وہی قدیمی نہر صاف ہوئی اور وہان

سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے جسکا طول پچاس گز اور عرض ۲۶ گز۔ اسکی کلاہ
وطرہ طارم اور کلس سب طلا اندود ہین اسمین باغ ہے اسکی ایک جانب مین جھروکہ
درشن مشرق رویہ ہے۔ دوم جھروکہ خاص وعام ہم قرینہ بنا ہے اب دیوان خاص و
عام و بازار مسقف اور شہر کی آبادی کا حال سنو کہ امتیاز محل کے غرب مین ایک ایوان
ہے مشرف باغچہ پر عمارت مذکور سنگ سرخ سے بنائی ہے اور وہ سنگ مہتابی سے
سفید کی گئی معمارون نے مہرہ کشی ایسی کی ہے کہ اسکو آئینہ بنا دیا ہے اسکی
سقف کے متصل جھروکہ خاص و عام ہے جو بالکل سنگ مرمر کا بنگلہ نما بنا ہوا ہے
طول مین چار اور عرض مین تین گز ہے۔ اسکے چار ستون ہین اور اسکے عقب مین ایک
بنگلہ طاقی ہے جو درازی مین سات اور پہنائی مین ڈھائی گز ہے اسمین نگین
پتھرون سے پرچین کاری کی گئی ہے اور اسکے تین ضلعون مین ایک محجر جالی عوضی
کا لگا ہوا ہے اسمین بادشاہ بیٹھتا ہے اور اسکے آگے ایک بارگاہ چہل ستون ہے جسکا
طول ۶۷ گز اور عرض ۲۴ گز اسکی چھت و دیوار نقوش گوناگون سے منقش ہے
اسکے تین طرف خالص چاندی کا بقد آدم متوسط ایک محجر ہے اسکے باہر ایک ایوان
ہے جسکا طول ایک سو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے محوطہ خاص و عام سے جدا کیا
گیا ہے اسکے ہر جانب مین ایک کٹہرہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے جسکے اوپر قبے
زرین لگائے گئے ہین اسکے باہر ایک صحن ہے طول مین دو سو چار اور عرض مین
ایک سو ساٹھ گز اسکے گرد ایوان بنائے گئے ہین کہ آدمیون کو بارش سحاب
کی زحمت اور تابش آفتاب کا آسیب نہ پہنچے۔ تین دروازون مین سے ایک
دروازہ جانب غرب مین سنگ سرخ کا منبت کار بنا ہے اور بہت بلند
ہے اس دروازہ کے باہر جلوخانہ کا چوک ہے جسکا طول دو سو اور عرض ایک
سو چالیس گز ہے وہ سراسر ایوانون اور حجرون پر مشتمل ہے اور تین دروازے
جانب شمال و غرب و جنوب مین ہین شمالی دروازہ قلعہ سے جنوبی دروازہ تک

نہر بہشت ہے ہشت نشیمن کے اندر اور آگے حوض ہین بصورت ابشار جنبین فوارے چھوٹتے ہین پھر ہشت نشیمن کے آگے پھولون کے باغچے دولتخانہ کی چار دیواری تک ہین عرض نہر مین جابجا حوض ہین ان مکانون مین افضل غسلخانہ کا ایوان ہے اور اس کی برابر حمام ہے۔ ایوان غسلخانہ کی چھت زرین ہے اس مین بند فرنگی اور گرہ بندی نو لاکھ روپیہ کے صرف مین بنائی گئی ہین۔ حمام کی دیوارون کے ازارہ پر نہایت نزاکت کی پرچین کاری ہے پھر باغ حیات بخش ہے اسمین سب جگہ نہر کا پانی روان رہتا ہے میوہ دار درخت اور پھولون کے درختون سے بھرا ہوا ہے اسمین ایک حوض ہے طول و عرض شصت در شصت ہے جب اسکے وسط مین آفتاب اپنی شعاعین ڈالتا ہے اور پھولون کا عکس اسمین پڑتا ہے تو وہ پھر نگار خانہ چین معلوم ہوتا ہے اسمین ۴۹ نقرئی فوارے اور اسکی دور مین ۱۱۲ فوارے لگے ہوئے ہین۔ اسکے گرد چار خیابان الگ الگ سنگ سرخ کی بیس گز چوڑی بنی ہوئی ہین اور انمین نہر چھ گز چوڑی بہتی ہے جسکے وسط مین بیس فوارے لگے ہوئے ہین حوضون مین ڈیڑھ گز اونچی چادرین بنی ہوئی ہین وہ چھوٹتی ہین پھر طبقہ مشرقی سمت باغ مین کہ باغ کے طول کی مانند ۲۶ ذراع اور ارتفاع ڈیڑھ گز ہے دریای جمن کی طرف عمارت بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اسمین نقش و نگار بنے ہوئے ہین اور وسط عمارت مین ایک حوض کم عمق تہ نما بطرح گرہ بندی بنا ہوا ہے ہر بند پر ایک سوراخ ہے جسمین سے پانی جوش کرتا ہے اور انمین فوارے جڑے ہوئے ہین۔ پھر نہر کی جدولین چارون طرف اس سے نکلی ہین۔ اور وہ سب ایک حوض مین جو ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ملی ہین اس حوض کا پتھر کان سے نکلا اسکا ایک حوض مربع چار در چار ڈیڑھ گز عمق کا بنایا گیا اور شاہجہان آباد مین سو کروہ سے بڑی جرثقیل سے لایا گیا۔ اگرچہ بہت سے اور حوض ہین مگر یہ حوض غرائب روزگار سے ہے۔ امتیاز محل مین ایک بڑا حوض ہے جسمین نہر سے پانی آتا ہے دولتخانہ مین

بطرز مثمن بغدادی اور اس چوک کی جانب شمالی مین ایک سراے دو سقفہ ہے
طول اور عرض مین ۱۸۶ گز جسمین نوے حجرے اور چار برجیان اور ہر حجرے
کے آگے ایوان اور ایوانون کے آگے چبوترہ سراسر بعرض پانچ گز بیگم صاحب نے
یہ سرا بنائی ہے ایک دروازہ اسکا جانب بازار ہے اور دوسری جانب
دروازہ باغ کی طرف جسکا نام صاحب آباد ہے طول مین نو سو بہتر گز اور عرض
دو سو بیالیس گز اسمین عمارتین اور آبشار و حوض و فوارے ہین۔ بازار کے ضلع جنوبی
مین ایک حمام طول مین ساٹھ گز اور عرض مین بیس گز ہے اسکے ایوان و نشیمن
بکمال وسیع ہین۔ یہ دونو چیزین وقف ہین اس سرا اور چوک سے مسجد بی بی فتحپوری
محل تک پانچسو ساٹھ گز طول بازار طول مسجد ۵۴ گز اور عرض بیس اسکے وسط
مین ایک گنبد اندر سے سنگ سرخ کا ہے اور گنبد کے دونو جانب ایوان در ایوان
ہر یک کار و کار کرسی و ازارہ تنک سنگ سرخ کا سراسر منبت کار و فرش بھی سنگ سرخ
کا۔ دو کونون مین دو مینارہ ۳ گز بلند۔ اسکے آگے چبوترہ اور صحن سنگ سرخ کا
طول مین ۵۴ و عرض مین ۳۵ گز ہے اور اسکے پایئن مین حوض ۱۶×۱۶ گز اسمین
نہر سے پانی جاتا تھا مسجد کے گرد سراے جسمین ۶۹ حجرے اور چار برج اور یہ
سراے بہم دستور پر ایوانون کے آگے چبوترہ عرض مین ۴ گز اسکا صحن صندلدار
ہے اور ایسے ہی اکبر آباد کی جانب بازار طول مین ۱۰۵۰ گز اور عرض مین بیس گز
اسمین ۸۸۸ حجرے اور ایوان اور بازار ہے آغاز مین دروازہ قلعہ کے محاذ
جنوب کی جانب مین ایک مسجد عالی بنام بی بی اکبر آبادی محل کے ہے اسکی
عمارت طول مین ۳۴ گز عرض مین ۱۷½ گز۔ اسمین سات خانے گنبدی مسقف
ہین۔ انمین سے چار مسطح اور تین خانہ گنبدی۔ مسجد کے دو بازوون پر سنگ مرمر کے
بیست طاق مین سورۂ جمعہ کو سنگ سیاہ سے تراش کر پر چین کاری کیا ہے
اور اسکے مشرقی دو کونون مین دو مینارے بنائے ہین اور مسجد کا فرش

دو روستہ حجرے اور ایوان بنائے ہین - عرض چالیس گز ہی - وہ اصطبل و کارخانجات کے لئے ہے بہشت نہر اس کے وسط مین جاری ہے اور دروازہ غرب کی جانب سے دروازہ قلعہ تک ایک بازار مسقف دو طبقہ ہے اسمین دوکانین ہین جو متاع سے مالامال رہتی ہین - اہل ہند ایسے مسقف بازارون سے پہلے واقف نہ تھے ہر دروازہ قلعہ کے آگے بازار مذکور کے متصل اور دروازہ جانب اکبرآباد کی کی طرف دو تمثال فیل سایہ دار ہاتھی کے قد کی برابر بنائی گئی ہین جو سچ مچ ہاتھی معلوم ہوتی ہین قلعہ کے جانب راست مین دریا کے کنارہ پر تمام شاہزادون نے عمارات وسیع و بدیع بنائی ہین اس شہر مین بہت مکانات ایک لاکھ روپیہ سے بیس لاکھ روپے تک بنے ہوئے ہین - اسمین ہنود کے مکان شش و ہفت منزلی لاکھون روپیے کی تیاری کے بنے ہوئے ہین اور قلعہ کے گرد باغات و سرابستان بہت لگے ہین شہر مین دو بڑے بازار ہین ایک اکبرآباد کی طرف دوسرا لاہور کی طرف جنکا عرض چالیس چالیس گز ہے اور نہر دونو بازارون کے وسط مین جاری ہے اور بازار کے ہر طرف دوکانین ہین جنمین سیٹھ دکاندار بیٹھتے ہین - چارون طرف سے خریدار آتے ہین جس چیز کی ضرورت انکو ہوتی ہے وہ اس بازار مین پاتے ہین - ساتون ولایت کے نفائس ور امتعہ اور عدن و معدن کے جواہر و نوادر موجود ہین - کروڑون روپیون کا مال اسباب دکانون مین رکھا ہے بیمار کی صحت کے لئے جس دوا کی ضرورت ہی موجود ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ اور آدمی کی جان تک مل سکتی ہے لاہور کی سمت جو بازار ہے اسکا عرض چالیس ذراع اور طول ایک ہزار پانچ سو بیس گز ہے اس مین ایک ہزار پانچسو ساٹھ حجرے اور ایوان اس طرح واقع ہین کہ آغاز بازار سے چوک ہشتاد و ہشتاد تک اور کوتوالی پچھتر سی چار سو ہشتاد گز تک اور یہان سے دوسرے چوک صدر و صد

اہتمام سے چھہ سال مین دس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام تیار ہوئی اس
مسجد کی لطافت و نزاکت و خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ اگر روی
زمین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہوگی تو اس سے بہتر نہ ہوگی۔ تین
گنبج اسکے سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین اور انپر سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی
ہوئی ہے چارون طرف ایوان (دالان) یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے
ہین اور انکے چارون کونون پر چار برج ہین تین بڑے عالی شان دروازے
نسبت کار ہین اور دو مینار زینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے انپر بارہ دری
کی برجیان بنی ہوئی ہین۔ صحن مین سراسر فرش سنگ سرخ کا ہے اس مسجد
کا کوئی در و دیوار طاق محراب مرغولہ کنگرہ برج مینار صحن مناسبت سے خالی
نہین مسجد کے دالان کی سات محرابین اور پیش طاق ہین انکی پیشانی پر آیات
بینات قرآنی و کلمات سراسر معانی سنگ سیاہ کی پچین کاری سے مرتسم
ہین اور ایسے خوشخط ہین کہ کوئی خوشخط بڑا خوشنویس انکی برابر لکھ سکتا ہے۔
مسجد سے باہر چارون ضلعون مین ایک چوک ہی اسمین دلنشین حجرے بنے
ہوئے ہین اسکے جنوبی و شمالی کونون مین دارالشفا اور مدرسہ (دارالبقا)
پاکیزہ بنے ہوئے ہین اس مسجد کی تاریخ ؎

مسجد پیش کان کعبہ ثانی است تاریخ بخش بود + قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہ جہان بنائی

اگرچہ ہمنے بادشاہ کے معمولی جشنون کا بیان بہت جگہ کیا ہے مگر یہ جشن جو
اس نے ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ مین شاہجہان آباد مین کیا اسکی شان و شوکت ایسی
تھی کہ قابل یاد رکھنے کے ہی۔ نجومیون نے اکبرآباد سے چلنے کی اور شاہجہان آباد
مین جشن کرنے کی تاریخین مقرر کین۔ اول سلطنت کے کارپردازون اور سامان
طرازون نے جشن خسروانی کے لیئے مشکوی عزت و غسلخانہ کو آراستہ کیا اس مین
بساط رنگین اور قالین پشمین بچھائے یہ فرش کشمیر مین ہر پشمینہ ایوان کے لیئے

سنگ سرخ کا ہے جسپر سنگ سیاہ سے جانمازین بنائی ہین ۔ اندر اور باہر کا ازارہ
سنگ سرخ کا منبت کار بنایا ہے اسکے صحن کا چبوترہ درازی مین ۶۲۳ گز اور
عرض مین ۷۵ گز ہے اور ارتفاع مین ساڑھے تین گز محجر سنگ سرخ کا ہے جانب
شرقی کے بائین مین ایک حوض ۱۲×۱۲ گز ہے نہر کا پانی اسمین آتا ہے اسکے
اطراف مین سرا ہے۔ طول مین ۱۵۴ گز عرض مین ۱۴۰ گز ہر حجرہ کے آگے ایک
ایوان اور ایوان کے آگے سراسر چبوترہ عرض مین چار گز اسکا دروازہ اندر
اور باہر سے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اس کی پیشانی سنگ مرمر کی اور
اسکے اوپر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کار اور اسکے آگے ایک چوک ہے طول
مین ۱۲۰ گز اور عرض مین ۶۰ گز اسمین حمام کمال آب و تاب کے ساتھ سنگ سرخ
کا بنا ہے نہر بہشت سے اسمین پانی جاتا ہے تمام عمارات مسجد رمضان
سنہ ۱۰۶۰ مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین بن کر تمام ہوئی۔ غرض یہ دار السلطنت
سلطنت اسلامیہ کا بے نظیر تھا نہ قسطنطنیہ اسکو پہنچتا تھا۔ نہ بغداد۔ بغداد کا احاطہ
چھ کروہ رسمی تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد کا محیط پانچ فرسخ یعنی دس کروہ
پادشاہی اور پندرہ کروہ رسمی ہے۔ اسمین سے سنہ ۱۸۵۷ کے بعد اکثر عمارتین مسمار ہوگئین
بناہاے خیر کا بنانا نافع ترین خیرات جاریہ ہے خصوص ابداع معابد
و مساجد جس سے ایمان کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اسلئے شاہجہان کے حکم سے
۱۰ شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین معمارون اور سعد اللہ خان دیوان اور فاضلخان
خانساماں نے ایک پہاڑی پر ایک مسجد عالی کی بنیاد رکھی جو قلعہ کی سمت مغرب
مین ہزار گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر روز اول سے آخر تک اسکو پانچہزار
سنگ تراش و پرچین کار و منبت کار و نقار و حکاک و بیلدار اور عملہ فعلہ
بناتے رہے۔ یہ کاریگر دار الخلافہ کے تھے اور اطراف و اکناف ممالک سے
پادشاہ کے حکم سے بلائے گئے تھے اور سعد اللہ خان اور خلیل اللہ خان کی

شعرا و ارباب طرب انواع انعام و عطاء زر و گوہر سے مالا مال ہوئے۔ ایران و توران و کشمیر کے نغمہ پردازون و ہند کے رقاصان جادو فن نے زر و گوہر ڈھیرون پائے۔ اکثر اہل حرفہ نے اپنے باغ صنائع کا ایک پھول نذر کرکے انعام سے دامن زر سرخ و سفید سے پر کیا اور برسون کے لئے ذخیرہ جمع کیا کوئی گھر نہ رہا کہ اسکے اوپر در شادی نہ مفتوح ہوا اور کوئی کاشانہ نہ تھا کہ اس گھر مین شمع مراد نہ روشن ہوئی ہو اس جشن کی بہت سی تاریخین پیش ہوئین اور سب مین یہ تاریخ پسند آئی ہے

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد۔ عجب شہر شاہجہان آباد کر گیا ہے۔ کہ حضرت امیر حسن کا یہ شعر اس پر اچھا دق آتا ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است۔

واقعی یہ روے زمین کا بہشت ہے کہ آئین بے قیام قیامت و غوغاے رستخیز و شور و شر کے ادنی و اعلی کو بہشت ملجا ملتی ہے اس شہر کی سیر سے نظر کے سامنے سے بہشت گذر جاتی ہی امید ہے کہ جبتک دار دنیا اور دیر گیتی قائم ہے اس شہر کے ارکان کو بھی بقا رہیگی ہم نے شاہجہان آباد کے آباد ہونے کے ذکر مین کئی جگہ نہر بہشت کا نام لیا ہے اسکا حال یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت مین جمنا سے ایک نہر کی شاخ خضر آباد کے پاس سے نکالی تھی اور وہ تیس کوس شہر سفیدون کی حد تک جاری ہوئی تھی جہان اسکی شکارگاہ تھی اسمین تھوڑا پانی بہتا تھا اور سلطان کی وفات کے بعد وہ خراب و خشک ہو گئی۔ جب عہد اکبر شاہی مین شہاب الدین احمد خان دہلی کا حاکم ہوا تو اسنے اس شہر کی مرمت کرائی تاکہ اسکی جاگیر مین آب پاشی اچھی طرح زراعت مین ہو اسلئے اس نہر کا نام نہر شہاب ہوا۔ مگر مرمت کے نہ ہونے کے سبب سے وہ پھر اٹ کر بند ہو گئی۔ جب شاہجہان کی توجہ سے شاہجہان آباد مین قلعہ بنانے کا ارادہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ خضر آباد سے سفیدون تک اسکی مرمت کی جائے اور ایک نئی نہر سفیدون سے بادشاہی محل تک کھودی جائے یہ فاصلہ بھی [illegible]

جو انمین ٹھیک آگئے تیار ہوئے تھے۔ پھر ہر ایوان حجرے مین پردے مخمل زردوزی
رومی و فرنگی اور پرند چینی و خطائی کے لٹکائے اور ہر در و دیوار کو ہر دیا کے
نادر القمشہ سے نہایت لطافت و نزاکت سے آراستہ کیا اور ایک خیمہ دلبادل
جسکا طول ۷۰ گز اور عرض ۴۵ گز تھا اور مدت مدید مین ایک لاکھ روپیہ مین احمد آباد
کے کارخانہ مین تیار ہوا تھا بائیس گز اونچے چاندی کے ستونون پر تین ہزار فراشون
نے کھڑا کیا جسنے بارہ سو گز زمین گھیری اسکے سایہ مین دس ہزار آدمیون کی جگہ
تھی اور اسکے گرد سائبان مخمل و زربفت چاندی و سونے کے ستونون پر کھڑے
کیئے انکے اطراف مین نقرئی محجر نصب کیئے ایک کے سایہ مین اور خرگاہ جن مین
چوب کی جگہ چاندی کام مین آئی تھی ایستادہ کیئے اور انکی پوششین مخمل زربفت
و کلابتون دوزی اور دیبائے گجراتی و ایرانی سے آراستہ کیئن اور جابجا
انمین جواہر گرانمایہ مرصع موتیون کی لڑیون مین لٹکائے گئے اور کئی جگہ
مرصع تخت اور زرین سریر رکھے گئے اور ایوان رفیع کے وسط مین تخت گاہ کا
مکان مرصع بنایا گیا اور اُس کے گرد محجر طلائی (سونے کا کٹھرا) آراستہ کیا گیا
اور اسپر تخت طاؤس رکھا گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ پادشاہ کی ساعت
جلوس سہ شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ ہجری سنہ ۲۱ جلوس کو قرار پائی تھی۔
اس لیئے پادشاہ دریا کی راہ سے اکبر آباد سے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ
ہوا شاہجہان آباد مین آیا اول بارگاہ چہل ستون کی سیر کی پھر تخت طاؤس
پر جلوہ افروز ہوا اور شکر الٰہی مین زبان کھولی اور بخشش مین ہاتھ کھولا چار لاکھ
روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیے کے مرصع آلات بیگم صاحب کو عنایات فرمائے
اور اسی طرح اور بیگمات حرم اور پادشاہزادون و امراء کو خلعت اور نقد
و جواہر عطا فرمائے۔ دارا شکوہ کو بیس ہزاری ہزار سوار بنایا اور سعد اللہ خان
اور سو امیر اضافہ و عنایات سے مفتخر ہوئے بیس روز تک امراء و فضلاء و صلحاء

ارادہ ہے کہ ماہ دی اور بہمن میں خود پایۂ قلعہ میں اس سبب سے آئے کہ
ہندوستان کی فوج برف کی شدت کے سبب سے اور کابل اور قندھار کے درمیان راہوں کے
بند ہونے کی وجہ سے قندھار کی کمک کو اسکے بچانے کے لئے نہیں آسکتی ہے۔ اور
یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاہ قلی سفیر کو نامہ دے کر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں بھیجا ہے اور
قندھار پہنچکر حضور میں روانہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس خبر کو سنکر سعد اللہ خان
کو جو صاحب السیف والقلم کہا جاتا تھا ایک سو پینتیس ۱۳۵ نامی روشناس امیروں کے
ساتھ بسرداری شاہزادہ محمد اورنگ زیب قندھار کی کومک کے لئے مقرر کرکے حکم
دیا کہ ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار برقندازوں کا طومار فوج تیار ہو جسمیں اکثر
سادات بارہ و اوزبکیہ و افغان اور راجپوت ہوں اور ایران کے آدمی
اس فوج بندی میں کمتر داخل ہوں اور دارا شکوہ کے نائب کو جو لاہور میں تھا
حکم کیا کہ شاہ قلی ایلچی ایران کو وہاں سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔
اس ضمن میں عرض کیا گیا کہ علی مردان خان نے قندھار کے قلعہ دار کے لکھنے
سے پانچہزار سوار اور ہزار برقنداز بسرداری کاکر خان وراجہ امرسنگھ و نور الحسن
بخشی احدیان بطور کمک روانہ کئے ہیں اور خزانہ سے پانچ لاکھ روپئے حکم شاہی
بغیر روانہ کئے ہیں بادشاہ نے سوم ذی قعدہ کو بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو
روانہ کیا اور بعد ازاں خود لاہور کی طرف چلا۔ بادشاہ کا ارادہ پہلے یہ تھا کہ
شاہزادہ اورنگ زیب کو دار الخلافہ سے آگے روانہ کرے پھر یہ قصد ہوا کہ لاہور
تک کیا بلکہ کابل تک بطریق استعجال ساتھ ساتھ چلکر منازل کو طے کرے اور ایام
زمستان کی تکلیفات کا خیال نہ کرے مگر امرائے آرام طلب ناآزمودہ کار نے
خلق اللہ کی خیر خواہی کے اظہار کے لئے بادشاہ سے عرض کیا کہ آذر و دی و
بہمن کے تین مہینوں میں قزلباش سفر و مہم کی تاب نہیں رکھتے اور قندھار میں
پہنچنے کی خبر جو مشہور ہے وہ خلاف عقل ہے اور اس ضلع میں غلہ و کاہ کی

کوس تھا جب وہ تیار ہوگئی تو اسکا نام نہر بہشت رکھا گیا۔
انہدنون مین علی مردان خان کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ عبدالعزیز خان نے بھی نذر محمد خان پر لشکرکشی کی اور اسکا محاصرہ کرلیا ہے حکم ہوا کہ بہادر خان و راے بیٹھلداس وغیرہ بسیرامیر علی مردان کے پاس جائین اور اسکی تجویز سے نذر محمد خان کی مدد کو روانہ ہون۔

سوانح سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ

جشن سال بست و دوم ہر سال کے دستور کے موافق غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۸ھ کو ہوا ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ علی مردان خان نے قندھار شاہجہان کو دیدیا تھا۔ ایران والے جو اسپر صبر کیے بیٹھے رہے اور کچھ نہ بولے تو اسکا سبب یہ تھا کہ شاہ صفوی کی سلطنت کمزور اور جفا خیز تھی اسکے مرنے کے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا وہ کمسن تھا جب وہ بالغ ہوا تو اسکے وزیرون نے سمجھایا کہ سب سے مقدم کام یہ ہے کہ قندھار کو آپ فتح کیجیے اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پاتیے اور پہلے بدنامے کو مٹائیے جس سے سلطنت کا مرتبہ بڑھے۔ چنانچہ بادشاہ قندھار پر حملہ کرنے کو راضی ہوا جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہان بلخ کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے آباد کیے ہوئے شہر شاہجہان آباد مین جشن اڑا رہا تھا عیش و عشرت سیر و تماشے مین مصروف تھا کہ خواص خان قلعہ دار قندھار کی عرضی آئی اور خبرین بھی متواتر آئین کہ ۷ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس بہت سا لشکر لیکر قندھار کی تسخیر کے عزم سے صفاہان سے نکلا ہے۔ ۷ شعبان کو مشہد مقدس مین آیا اور اپنے امرا مین سے ایک کو پہلے ہرات مین بھیجا کہ وہان جاکر دس ہزار سوار برقندازہ موافق معمول کے تاجیکان خراسان سے جو مہم کے وقت پیش قدم ہوتے ہین اور بے علوفہ رفاقت اور جانفشانی کرتی ہین اور پانچ ہزار بیلدار اور مصالح قلعہ گیری کو موجود کرے اور یہ سنا گیا کہ شاہ کا

اس لشکر مین ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی اور باندار اس طرح کل ستر ہزار
سپاہ تھی اور بتاکید حکم فرمایا کہ خزانہ شاہی سے امرا اور جاگیردار و قدیم و جدید منصبداروں کو
منصب دارون کو جو اس مہم مین مقرر ہوئے ہین سوای طلب کے سر سواری سو روپیہ
حساب سے ہر ہزار کا خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے بطریق مساعدت دیا جاے اور اس
جماعت کو کہ نقد تنخواہ پاتی ہی سہ ماہہ پیشگی دیا جاے تاکہ اس سفر مین خرچ کی تکلیف
کوئی نہ اُٹھاے اور برق انداز و تیر انداز احدیون کو کہ پانچہزار سوار ہین سہ ماہہ
پیشگی دیا جاے جسمین ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہزادہ کو بسبب احتیاط
ساعت و عدم فرصت بغیر اسکے کہ لازمۂ رخصت تبجا لاے جائین پیشتر مرخص کیا کہ وہ
ملتان کی راہ سے جاے اور ملتان مین جاکر سپاہ کی گرد آوری اور سر انجام مہم
مین مشغول ہو خلعت و اسپ وغیرہ اسکے لئے سعد اللہ خان کے ہمراہ بھیجے گئے۔
اور حکم ہوا کہ امراے بنگش بالا و پائین سے کہ نزدیک کا راستہ ہے کابل جائین اور وہان
سے غزنین کی راہ سے قندھار روانہ ہون اور گرز بردارون کو مقرر کیا کہ لشکر
تا مقدور سرما و برف و باران اور نشیب و فراز راہ کی رعایت نہ کرکے علایق
غیر ضروری سے جریدہ ہوکر کوچ بکوچ منزل مقصود کا مرحلہ پیما ہو۔ بادشاہ خود
ربیع الاول کو روانہ ہوا۔ آب چناب سے لشکر نے عبور کیا تھا اور بادشاہ نے عبور
نہین کیا تھا کہ ایک گرز بردار قندھار سے بطریق یلغار بکمال اضطرار مین جعفر خان
میر بخشی کے گھر مین آیا زبانی بیان کیا کہ میری روانگی کے بعد یہ خبر منتشر ہوئی کہ
قندھار قزلباشون نے لے لیا اور اسکے مطابق غزنین سے بلا فاصلہ نوشتجات قاصدون
اور جلوداروں کے پہنچے ہین کہ خواص خان نے قلعہ قندھار والی ایران کو حوالہ
کیا اور اس ولایت کے تمام قلاع متعلقہ اسکے تصرف مین آئے ہین اور جعفر خان
نے خلوت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ اس سانحہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ ایران
جلوس سے ہرات مین آیا اور یہان سے فراہ مین اور فراہ سے محراب خان کو

کم یابی کی بھی خبر آئی بادشاہ نے اس مصلحت کو پسند کیا کہ فی الواقع ان تین چار ماہ
مین برف وسرما مسافر کش ہوتا ہے اکثر قزلباش ایسی تردد نہین کرتے اور سفر اور محاصرہ
قندھار کے واسطے لشکر کشی جو فی الحقیقۃ لشکر کشی ہی وہ عمل مین نہین آئی ہو گی اسلیئے
اس لشکر کا بل جانے کا ارادہ فسخ کیا اور یہ قرار پایا کہ ایام برف و باران کو لاہور مین
بسر کرے اور امرا اطراف کے آنے کا انتظار کرے جنکے بلانے کے لئے حکم اور گرز بردار
گئے ہوئے ہین ابتک خلقت کی زبانون پر شاہ ایران کے کوچ و مقام کی
خبرین مختلف تھین شاہجہان انتظار کر رہا تھا کہ اسکو مزار شاہ خراسان پہنچے سے
شاہ عباس کے حرکت کرنے کی خبر بتحقیق پہنچی - بادشاہ کے یاران فراغت طلب
چھاؤنی کے سرانجام کرنے کے تردد مین مذبذب خاطر تھے اور عزیزان بے بضاعۃ
خیمون مین رہنے کو ایام زمستان کے سفر کے تصدیع سے غنیمت جانتے تھے حرج
ومرج و کوچ و مقام کا شکر ادا کرتے تھے کہ دفعتاً قلعہ دار قندھار کی عرضداشت
سے عرض کیا گیا کہ شاہ عباس پائے قلعہ قندھار مین آگیا عرضداشت مین لکھا تھا
کہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس فزونی سپاہ کے غرور کے سبب سے سخت جانی کر کے
بطریق یلغار کے پچاس ہزار قزلباش و ترک و تاجیک و توپخانہ لے کر آن پہنچا جو ہی
ماہ الٰہی ہین زمین و آسمان بالکل تختہ برف یخ بن رہا تھا اور برف جانستان کے
لحاف کے نیچے ایک عالم جان کی پاسبانی کر رہا تھا برف اور مینھ کے برسنے سے
جہان سفید و تاریک نظر آتا تھا شاہ عباس نے اس اندیشہ سے کہ قندھار مین حضور
آجائین اور کمک پہنچ جاوے - پروا نہین کی کہ راہین برف و یخ سے بند ہو رہی ہین وہ یہان
آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جسقدر جلد محصورونکی فریادرسی حضور فرمائینگے اسی قدر صلاح
دولت ہے - بادشاہ نے یہ سنکر شاہزادہ اورنگ زیب کا اتالیق سعد اللہ خان
کو بنایا اور شہزادہ کو روانہ کیا - ایک سو چوبیس امرا روشناس کو ہمراہ کیا جو اکثر
سادات بخارا و ازبکان بادیہ پیما و افغانان صف ربا و راجپوتان جان فدا تھے

انہون نے کچھ قزلباشون کو ہلاک کیا باقی کو زخمی و شکستہ کرکے اٹھا دیا۔ شاہ ایران
کی تاکید سے دہم محرم سے ہیژدہم تک قزلباشون نے خندق پر اکثر جگہ خاک
بھرے تھیلون اور چوب سے پل بنائے۔ اور اس سے عبور کیا اور شیر حاجی کی
دیوار کے نیچے نقب کھودی اور سامان قلعہ گیری جمع کیا۔ قلعہ دار نے دیوار قلعہ اور
شیر حاجی کے درمیان ایک چوڑی خندق بنائی اسکو جو نقب ملتی اسکو خراب کرتا
اور جو نہ ملتی اور غنیم کے آدمی اسکی راہ سے خندق مذکور پر آتے تو انکی گردن
تلوار سے اڑا ئی جاتی یا وہ زخمی ہو کر بے نیل مرام الٹے جاتے اور جو آدمی نقب مین
چھپ کر نکلنے کے لئے وقت اور قابو ڈھونڈھتے تھے انمین وہ دنبالہ شکستہ باقیون کی
کے چھوڑنے سے جل بھن کر خاک ہو جاتے تھے۔ ۲۳ محرم کو بادشاہ نے لشکر کو لیکر
بڑے زور شور سے بابا ولی کے دروازہ پر حملہ کیا اہل قلعہ ان سے سہ پہر تک
لڑے قزلباش آخر روز مین افسردہ دل ہو کر واپس آگئے۔ پھر اس دن سے بارش
شروع ہوئی اسنے محصورین محاصرین کو توپ و تفنگ چھوڑنے کی فرصت نہ دی۔ غنیم
نے شیر حاجی کی پناہ مین مقیم ہو کر پوشیدہ جابجا دیوار مین شگاف ڈالتے اور
کبھی دیوار کو گرا کر اندر آنے کا قصد کرتے مگر اہل قلعہ نے انکو کامیاب نہ ہونے دیا۔
جنگ کا مدار حقہ و تیر
دوم صفر تک مینہ کی شدت سے توپ و تفنگ کام مین نہ آئے۔
وسنگ پھینکنے پر تھا۔ جب مخالف شیر حاجی کی راہ قلعہ کے اندر آتے تو اہل قلعہ باہر
نکالدیتے آخر کار اہل قلعہ مین سے ایک جماعت پست ہمت سست عقیدہ نے دیدہ
ودانستہ از روی اضطرار پوشیدہ صلح کی درخواست دینے سے غنیم کی یورش کے
مادہ کو آمادہ کیا اور ابواب مصالحت کھولنے مین مصلحت دیکھی قبچاق خان جو
شاہجہان کی ملازمت کے لیئے ماورالنہر سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی خدمت
کو بجا لائے وہ قندھار بھیجا گیا تھا اسکو شادی اوزبک نمک حرام بے غیرت نے
بھگا دیا اور منصب دارون کی ایک نمک حرام جماعت نے قلعہ دار سے کہا کہ بارش

ملک نصرت حاکم سیستان ... اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ بست کے محاصرہ کو
اور سارو خان (ساز خان) کو پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ زمین داور کی فتح
کے لئے تعین کیا اور خود کوچ بکوچ قندھار کی طرف چلا اور دہم ذی الحجہ کو باغ
گنج علی خان میں اترا دولت خان قلعہ میں متحصن ہوا اس نے تمام قلعہ کے برج و بارہ
کا استحکام معتبر آدمیوں کے اہتمام میں دیا اور بادشاہی تفنگچی اور اپنے سپاہی
کو ہر چہ کابل پر مقرر کئے۔ برجوں کی حفاظت اس نے کاکر خان کو حوالہ کی اور کچھ
اپنے تفنگچی بھی اس پاس بھیجدئے۔ باشوری اور خواجہ خضر کے دروازوں کے
نیچے کے مورچے نور الحسن بخشی احدیان کو اور حصار دولت آباد قلعہ مندوی پر حسین
بخشی احدیان کو حوالہ کئے اور ارک کی اور سب جگہ کی خبرداری کو اپنے ذمہ لیا
مگر بڑی نادانی اور بے احتیاطی یہ کی کہ قلیچ خان نے جو دو برج کوہ چہل زینہ
کی چوٹی پر بنائے تھے انکی حفاظت نہ کی وہاں سے قلعہ دولت آباد و مندوی پر توپ اور
تفنگ کے گولے کارگر چل سکتے تھے۔ قزلباشوں نے اسکو غیر محفوظ دیکھ کر اپنے تفنگچی
بھیج کر اسپر قبضہ کر لیا اور آتشبازی اور جان ستانی شروع کی۔ والی ایران
قلعہ کے نانا ولی کے دروازہ کی جانب آیا اسکے آدمیوں نے کوشش کر کے
چلوں کو آگے بڑھایا۔ اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور کلب علیخان ایک
[illegible] سردار کو مارا ایرانیوں نے ششم محرم کو تین بڑی توپیں لگائیں جنہیں ایک من
[illegible] سا تھا قلعہ کی دیواریں عریض تھیں انپر ان گولوں کا اثر نہیں ہوتا تھا
کنگروں کو گرا دیتے تھے جنکی پناہ میں اہل قلعہ توپ و تفنگ چھوڑتے
کنگروں کو پھر اہل قلعہ بنا لیتے تھے اور روزانہ جنگ کرتے تھے ایرانی ان
[illegible] ذریعہ سے خندق کے کنارہ تک پہنچ گئے اور بعض خندق کے پار گئے اور
ان کی دیوار کے نیچے مقیم ہوئے قلعہ دار نے ایک نقب اندر سے قلعہ کی دیوار
[illegible] تک بنائی اور اسکی راہ سے قوی بازوؤں کو قزلباشوں کے دفع کرنے کے

والی ایران نے پاس قلعہ مین آنکر شادی سے کہا کہ مجھے جواب لینے کے لئے بھیجا ہے
قلعہ دار نے علی قلی خان کو بلا کر حقیقت پوچھی اسنے کہا کہ تمہاری صلاح حال و مال اس
مین ہے کہ ستیز و آویز سے ہاتھ اوٹھاؤ اور اپنی ہلاکت و ننگ و ناموس کے کھونے مین
ساعی نہ ہو - قلعہ دار نے یہ سنکر عبد اللطیف دیوان صوبہ کو علی قلیخان کے ہمراہ کیا
کہ والی ایران سے امان نامہ لائے دوسرے روز امان نامہ آیا۔ شادی قچاق بھی
والی ایران پاس گئے دوازدہم صفر کو تمام منصبدارون احدیون اور تیر اندازون
نے امان لی اور قلعہ سے باہر آئے - غنیم قلعہ پر متصرف ہوا۔ علی قلیخان نے قلعہ دار کی
ملاقات والی ایران سے کرائی - اسکے بعد قلعہ دار ہندوستان کو روانہ ہوا۔
جس وقت کہ شاہ عباس نے قندھار کو عبد العزیز سے لیا تھا اسکا ایک ارک تھا اور
اسکی چار دیوار حصار تھی بعد ازان علی مردان خان نے ایک قلعہ مستحکم گل کا کوہ لکہ
پر بنایا ابھی وہ تمام نہ ہوا تھا کہ شاہجہان کے تصرف مین وہ آیا اسکے حکم سے پانچ
سال مین اور پانچ لاکھ روپیہ مین حصار نہایت استوار ایک شہر کے گرد دوم قلعہ دولت آباد
کے گرد سوم قلعہ مندوی کے گرد چہارم قلعہ ارکسا کے گرد پنجم فراز کوہ پر بنا کیا۔ اگرچہ
مٹی سے بنایا گیا تھا مگر اوسکی دیوار کا عرض دس گز تھا اور اس کے گرد عمیق خندق
تھی باوجودیکہ اسمین دو سال کا آذوقہ ہر قسم کا اور ساز و سامان قلعہ داری اور
چار ہزار مرد شمشیر زن و کماندار اور تین ہزار برق انداز موجود تھے ان سب
چیزون کو نمک حرامون نے مفت کھویا کہتے ہین کہ ایک جاسوس پختہ کار آزمودہ
قلعہ سے شاہ ایران کے لشکر مین گیا اسنے دیکھا کہ لشکر شاہ مین سختی و کمی ذخیرہ
غلہ و کاہ ہے اور ہندوستان سے کومک آنے کا خوف ہی وہ خوف زدہ ہو رہا
ہے اور باتون پر مطلع ہوکر ہر چند اسنے سعی کی کہ لشکر ایران سے نکل کر اپنے
قلعہ مین جائے مگر لشکر ایران کی خبرداری اور بندوبست ایسا تھا کہ وہ کسی
طرح سے نہ جا سکا ناچار اسنے حقیقت کو ایک پارچہ کاغذ پر لکھا کہ کاہ و دانہ کی

برف کی کثرت سے راہون کے بند ہونے سے کومک کا آنا مشکل ہے اور قزلباشون کے
جدوجہد سے نزدیک ہے کہ قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکلجائے بعد از فتح نہ ہماری جان کی امان
ہے اور نہ فرزندون کی ایرانیون کی قید سے رہائی ہے قلعہ دار کو اس جماعت کی گردن
اڑانی چاہیئے تھی مگر اُس نے اسکی تسلی و استمالت کی اور مواعظ مین مشغول ہوا جس سے کچھ
نفع نہ ہوا سارے مفسدون کی جماعت مورچلون سے اپنے گھر چلی گئی۔ ۲ صفر کو غنیم
تیر حاجی کی طرف چند جاؤن سے قلعہ مین آیا اور اسکے قلعہ دار کے نوکرون سے ایک گروہ
سے لڑائی ہوئی دونو طرف سے بہت آدمی مارے گئے اس اثناء مین شادی نے قلعہ دار
سے کہلا بھجوایا کہ محمد بیگ نامی ایک شخص والی ایران کی طرف سے آیا ہے اور تیرے اور نور الحسن و
میرک حسین کے نام کچھ لکھا لایا ہے اس نے میرک حسین کو بھیجا کہ حقیقت کار پر آگاہ ہو
وہ دروازہ پر آیا تو اُسنے دیکھا کہ قبچاق خان و شادی اور اور مغلون نے فرستادہ کو
اندر بلایا ہے اور اسکے آگے بیٹھے ہین میرک حسین نے پھر کر اس حقیقت کو قلعہ دار سے کہا
اُس نے قبچاق خان و شادی خان کو بخشی بھیجکر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ فرستادہ
کو میری اجازت بغیر کیون قلعہ کے اندر بلایا اور اسکے ساتھ بیٹھ کر صحبت جمائی انہون نے
جواب دیا کہ وہ تحریر و پیغام لایا تھا اسکو بغیر دیکھے الٹا بھیجدینا مصلحت سے دور جان کر
اندر بلایا تھا بہتر ہوگا کہ اسکی تحریر کو دیکھ کر اور پیغام لیکر رخصت کرین قلعہ دار انکی ہمراہ
گیا اور محمد بیگ سے ملاقات کی اور اس کی تحریر دیکھی اور پیغام سنا ایسے وقت سے اُس نے
فی الحقیقۃ خویشتن داری کو چھوڑ کر قلعہ کو چھوڑ بیٹھا اور والی ایران کے اس پیغام کے بعد
پردل خان برادر قلعہ بست کے آدمیون پر جو حال گذرا تھا وہ سنا کہ چند آدمی
مارے گئے بقیۃ السیف طرح طرح کی بلاؤن مین گرفتار ہین اس نے یہ مناسب جانا کہ یہی
حال میرا اور میرے آدمیون کا ہو اس نے شاہ ایران کو جواب دیا کہ مین ان
مقدمات کا جواب پانچ روز بعد دونگا اور یہ قرار پایا کہ ان پانچ روز مین جنگ
و قتال نہین ہوگا۔ ۷ صفر کو علی قلی خان برادر رستم خان سپہ سالار سابق

باز رہا اور والی ایران کو حقیقت لکھ بھیجی جواب کا منتظر رہا کہ والی ایران کا آدمی آیا اور قندھار کی فتح کا نوشتہ لایا۔ ان سیدون نے شاہ ایران کے آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا اور خود قندھار چلے گئے۔

شاہ ایران بسبب غلہ و علف کی عسرت کے اور گھوڑون اور باربردار کے تلف ہونے کے اور شدت سرما کے اواخر صفر مین فراہ و ہرات کو روانہ ہوا اور مہراب خان کو قندھار کا قلعہ دار بنایا اور دس ہزار تفنگچی اس پاس معین کیے اور دولت علی کو قلعہ بست کا قلعہ دار کیا ابتداء محاصرہ سے تسخیر قلعہ کے بعد شاہ ایران کے جانے تک ڈھائی مہینہ کا عرصہ لگا۔

شاہ ایران کا ہرات جانا

جب اورنگ زیب و سعد اللہ خان روانہ ہوئے تھے تو بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ تا مقدور قندھار مین جلد اپنے تئین پہنچانا اور اغلب ہی کہ افواج شاہی پہنچنے نہ پائینگی کہ شاہ ایران اس لشکر کے صدمات کے خوف سے قلعہ کو چھوڑ کر چلا جائے۔ اور اگر خدا نہ کردہ تمھارے پہنچنے سے پہلے قزلباشون کے تصرف مین قلعہ آجائے تم کو چاہیے کہ انکو جگہ گرم کرنے اور ذخیرہ تازہ بہم پہنچنے کی فرصت نہ دو اور خود گرم گرم جاکر قلعہ کا محاصرہ کرلو لیکن شاہزادہ کو ملتان مین لشکر کی گردآوری اور اسباب ضروری کے سرانجام مین اور سعد اللہ خان کو بے وقت بارش اور شاہزادہ کے انتظار مین چند روزہ توقف ہوا وسط صفر مین جب دونو فوجین نزدیک آئین تو خلیل بیگ کا نوشتہ آیا کہ سرراہ اور درون مین اس قدر برف پڑی ہے کہ اگر مینہ اور نہ برسے تو کم سے کم ایک مہینے کے بعد اس راہ مین دشوار سے آمد و رفت ہوسکتی ہے وہ راہون کے برف سے صاف کرنے کے لیے اور درختون کے کاٹنے کے لیے روانہ ہوا تھا اس ضمن مین مکرر خبرین آئین کہ شاہ ایران نے قلعہ لے لیا ہے بادشاہ نے احکام تاکید و تہدید آمیز بھیجے کہ جلد اپنے تئین پہنچاؤ پھر یہ خبر آئی کہ شاہ ایران نے حصول مطلب کے بعد معاودت کی ناچار

قلت سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اور برف و سرما کی شدت سے لشکر قزلباش نہایت
تنگ ہو رہا ہے اسکے گھوڑون مین بجز پوست و استخوان کے کچھ نہین رہا اور لشکر ہند
کوچ بکوچ قندھار کو چلا آتا ہے اور لشکر قزلباش بھاگنے کو ہے اس پرچہ کو تیر مین باندھکر
حصار قلعہ کے احاطہ مین پھینکدیا باوجودیکہ اس پرچہ کے اس مضمون پر اہل قلعہ کو اطلاع
ہوئی مگر ایسا ڈر اس امر غالب تھا کہ قلعہ دیدیا۔ محراب خان قلعہ دار و شاہ ایران داخل
ہوا۔ یہ محاصرہ دو مہینے رہا جسمین دو ہزار قزلباش اور چار سو محصورین مارے گئے۔
۱۲ ذیقعدہ کو محراب خان قلعہ بست کے محاصرہ مین مشغول ہوا حصار جدید کے
فتح کو مشکل سمجھ کر وہ حصار قدیم کی فتح کو آسان سمجھا اور کنارہ پل عاشقان سے آب ہیرمند
تک پانچ مورچے قائم کئے پردل خان قلعہ دار خوب لڑتا رہا ابتداے محاصرہ سے
ماہ محرم تک کہ چوتن روز ہوتے ہین طرفین سے ترددات نمایان ہوئے تین سو
قزلباش اور تین سو افغان تابعین قلعہ دار وادی عدم کے مسافر بنے آخر کار قلعہ دار
نے ازراہ اضطرار امان طلب کی اور محراب خان سے ملاقات کی پردل خان
کے تین سو ہمراہیون نے یراق کے دینے مین ایستادگی کی انکو محراب خان نے
قتل کرایا اور پردل خان نے اور اور باقی آدمیون اور انکے عیال و اطفال کو
مقید کرکے والی ایران پاس قندھار بھیجدیا۔ آٹھوین ذی الحجہ کو سارو خان
(سانہ خان) نے قلعہ زمین داور کا محاصرہ کیا۔ سید اسد اللہ و سید باقر
پسران سید بایزید بخاری پاس باوجودیکہ سوای برادرون اور تابعیون کے
پانچسو تفنگچی سوار و پیادہ ہمراہ تھے۔ اُنہون نے پیغام دیا کہ یہ قلعہ توابع قندھار
سے اسکا فتح ہونا بغیر قلعہ قندھار کے تسخیر کے بے فائدہ ہے اگر قلعہ قندھار
فتح ہوگیا تو یہ قلعہ بھی بے تردد جنگ کے تمکو ہاتھ لگ جائیگا چاہیے کہ اُس وقت
تک کہ قلعہ قندھار کا فیصلہ ہو جنگ و جدال کرکے عبث آدمی طرفین سے ضائع نہ
کئے جائین سارو خان اس امر کو مستحسن جانکر تردد اور مورچال لگانے سے

ترتیب ہوئی سات فوجین ہراول و جرانغار و برانغار و چنداول و طرح
راست و چپ مقرر ہوئین اور شہر صفا کے نزدیک آئین ملک حسین زمیندار نواح
قندہار کہ بسبب ضرورت محراب خان سے ملاقات کرنے آیا تھا وہ سعد اللہ خان
پاس بھاگ کر آیا۔ اسکو شاہزادہ نے خلعت دیا۔ ۱۴ر جمادی الاول سنہ
باغ کلان گنج علی خان مین قندھار کے مقابل آئے۔ آلات و اسباب مورچال بنانے
و نقب زنی مین مصروف ہوئے۔ ۱۵ر کو دوپہر کے وقت راجہ مان سنگھ گوالیاری
و بہاؤ سنگھ و جگت سنگھ نے چل زینہ کے اوپر کی برجون کو خالی دیکھا وہان نے
نشانون کو لیکر دوڑے مگر حسب الطلب انکے بخشی سعد اللہ خان بھی اپنے آدمیون
کی جماعت کے ساتھ دوڑا گیا متفق ہو کر حملہ آور ہوئے محراب خان کو خبر ہوئی
اسنے برج مذکور کو برقندازون کو سپرد کرکے استوار کیا اور آلات آتشبازی
اور تیر و تفنگ سے اولون کی طرح گولے برسائے اور حملہ آورون کو برجون
تک پہنچنے کی مجال نہ دی۔ دونو سردارون نے آدھی راہ مین مورچل قائم کیے۔ یہ
جرأت بیجا شاہزادہ کو پسند نہ آئی اسنے حکم دیا کہ اپنے ارادہ سے ہم کو آگاہ
کرکے قدم آگے بڑھاتے لیکن اب وہان سے حرکت کرنی اور چلا آنا اہل قلعہ کی
شوخی کا سبب ہوگا اسلئے چاہیئے کہ جب وقت مساعدت کرے برجون پر متصرف
ہون اور جنگل کے درختون کو کاٹ کر پناہ بناؤ اور دل کو قوی رکھو۔ ہم کو بھی
کومک کے لئے مستعد جانو۔ انھون نے بہت مشقت سے بہت آدمیون کو ضائع
کرا کے مورچال قائم کیے۔

شاہ وردی بیگ ایران کا ایلچی شاہجہان کے پاس آیا تھا۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ اسے نامہ نہ لیا جائے زبانی کہہ دیا جاوے کہ ہمکو محبت دیرینہ و
موروثی شاہ سے تھی ہمنے اپنے ایک خواص کو قلعہ قندھار کا قلعہ دار مقرر
کیا۔ .... اگر ہم جانتے

جس راہ پر جانا منظور نظر تھا اُسنے چھوڑا اور پشاور کے پہاڑون کی راہ بالا سے
جانا قرار پایا۔ ان پہاڑون کی بلندی دو ہزار سات گز پیمایش ہوئی تھی
تمام سپاہ پیادہ ہوئی اسباب مالحتاج ضروری و غیر ضروری کو چھوڑا افتان و
خیزان بہزار دشواری مسافت طی ہوتی تھی خلق اللہ پر عجب آفت برپا تھی۔
بار بردار جو پاس تھے وہ سخت جاڑون سے گر پڑتے تھے اور پھر نہ اُٹھتے تھے نوکر چا
غلام و پاجی و تمام جرام جو خالی بھاگ جاتا تھا وہ آقا پر منت عظیم رکھتا تھا اور غلہ
کاہ و تمام جنس کھانے پینے کی اس مرتبہ کمیاب ہوئین کہ نان کی قیمت جان کی
برابر ہوگئی اس حال سے ۱۲ ربیع الاول کو کابل مین سپاہ پہنچی جو روپیہ کے
۵ سیر گندم چار سیر اور کاہ بھی روپیہ کی اسی قدر زراعت مین علف چرانے
کے قابلیت نہ تھی کابل مین کچھ آرام ملا۔ ایک روپیہ مین بھی آدمی اور چارپایہ کا
پیٹ پورا نہ بھرتا تھا۔ یہان پندرہ روز اسلئے توقف ہوا کہ سپاہ اکثر پیادہ
و خانہ بدوش تھی اسلئے گھوڑے اور بار بردار خریدنے ضرور تھے۔ اوائل
ربیع الثانی مین کابل سے کوچ کیا غزنین مین آئے علف اصلا نہین ملتی تھی
مگر خاص آدمیون کو تکلف سے غلہ روپیہ کا ایک سیر اور کاہ ڈیڑھ سیر ملتی تھی
لشکر کا حال تنگ ہوا۔ خبر آئی کہ غزنین سے قندھار تک قزلباشون کے تسلط
کے سبب انسان اور چارپا کے کھانے کی جنس بالکل نایاب ہے جملۃ الملک
سعد اللہ خان نے حقیقت پادشاہ سے عرض کی جواب مین حکم آیا کہ
ملکگیری مین رفاہیت طلبی نہین ہوتی جس طرح ہوسکے اپنے تئین قندھار پہنچاؤ
اور قزلباشون کو قلعہ مین ذخیرہ فراہم کرنے کی اور استقامت کی فرصت
نہ دو اور حوالی قندھار کے غلہ کو جو قابل درو ہے نہ چھوڑو کہ وہ قلعہ کے
آدمیون کے ہاتھ لگے اسلئے لشکر مین منادی ہوئی کہ غزنین سے راہ مین
سپاہ اپنا آذوقہ اُٹھاتی چلے پندرہ روز قیام کرکے کوچ کیا اور فوج کی

متعلقون کو کل تین لاکھ روپیہ مدد خرچ رخصت تک مرحمت ہوا اسکے سوا بیگمون نے بھی
زیور اور اور چیزین دی تھین۔ ایک طرف جملۃ الملک سعد اللہ خان نے تردد نمایان
کرکے اور بہت آدمیون کو کشتہ کراکے مورچالون اور نقب کوچہ سلامت کو زیر خندق
پہنچایا۔ دوسری طرف رستم خان و قاسم خان اور جانباز کارطلبون نے مورچال
اور نقب کنارہ خندق تک دروازون کے نزدیک پہنچائے۔ مگر محراب خان نے
روم کی جنگون مین بہت جنگ اور قلعہ داری کی تھی اور بڑا کار آزما اور آزمودہ
تھا وہ پائے قلعہ سے شب و روز ایسے تفنگ گولیان اور توپون کے زمین کو بگولے
اور آتشبازی حقے اور شرر فشان بانون کو اولون کی طرح برساتا تھا کہ جب پائے
قلعہ کے نیچے مورچل شاہی پہنچتے تھے تو اونکو کسی کام کی فرصت نہ دیتا تھا۔ بلکہ
اکثر زمین نقب گولون کی ضرب سے نابود اور ضائع کردیتا تھا ہر یورش مین
سردارون اور لشکریون کے کئی ہزار سر خندق کے پر کرنے کے مصالح مین
صرف ہوجاتے تھے اور اس تردد کا کوئی فائدہ کارنمودار نہ ہوتا تھا۔ سرشب
قزلباش نکل کر ملا یہ لشکر شاہی کے مقابل ہوکر مورچلون پر حملہ آور ہوتے تھے
تو طرفین سے آدمی قتیل و اسیر ہوتے تھے اور نبرد ہائے عظیم ہوتی تھین۔
کبھی قزلباش بادشاہی آدمیون کو پکڑ کر قلعے مین لے جاتے تھے کبھی اسکے قضیہ
برعکس ہوتا تھا اس ضمن مین ایک دن قزلباشون کی ایک جماعت گرفتار ہوکر
آئی اسکی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے ہرات مین پہنچکر اپنے چند امیر کارطلب
رزم جو بسرداری مرتضیٰ قلیخان قورچی باشی کل بیس امیر اور پینتیس ہزار سوار
محراب خان کی کمک کے لئے اور بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے واسطے بھیجے ہین انمین سے
تین چار ہزار سوار بطریق قراولون کے نزدیک آگئے ہین۔ اسی وقت بادشاہ
کے قدیمی ملازمون مین سے ایک شخص جو لشکر ایران مین گرفتار ہوکر نوکری کا
پابند ہوا تھا اور وہ بطریق جاسوسی اس طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ

اگر شاہ ایران سے ایسی حرکت ظہور مین آئیگی تو ایک امیر رزم دیدہ تجربہ کار آزمودہ کو قلعہ دار مقرر کرتے کہ جبتک اُس کی جان باقی رہتی قلعہ کی محافظت مین اپنے تئین معاف نہ رکھتا۔ چونکہ خلاف توقع عمل مین آیا۔ ہر چہ عوض دارد گلہ ندارد دوسرا ایلچی شاہ قلی نامہ لے کر آیا تھا اسکو حکم دیا کہ وہ لاہور سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ فی الواقع جب رشتۂ محبت و الفت غبار کدورت سے آلودہ ہو پھر نامہ و رسول کا بھیجنا کیا لطف رکھتا ہے اظہار یکرنگی مین دورو ئی اخلاص کیشون کے رویہ کے منافی ہے بادشاہ نے پھر حکم دیا کہ دو نو ایلچی کابل مین میرے پاس حاضر ہون مین انکو اعزاز کے ساتھ رخصت کرونگا اوائل جمادی الاول مین شاہجہان کابل مین آگیا۔

ذکر سوانح بست و سوم سنہ ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء

غرہ جمادی الاخری کو سال بست و سوم جلوس رسم کے موافق ہوا۔ نذر محمد خان و عبد العزیز خان و سبحان قلی خان کے فسادون کا بیان اس تاریخ کے احاطہ سے باہر ہے اس لئے ماحصل ضروری بیان کیا جاتا ہے کہ نذر محمد خان کو سلطنت مل گئی شاہجہان نے اسکے فرزندون اور متعلقین کو اسکے پاس بھیجنا چاہا نذر محمد خان کے بھی نوشتجات مکرر فرزندون اور وابستون کی طلب مین آئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کر کے مدد خرچ کا بھی وہ طالب ہوا۔ اسکے بیٹے عبد الرحمن کو مع اور ہمراہیون کے کہ دو سال دس مہینے سے بادشاہ کی خدمت مین رہتے تھے بہ وقت رخصت خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ مع فیل نذر محمد خان کے لئے بموجب طلب عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ پہلے بھیجا جا چکا تھا۔ خسرو پسر نذر محمد خان لذائذ کا ایسا دلبند ہوا کہ باپ پاس جانے کے لئے راضی نہ ہوا۔ بندہائے بادشاہی کے جرگہ مین رہا نذر محمد خان کے

اطراف کو گھیر لیا اور شمشیر آبی سے دار وگیر کا بازار گرم کیا اور مردرانہ حملے کئے۔ طرفین نے شرط
جان سپاری ادا کی۔ قزلباشون کی فوج نے ہندوستان کے لشکر کو شکست دیدی
ہوتی۔ مگر رستم خان نے جو رستم زمان ورستم باسم مسمّی تھا قلیچ خان اور
راجاؤن کے مست ہاتھیون کو پیش رو بنایا اور اپنی سواری کے ہاتھیون کے پاؤن مین
زنجیرین ڈالین اور دل باختہ آدمیون کی دلدہی کی مستانہ وار قدم آگے بڑھایا اور
شرط تردد جو جان نثارون کو لایق ہوتی ہے بجا لایا بہت سے سردار مارے گئے
بہت کوشش اور کشش سے قلب خصم پر حملہ کیا اور محمد سعید پسر سادات خان وخواجہ خان
وغیرہ نامی سردار مارے گئے اور غیر مشہور آدمیون کی جماعت بھی کشتہ وزخمی
ہوئی تو قزلباشون کا قدم ثبات ڈگمگایا اور فرار اختیار کیا اور اسپ اشتر
بہت لشکر شاہی کو غنیمت مین ہاتھ آئے اور بادشاہزادہ کی خدمت مین فتحمندانہ لشکر
نے مراجعت کی۔ اورنگ زیب کی عرضداشت اس فتح جنگ کی۔ بادشاہ پاس
نہین پہنچی تھی کہ بادشاہ نے وردی بیگ کو جو شاہ ایران کا نامہ لایا تھا اور بار
نہ پایا تھا اور جلال آباد مین مغضوب ہوا تھا وہ بادشاہ کی ہمراہ تھا نامہ کو بغیر
پڑھے زبانی جواب اسکو یہ دیا کہ شاہ عباس کلان ہمارا قدردان اور اخلاص مند
تھا اور بیس سال سے اسسے ہمارا اتحاد تھا اُسنے دنیا سے رحلت کی اسکے بعد اسکے
خاندان سے جو ہمکو توقع تھی از راہ تقاضاے سال اسکے خلاف عمل مین آیا اور اپنی
بزرگون کے طریقہ کی مراعات نہین کی الحال جو کچھ خدا چاہے گا وہ ہم سے ظہور
مین آئیگا اور دس ہزار روپیہ اور شاہ وردی بیگ کو عنایت کرکے رخصت کیا۔
اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب پاس بھجوایا اور حکم لکھا کہ قندھار سے گزر بردار کو ساتھ
کر کے شاہ کے پاس روانہ کرنے قندھار کے محاصرہ کے دنون مین گرانی وکمیابی
غلہ وکاہ سے لشکر کو جو صعوبت و مکروہات پیش آئے اسکا فائدہ آخر کو کچھ نہ ہوا۔ بادشاہ
پاس بھی اور شدائد مذکورہ کی خبر آئی تو اس نے جانا کہ امتداد محاصرہ مین سپاہ کے

قلیج خان پاس آیا وہ سابق مین اسکے تابعینون مین تھا اور اُسنے آگاہ کیا
کہ دو فوجین یسار و یمین سے آتی ہین انمین سے دو تین ہزار سوار اس قصد سے
جدا ہوئے ہین کہ کہین پر تاخت کرین اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ قزلباش ابھی گئی
اور اُنھون نے کہین پر بےخبر حملہ کیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول و زخمی کیا اور لوٹا اور
چارپایون بہت آدمیون کو اسیر کرکے لے گئے اور اسکے ساتھ ہی شتربان و فیلبان
و استربان فریاد کرتے ہوئے آئے کہ فیل اور شتر اور چارپایے قطار قطار قزلباش آگے
رکھکر لے گئے رستم خان کو جو رستم زمان کہا جاتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی بغیر
اسکے کہ وہ مامور ہوا اسنے قزلباش کا تعاقب کیا اور چار پانچ کروہ جریدہ حرکت
کی اور دشمن تک جا پہنچا مقابلہ ہوا۔ اول جنگ گولہ و تفنگ و بان و تیر کی ہوئی۔
پھر تلوار و خنجر کی لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے نبرد صعب ہوئی مگر دونو غالب
و مغلوب ہوئے طرفین سے مردانگی ظہور مین آئی اور دونو طرف کے آدمی
بہت کشتہ و زخمی ہوئے آخرکار رستم خان نے ہاتھیون و چند قطار شتر
و گاؤ و استر و اسپ اپنے اور انکے چھینکر مراجعت کی اور شاہزادہ
پاس آکر مورد تحسین و آفرین ہوا۔ صبح متواتر یہ خبر آئی کہ بیس ہزار قزلباش
آئے ہین جنکے سردار ایران کے بڑے نامی سپہ سالار اور نظر علیخان حاکم
اردبیل و علی قلیخان و مرتضی قلی ہین اس طرف سے دوبارہ رستم و قلیج خان
اور اور امرا و راجاؤن کی جماعت اور ہاتھی اور دس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ
یہ سب انکے مقابل گئے۔ جب لشکر قزلباشون کی علامت سیاہ اور گرد سیاہ
نمودار ہوئی تو زرہ پوش سادات بارہ اور افغانان و یکہ تاز مغلون و
رزم طلب راجپوتون نے گھوڑے دوڑائے اور ایران کے سردارون نے
معرکہ مین پاؤن رکھا اول گولہ و توپ و بان سے زد و خورد کی آتش
روشن ہوئی پھر قزلباشون کی تینون فوجون نے دوڑکر ہندی فوج

سوانح سال بست وچہارم سنہ ۱۰۶۰ — ۱۶۵۰

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۰ کو چوبیسوان سال جلوس کا شروع ہوا جشن حسب دستور ہوا
۱۲ رجب کو بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ راجہ جے سنگہ چار ہزار سوار اور شش ہزار تفنگچی و
تیر انداز لیکر سوات مین آیا اور میوون کے خانمان کو جلایا اور ایک جمع کثیر کو جو سوائے
رہزنی اور مسافر کشی کے کوئی کام نہین کرتے تھے بے سر و بے سیر کیا اور اُن کے
اہل و عیال کو اطفال کو اسیر و دستگیر کیا اور بقیۃ السیف کو اخراج کیا۔
اکبر آبادی محل نے بادلی کے قریب قلعہ شاہجہان آباد سے ڈھائی کروہ کے فاصلہ
پر ایک باغ لاہور اور کشمیر کے فیض بخش و فرح بخش کے منونہ پر بنوایا اور اسمین عمارت
عالیشان بنوائین اسکے وسط مین آٹھ گز چوڑی نہر جاری تھی اور سب جگہ عمارتون
مین دو گز سے کچھ کم و بیش چوڑی نہرین جاری تھین چار سال مین دو لاکھ روپیہ کی
لاگت مین یہ باغ اور عمارت تیار ہوئی تھین۔ بادلی سرائے پہلے خام تھی۔ بی بی
اکبر آبادی محل نے اسمین ستر ایوان و حجرے ریختہ کے بنوائے۔
ساٹھ سال کی عمر مین بادشاہ نے جو روزے عمداً و سہواً کھائے تھے فقہا و
فضلا کی تجویز سے انکے کفارہ مین بیس ہزار روپیئے مستحقون اور محتاجون کو خیرات ہوئے
اور حکم ہوا کہ ہر سال ماہ رمضان کے آخر مین بیس ہزار روپیے جو فطرہ روزہ عید
مین اہل استحقاق کو مقرری دیا جاتا ہے اسکے ساتھ بیس ہزار روپیہ اور روزون
کے کفارہ کی سبب سے درماندون کو دیا جاوے بادشاہ کی عمر ساٹھ برس سے
کچھ زائد ہوگئی تھی۔ ملانون نے از روے شرع اسکو روزون سے معاف رکھا
اور کفارہ تجویز کیا۔ عنایت اللہ کے شاہجہان نامہ مین لکھا ہے کہ رمضان کے
مہینے مین ۶۰ ہزار روپیہ خیرات دینا تجویز کیا گیا۔
ملا شفیعا یزدی جو فاضل و شاعر و صاحب طبع و تجارت پیشہ تھا۔

تلف ہونے کے سوا اور نتیجہ مرتب نہین ہوگا تو شاہزادہ کو حکم فرمایا کہ مصلحت وقت کا تقاضا
یہ ہی کہ تسخیر قلعہ کو دوسرے وقت اور سال پر موقوف رکھو اور پائی قلعہ کو چھوڑ دو اور
شاہزادہ داراشکوہ کو حکم فرمایا کہ جبتک غزنین مین اورنگ زیب کے پہنچنے کی خبر آئی
کابل مین توقف کرے اور خود اوائل رمضان مین کابل سے لاہور کو روانہ ہوا
اول ہی منزل چلا تھا کہ قزلباشون کے ہزیمت پانے کی خبر اس پاس آئی اسکو پہلے حد سے
زیادہ تشویش خاطر تھی اب تفریح طبع ہوئی اور تین روز تک شادیانے بجوائے۔
سعد اللہ خان رستم خان قلیج خان اور سب امرا کا اضافہ کیا۔ اورنگ زیب
چار مہینے محاصرہ کے بعد پائے قلعہ کو چھوڑ کر بادشاہ پاس روانہ ہوا اس عرصہ مین
دو تین ہزار آدمی اور چار پانچ ہزار جانور ہلاک ہوئے۔ ۱۸ شوال کو بادشاہ لاہور مین
داخل ہوا اوائل ذی قعدہ مین داراشکوہ اور جملۃ الملک حضور مین آئے اور وسط ماہ
مذکور مین اورنگ زیب بادشاہ کی خدمت مین آیا اور رستم خان قزلباشون کی چند
توپین اور نشان اور گھوڑے لایا اور بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا۔
اور مورد تحسین و آفرین ہوا اور اپنی جاگیر کو رخصت اورنگ زیب کو ٹھٹہ کی صوبہ داری
سوا ملتان کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ بادشاہ ۱۲ ذی حجہ کو لاہور سے روانہ
ہوا اور ۱۱ محرم ۱۰۶۳ھ کو دولتخانہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اسی روز شاہزادہ
محمد مراد بخش بادشاہ کی خدمت مین دکھن سے آیا اسکو وہان کی ہوا ناموافق تھی
اور وہان کا بندوبست بھی اس سے نہ ہوسکا وہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔
دار الخلافہ شاہجہان آباد کی تمام عمارات تیار ہوگئین تھین۔ یہان پہلا جشن نوروز
بڑی دھوم دھام سے ہوا اطراف سے امرا تہنیت کے لئے آئے۔ ہزار امیرون
کو منصب و خلعت عنایت ہوئے۔ پرگنہ پانی پت جسکی جمع ایک کروڑ دام (ڈھائی لاکھ
روپیہ) تھی بیگم صاحب کو انعام مین دی گئی۔ سولہ لاکھ روپیہ کی نذرین بادشاہ
کے روبرو پیش ہوئین۔

عبد الرحمن گرفتار ہوا اور جب وہ سبحان قلی خان پاس آیا تو اس نے بھائی کو بھی سپرد
کیا عبد الرحمن نے بہ اقتضائے مصلحت اپنے نگاہبانون کے ساتھ سازش کی اور ان سے
رفاقت اور شریک دولت کرنے کا عہد و پیمان کیا اور انکے اتفاق سے بھاگ کر
شاہجہان پاس آیا۔ بادشاہ نے عبد الرحمن کو منصب چار ہزاری پانصد سوار کا عنایت
کیا اور اسکے ہمراہی عبد الرحمن کی تجویز کے موافق بندگان سرکاری کے زمرہ
مین آئے۔

۲۷ جمادی الثانی کو بادشاہ نے کشمیر جانے کے لئے لاہور سے کوچ کیا اس سال
مین اول مینھ کم برسا۔ گرمی کی شدت سے زراعت خشک ہوئی اور آخر مین
بارش نے وہ تار باندھا کہ چار مہینے تک وہ برابر برستا رہا۔ دریاؤن مین ایسی
طغیانی ہوئی کہ آب بہت کی طغیانی سے قصبہ بہرہ کے آدمی ہلاک ہوئے۔ بعد ازان
کمی ہوئی جس سے خلقت کو آرام ملا۔

سوانح سال بست و پنجم جلوس سنہ ۱۰۶۱

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۱ کو جشن جلوس سال بست و پنجم دستور کے موافق ہوا
اس سال مین غلہ کی گرانی اور باران کے امساک سے ایک عالم رو رہا تھا اور
رات دن بھوکون کے ہاتھ دعاؤن مین اٹھے رہتے تھے۔ جس روز بادشاہ نے
لاہور سے کوچ کیا ہے تو بارش کی بڑی شدت ہوئی اور کئی روز تک برابر
ایسا برستا رہا کہ بادشاہ کو ایک ہفتہ تک توقف کرنا پڑا۔ بارش ایسی کثرت سے ہوئی
کہ ربیع کے کشت و کار کی فرصت نہ ملی اور جو کچھ بویا تھا وہ مینہ کی شدت سے
سبز نہ ہوا۔ پرگنات خالصہ و شاہی کی رعایا نے تشخیص جمع کے وقت استغاثہ
کیا تو بادشاہ نے اپنے متدین طلب کئے اور سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ چند روز پنجاب
کی رعایا اور مالگذارون کے معاملات پر اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو۔

ایران سے بندر سورت مین آیا بادشاہ نے اسکو سورت کے خزانہ سے پانچہزار روپیہ دلاکر اپنے پاس بلایا اور منصب ہزاری سو سوارون کا عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو وقت مجرے کو حاضر ہوا کرے۔ سلطان محمد خان قیصر روم نے سید محی الدین کو نامہ و تحائف و تبرک دیکے بادشاہ پاس بھیجا وہ سید عبدالقادر جیلانی کے تبار مین سے تھا وہ بندر سورت مین آیا تو بادشاہ نے گرزبردارون کو حکم دیا کہ خلعت اور فرمان اور خزانہ سورت سے دس ہزار روپیہ اس پاس لیجائین اور برہانپور و مانڈو و مالوہ کے دیوانون کو پندرہ ہزار روپئے تنخواہ دینے کے لئے حکم دیا۔

برسات کے نہ ہونے سے شاہجہان آباد کی ہوا گرم تھی اسلئے بادشاہ نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۱ کو کشمیر کو روانہ ہوا۔ غرہ ربیع الثانی کو لاہور کے باغ فیض بخش مین جشن نوروز کیا۔

پہلے ہم تحریر کر چکے ہین کہ بادشاہ نے عبدالرحمن سلطان کو اسکے باپ نذر محمد خان پاس روانہ کیا تھا۔ جب وہ نذر محمد خان پاس پہنچا تو باپ نے اسکو غوربند کی حکومت کے لئے رخصت کیا اور بلخ کے امراء مین سے یادگار کو اسکی رفاقت مین مقرر کیا کہ اسکو مع فوج حضور کے غوربند پہنچا دے۔ اس بات پر جب سبحان قلی کو اطلاع ہوئی تو اسنے یہ جانکر کہ باپ پاس سپاہ کی جمعیت نہین ہے وہ سپاہ لیکر بلخ مین باپ پر چڑھ گیا اور نذر محمد خان محصور ہو گیا اور بیرون کی شہر کے دفعیہ مین مشغول ہوا۔ جب نذر محمد خان تنگ ہوا تو ناچار اس نے عبدالرحمن کو راہ سے اپنے پاس واپس بلایا۔ عبدالرحمن باپ کے حکم سے الٹا آیا تو سبحان قلی خان نے ابراہیم بیگ کو مقرر کیا کہ اسکو سر راہ روکے عبدالرحمن نے اسکا مقابلہ کیا اور اول مقابلہ مین ابراہیم بیگ کشتہ ہوا مگر اسکے ہمراہی عبدالرحمن پر غالب ہوئے نذر محمد خان کے لشکر نے یادگار بیگ کے ساتھ فرار کیا اور سبحان قلی خان کے قلماقون کے ہاتھ مین

آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکردو اور ملک تبت بادشاہی آدمیون کے تصرف
مین آیا۔ بادشاہ نے آدم خان کو اور اسکے بھائیون کو یہ ولایت دیدی کہ
وہ وہان وطن بنا کے رہین اسکی جمع اسی لاکھ دام تھی سال مین اول مینہ نہین برسا پھر برسا
تو بڑی شدت سے اسکے سبب سے گلزارون اور سبزہ زارون مین اصلی رونق نہین
رہی اور پھلدار درختون مین پھل کم آئے اور وہ خشک ہو گئے اسلئے بادشاہ کو
کشمیر کی سیر دلپذیر نہ ہوئی اور فرمایا کہ لاہور اور شاہجہان آباد کے باغات و
باصفا مکانون کو چھوڑ کر حظ نفس کے لئے اس مسافت بعیدہ کو طے کرنا اور خلق کی ایذا پر
راضی ہونا خدا پرستی کے طریقہ سے دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے
گذرنے کے بعد بادشاہ نے غرہ رمضان کو کشمیر سے کوچ کیا اور دار الخلافہ کی طرف
چلا سعد اللہ خان مامور ہوا کہ چند روز یہان رہ کر کشمیر کے مال اور ملکی مقدمات کو
طے کر کے جلد لاہور مین آجاوے۔ منزل آصف پور مین دریا کے عبور کرنے مین آدمیون
کے ازدحام سے اسکا پل ٹوٹ گیا وہ بہت پرانا تھا ڈھائی سو آدمی اور جانور
اور بہت سا اسباب پانی مین ڈوبا اور سو نفر بحر فنا مین غرق ہوئے لاہور کے
نزدیک بادشاہ سے سعد اللہ خان بھی آن ملا۔ حکم ہوا کہ رستم خان اور اور امرا
دور و نزدیک اور نامدار راجہ مع مصالحہ توپ خانہ مہم قندھار کے لئے حضور مین
حاضر ہوون۔ اور شاہزادہ مراد بخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب مین حکم
صادر ہوا۔ جب بادشاہ لاہور مین آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا اور
نامہ قیصر اور دو گھوڑے با ساز طلا و مرصع و مروارید اور عباے مروارید باف
قیصر کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف پیش کئے۔ بادشاہ نے پندرہ ہزار
روپیہ مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اسکو مرحمت کیا۔ سعد اللہ خان سے
نامہ کا جواب عربی زبان مین لکھا کر بھیجا جیغہ و شمشیر و پرتلہ مرصع ایک لاکھ
روپیہ کی قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لئے اور اسکو پندرہ ہزار روپیہ

بادشاہ کی مراجعت کشمیر سے لاہور کو۔

سفیر روم اور بعض اور واقعات۔

برسون کی چڑھی ہوئی پیشکش عادل خان والی بیجاپور سے محمد صفی پسر اسلام خان
لایا۔ یہ کل پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی پادشاہ کے لیئے اور پانچ لاکھ
روپیہ کی بیگم صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ داراشکوہ
کے لیئے اور ڈیڑہ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ پادشاہ کی نظر کے سامنے آئی
اور چھہ لاکھ روپیہ نقد سید باقر ملازم ولی عہد کو۔ جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا سی
عادل خان نے دیئے تھے وہ نظر کے روبرو آئے۔ محمد اورنگ زیب مالوہ کی صوبہ داری
پر رخصت کیا گیا پادشاہ خود سیر و شکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیان اٹھاتا ہوا
آخر جمادی الاخری مین شہر کشمیر مین پہنچا اور خدمہ محل کی ہمراہ مزین کشتیون
مین زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور قبہ ہائے طلا و مرصع لگا کے
سوار ہوتا اور روے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت و کوہ و باغون کے
پھولون کا تماشا دیکھتا اور ملاحون کو انعام دیتا ہے

پیشکش عادل خان

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہون مین تھا اور کشمیر مین بڑا مشہور بزرگ تھا
وہ پادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز پادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ
جہان آرا بیگم صاحب نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ مین اور
اسکے اطراف کی عمارات فقراء کے رہنے کے واسطے بیس ہزار روپیہ مین تعمیر کرائی
تھین مسجد مین شاہ صاحب سے پادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر نصیحتین

ملاقات ملا شاہ بدخشی

۱۲ رجب کو آدم خان غلام نبی اور اسکے بھتیجے محمد مراد کو اور نیز ابراہیم بیگ اور
نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خان و غلام نبی کے ضامن تھے اور کاشمیر مین
تعینات کئے تھے اور کشمیر کے زمینداروں کی ایک جماعت کو تبت اس غرض سے بھیجا کہ
وہان مرزا خان تبتی کی تنبیہ کرین جسنے سرکشی کی ہے اور قلعہ سکردو کو فتح کرین اور
تبت جو ملازمان شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اسپر تصرف کرین۔ ۲۷ شعبان کو
آدم تبتی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خان نے جب لشکر شاہی کے

روانہ تبت

کہ پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے برقنداز اور چند ہزار بان اور تیس توپین
قلعہ شکن اور بیس توپین میانہ اور تیس ہتنال اور دس فیل جنگی مست و سو شتر نال
اور دو کرور روپیہ کا خزانہ اور لوازم قلعہ گیری اور بیلدار بے شمار اور نقب لگانے اور دمدمہ
بنانے اور مورچال کے بڑھانے کے لئے سامان جسقدر چاہیئے دیا۔ تین ہزار اونٹ فقط
اس کام کے لئے مقرر کئے کہ وہ توپخانہ کے مصالح کی جیسے کہ سیسہ و باروت و لوہے کے گولے
ہین بار برداری کرین اور انکی تاکید کردی کہ تاریخ مقرری مین جسکا اوپر مذکور ہوا
وہان پہنچکر محاصرہ کرین کل فوج ستر ہزار سوار سوای توپ خانہ کے تھے جنمین چھہ سو نامی
اور نامی منصبدار اور روشناس تھے۔ رستم خان کو اور سب امیرون کو خلعت دے کر
رخصت کیا حکم فرمایا کہ کابل مین منصبدارون و امراء کے تابینون اور اہل توپخانہ کو
پیشگی سہ ماہہ مین ایک کرور روپیہ دیا جائے اور ارشاد ہوا کہ اول قلعہ بست و زمین
داور مین کوشش کی جاے کہ جس سے قلعہ قندھار کے آدمیون مین تزلزل ہو۔

سوانح سال بست و ششم جلوس سنہ ۱۰۶۲

جشن سال جلوس بست و ششم سنہ ۱۲ موافق معمول کے ہوا۔
پادشاہ خود بھی منزل بمنزل طے کرتا ہوا دو مہینے چار روز مین چوتھی جمادی الاولی
کو کابل مین آگیا سعد اللہ خان کوچ بکوچ اول جمادی الاولی کو بموجب حکم و تعین
تاریخ کے قندھار کے قریب پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا اور دونو متفق ہوکر قلعہ کے
محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ لشکر شاہی ایسے مقامات مین پڑا کہ جہان مخالفون کا گولہ
نہین پہنچ سکتا تھا اور نقب لگانے اور مورچلون کے بنانے مین مشغول ہوا امیران
کارزار دیدہ مین سعد اللہ خان تردد اور جلادت و تدبیر کاری کی شرائط کو زیادہ
بجا لایا۔ راجپوتون کے ساتھ اتفاق کرکے مصالح نقب زنی اور مورچال بڑھانے
مین کوشش کی گئی جس سے وہ خود دشمنون کے گولہ توپ و تفنگ و سنگ کے نشانہ

نقد و اسپ مع ساز طلا وقت رخصت عنایت کیا۔ قاضی احمد سعید کو دو لاکھ
روپیہ کی نقد جنس شریف مکہ اور کعبۃ اللہ کے مستحقون کے لئے دے کر سید یحیی الحرمین
کی ہمراہ رخصت کیا۔ پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خان نے جو بیت اللہ
کا عازم تھا راہ مین وفات پائی پادشاہ نے اسکے بیٹون کو خلعت ماتمی عنایت
کیا بعد اسکے بہی انتقال کیا۔ دس لاکھ روپیہ نقد اور پانچ لاکھ روپیہ کا اور
مال چھوڑا شاہزادہ پادشاہ نے اسکی اولاد کو دیدیا۔
حکم کے بموجب رستم خان بہادر اپنی جاگیر سے کروڑ روپئے مہم قندھار کے
لئے لیکر روانہ ہوا تھا وہ پادشاہ پاس آگیا۔ سعد اللہ خان کے بیٹے
لطف اللہ و عنایت اللہ جو ابتک پادشاہ کی ملازمت سے مشرف نہ ہوئے
تھے انہون نے سعد اللہ خان کے محلہ لشکر کے ساتھ ملازمت کی سعد اللہ خان
کے محلہ لشکر مین چار ہزار سوار و ہزار برقنداز و پانسو بیلدار اور تبر دار خاص
نوکر اسکے شمار مین آگئے۔ نجابت خان ایک کروڑ روپیہ خزانہ اکبرآباد سے لیکر
پادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔ شاہزادہ اورنگ زیب مہم قندھار کے لئے ۲ ار
ربیع الاول ۱۰۶۱ کو ملتان سے برآمد ہوا محمد صفی کی ہمراہ شاہزادہ پاس
ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ نقد روانہ ہوا اور سوا ان امراء کے جو شاہزادہ
کے ساتھ تھے اکیس عقیدت گزین و فدویت آگین امیر پادشاہ کے پاس سے
مع خزانہ و مصالح قلعہ گیری کے روانہ کئے گئے پادشاہ نے حکم دیا کہ
شاہزادہ انکو لے کر ملتان کی راہ سے قندھار پہنچ جائے اور ۱۰ سوم
جمادی الاخری کو قلعہ قندھار کے نیچے جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور یہ
بہی مقرر ہوا کہ سعد اللہ خان کابل کی راہ سے اس تاریخ وہان جاکر
پادشاہزادہ سے ملے اور ۲۶ ربیع الاول کو پادشاہ خود کابل کو روانہ
ہوا اور اسی روز سعد اللہ خان کو اس سامان سے قندھار روانہ کیا

ہوے مسلمان وراجپوت بہت کام مین آگئے انمین تفرقہ کرنا دشوار تھا جو شخص دیوار
اور کنار برج کی اس طرف گیا پھر اسکی خبر نہ آئی ہر طرف کشتون کے پشتے
لگ گئے۔ اس قدر آدمی کشتہ وزخمی ہوے کہ انکی گنتی بھی نہ ہوسکی پھر اس روز
سے دو مہینے آٹھ روز تک اوپر نیچے بازار پیکار ایسا گرم رہا کہ جو کوئی مورچال سے
سر نکالتا اسی وقت جان سے جاتا۔ راتون کو قزلباش نکل کر مورچال پر حملہ کرتے
اور آدمیون اور چارپایون کو ضائع کرتے اور دونو طرف آدم کشی و مردم شکنی
ہوتی۔ ایک دن سعد اللہ خان کی توپ کلان کی زد سے محصورون کے پانچ نامی
آدمی کہ محمد بیگ توپچی باشی کے ساتھ بیٹھے کام کر رہے تھے ایک جا مرکر سوگئے ایک
رات کو رستم خان وسعد اللہ خان کے مورچال پر قزلباشون کی جمع کثیر نے حملہ
کیا اور زیادہ کشش اور بہت شوخی کی بعض توپون کو ناقص کیا اور ایک جماعت کو
اسیر کرکے قلعہ مین چلے گئے ہرچند خبردار ہو کر اطراف سے تعاقب کیا مگر قلعہ
اوپر سے انھون نے وہ آگ برسائی کہ لشکر شاہی تلافی کار نہ کرسکا بہادران
جانباز و جان نثار کہ تازہ مورچالون کے بڑھانے مین کوشش کرتے مگر
اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا اوپر سے پے ہم توپین ایسی چلتی تھین کہ بہت [illegible]
ضائع ہوتے تھے۔ اس ضمن مین بادشاہ کی دو توپ کلان [illegible]
اور پانچ اور توپین کہ جو مورچون مین تھین وہ چلتی تھین مگر انکے چلانیوالے
اناڑی تھے اسلیئے وہ کچھ کام نہ کرتی تھین قلعہ مین رومی و قزلباش حکم انداز
اور بے خطا توپ انداز تھے۔ ہندی توپ انداز کچھ کام نہ کرسکتے تھے۔ اور
سردارون کی رای کے اختلاف کے سبب سے قلعہ بست و زمین داور کی
تسخیر بھی گو بہت کچھ تردد کیا گیا ظہور مین نہ آئی شاہ ایران کی طرف سے
محراب خان قلعہ دار بھی ایسا ہنرمند تھا کہ اورنگ زیب جیسے دانشمند اور سعد اللہ خان
جیسے عقلمند کی کسی حکمت و تدبیر کو اپنے سامنے نہین چلنے دیتا ان دونون کی

بن گئے۔ چند روز کے محاصرہ اور دار و گیر کے بعد قلعہ دار نے تغافل کیا اور ایسا
بند و بست کیا کہ اصلا آدمی کی آواز اور محصورون کا تردد ظاہر نہین ہوتا تھا
ہر چند ہندوستانی لشکر پائے حصار مین آن کر اپنی بہادری دکھاتا اہل قلعہ
اُسکو نادیدہ و ناشنیدہ سمجھ کر قلعہ سے صدا نہین بلند کرتے تھے۔ یہان تک
رستم خان و وزیر اعظم کے مورچال پاے حصار مین خندق تک پہنچ گئی
ایک دن راجہ راجروپ نے جو بڑا مشہور جوان مرد تھا بیان کیا کہ حصار کی
خندق کے نزدیک اور ایک برج کے درمیان ایک مکان نظر مین آیا ہے اور
مورچال ایسی جگہہ پہنچ گئے ہین کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا قابو مین ہے اور برج
کے پاسبان غافل و بے خبر معلوم ہوتے ہین اگر مجھے حکم دیا جاے تو جانباز
ہمراہیون کو ساتھ لے کر زینہ و کمند کی مدد سے اپنے تئین اور کرناچی کو
ہمراہ لے کر وہان پہنچاؤن لشکر مسلح و مکمل منتظر چشم براہ اور گوش برآواز
رہے کہ بروقت یورش کرے پادشاہزادہ اور سعد اللہ خان نے حکم دیدیا۔ رات
کے وقت راجہ چند تابینون و جانبازون جو فن قلعہ گیری مین کار آزمایون
مین مشہور تھے بہت طرح کی تدبیرین کر کے قدم جرأت آگے رکھا اور جان نثار
پیش قدم مار کی مانند حصار کے اوپر برآمد ہوئے اور اشارہ مقرری کر کے
لشکر کو طلب کیا اور بہادر بے تابانہ کمند جان بازی لے کر حرکت مین آئے
اور کرنا کی آواز بلند ہوئی محصورین مدت سے اس قابو کے لئے بچشم
براہ اور بگوش برآواز بیٹھے تھے اطراف سے مہتاب روشن کر کے طرح طرح کی
آلات آدم کشی لے کر دشمنون کی ہنگاہ پر دوڑے اور اس قدر توپ و تفنگ و
بان چھوڑے اور حقہ آتش و سنگ اور روغن جوشان اور انواع مصالح
خست ہر دکہا اوپر سے مارے کہ جماعت جو برج کے سرے پر پہنچی اور نہ پہنچی جان باختہ
ہو کر بہ تبدیل ہیئت اپنے یارون سے بے منت و مدد قدم و کمند پیوستہ

جو اور سب بیٹون مین ممتاز و معزز تھا اور بادشاہ پاس رہتا تھا۔ باپ سے یہ
درخواست کی کہ تسخیر قندھار کی مہم کے عہدہ پر غلام مقرر کیا جاوے۔ بادشاہ نے
یہ درخواست قبول کی اور اسکو کابل اور ملتان کا صوبہ عنایت کیا اور لاہور مین
تین ماہ اور نور وز توقف کیا اور توپخانہ کا سامان بہت کچھ کیا اور مصالحہ
قلعہ گیری جمع کیا۔ دس کلان توپین اور ۲۷ ہوائی توپین اور تیس ہزار گولے
چھوٹے بڑے اور چودہ ہزار بان اور ۲۵۰۰ من سرب اور ۵۰۰۰ من باروت وغیرہ
سامان اسی قیاس پر تیار و موجود کئے اور رسد پہنچانے کے لئے بنجارون کی
استمالت کی اور اواخر ربیع الاول کو کوچ کی ساعت اور ۷ جمادی الاخری
کو تاریخ محاصرہ مقرر فرمائی۔ خلعت و شمشیر وغیرہ شاہزادہ کو چار لاکھ روپیہ کی قیمت
کے عنایت کئے سوا اسکے بیس لاکھ روپیہ بطور مساعدت کے مرحمت کیا امراے نامدار
اور راجہاے جلادت آثار اور بہادر دلاور اپنے حضور کے اور متعینہ کابل اور
صوبجات اطراف کے جنمین سے اکثر پہلے محاصرہ مین موجود تھے اُس سپاہ مین
مقرر کئے اس لشکر عظیم الشان مین سامان یہ تھا۔ ستر ہزار سوار منصب دارون
و تابینون کے تھے اور پانچہزار برقنداز اور تین ہزار احدی تیرانداز اور دس ہزار
پیادے بندوقچی اور چھ ہزار بیلدار و تبردار اور پانسو سنگ تراش و نقب کن اور
پانسو سقے اور سات توپ کلان اور سترہ توپین ہوائی اور تیس توپین چھوٹی
اور ساٹھ فیل جنگی و ست انتخابی سواری شاہزادہ داراشکوہ کے ہاتھیون کے کہ سب
ملکر ایک سو ستر شمار مین آئے اور بان انداز و گولہ انداز وغیرہ و سرانجام قلعہ گیری و
اور ایک کروڑ روپیہ خزانہ علی مردان خان اور اسکے بیٹے ابراہیم خان کے ساتھ
سات ہزار سوار مقرر کئے اور حکم دیا کہ وہ کابل مین جاکر مہم کے انفصال تک امداد اور
معاونت وارسال رسد اور لوازم قلعہ گیری مین کوشش کرین ۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس سنہ ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۲ع

مہم قندھار کے لئے سامان کی تیاری۔

دلدوزی اور دانائی کی تدبیرین اور رجپوتون کی بہادری اور جان نثاری
سب اکارت گئین ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب پادشاہ کو یہ اخبار پہنچا اور ایام محاصرہ
نے امتداد کھینچا اور مصالح توپخانہ تمام ہوا اور اسی زمانہ مین یہ معروض ہوا کہ
غزنین کی اطراف کو اوزبک تاخت و تاراج کرتے ہین اور رعایا کے جان و مال کو
تلف کرتے ہین تو فرمان دستخط خاص نے پادشاہزادہ کی طلب مین اور اس مہم کو
اور وقت پر موقوف رکھنے کا صادر ہوا اورنگ زیب کابل مین آیا اسکو چار صوبہ
دکن کی حکومت دے کر رخصت کیا۔ شائستہ خان کو صوبۂ احمد آباد عطا ہوا۔
داراشکوہ کو صوبۂ کابل مرحمت ہوا۔ کابل کی نیابت پر پسر سلیمان شکوہ مقرر ہوا
شاہزادہ شجاع کو بنگالہ ملا۔

پادشاہ کا کابل سے دار الخلافہ کو جانا۔

جب سعد اللہ خان قندھار سے آگیا تو ۱۱ رمضان سنہ ۶۲ کو کابل سے پادشاہ
دار الخلافہ کو روانہ ہوا مرشد قلی خان کو دکن کی کل دیوانی پر اور
دکن کی بخشیگری اور وقائع نگاری پر محمد صفی پسر اسلام خان کو مامور کر کے رخصت کیا
اگرچہ یہ دونو آدمی خوبی و صفات سے موصوف تھے لیکن تعلقہ دکن مین محمد صفی نے
اکثر مقدمات مین منصبدارون پر سختی کی اور بعض بدعتون کی بنا ڈالی۔ عہد اکبری
مین تورمل نے جو دستور العمل ملکی بنایا تھا اُسی کے موافق مرشد قلیخان نے بندوبست
دیوانی قائم رکھا۔ دکن مین سررشتہ دھارہ و تشخیص جمع مال اس طرح ہوتی ہے کہ غلہ
و بقولات کی اقسام و جنس کی تفریق کی جاتی ہے ہر جنس کی قیمت پر نظر کی جاتی
ہے۔ زمین کی پیمایش بیگہ و پرتن و بین و بسوہ مین کی جاتی ہے اور اسکی تقسیم
چاہی و بارانی و کاریزی مین ہوتی ہے۔ یہ دستور العمل ایسا ہے کہ ہمیشہ عمال
اور زمیندارون کا عمل اسپر رہیگا۔ ۵ ذی قعدہ کو پادشاہ لاہور مین آیا۔
شاہجہان کو گو مہم قندھار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی مگر وہ خاطر شکستہ نہین ہوا
بلکہ اسنے پہلے سامانون سے اور زیادہ سامان کیا بڑے بیٹے داراشکوہ نے

ساعت مختار مین نقب کھودی اور مورچل لگانے شروع کئے۔ دو ہزار قزلباش کہ ذخیرہ
و سرب و باروت لیکر قلعہ نشینون کی کمک کر رہے تھے انکو قلعہ قندھار مین جانا میسر
نہ ہوا وہ قلعہ زمین داور مین چلے گئے۔ شاہزادہ بلند اقبال پانچوین جمادی الثانیہ کو
کتل پنجدرگ سے جسکی بلندی ۳۵ جریب اور نشیب ۲۹ جریب ہے گذرا اور
آٹھوین کو ایسی جگہ اترا کہ قلعہ قندھار دکھلائی دیتا تھا اور ساعت سعید کے
انتظار مین چھ روز یہان مقیم رہا۔ ہر روز سوار ہوکر اطراف حصار کا ملاحظہ کرتا
اور اس مقام کے آدمیون کی اوضاع و اطوار کی خصوصیات کیفیات پر مطلع ہوتا
نواحی قلعہ و محال دور دست کی مزروعات کی ضبط کے واسطے معتمد و متدین
آدمی بھیجتا اور ہر الوس کے رؤساء پر اور توابع قندھار کی رعایا پر طرح طرح کی
عنایتین کرتا چنانچہ مدت محاصرہ مین فراری کسانون کی جماعت کثیر اپنے
گھرون مین آباد ہوئی اور سرکار خاصہ مین نصف حصول ایام سابق کا وصول
ہوا۔ تاریخ یازدہم کو شاہزادہ کی ساعت نزول حوالی قندھار مین مقرر تھی وہ
مع لشکر باغ مرزا کامران مین کہ قلعہ سے آدھ کروہ پر تالاب کے کنارہ پر تھا
فروکش ہوا اسی روز قزلباشون نے قلعہ کے برج و بارہ سے توپ و تفنگ و
سائر آلات آتشبازی کے چلانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی شاہزادہ نے حکم دیا
کہ رستم خان لشکر سے ایک کروہ پر قلعہ بست کی سرراہ اور برج آب دزد کے
روبرو راجہ بیٹھلداس اور دروازہ ویس قرن کے محاذی قلیچ خان اور
دروازہ باولی کی برابر مہابت خان اور برج چل زینہ کے محاذی اخلاص خان
اور دروازہ خضری و برج آب دزد کے سامنے قاسم خان اور دروازہ
ویس قرن کے روبرو جعفر پسر آتش، اپنے اپنے مورچے بنائین۔ برج
آب دزد کے مورچل کو ملا فاضل میر سامان کے سپرد کیا اور ہزارہ بیلدار
اور بستر نقب کن ہمراہ کئے اور سید محمود بارہ کو کومک مقرر کیا۔ غرض قلعہ کو

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۳؁ کو حسب معمول جشن جلوس سال بست و ہفتم ہوا۔
شاہزادہ ۳ ربیع الاول ۱۰۶۳؁ قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔ توپ قلعہ کشا
و توپ ہم دھا دہیں جو راہ زیادہ ہموار کابل سے نزدیک تر ہے کچھ فوج و عملہ توپخانہ
کے ساتھ کشتی مین بھکر تک اور وہان سے خشکی مین قندھار روانہ کین اور خود لشکر
اعظم کے ساتھ ملتان کو روانہ ہوا۔ ۲۵ کو آب بہت پر پل بندھوا کے دریائے نیلاب
کنارہ پہنچا اس دریا کا پل ایک ہفتہ مین بندھوا کے سیوم جمادی الاولی کو
اس دریا سے عبور کیا زمیندارون اور افغانون نے تنگنائے کوہستان مین
سر راہ کو روکا انمین سے اکثر کو تلوار نے ہلاک کیا اور انکا مال اسباب غارت
کیا۔ اس دستاویز سے کدخدایان الوس نے شاہزادہ کی ملازمت کی
اور اسکی وفور سخاوت کے سبب سے لشکر مین آذوقہ پہنچانے کا تعہد کیا۔ اور
اس سرزمین مین جو مرزبان افغان و بلوچ متوطن تھے وہ لشکر مین
ہر منزل مین بے تکلف آتے اور جاتے اور غلہ و گوسفند بیچ جاتے ساعت
محاصرہ جو نجومیون سے بادشاہ نے پوچھکر مقرر کی تھی نزدیک آگئی تھی اور تمام
لشکر کا پہنچنا متعذر تھا اسلئے رستم خان بہادر کو نجابت خان و قاسم خان
میر آتش وغیرہ عبداللہ بخشی و جعفر اپنے میر آتش کو تین ہزار سوارون کے ساتھ بطریق
ہراول روانہ کیا کہ ایلغار کرکے پہلے سے پہنچکر مراسم محاصرہ مین مشغول ہون۔
دوم جمادی الثانیہ کو ایلغار کرکے رستم خان بارہ ہزار سوارون کے ساتھ
قلعہ قندھار کے خضری دروازہ کے روبرو آیا ازبک دلاورون کی جماعت مثل
خواجہ خان وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے۔ قزلباشون نے بھی قلعہ سے باہر نکل کر
میدان جنگ مین مصافحہ کیا تھوڑی زد و خورد ہوئی۔ طرفین کے آدمی مقتول
و زخمی ہوئے اور خواجہ خان بھی زخمی ہوا آخرکار رستم خان نے دروازہ کو
اسکے روبرو توپ رس مقام مین قیام کیا نجابت خان اور قاسم خان نے

محاصرہ قندھار سے شاہزادہ داراشکوہ کا ناکام مراجعت کرنا۔

ٹھیر نے نہین دیا پھر اپنی چوب بست کی پناہ مین چلے آئے۔ اِس برج کے لینے مین کوئی نفع نہ تھا اِس لئے پادشاہ نے راجہ کو اِس ارادہ سے باز رکھا۔

فتوحات قلعہ بست وغیرہ۔

پادشاہ کا حکم تھا کہ قندھار کے متعلق قلعے اول فتح کئے جائین کہ محصورون کے دل مین تزلزل پیدا ہو شاہزادہ نے رستم خان کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ بست کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب قلعہ کے نزدیک یہ لشکر آیا تو دونو طرف سے ترددنمایان ظہور مین آئے توپ و تفنگ بہ نور آتشبار ہوئے دس روز تک مہدی قلی قلعہ دار لڑتا رہا۔ مگر جب دروازہ کے برج کے سامنے توپ قلعہ کشائی چند گولے خانہ بر انداز لگائے تو قلعہ دار نے امان مانگی اور قلعہ کی کنجی لیکر رستم خان پاس آیا۔ رستم خان نے اُس پر بہت مہربانی کی اور قلعہ کے اموال و آذوقہ کے ضبط کے لئے اپنے آدمی بھیجدئے۔ قلعہ گرسنگ مین مہدی قلی خان کا بیٹا قلعہ دار تھا رستم خان نے اسکے باپ سے اس مضمون کا نوشتہ لکھا کر بھجوایا کہ اب محصور ہوا اور جنگ کرنے سے کچھ فائدہ نہین جیسا مین قلعہ حوالہ کر کے امن کے گنبد مین آگیا ہون ایسا تو بھی آجا۔ مگر اُس نے ابتدا مین باپ کے کہنے کو نہ مانا چند روز لڑ کر قلعہ خالی کیا اور بھاگ گیا۔ رستم خان نے مہدی قلی کو مع اسباب و اشیا و اہل و عیال کے اپنے نواسہ محمد طاہر کے ساتھ شاہزادہ محمد اقبال پاس بھیجدیا ان قلعون کی فتح سے آخر کو کوئی فائدہ نہین ہوا۔

محاصرہ قندھار کا بیان۔

مہابت خان کے مورچال کے آدمی ایک رات غافل تھے اُس پر اہل قلعہ نے حملہ کیا اور اُسکے تابینون کو زخمی و کشتہ کیا مگر انکو پھرتی دفعہ عزت خان کے مورچال کے آدمیون نے خوب قتل کیا وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے۔

شاہزادہ کے حکم سے حکیم جعفر خان نے ایک دمدمہ بنایا جسکا طول ۷۰ گز عرض ۵۵ گز اور ارتفاع ۲۷ گز تھا ایک لاکھ روپیہ اسمین خرچ ہوا اور چالیس روز مین تیار ہوا اور اُس پر دس چھوٹی توپین لگائی گئین جنمین پانچ سیر سے کم کا گولہ نہین چھوٹتا تھا اور حصار مین اُنکے گولے مارنے شروع کئے۔ اور عزت خان کے مورچل کی بڑی توپین شیر حاجی اور قلعہ کی دیوار کو خاک کی برابر کرتی تھین خندق کا عمق سب جگہ برابر نہ تھا اسلئے مخالفون نے تین جگہ بند بنائے تھے کہ اگر پانی کم ہو تو کم عمق جائین

مرکز وار مورچون کے احاطہ مین گھیر لیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ پر شاہزادہ کے دائرہ کو نشانہ
بناکے ایک توپ لگائی تھی اور ہر روز چند مرتبہ اسکو چھوڑتے تھے اسکا گولہ کبھی
تالاب مین کبھی کنار لشکر پر گرتا تھا۔ بادشاہی امیرون نے دمدمہ پر توپ لگاکے
اُس توپ کے مہرہ کو اڑا دیا چالیس روز تک وہ توپ کام مین نہ آسکی اور اوسکی
آواز نہ سنائی دی قلعہ کے آدمی جو بھاگ کر آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نے
اسکا دہانہ کاٹ کر پھر اسکو اس طرح لگایا ہے کہ وہ نظر نہین آتی اسکا گولہ بہت دور
جاتا تھا اسکو اوپر لگاکے بارہ گولے ہر روز چھوڑتے تھے انمین سے بعض شاہزادہ کے
خیمہ کے حوالی مین اور کچھ لشکر مین پڑتے تھے مگر آسیب کسی کو نہین پہنچتا تھا۔ سپاہی
نقب لگانے مین اور کوچہ سلامت کے خم و پیچ کے درست کرنے مین اور حوالہ
کے بلند کرنے مین اپنی قوت بازو سے اور بیلدارون کی مدد سے کوشش کرتے
تھے خصوصاً محمد جعفر میر آتش جو پیش قدمی کا داعیہ سب سے بڑھ کر رکھتا تھا اور پرے
بڑے بڑے پر لگاتا تھا اسکے ایک گستاخ دوست نے پوچھا کہ ایسے پرون کے
لگانے مین کیا لطف ہے تو اسنے فدویت کے اظہار کے لیئے جواب دیا کہ یورش کے
دن مین ان اپنے پرون سے اُڑ کر قلعہ مین جا پہنچونگا محاصرہ پر چھین روز گذرے
تھے کہ ہزار گز سے مورچال قلعہ کے کنارہ تک پہنچ گئے اہل قلعہ ان مورچلون پر اطراف
سے رات دن آگ کا مینہ برساتے تھے۔ بادشاہی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے
تھے مگر اپنے کام مین شکستہ خاطر نہ ہوتے تھے چل زینہ پر قبضہ کرنے کا تعہد جسنے
روپے لیا تھا اسنے نیچے سے چوب بندی شروع کی اور تختون کی پناہ مین
آدمیون کو جا دیتا اور مرتبہ بمرتبہ اوپر چڑھتا جاتا تھا یہانتک راجہ نے
نوبت پہنچائی کہ ایک رات کو اسکے آدمیون نے دیوار برج مین کاواک کرکے
اُس جگہ کو لے لیا۔ لیکن اہل قلعہ نے اس قدر توپ تفنگ مارے اور نفت آلود
چادرون مین آگ لگاکے پھینکین کہ انکے دھوئین اور گرمی نے وہان بادشاہی آدمیون کو

محصورین بھی تلف ہوتے تھے۔ توپ ہوائی کے ایک گولہ نے قلعہ کے باروت خانہ مین آگ لگائی اُس کارخانہ مین جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اُڑ گئے۔ غرض گو پادشاہی لشکر نے تین یورش کی اور بڑی جدوجہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہ ہوئی خافی خان لکھتا ہے کہ رشید خان عُرف محمد بدیع کہ اس مہم مین شہزادہ کی خدمت مین مطابق وقائع کے روئداد محاصرہ لکھتا تھا اور اسکو بادشاہزادہ پاس پہنچا کر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اُسنے تاریخ قندہار رکھا تھا اسمین بعض وقائع ایسے لکھے ہین کہ خامہ کو اُنکے بیان کی جرأت نہین ہے مگر اصلا اُسکا ترک ذکر کرنا مورخان صداقت بیان کے طریقہ کے خلاف ہے کلمہ چند لکھتا ہون کہتے ہین کہ سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ اطفال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ریگ سے قلعہ بنایا اسمین برج و بارہ قرار دیئے چوب سے توپین اُس برج و حصار پر چنین ایک جماعت کو بجای قزلباش کے اُس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور دار و گیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ کو فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال بادشاہزادہ سے عرض کیا گیا تو خود اُسنے سلیمان شکوہ کو طلب کرکے زبان سے مبارکبادی دی اور خلعت عنایت کیا سارے امراء نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض کیا کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہین ہوتے مُردون کی گندہ بو آتی ہے ظاہرا بسبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اُسکے رفقاء اور سپاہ نے رحلت کی اسکے بعد بہت غل مچا کے یورش کی پائے برج حصار کے نزدیک لشکر شاہی آگیا مگر قلعہ سے ندا و صدا نہ آئی جب کمند لگا کے حصار پر بادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو یکبارگی توپخانہ آلات آتشبازی کے ساتھ جوش مین آیا اور چند ہزار گولہ و سنگ اوپر سے برسے اور بالاے حصار مین اس قدر سوار اور پیادہ کام مین آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مردون کی لاشون کے اُٹھانے پر قادر نہ تھے راجپوت بہت تلاش کے بعد راتون کو اپنے مردون پر لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دیتے تھے۔

بادشاہزادہ کی اور بعض اُسکے بہوا خواہون کی یہ سادہ لوحی اسنے لکھی ہے کہ ایک روز

بے آب ہوں۔ عبد اللہ بیگ نے دس روز مین ایک نقب کے سوراخ سے اس خندق کے پانی کو نکالنا
شروع کیا اور دوسرے بند کو جو خاک ریز کر کے بنایا تھا اسکا شکستہ کیا اور چار روز مین خندق کا
پانی بالکل خالی کر دیا اور خندق کے کنارہ پر جو برج بنائے تھے انمین بند و تختون کو بٹھا دیا کہ غنیم کو
بند بنانے کی فرصت نہ دین اب پادشاہی آدمیون نے خندق مین آنکر برج بنانے
اور مورچال بڑھانے شروع کئے جعفر خان نے ایک خاکریزہ ۳ گز چوڑا اور ۷ اگز بلند
بنایا اور اسکے اوپر ایک برج بنایا جسمین مزدور اور بیلدار بجمعیت خاطر کام کر سکین فاضل جو
آب دزد کا متعلق تھا اُس نے پانچہزار گز سے ایک نہر تین گز چوڑی اور سات گز گہری کھودی
اور خندق سے ۱۴۰ گز کے فاصلہ سے نقب کھودی۔ نقب نے بند پختہ کے نیچے سے کہ آب دزد
کے آگے تھا سر نکالا اور آب خندق کہ خضری دروازہ کی اسطرف تھا وہ بالکل نکل گیا۔
اہل قلعہ نے دامن خاکریز شیر حاجی مین ایک جر کھودا اور حصار کے اندر کے آبخانون سے اُس کو
لبریز کیا اور اسکو اپنے استظہار کا سرمایہ بنایا آخر رمضان مین مغلون نے توپ کلان توپین مورچارون
مین لیجا کر دونو طرف قلعہ کے مارنے شروع کین جس سے شرفات قلعہ اور دیوارون کا نصف
سے زیادہ حصہ اور شیر حاجی کی تین دیوارین زمین کی برابر ہو گئین۔ جب محاصرہ پر چار مہینے
گذر گئے تو شاہزادہ دارا شکوہ نے امراء کو طلب کر کے وعدہ وعید تہدید آمیز کر کے فرمایا۔
کہ مجھے اور نام نہیب نہ تصور کرنا کہ دو بار اس حصار سے بغیر فتح کے چلا گیا جبتک تم قلعہ کو
تسخیر نہ کرو گے تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کہ وہ اپنے زن و فرزند کی صورت دیکھے جعفر
اپنی فدویت و عقیدت کے اظہار مین بشریت سے زیادہ ساعی تھا اُس نے التماس کیا
کہ قلعہ پر تصرف کر کے محصورین مین سے ایک نفس کو زندہ نہ چھوڑونگا ایسا نہ ہو کہ وہ جماعت
آپکے سامنے عاجزی کرے تو آپ رحم فرمائین اور جان بخشی کرین۔ بادشاہ نے فرمایا
کہ ہم بادشاہون کو دریای رحمت کہتے ہین۔ جو ہماری طرف رجوع کرے اسپر ہمکو رحم
کرنا ضرور ہی ہر چند خندق و حصار کے نزدیک نقب و مورچالون کا کام پہنچ گیا تھا مگر غنیم
کے پے در پے توپ زنی سے آدمی ضائع ہوتے تھے بادشاہی دمدمون اور توپون کی

باتین کرتا تھا۔ قزلباش اسکے اوصاف سنکر پہلے سے اُس سے متوہم تھے اور زیادہ انکو وسوسہ ہوا اسکو قلعہ کے اوپر سے نیچے پھینکدیا وہ اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گیا۔ مکرر محمد جعفر نے عرض کیا کہ امروز فردا مین قلعہ دار مع ہمراہیون کے بہادرون کے پنجۂ قہر مین گرفتار ہوگا حضور انکے حال پر رحم نہ فرمائین انکو میری حوالہ کرین کہ مین انکو خوب سزا دون بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہ ہین ہمکو انتقام و مکافات اعمال مجرمان سے عفو جرائم مین زیادہ لذت آتی ہے۔ اب ہم شوال کو اواخر شب مین پانچوین دفعہ یورش مقرر فرمائی۔ نزدبانین اور زینے تیار ہوے اور سارا مصالح یورش موجود کیا گیا ایک پہر رات باقی تھی کہ بہادرون اور جوانون نے جلیسی جد و جہد کرنی چاہیئے تھی کی اور ہمت کرکے قلعہ کے اوپر چڑھ گئے رستم خان و لشکر خان و ایرج خان و محمد جعفر راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ جان بازی کرکے تردد کے مصدر ہوے دمدمون کو اوپر اور پایئن حصار سے بانون کے پھینکنے سے اور خانہ برانداز گولون کے مارنے سے ایک قیامت برپا کردی اور ہر طرف سے توپ و تفنگ و زنبورک کے کئی ہزار گولے بہادرون کی یورش کی کمک کے لئے اور محصورون کے سراسیمہ کرنے کے لئے چھوڑے۔ پہلے ہر روز جو دیوارین گولون کی ضرب سے گرتی تھین وہ رات کو محصورین پھر بنا لیتے تھے اس رات کو دیوارون کے اُٹھانے کی بھی فرصت نہ دی عبد اللہ بیگ و محمد جعفر دو نو بھائیون نے اس قدر سپاہیون کی ترغیب مین فریاد کی کہ انکی آواز ایسی بیٹھ گئی کہ گلے سے بات نہین نکلتی تھی صبح نے روی کار سے پردہ اوٹھا دیا اور رات کی نسبت قلعہ کے اوپر سے گولہ توپ و تفنگ و سانچہ و پارچہ آہن اور پل سیاہ ایسی اور چادر روغن نفط زدہ و آتش گرفتہ اور چھوٹے بڑے پتھر اولون کی طرح سے آسمان سے برستی تھے۔ سر اٹھانے کی فرصت نہ دیتے تھے۔ سادات بارھہ و مغلون و راجپوتون و افغانون کی ایک جماعت کثیر تیر اجل کی ہدف بنی اور جو جماعت زخمی ہوئی افتان و خیزان اس راہ سے گر گئی تھی اُٹھی بہت جلد چلی آئی سواء مردم غیر مشہور کے بہت سے روشناس مثل خواجہ خان و ضیاء الدین بخشی احدیان و محمد شریف عرب و تیمور بیگ و لعل بیگ و محمد حسین پسر میر یوسف و محمد سعید کاشغری و دولت خان و راجہ مان سنگھ وغیرہ پچیس امرا اور راجپوت باناموں

محمد جعفر دو دعوتی ریش سفید پشمینہ پوش بردابردوش کو بادشاہزادہ پاس لایا اور عرض کیا کہ
یہ مراقبہ کرکے احوال عالم کی خبر دیتے ہین پادشاہزادہ نے دونو کو اعزاز تمام کے ساتھ اپنے
نزدیک بٹھایا طرح طرح کی خوشبوئین حاضر کین ان دونو غواص بحر معرفت نے مراقبہ مین سر جھکایا
ایک نے دیر کے بعد جیب تفکر سے سر نکالا اور کہا کہ مین سیر کرتا ہوا اصفاہان کی طرف گیا کہ
وہان شاہ ایران کے واقعہ کی واویلا مچ رہی تھی اس ضمن مین دوسرے نے سر نکالا اور بولا کہ
اصفہان مین میری جانے کا اتفاق اُس حالت مین ہوا کہ شاہ عباس کو خاک مین سپرد کرتے تھے
ان دو صاحب حال کی زبان الہام بیان سے یہ مژدہ سُنتے والون نے سُنا تو محمد جعفر اور امرا
نے اس نوید کا شکریہ ادا کیا ایک اور عجیب بات اُس نے تحریر کی ہی کہ محمد جعفر ایک پنجی دان
صاحب کمال جمیل کو لایا اور بادشاہزادہ سے عرض کیا کہ یہ مرد تسخیر جن اور فن تکسیر مین قدرت
رکھتا ہے التماس کرتا ہے کہ اگر ایک لولی ایسی ایسی شکل و شمائل سے موصوف ہو اور کچھ شراب دو آتشہ
سہ سالہ اور بعض اور مصالح مطلوبہ عنایت فرمائین تو اس لولی کے بدن کے خون سے اور شراب سے
چند ہزار نقش لکھے جائین کہ بعض جن جو میرے محکوم ہین مع اپنی لشکرون کے تسخیر کے واسطے اُن
انکو محصورون کے مغلوب و منکوب کرنے کے لئے مامور کرون لشکر یورش مین بہت کوشش کرے
جن بھی اُنکے ساتھ مدد مین مشغول ہونگے اور چالیس روز کے اندر قلعہ فتح ہو جائیگا شاہزادہ نے
مصالح مطلوبہ کے سرانجام دینے کے واسطے محمد جعفر کو مامور کیا اس خبر کے سُننے سے لولیان لشکر
روپوش ہوئین بڑی کوشش سے ایک لولی جو اسکی مرغوب و مطلوب تھی موجود کی القصہ
ایام موعود تک کہ بادشاہی بہادرون کے سرپنجہ کے زور سے قلعہ کے مفتوح ہونے کی امید
تھی ساحر جن اپنے خلوتخانہ خاص مین عیش کرتا رہا۔ جب ایام وعدہ بسر ہو گئے اور اُس نے سمجھا
کہ یورشون سے قلعہ فتح نہ ہوگا اور میری قلعی کھلجائیگی سرزنش و انفعال کے خیال سے لشکر سے
فرار ہوا اور راہی حصار ہوا قلعہ کے دروازہ کے نزدیک جا کر امان کا رومال پھرایا مامون ہوکر
قلعہ مین آیا اسکو قلعہ دار کے نزدیک لیگئے استفسار حال کے بعد خوراک مقرر ہوئی اس شکار
محیل کی موت آگئی تھی وہ کبھی کبھی کنارہ برج و دیوار حصار پر آکر بادشاہی آدمیون سے

کہین جاتا تو اطراف کی طول و عرض مین دس بیس کروہ مسافت مین طے کرتا تو ہزار جریب سے دواب کی ایک روز کی خوراک ہاتھ لگتی ہر روز ایک جنگ محاصرہ تھی دوسری یہ جنگ بھی تھی - اس آمدو شد مین تخریب لشکر اور تضیع اوقات ہوتی اور لوازم محاصرہ و سرانجام اسباب تسخیر حصار کے وقت پر وفا نہ کرتا تھا سب سے زیادہ برائی یہ تھی کہ آپس مین نفاق تھا اس عدم اتفاق سے مطلب نہین حاصل ہوتا تھا کل امرا اور سرداروں کی کدورت باطنی سے رفتہ رفتہ انمین اتحاد جاتا رہا جس سے مطلوب کا نہ حاصل ہونا ظاہر ہوگیا سو کر اسکے برف کے برسنے سے زمین یخ بستہ تختہ بن گئی - بہت آدمی اور چارپائے مرگئے -

جب بادشاہ کو ان سب باتون پر اطلاع ہوئی تو اسنے ان سب وجوہ پر نظر کرکے دستخط خاص سے فرمان صادر کیا کہ قلعہ سے چلے آئین اسلئے رستم خان نے قلعہ بست کو جو اسکے تصرف مین تھا ڈھا کر خاک کی برابر کیا اور وہان کے ماکولات کو آدمیون مین تقسیم کیا مصالح توپخانہ کو اپنی ساتھ لیا اور آخر ذیقعدہ مین بادشاہزادے نے پائے حصار سے کوچ کیا قزلباشون کے تعاقب کا اور افغانون کی شوخی کا خوف تھا توپخانہ اور بہیر کے فضول آدمی . . . . عزت خان کے ساتھ آگے غزنین روانہ کئے خود چند مقام کئے کوچ کے بعد ہر منزل مین قزلباشون کی اور اس نواح کے اور مفسدون کی شوخیون سے لشکر کے عقب کے اور اطراف کے آدمیون کو مضرت پہنچتی تھی اس طرح ملتان مین پہنچا یہان چند روز آرام کیا اور ۱۱ محرم سنہ ۶۳ھ کو دار السلطنت لاہور مین داخل ہوا -

بادشاہ اکبرآباد مین جامع مسجد دیکھنے گیا یہ مسجد قلعہ کے اندر سرتاپا سنگ مرمر کی تین لاکھ روپیہ مین سات سال کے عرصہ مین آخر سال بست و ششم جلوس مین بن کر تیار ہوئی - اسکے تین گنبد ہین ہر ایک کا قطر نو ذراع اور تین قطارون مین انیس چھتریان ہین چھ برج ہین ہر ایک پر مثمن گنبد ہے جسکا قطر چار ذراع - مسجد کا طول ۶۵ ذراع اور عرض ۱۶ ذراع اور ارتفاع کرسی سنگ مرمر کے فرش سے

کام مین آئے اور بہت احدی جان نثار ہوے اور خندقون مین جہان سے نقبون کے سر نکلے
تھے آج کے دن جو مرد افتتاح کار کی امید مین بقصد پیکار اُنکے پاس گئے تھے وہ دریای غیرت
مین غرق ہوکر راہ عدم کے مرحلہ پیما ہوئے آج دو ہزار سے زیادہ آدمی فنا ہوئے شاہزادہ
کی غیرت فطری کی ترقی اور رنگ زیب کے رشک و حسد سے زیادہ ہو گئی تھی اسلئے امراؤ کو
طلب کرکے از روی اعراض فرمایا کہ ہمنے مکرر فرمایا کہ ہمکو بھائی اورنگ زیب سے نسبت نہ دو
مین قلعہ کی تسخیر بغیر بازگشت کا ارادہ نہ کرونگا اُسکے جواب مین سب امراء اطاعت کرنے
کے لئے حاضر جواب ہوئے اور از سر نو نقب و ڈالنے اور دمدمہ بنانے مین اور مورچال بڑھانے
مین مشغول ہوئے۔ ہر روز دو نو طرف سے نامدار سردارون کا سر تن سے جدا ہوتا تھا عسکر
پادشاہی آدمی بہت مارے جاتے عرب و عجم و ہند کے ہنرمندون نے تختون و چوبون کو
رسّون سے جوڑا اور انپر بیٹھے اور زیر کوہ جوف مین چلے گئے کہ گولون سے پناہ مین رہین جب
محصورون کو اطلاع ہوئی تو خیکون (مشکون) مین روغن نفط پُر کیا اور ان تختون
کی برابر اور محاذی لائے پھر ان خیکون مین تیر لگاکے ایسے سوراخ کئے کہ روغن کی...
دھارین ان چوبون پر پاشیدہ ہوئین لحافون و پرانے کپڑون کو چرب کرکے اور
آگ لگاکے لمبی لمبی چوبون کے سرون پر باندھکے ان تختون اور چوبون پر پہنچایا
اور تختون کو مع رسیون کے بلکہ راکبون کے جلایا کنار خندق سے نقبون کو کھود کر دمدمہ
کے نیچے تک پہنچایا اور دمدمہ کی مٹی کو ایسا چرایا کہ مخالفون کے خبردار ہونے تک دمدمہ
چاہ کی صورت مین مبتدل ہو گیا تاریخ ایران مین لکھا ہی کہ ایام محاصرہ مین محراب خان نے
کبھی قلعہ کے دروازہ کو بند نہین کیا۔

حاصل کلام یہ ہی کہ محاصرہ کی مدت پر پانچ مہینے سے زیادہ گذر گئے۔ ستائیس ہزار گولے
قلعہ پر مارے گئے وہ ختم ہوئے مصالح سرب و باروت آخر ہوئی صحرا مین علف اور
لشکر مین آذوقہ باقی نہین رہا جب اسباب یورش مہیا نہ رہا لشکر کو آذوقہ کی تنگی ہوئی
جسکا کچھ علاج نہ تھا۔ دس پندرہ کروہ تک کسی جگہ ہیمہ و کاہ نہ رہا ہر دفعہ جب لشکر

پادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لئے سعد اللہ خان کا بھیجنا

پادشاہ زیارت کے لئے ۲۲ ذی حجہ ۱۰۶۴ سنہ کو اجمیر روانہ ہوا ۲۵ کو زیارت سے مشرف ہوا
۴ محرم ۱۰۶۵ سنہ کو دار الخلافہ مین واپس آیا جس وقت پادشاہ اجمیر جاتا تھا اُسنے سُنا کہ حضرت
جنت مکانی کے زمانہ مین رانا کو جو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چتوڑ کی شکست و
ریخت کی مرمت سکین ان دنون مین رانا جگت سنگہ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا
ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آئے اُس نے جاکر دیکھا اور آنکر عرض کیا کہ غرب کی طرف جو
ہفت گانہ دروازے تھے کہ پایان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے
سبب سے پاشیدہ ہوگئے تھے اور جابجا سے ریختہ تھے انمین سے بعض کو رانا نے از سر نو نہایت متانت
کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل تھا
ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی و پستی پر نظر کرکے ۸ گز سے ۱۲ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کی
عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا) نہایت مضبوط
جسکا قطر ۶۵ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا بالضرورۃ پادشاہ نے حکم فرمایا کہ سعد اللہ خان
تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جائے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار
اور مستی سے ہوش مین نہ آئے اور اطاعت نہ کرے تو اسکی مملکت کو غارت کرے جب
لشکر شاہی تعین ہوا تو رانا نے خوف و ہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے شاہزادہ بلند اقبال کے پاس
اپنے وکیلون کی معرفت پیغام بھیجے شاہزادہ بلند اقبال کی شفاعت سے پادشاہ نے حکم دیا
کہ اگر رانا اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیشین کے موافق ہزار سوار
اسکے ملازم جنکا سردار کوئی اسکے اقارب مین سے ہو دکن مین حاضر رکھے تو اسکا قصور معاف ہو جائے
گا اور نہین تو لشکر اسکی سرزمین مین جاکر تمام راجپوتون خانمان کو ویران کریگا رانا نے
جواب مین لکھا کہ قلعہ چتوڑ اور تمام مملکت بندہ کی سرکار کے ملازمون کی ہے اگر شیخ عبد الکریم
دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لیئے سرافرازی فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اسکی ہمراہ بھیجدون
اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کرون فرمان شاہی سعد اللہ خان کے نام صادر ہوا
کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیون کو بھیجا عہد نامہ کے لیئے

ایک درعہ اسکے شمال اور جنوب مین دو طبقی خانہ ہین ہر ایک کا طول ۱۷۰ و عرض ۲ ½ ذرعہ
اسکی پیشانی پر کتابہ سنگ سیاہ سے پر چین کاری کی گئی ہے۔ اسکا صحن سطح زمین سے ۱۱
گز اونچا ہے اور بالکل سنگ مرمر کا ہے اس کے وسط مین ایک حوض ۵ در ۵ ہے +
دو گز عمیق ہے اس صحن کے اضلاع سہ گانہ مین ایوان سنگ مرمر کے ہین اس عمارت
کے نیچے باہر کیطرف دو طبقے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین ایوانون کی کرسی صحن مسجد سے
۲ ½ گز ہے۔ شمال اور جنوب مین دو دروازے ہین ہر ایک مربع چار در چار چھت
گنبدی ہے جسکا کاسہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر ایک کے اوپر ستہ چہار ترکی سنگ مرمر کے
ہین جنپر سونے کے کلس لگے ہوئے ہین۔ مشرق مین ایک دروازہ سنگ مرمر کا شش گز در
شش گز ہے۔ نشیمن کے دو طبقے ہین اور ہر دروازہ کے دو ایوان ہین ۔
سمونگر کے شکارگاہ کی عمارات کہنہ ہوگئی تھین بادشاہ نے عماد پور مین دریا کے کنارہ پر
عمارات جدید اسی ہزار روپیہ خرچ کرکے بنوائین ۔

سال بست و ہشتم جلوس سنہ ۱۰۶۴ھ ۱۶۵۳ و ۱۶۵۴ع

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۴ کو جشن سال بست و ہشتم ہوا اس تاریخ مین ذوالفقار خان
سفیر روم کو جسکو سلطان محمد خان قیصر روم نے بھیجا تھا سرکار بادشاہی سے تیس ہزار روپیہ
نقد و اسپ کی مع ساز طلا و خلعت اور سرکار شاہزادہ بلند اقبال سے بیس ہزار روپیہ نقد
دو اسپ بازین نقرہ اور سرکار شاہزادہ سلیمان شکوہ سے پانچہزار روپیہ اور سرکار
بیگم صاحب سے پندرہ ہزار روپیہ نقد و خلعت فاخرہ انعام ملا اس سفیر کو ابتدای
ملازمت سے تا روز رخصت دو لاکھ پچہتر ہزار روپئے اسطرح مرحمت ہوئے کہ ایکلاکھ
اسی ہزار سرکار خاصہ سے اور نوے ہزار شاہزادون اور امرا کی سرکارون سے
بادشاہ نے سفیر کو ڈھائی لاکھ روپیہ کی سوغات قیصر روم کے لئے دیکر رخصت کیا اور
اپنا ایلچی قائم بیگ اسکے ہمراہ کیا یہ سنا تھا کہ استنبول مین وبا ہے اسکے رفع کرنے کے لئے
بادشاہ نے ایک زہر مہرہ بھیجا ۔

کمال خوبی سے آراستہ تھا ڈیڑھ سال مین پچاس ہزار روپیہ مین تعمیر ہوئی اور آخر ذی قعدہ ۱۰۶۵ سنہ
مین تمام ہوئی ـــ

سال گذشتہ مین بادشاہ نے اس سبب سے کہ سری نگر کا راجہ بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
خلیل خان کو آٹھ ہزار سوار دیکر روانہ کیا تھا کہ راجہ کی تنبیہ کرے اور دون پر قبضہ کرے۔
جب خان لشکر شاہی کو لیکر چلا تو زمیندار سرمور جو پہلے کبھی بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
اس لشکر شاہی سے آکر مل گیا۔ بادشاہ نے اسکو راجہ سبھاگ پرکاش کا خطاب عنایت کیا۔
سرمور ایک کوہستانی خطہ ۳۰ کوس طول مین اور ۲۵ کوس عرض مین شاہجہان آباد کے شمال مین
ہی اور وہان بادشاہی برف خانے بنے ہوئے ہین اسفندار سے مہر تک (فروری سے ستمبر تک)
دار الخلافہ مین برف آتی ہے جب بادشاہ یہان ہوتا ہے- دھرم پور تک کہار برف کے ڈلون کو
لے جاتے ہین- دھرم راس جمنا کے کنارہ پر ۱۲ کوس پر ایک مقام ہے مگر سڑک نہایت ہی خراب ہے یہان
برف صندوقون مین بند ہوتی ہے اور کشتیون مین دریا پور مین بھیجی جاتی جو خضر آباد کے پرگنہ
مین ہے اور وہ بھی دھرم راس سے سولہ کوس پر ہے- پھر یہان سے کشتیون مین تین دن رات
مین دار الخلافہ مین برف پہنچ جاتی ہے ـــ

خلیل خان اور راجہ مذکور اور بعض زمیندار اس نواح کے دون پہنچے سری نگر کے حوالی مین
دون ایک قطعہ سرزمین ہے جو ۲۰ کوس طول مین اور پانچ کوس عرض مین ہے اس کے ایک سرے پر
جمنا اور دوسرے سرے پر گنگا ہے اسمین بہت سے سرسبز و شاداب قصبے و قریے ہین خان نے
کالی گڈھ کے قریب ایک ہفتہ مین گڈھ بنایا اور ایک منصبدار کو دو سو بندوقچیون کے ساتھ
اسکا محافظ مقرر کیا اور باقی ہمراہیون کے ساتھ وہ آگے بڑھا وہ بہادر خان پور مین آیا-
یہ ایک مقام دون مین گنگا جمنا کے درمیان ہے- یہان کی اور اسکے نواح کی رعایا کوہستان و
پہاڑون اور جنگلون اور تنگناؤن مین بھاگ گئے خان نے لشکر کو سب طرح بھیجکر ان نافرمانون کو
خوب تنبیہ و گوشمالی کی کچھ انمین سے مارے گئے- بہت سے اسیر ہوئے باقی نے اطاعت اختیار کی
لشکر شاہی کو بے شمار مویشی ہاتھ لگے یہان بھی اسنے ایک مستحکم گڈھی بنائی اور اسکی

الناس کی اور درخواست امان مانگی تو ہمکو چاہیئے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار مین چلے آو - خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا کہ قلعہ کی در و دیوار و برج و بارہ چودہ روز مین ڈھا کر اور خاک کی برابر کرکے بادشاہ پاس چلا آیا - رانا نے عبدالکریم کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیجدیا جس کی عمر چھہ سال کی تھی - بادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایۂ تخت کے نزدیک بلایا - باپ نے ابتک اسکا نام نہین رکھا تھا - بادشاہ نے خود اسکا نام سبھاگ سنگہ رکھا اور اسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگہ نے ہزار سوار بسرداری سنگت سنگہ کے دکن روانہ کردیئے -

دسوین ربیع الاول سنہ ۱۰۶۵ کو جشن قمری ہوا شاہزادہ محمد داراشکوہ کو اول خلعت خاصہ قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا عنایت کیا اور ایک سرپند دیا جسمین ایک لعل درخشان بدخشانی اور دو دانہ مروارید گران بہا قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے تھے خلعت کی کل قیمت چار لاکھ بیس ہزار روپیہ کی ہوئی تیس لاکھ روپیہ نقد دیا اور خطاب شاہ بلند اقبال کا عطا کیا یہ خطاب شاہ کا صرف شاہجہان کو جہانگیر نے دیا تھا اور کسی بادشاہ نے کسی بیٹے کو نہین دیا اور اورنگ خلافت کے قریب صندلی طلائی پر بیٹھنے کی اجازت ملی

شاہزادہ بلند اقبال داراشکوہ کو رفیع و اعلیٰ مراتب کا ہونا — عیدگاہ شاہجہان آباد

سوانح سال بست نہم ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ ھ و سال سی ام ۱۶۵۵ و ۱۶۵۶ ء

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۵ کو جشن سال بست نہم حسب معمول ہوا -

بادشاہ عید الضحیٰ کی نماز پڑھنے عیدگاہ مین گیا - یہ عیدگاہ شہر شاہجہان آباد کے حصار کے باہر بادشاہ نے بنوائی تھی اسکا طول ۲۲ گز اور عرض ۱۸½ گز اور زمین سے ارتفاع ۱۲ گز تھا اسکی پوشش سنگ سرخ کے تختون سے تھی مشتمل سات چھتون پر تھی اور اندر کا فرش مرمر اندازہ اور اسکے باہر چبوترہ جسکا طول ۱۹ ذراع اور عرض ۴۵ ذراع تھا یہ سب سنگ سرخ کے بنے تھے اور اسکے گرد ایک محجر سنگ سرخ کا نصب ہوا تھا اور چبوترہ کے آگے ایک وسیع صحن عرض و طول مین ۵ سو ذراع تھا اور اسکے وسط مین ایک حوض ۱۸×۱۸ گز تھا اور اسکے دور مین سایۂ اشجار تھے اسکے گرد چار دیواری تھی جسکے تین دروازے تھے اور چار برج ہر برج کا قطر پانچ ذراع شرقی دروازہ کے آگے جلوخانہ ۲۰۰×۴۰ اسکے آگے دو رستہ بازار شہر کی دیوار حصار تک

اُس نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا طول ایک سو پچاس اور عرض بیس کوس تھا۔ اور حاصل
چالیس لاکھ روپیہ اور الماس کی کانین تھین نہایت استوار قلعے مثل گنجی کوٹ و سدھوٹ وغیرہ
کے تھے اپنی شہامت و کاردانی کے سبب سے فتح کر لئے اب تک اسلاف قطب الملک مین سے
کسی کو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہین ہوا تھا غرض وہ سابق ثروت و لاحق مکنت و ساز
و سرانجام سے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچا کہ پانچہزار سوار نوکر اپنی ذات سے رکھتا تھا اقران و
امثال پر اسکو تفوق ہوا اس سبب سے ایک جماعت اس سے مخالف ہوئی اُسنے عناد و بداندیشی
کے سبب سے دولتخواہی کے پردہ مین ایسی نکمی باتین قطب الملک کے ذہن نشین کر دین کہ وہ
اسکی جانب سے متوہم و منحرف ہو گیا اسکا بیٹا محمد امین قطب الملک کی حضور مین رہتا تھا
وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تھا اسکے باپ کو جو فتوح نصیب ہوئین اُن سے وہ
نخوت مین بدمست ہوا اور اپنی حد سے باہر قدم بڑھایا ایکدن بدمست دربار مین
آیا اور مسند شاہی پر سو گیا اور استفراغ کیا قطب الملک کو اس سے سرگرانی ہوئی اور بے التفاتی
ظہور مین آئی میر جملہ کو ایسی فتح عظیم کی عوض مین بہت توقعین تھین مگر اسکے برخلاف نتائج
ظہور مین آنے لگے تو اُس نے شاہزادہ محمد اورنگ زیب سے جو دکن مین صاحب صوبہ ہو کر انتظام
کر رہا تھا توسل ڈھونڈا اور التماس کی کہ آپ مجھے بلا لین شاہزادہ نے بادشاہ سے اس کی
درخواست کی اسکی استدعا کے موافق بادشاہ نے منشور بھیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری
ذات و سوار اور اسکے بیٹے محمد امین کو منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور
قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتھ قطب الملک پاس فرمان بھیجا کہ وہ اسکے اور اسکے متعلقین کے
بھیجنے مین کچھ تعرض نہ کرے قطب شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی محمد امین کو مع اسکے ہمنشینو
کے مقید کیا اور اسکا سارا مال اسباب صامت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گلکنڈہ مین بھیجدیا
بادشاہ نے قطب الملک کے نام فرمان بھیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو
اوسکے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب و قاعدہ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہے تمکو چاہئے
کہ فرمان کے پہنچتے ہی اوسکے بیٹے اور متعلقون کو حضور مین روانہ کرو اور جو مال و اہل

حفاظت منصبداروں میں سے ایک معتمد کو سپرد کی اور پانچسو بندوقچی اُس کے سپرد کئے جسکے سبب سے مسافروں کے لئے راہ بےخوف و خطر کھل گئی خلیل خان یہاں سے آگے بسنت پور میں آیا وہ بھی دون سے تعلق رکھتا تھا اور کمرکوہ میں قیام کیا اُس نے قصبہ کورے کے محاذی ایک ورگڈھی بنائی ایک منصبدار کو دوسو پچاس بندوقچی دیکر اسکی حفاظت سپرد کی یہاں سے وہ سہج پور میں گیا جہاں رود بار اور چشمے اور پھول اور سبزہ زار بہت تھے یہاں اُس نے ایک پشتہ پر قلعہ بنایا جس کا محیط ایک ہزار گز تھا اور بلندی ۵ گز تھی اس جگہ پہلے بھی قلعہ تھا جسکے کچھ کھنڈر اب تک موجود تھے یہاں بھی ایک منصبدار کو دوسو پچاس بندوقچیوں کے ساتھ محافظ قلعہ مقرر کیا گنگا کے کنارہ پر خلیل خان آیا اور دریا سے عبور کرکے کوہستان میں گیا اور ایک فوج شاہی اُس نے تھانہ چاندی پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی وہ سری نگر سے متعلق تھی مگر دون کا لی گڈھ سے باہر تھی اس اثنا میں خلیل خان بہادر چند زمیندار کمایوں بھی آن ملا جب پادشاہ کو خلیل خان کی عرضداشت سے یہ سارے حالات معلوم ہوئے تو اُس نے اسکے لئے خلعت مرصع بجواہر بھیجا اب ان اضلاع کوہستان میں مہم سازی کا موسم نہیں رہا تھا اور برسات قریب تھی اور دون پر قبضہ ہو گیا تھا تو پادشاہ نے خلیل خان پاس حکم بھیجا کہ بالفعل کوہستان میں مہم کا کام ختم کیا جائے اور چتر بھوج کو دون اور نا گرداس میندار ہرد وار کو تھانہ چاندی حوالہ کرکے ہمارے پاس چلے آؤ خلیل خان نے حکم کی تعمیل کی —

میر جملہ کا شاہزادہ اورنگ زیب کی معرفت پادشاہ سے پناہ مانگنا۔

میر محمد سعید اردستانی اصفہان کی سادات سے تھا ایک الماس فروش تاجر نے اُس کو ملازم رکھا اور گولکنڈہ میں لایا اور مرنے کے بعد اسکو اپنا مال اسباب دے گیا اس نوجوان نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت میں بڑی دولت کمائی اور ایشیا کی تمام پادشاہی درباروں میں جانے لگا سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ نے اسکی لیاقت اور دولت کے سبب سے اپنا وزیر مقرر کیا اور میر جملہ کا خطاب دیا — (یہ لقب اس ریاست میں وزیر کا ہوتا ہے) امور مملکت کا مدار اسی کی رائے پر تھا —

و طلا آلات و نقرہ آلات و زر نقد پہلے بھیج چکا تھا اب باقی جو کچھ رہا تھا اُسکو اپنے
ساتھ لیا اور جن اشیا مثل تھالی و چینی آلات وغیرہ کے اُٹھانے کی فرصت نہ ملی انکو
اپنی حویلی مین چھوڑا اور پانچ چھہ ہزار سوار اور بارہ ہزار تفنگچی لڑائی کے لئے مقرر کئے اور انکے
سردار موسی خان محلدار و توپ چی باشی مظفر لودھی و میر ابراہیم بنائے۔ دوسرے روز
سلطان محمد نے حسین ساگر کے کنارہ پر حیدر آباد کے نزدیک لشکر گاہ بنایا سلطان محمد کی خدمت
مین محمد ناصر فرستادہ قطب الملک نے جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا
اسی حال مین قطب الملک کی فوج نمودار ہوئی اُس نے شوخی شروع کی۔ سلطان محمد نے اس خبر کے
سُنتے ہی ہیجا با اُس پر حملہ کیا۔ حملہ اول ہی مین انکو دیوار بند شہر تک بھگا دیا اور ایک جمع
کثیر کو مقتول اور مجروح کیا۔ محمد ناصر کو قید کیا دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف مین لایا۔ اس
اندیشہ سے کہ اس ہجوم عام مین مبادا غارت گر لوٹنا شروع کرین اور قطب الملک کا مال
اور وہان کے باشندون کے اموال لٹ جائین اور وہان کی عمارات کہ سراسر چوب کی ہوتی
ہین اور انمین آگ جلد اثر کرتی ہے آگ نہ لگ جائے۔ ہادی داؤد خان و محمد امین پسر میر جملہ و
محمد طاہر و محمد بیگ میر آتشی کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لٹیرونکی دست اندازی
سے بچائین۔ قطب الملک کے مال کو حویلی مین دیکھہ بھالکر مقفل کرین اس شہر مین آگ لگنے کا بڑا
خوف تھا اسلئے کہ چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب الملک کے گھر مین شمع کی لو سے
ایک ایوان مین آگ لگی وہ فوراً چھت مین جا پہنچی اور ایسی بھڑکی کہ عمارات مذکور کو اور اطراف
کے گھرون کو خاکستر کیا اور ایک مہینے تک مشتعل رہی اسکے بجھانے مین جتنی کوشش کیجاتی تھی
اُتنی ہی اور زیادہ بھڑکتی تھی۔ اسی تاریخ قطب الملک کی جانب سے سلطان محمد کی خدمت
مین حکیم نظام الدین آیا اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو زنجیر فیل با ساز و
نقرہ و چار اسپ با زین طلا لایا اور نذر دئے۔ قطب الملک میر جملہ کے اموال کے ارسال
مین کوتاہی کرتا تھا اسلئے یہ مقرر ہوا کہ جبتک وہ مال بھیجے حکیم نظام الدین قید مین رہے۔
قطب الملک نے میر جملہ کے اسباب مین سے گیارہ ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور کچھہ اور اشیا

ضبط کیا ہے سب کو واپس کردو ورنہ بہت مفاسد کلیہ ان مراتب پر ایسے مرتب ہونگے
کہ آخر کار وہ تمہاری کل ولایت کے جزئیات مین سرایت کرینگے اور اس تمہاری نافہمی اور
بے ادبی سے تمہارے سلسلہ کی تخریب ہوگی - سواء ندامت کے تمکو کچھ اور نہین حاصل ہوگا -
عنایت خان نے اپنی شاہجہان نامہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب مخبرون کی معرفت شاہزادہ
اورنگ زیب کو یہ خبر لگی کہ میر محمد امین کو مع اسکے متعلقین کے قطب الملک نے قید کرکے
گولکنڈہ بھیجدیا اور اسکا کل مال و اسباب ضبط کیا تو اسنے ایک مخفی خط قطب الملک کو بھیجا
کہ وہ کل قیدیون کو چھوڑدے اور کل مال منضبطہ واپس دیدے اور شاہجہان کو عرضداشت
مین یہ سارا حال لکھ کر یہ التماس کی کہ اگر قطب الملک قیدیون کے چھوڑانے سے انکار کرے تو
مجھے اجازت ملے کہ مین قیدیون کے چھٹانے مین کوشش کرون اس بات مین مسامحہ و مساہلہ
جائز نہین ہے جسکے سبب سے دکن کے اور دولتمندون کو جرأت ہو اس سبب سے بادشاہ
نے قطب الملک اور اورنگ زیب کے نام فرامین مذکور جاری کئے - بادشاہ نے شائستہ خان
ناظم مالوہ اور بعض اور ناظمون کے نام حکم جاری کئے کہ شاہزادہ کے پاس جلد جائین اب
قطب الملک محمد امین کے قید کرنے اور رہا کرنے مین متامل ہوا - محمد اورنگ زیب نے ہر ربیع الاول
سالگزشتہ کو اسطرف اپنے بیٹے سلطان محمد کو بہت سپاہ کے ساتھ رخصت کیا - اور
سوم ربیع الاول کو وہ خود روانہ ہوا جب سلطان ملک محمد نے ملک مین تاخت و
تاراج شروع کی اور قطب الملک کو تنگ کیا تو وہ بیدار ہوا اس نے ایک عرضداشت
عزیز بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھیجی اور اپنی تقصیرات کا عذر اور متابعت کا
اظہار کیا اور محمد امین کو مع اسکی والدہ کے روانہ کیا مگر انکا مال و اسباب واپس نہ کیا حیدرآباد
سے بارہ کروہ پر یہ دونو شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت مین آئے حیدرآباد گلکنڈہ سے تین
کروہ پر محمد قلی قطب الملک نے آباد کیا تھا اسمین سلطان محمد آیا تو قطب الملک اسکے آنے
کی خبر کو سنکر بیقرار ہوا اپنی فرزندون کو گلکنڈہ بھیجا وہان اسکا اندوختہ تھا خود پنجم
ربیع الاول کو حیدرآباد سے بھاگ کر قلعہ مذکور مین گیا یہان جواہر و مرصع آلات

پیش کش کے ساتھ بھیجا اور تقصیر کی فروگذاشت کی اور لشکر کے باز داشت کی درخواست کی
بعد بہت سی رد و بدل و گفتگو کے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ سنوات گذشتہ کی پیش کش کی بابت ایک کروڑ
روپیہ دے اور اپنی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے کرے میر جملہ کا باقی اسباب واپس کرے۔
خافی خان اس واقعہ کو یوں لکھتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین اور نشان پہنچنے کے اطاعت
نہ کی اور مقیدوں کو نہ چھوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول سنہ ۲۹ جلوس کو سلطان محمد کو بہت
سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی
سے محمد سلطان شادی کرنے بنگالہ جاتا ہے اور میں خود شکار کو جاتا ہوں اور وہ قندھار کی طرف
چلا جب ولایت گلکنڈہ میں سلطان محمد اس طرح بے خبر آگیا تو ابتدا میں عبداللہ قطب شاہ کی ضیافت کی
تیاری کے فکر میں ہوا مگر جب ہراول مع اسلحہ و استعداد جنگ قریب آئے تو وہ بادۂ غفلت کی مستی سے
بیدار ہوا اور اپنے کاروبار میں سراسیمہ ہوا اور سوا اطاعت کے مآل کار میں کوئی فائدہ نہ جانا محمد امین
کو مع اسکی والدہ اور بعض اجناس کے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ فرمان بادشاہ و نشان شاہزادہ
اورنگ زیب کے جواب میں اور شاہزادہ کی خدمت میں عذر جو نامسموع رویہ کار سے دور تھے لکھے
محمد امین جب شاہزادہ پاس آیا تو مالش زیادہ کی قطب الملک پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی نے سرحد
کے اکثر پرگنات کو پائے مال کیا اور اطراف پر تسلط پایا اور سلطان محمد گلکنڈہ سے تین کروہ پر
آگیا ہے۔ ساری مرز بوم میں ایک تزلزل پڑ گیا۔ عبداللہ شاہ کے پاؤں اکھڑے شہر حیدرآباد کو
چھوڑا فرزندوں اور اہل و عیال و مال و خزانہ و جواہر جو کچھ ایک روز میں قلعہ گلکنڈہ میں پہنچا سکا
پہنچا دیا اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات اور اقمشہ قطب شاہ و امرا و تجار اس قدر شہر اور
حویلیوں میں رہا جو اندازہ حساب سے باہر تھا۔ اگرچہ ان حویلیوں کی محافظت کے لئے پانچ ہزار سوار
و چند ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی محلدار متعین کئے تھے — مگر آخر کار سارا مال لٹ
گیا۔ تاراجیوں کی زدوخورد کی ابتدا میں محمد ناصر جو میر جملہ کے مضرت حال کا مادۂ فساد تھا
پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور تاراج کی منع کے لئے عرض کیا اس ضمن میں سلطان محمد کے
آدمی اطراف میں دست اندازی کرنے لگے اور عبداللہ شاہ کے سوا اور برقنداز ان کی تمام نعمت

بھیجیں اگرچہ قطب الملک ظاہر میں طریقہ مدارا کا مسلوک رکھتا تھا اور بوقت اطاعت اظہار
کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لئے ہمیشہ قلعہ کے استحکام اور اسباب رزم کے تہیہ میں کوشش
کرتا تھا اور متواتر نوشتجات عادل خان والی بیجاپور کو کومک کی طلب میں بھیجتا تھا
شاہزادہ اورنگ زیب یہ حالات دیکھ کر سولہ روز میں حیدرآباد میں آیا اور ہاتھی
پر سوار ہو کر دور قلعہ کے دیکھنے کو گیا جو حیدرآباد سے تین کروہ جریبی تھا۔ اس اثناء
میں اسکی برابر آ کر ہزار سواروں اور بارہ ہزار پیادوں نے صف آرا ہو کر آتش بان و
تفنگ چلانے شروع کیے اور قلعہ نشینوں نے بھی توپ و تفنگ چلائی۔ ہنگامہ مقاتلہ و مجادلہ
گرم ہوا لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی شاہزادہ نے اپنے کیمپ میں آن کر لشکر کو
قلعہ کے محاصرہ کے لئے جابجا متعین کیا اور انکے مورچال مقرر کئے ہر مورچال سے بہادروں
نے اہل قلعہ کو تنگ کیا ۲۲ کو قطب الملک نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور
تین فیل با ساز نقرہ و پنج اسپ با ساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجے اور عرض کیا کہ میں
اپنی والدہ کو مع پیشکش و استعفائے جرائم کے لئے بھیجتا ہوں اس سبب سے کہ وہ کئی دفعہ جنگ کا
مرتکب ہوا تھا اور نافرمانی کر چکا تھا میر مذکور کو دربار میں نہ بلایا اور اشیاء کے لینے
میں درنگ کیا مگر مورچلوں کے آدمیوں کو منع کر دیا کہ توپیں قلعہ پر نہ ماریں ایک
جمع کثیر سمت شمالی سے بسرداری جبار بیگ نمودار ہوئی اور اس نے اپنی پیشہ
معہودہ کے موافق برگی گری شروع کی جس سے پادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی
دو روز اس سے شاہزادہ لڑا اور ہر روز انکو شکست دی اور آدمی مجروح و
مقتول و اسیر کیے۔ پادشاہی لشکر کے آدمی بھی مارے گئے شیخ منیر و محمد بیگ
میر آتش زخمی ہوئے۔ نہم جمادی الثانی کو سلطان محمد پاس پادشاہ کی
طرف سے منشور ہفت ہزاری و دو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب الملک کی
عرضداشت کے جواب میں آیا۔ پادشاہی لشکر نے دمدمے اور سرکوب مورچال
ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب الملک کو پناہ مانگنی پڑی میر احمد و میر فصیح کو بھیجا

اورنگ زیب کا گولکنڈہ میں آنا

کہ فی الحقیقت منطوق برلیغ معلے است پسر محمد سعید را با متعلقان او و تمامی اموال آنہا از نقود و جواہر و افیال کہ درین ایام بضبط در آوردہ اند مصحوب ملازم سرکار زمدار کہ حامل نشان خجستہ عنوان است ببارگاہ اقبال بفرستند و بعد از رسیدن قاضی موصی الیہ و وصول منشور لامع النور کہ بآن عمدۂ مخلصان جناب خلافت مآب پیرایہ ورود گرفتہ میر معز الیہ را عزیمت درگاہ خواقین سجدہ گاہ مانع نگردند و امتثال حکم ارفع اعلی را متضمن سعادت دوجہانی انگاشتہ و از کردۂ خویش ندامت گزیدہ باستعفاے تقصیرے کہ از شامت نادولتخواہان عاقبت نا اندیش واقعہ شدہ بپردازند و کار را بجاے نرسانند کہ فی الحال تدارک آن برایشان دشوار گردد و پشیمانی سود ندہد چہ اگر آن مرکز دائرہ نیک اختری چشم بصیرت از نہادہ صواب پوشیدہ طریق اطاعت و فرمان برداری سلوک ندارند و در وادی نقض عہد بادی شدہ غاشیہ بندگی را از دوش سعادت انداختہ مطابق فرمودہ عمل نہ نمایند بموجب حکم گیتی مطاع لازم الاتباع فرزند سعادتمند . . . . محمد سلطان را تعیین خواہیم فرمود کہ بگلکندہ رسیدہ دمار از روزگار سکنۂ آن دیار برآوردہ و غبار آن مرز رالسیم خارہ فرساے بادپایان فیروزی عنان بذروۂ سپہر دوار رسانیدہ پنبۂ غرور و پندار از گوش اہل غفلت برون آوردہ سزاے کفران نعمت در کنار ناحق شناسان نہاد یقین کہ آن زبدہ اماجد کرام کہ درین مدت بوسیلہ حسن ارادت و صدق عبودیت بمراتب رفیعہ دولت و اُبہت فائز گردیدہ محسود امثال و اقران اند از شاہراہ صلاح گامی نجاۂ انحراف نجستہ در تہیہ اسباب دشمن کامی و بدسرانجامی خود سعی نخواہند نمود و نظر بمال اندیشی ہمہ آستان گشتہ باستقبال ادبار و نکبت خویش بقدم استعجال نخواہند شتافت و الا ہر چہ بینید از خود بینید یہدی اللہ بنورہ من یشاء و السلام علی من اتبع الہدیٰ

اس خط میں قطب الملک کو اورنگ زیب نے سلطان محمد کے بھیجنے کے لئے صاف صاف لکھا اس کی نسبت یہ کہنا کہ یہ شہرت دی کہ سلطان محمد کو بنگالہ شادی کے لئے بھیجتا ہوں اور حیدرآباد بھیجدیا محض افترا اور بہتان ہے الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ میں

شوخی مین مشغول ہوئے صدای دار و گیر بلند ہوئی اور قطب شاہ کے آدمی مغلوب و مقتول و
زخمی ہوئے سلطان محمد کا خیمہ حسین ساغر (ساگر) پر تھا اور سلطان کے کان مین زد و خورد
کی آواز پہنچی تھی تو اوسنے محمد ناصر کو مع ہمراہیون کے مقید کیا اور اموال قطب شاہ کے ضبط کی
لئے اور مال رعایا کی حفاظت کے واسطے تاکید فرمائی محمد بیگ کو ایک جماعت ساتھ آگ لگانے
سے منع کرنے کے لئے اور غارت گرون کی تاکید کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ بعض محلون کے جلنے کے بعد
باقی شہر آگ سے محفوظ رہا لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیرون کا ہاتھ کوتاہ نہوا۔

آداب عالمگیری سے جو قطب شاہ کے نام اورنگ زیب کے خطوط کا ایک سلسلہ تحریرات ہے اُس
مین سے ایک خط ہم نقل کرتے ہین جس سے خافی خان کا بیان بالکل غلط ثابت ہوتا ہے "قطب الملک
بالقابہ بعنایات علیہ و توجہات سنیہ مسرور و مبتہج گشتہ بداند کہ چون اعلی حضرت . . .
از روے ذرہ پروری و قدردانی سیادت و نجابت مرتبت میر محمد سعید را در سلک بندہاے
درگاہ سلاطین پناہ انسلاک بخشیدہ بعنایت منصب پنج ہزاری و پنج ہزار سوار سرافراز و سربلند
گردانیدہ اند حکم جہان مطاع عالم مطیع شرف نفاذ یافتہ کہ معتمد درگاہ آسمان جاہ قابل العنایت
والمرحمت قاضی عارف کہ با فرمان طلب میر مذکور از پیشگاہ معلی تعین گردیدہ کہ او را با پسر و ابنا
عمش بحضور پر نور اقدس بیاورد و در ینولا از عرائض سیادت و نجابت پناہ میر عبد اللطیف
بمسامع علیہ رسیدہ کہ آن قطب سماوی شوکت وجاہت با وجود اطلاع بر قدسی مضامین
نشان عالی شان کہ بہ میر محمد امین خلف میر مشار الیہ صادر شدہ بود موحی الیہ آن حرز بازوے
دولت را روزے کہ بقید درآمدہ با ایشان نمودہ از سوء ادب نہ اندیشیدہ او را با متعلقان
بقلعہ گلکندہ فرستادہ بضبط اموال آنہا پرداختہ اند و دست تعدی و تطاول بہ توابع و لواحق
میر مذکور دراز ساختہ جمعیتے بر سر او نیز فرستادہ بنا بر آن امر جلیل القدر زینت صدور می یابد
کہ بوقوع این جرأت و جسارت کہ مخالف قانون عقیدت و ارادت است از آن حشمت و
ایالت دستگاہ بعنایت بعید نمود بائستے کہ از وخامت عاقبت این حرکت غفلت نورزیدہ
تجویز آن نمی نمودند اکنون باید کہ بمجرد آگہی بر مضمون آن دیباچہ صحیفہ عزت و کرامت

قطب شاہ کے گھوڑون کی چوبکی مین ہین فہرست لکھوا اور اُنپر معتمد آدمیونکی چوکی مقرر کرو اور
یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جبتک سارا مال نہ آجائے حکیم نظام الدین کو بھی محمد ناصر کی ساتھ قید رکھو
پھر قطب شاہ نے دو ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور قدرے جواہر اور اشیاء میر جملہ کو بھیجین اور
اظہار ندامت و عذر خجالت کا پیغام دیا بعض آدمیون نے یہ بھی کہا کہ عبد اللہ شاہ نے
عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کومک و امداد و
معاونت کے لئے نوشتے دیکر آدمیون کو دوڑایا ہے اور برج و بارہ کے استحکام مین مشغول ہوا
ہے یہ رنگ دیکھکر اورنگ زیب بھی گلکندہ سے ڈیڑھ میر جملہ مین آٹھ کروہ پر آگیا۔ دوسرے روز
سوار ہوکر اطراف قلعہ مین مورچالون اور خیمۂ دولت کے مقام کرنے کے لئے آیا اس وقت خبر
آئی کہ سات آٹھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی خان
اطراف لشکر مین شوخی کر رہے ہین اور قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ و بان متصل چل رہے ہین
سلطان محمد کو اورنگ زیب نے پیغام بھیجا کہ افواج کو ساتھ لیکر بائین طرف مستعد ہو اور اس
طرف کے مفسدون کو دفع کرے دکھینون کے مقابلہ مین ہر طرف پادشاہی لشکر بہادری
کرتا تھا۔ شام تک لڑائی رہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی
اور قطب شاہ کے بعض کام کے آدمی کام مین آئے اور زخمی ہوئے۔ سلطان محمد نے اپنے
خیمہ مین آکر عشا کی نماز پڑھی اور اپنے زخمی نامی نوکرون کے مرہم پٹی مین مشغول ہوا۔
دوسرے روز اطراف کے مورچال پر اپنے امیرون کو مقرر کیا۔ مرزا خان و کار طلب خان و
کنسراو اور امیر نقیب دلیے اور مورچال بڑھانے مین مصروف ہوئے اس وقت قطب شاہ نے میر فصیح
کو اور اُسکے ساتھ چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات و اشیاء و دو سر زنجیر فیل نامی کلان
اور چند اسپ با ساز و طلا وغیرہ بھیجے اور معروض کیا کہ عفو جرائم کے التماس کے واسطے مین اپنی
مان کو مع لائق پیشکش کے بھیجتا ہون قطب الملک کی اس التجا کے بعد شاہزادہ نے لشکر کو
مورچال کے بڑھانے اور توپون کے چلانے کو منع کر دیا مگر میر فصیح کو بار ملازمت نہ دیا
اور اشیاء مرسولہ کو قبول نہ فرمایا۔ تیسرے روز ایک جمع کثیر ہمراہ جبار بیگ خراسانی

خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو جس طرح لکھا ہی نقل کرتا ہون اول اس واقعہ کی پیشانی پہ لکھی ہے کہ اورنگ زیب کا حملہ دغابازی سے حیدرآباد پر جنوری ۱۶۵۶ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ اسکے نیچے وہ لکھتے ہین کہ

شاہجہان نے نہایت ہیچ و تاب کھاکر اورنگ زیب کو لکھا کہ ہمارے حکمون کی تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جاہی اورنگ زیب اس نتیجہ کے انتظار مین بیقرار بیٹھا تھا اس حکم کے پہنچتے ہی اسکی پوری تعمیل مین چستی و چالاکی سے مصروف ہوا۔ اور اسکو اس طرح سرانجام دیا جو اُسکی مکار طبیعت کا مقتضا تھا۔ اُسنے کچھ زیادہ عداوت نہین ظاہر کی مگر اپنے بیٹے سلطان محمد کو منتخب فوج کے ساتھ بہانہ بناکے چلتا کیا کہ وہ اُسکے بھائی شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنی کے لئے جاتا ہے اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک راہ چلکر کی مسلی پٹم کے پاس سے جاتی تھی جسمین گوندوانہ کے جنگل نہین پڑتے تھے اور اس راہ مین جانے سے ضرور تھا کہ حیدرآباد دارالسلطنت ولایت گلکندہ کچھ تھوڑے فاصلہ پر رہ جاے۔ اس راہ پر سلطان محمد کے آنے سے عبداللہ قطب شاہ اسکی ضیافت کا فکر کر رہا تھا کہ یکایک اسکو سلطان محمد نے دشمن کی طرح آکر گھیر لیا اور ایسا سراسیمہ کیا کہ اسکو فقط اتنی فرصت ملی کہ وہ اپنی بھاری قلعہ گلکندہ مین چلا گیا جو شہر سے ۶ یا ۸ میل ہی۔ اب حیدرآباد مغلون کے چنگل مین آیا۔ پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو آدھا شہر جل اور لٹ کھسٹ گیا۔ الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو غلطی سے سچ جانکر اپنی طرف سے اُسپر یہ حاشیہ چڑھایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک مسلی پٹم کے پاس سے ایسی راہ بتائی کہ جسمین گوندوانہ کے جنگل نہ پڑین اور حیدرآباد لشکر کے قریب آجائے۔

خافی خان آگے اس واقعہ کا بیان اسطرح لکھتا ہے کہ اس مابین مین عبداللطیف حاجب اورنگ زیب گلکندہ مین تھا موسی محلدار کے ہاتھیون کو اور اسباب کو لیکر آیا اور حکیم نظام الدین ملازم عبداللہ قطب شاہ اسکے ہمراہ تھا دونو سلطان محمد کی خدمت مین گئے اور صندوقچہ جواہر مع دو فیل و دو اسپ باساز و طلا و نقرہ اپنی طرف سے پیش کئے سلطان محمد نے محمد امین میر جملہ کو حکم دیا کہ محافظ آدمیون کی ایک جماعت کو لے جاکر گھوڑون اور اور چارپاؤن اور

قطب الملک کا حال بڑا پریشان ہوا۔ میر احمد و میر فصیح کو وسیلہ بنا کر دوبارہ بھیجا
اور عرض کیا کہ مین سابق کے اطوار ناہنجار کا عذر کرتا ہون اور جو کچھ حکم ہو اسکے موافق
پیشکش باقی سابق و حال پیش کرنے کو حاضر ہوتا ہون اور سلطان محمد سے اپنی بیٹی کے
نکاح کرنے کی درخواست کرتا ہون اور میر جملہ کے دس ہاتھی اور اور اسباب ظروف
طلا و نقرہ بھیجے اور سلطان محمد کو جو منصب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اُس کی
مبارکباد لکھی اور دو ہاتھی اور چار گھوڑے مع ساز طلا و نقرہ بھیجے اور پھر دوبارہ
درخواست کی کہ حکم ہو کہ مین اپنی ماں کو مع لوازم نسبت بھیجون اورنگ زیب نے
شائستہ خان کو مامور کیا کہ وہ اوسکی طرف اور سلطان محمد کی طرف سے استمالت نامے
لکھے غرض والدہ قطب الملک اورنگ زیب پاس آئی اور قطب الملک کے جرائم معاف
ہوئے اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس پیشکش حال تجویز
ہوئی اور سابق کی باقی پیشکش کا وعدہ ٹھیرا کہ دو سال مین باقساط ادا کی جاوے
والدہ قطب الملک نے نسبت کی تاریخ مقرر کرکے قلعہ مین مراجعت کی مصالحہ کی
شہرت کے سبب سے مورچالون سے آدمی اپنے مکانون مین خاطر جمعی سے آنے جانے
لگے ان دنون مین میر اسد اللہ بخاری عرف میر میران کسی بے وسوسے کے کسی ضرورت سے
جا جاتا تھا کہ اس پر زنبورک کا گولہ قلعہ کے اوپر سے آکر لگا اور اسکا کام تمام
ہوا۔ اور اسکے سوا اطراف سے دکنیون کی ایک جماعت کثیر مصالح جنگ کے ساتھ
مدد کے لئے آئی تھی اور گلکنڈہ کا کوتوال انکے لینے کو گیا تھا اسکو صلح کی خبر نہ تھی
اُسنے دس کوس پر شاہی مردم کہی پر دست تعدی و غارت دراز کیا سپاہ
ہمراہ دفع مضرت مین مشغول ہوئی۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی یہان تک نوبت پہنچی کہ
شائستہ خان اور اور امرا کا سارا لشکر قریب چھ سات ہزار سوار اور بہت
پیادون کے لڑائی کے قصد سے مردم کہی کی مدد کو بغیر شاہزادہ کی اطلاع کے
پہنچ گیا ہر ساعت شعلہ دار و گیر بلند ہوتا گیا۔ ہر چند طرفین کے سردار اس

اور نوکران قطب شاہی مرزا خان کے مورچال کی طرف نمودار ہوئی۔ اس طرف کے آدمی خبردار
ہوکر بسرداری مالوجی دکھنی کے مرزا خان کی مدد کو پہنچے۔ طرفین سے خوب زد و خورد ظہور میں آئی
دونو طرف سے آدمی زخمی و کشتہ و اسیر ہوئے ایک فیل اور کئی اسیر اورنگ زیب کے پاس
بادشاہی آدمی لائے میر جملہ کرناٹک مین تھا اسکے لے آنے کے واسطے میر عبد اللطیف کو بھیجا
اس ضمن مین عرض ہوا کہ سات آٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار برقنداز کرناٹکی جنوب کی طرف
معرکہ آرا ہوئے خود بدولت سوار ہوکر اس فوج کے مقابلہ مین گئی طرف ثانی کے
آدمیون نے قلعہ کے اوپر سے بندوق و بان مارنے اور توپ تفنگ چھوڑنے اور سنگ
پھینکنے اور آتشبازی مین مشغول ہوئی۔ طرفین سے صدای دار و گیر بلند ہوئی بادشاہی
بہادرون نے قلعہ کی آتشبازی کا کچھ خوف نہ کیا جان نثاری پر مستعد ہوئے خصوص شیخ
میر محمد بیگ میر آتش نے داد مردانگی دی دکھنیون کو پرے ہٹا دیا اور ایک جمع کثیر کشتہ و
زخمی ہوئی اور قلعہ کے آدمی مغلوب ہوئے پھر انھون نے مقابلہ و مقاتلہ پر اقدام نہیں کیا انکے
سردار سید مظفر و جبار بیگ و شرزہ خان بھاگ گئے شیخ میر و محمد بیگ بادشاہی نامی
آدمی تیر و تفنگ سے زخمی ہوئے۔ بادشاہزادہ کے مخالفون نے انکے سد راہ ہونے کے
لئے سپاہ مقرر کی اور خود ڈیرہ مین تشریف لے گیا دوسرے روز زمیندار چاندہ مدد کو
آگیا۔ مرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کی خدمت مین آیا اور عفو تقصیرات کے
لئے ملتجی ہوا جواہر و فیل جو وہ ہمراہ لایا تھا وہ شاہزادہ نے قبول نہیں کئے انکو انفصال
معاملہ پر موقوف رکھا اس فرصت مین شائستہ خان و افتخار خان و نصیر خان افواج
شاہی سے ملے۔ انھون نے سابق کے مورچلون کو بدل کر از سر نو جابجا اعلی امیران
کار دیدہ کو مقرر کیا اس ضمن مین قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب مین بادشاہ کا
فرمان اسکی عفو تقصیرات کے باب مین آیا۔ شاہزادہ نے اس فرمان کو تا انفصال
مقدمہ تک مخفی رکھا اسکے افشا مین مصلحت نہ دیکھی لشکر شاہی نے مورچال کو بڑھا کر
اہل قلعہ کو تنگ کیا قطب شاہ کے آدمی ہر روز بامید بندگی شاہزادہ کی ملازمت مین آنے لگے

لے گیا اُس نے ایک قطعہ الماس ناتراشیدہ اور دو لعل و نو زمرد و شصت دانہ مروارید
ایک نیلم و پنج فیل نر و یک مادہ با زین طلا و یراق نقرہ و پنج اسپ پیش کش مین دیئے اور
انکے سوا سلطان محمد و سلطان معظم کو پیش کش دی اوائل رجب مین اورنگ آباد کیطرف کوچ
کیا اور شائستہ خان اور امرا و زمینداروں کو جو اطراف اور صوبجات سے کمک کے لئے
آئے خلعت و جواہر وغیرہ دیکر اپنے اپنے مکانون کو رخصت کیا۔ شاہ بیگ خان کو تین ہزار
سوارون کے ساتھ پیش کش کے وصول کرنے کے لئے اور ملک کی حفاظت کے لئے سرحد پر
چھوڑا کہ واقعہ طلب لشکری اور مفسد فساد نہ مچاویں اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان منصب پنجہزاری
پنجہزار سوار و خطاب معظم خان و خلعت خاصہ کا میر جملہ کے لئے گرز بردار لایا معظم خان
آداب بجا لا کر بادشاہزادہ کی ہمراہ ہوا اورنگ آباد مین شاہزادہ اوائل شعبان مین داخل ہوا
قطب شاہ کی عرضداشت فدویت اور پریشانی کی پہنچی بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ بابت
تفاوت نرخ وغیرہ کل پیش کش سابق و حال مین سے معاف کر دیا۔

بادشاہ نے سنا کہ محمد امین متصدی بندر سورت جمع مال اور دیگر ابواب کی تشخیص مین ظلم و
تعدی کرتا ہے اسکو جاگیر و منصب سے برطرف کیا گرز بردار مقرر کرکے اسکو طلب کیا۔
جب وہ آگیا تو حکم ہوا کہ سر دیوان اسکی آستین مین سانپ چھوڑ دین اسکی وکلا نے ہر چند
کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا نوبت یہان تک آئی کہ متصدیون نے بادشاہ بیگم سے جسکی
تنخواہ مین بندر سورت تھا اسکی شفاعت کے لئے رقعہ بادشاہ کے نام حاصل کیا جب بادشاہ
کے مطالعہ مین رقعہ خاص آیا تو اسکو قید کا حکم دیا اور محل مین بے دماغ داخل ہوا اور بیگم کو اسنے
اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بندر سورت نورچشم کے اقطاع مین ہے رعیت و مالگذار ملک
کی آبادی اور مزید خزانہ و افزونی لشکر کے سبب ہوتے ہین تو میری بیٹی ہو کر اس
ناپاک کی سفارش باوجود اسکے ناحق رکھتی ہو۔ اسنے تشخیص مال مین ایسی سختی کی کہ دانہ محصول
کے لئے رعایا نے ناچار ہو کر اپنے خرد سال اطفال کو نصرانیون کے ہاتھ فروخت کیا سورت
مین ساتون اقلیم کے آدمی آتے ہین جب اطراف مین بادشاہون کو یہ خبر پہنچیگی تو ہماری

محمد امین متصدی بندر سورت اور شاہجہان کی عدالت۔

فساد کے منع و دفع مین کوشش کرتے تھے مگر اس کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا آخر روز تک دونو طرف سے
ایک جمع کثیر کی جان گئی اور تمام رات ہاتھی گھوڑے کارزار کے لئے تیار رہے اور دوسرے ایک
دوسرے پر تفنگ مارتے تھے ابھی صلح نہ ہوئی تھی کہ پھر بازار کارزار گرم ہوا قطب الملک کیطرف
سے آخر پے اہم سردار و شتر سوار و اسپ سوار اس فتنہ کی دفع کے لئے جاتے تھے لیکن سپاہ
لڑائی سے باز نہ آتی تھی - ہر بار دکھنی مغلوب ہوتے تھے اور پھر جمع ہو کر کارزار پر مستعد
ہوتے تھے دوسری رات تک پادشاہی آدمی بہت مارے گئے مگر ان سے زیادہ دکنیون کے
آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے - جنگ قائم تھی بعد ازان جا بجا وہ متفرق ہوئی - اس حالت
مین خبر آئی کہ میر عبد اللطیف جو میر جملہ کو لینے گیا تھا گلکنڈہ کے قریب آگیا ہے پادشاہزادہ کے
حکم سے قاضی عارف وہ فرمان اور خلعت کہ پادشاہ نے اُسکے لئے بھیجا تھا اُس پاس لیکر
گیا اور اُسکو پادشاہزادہ سے ملنے کی رہنموئی کی میر جملہ نے استقبال کیا اور قاعدہ دانایان
ہند کے موافق فرمان لیکر اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ مین گیا - شاہزادہ سے ملاقات کا وقت
مقرر ہوا میر شمس الدین مختار اوجی اُسکے استقبال کو گئے اور پادشاہزادہ پاس لائے دستور کے موافق
ملاقات ہوئی - شاہزادہ خلوت مین لے گیا مصلحت کے کلمے کلام ہوئے اور اُسکو رخصت
کیا - دوسرے روز حکم دیا کہ حصار قلعہ کے نیچے سے مورچے اٹھائے جائین - قاضی میر عدل کو
شیخ نظام کی ہمراہ عقد نکاح کے لئے قلعہ مین بھیجا قطب الملک نے اسکا استقبال دروازہ تک
کیا اور فرستادون کو اچھے مکان مین اوتارا جو شادی کی رسمیات ہوتی ہین وہ
عمل مین آئین - دوسرے روز بعد فراغ عقد قاضی کو مع ہمراہیون کے رخصت کیا جو دو لاکھ
روپیہ کے جواہر مع اور لوازم کے اور سرکار رام نگر کہ سرحد برارہ و بیدر مین واقع ہین -
قطب الملک نے بیٹی کے جہیز مین دئیے اور اسکو رخصت کیا او آخر جمادی الاولی مین
رزم کی معرکہ آرائی بزم کی مجلس افروزی سے مبدل ہوئی شادی کے انفراغ کے بعد سرد
سے پادشاہ کا فرمان جو قطب الملک کے لئے آیا ہوا تھا اس پاس بھیجا اس نے اسکا استقبال
کیا اور شرط آداب بجا لا کر اسکو لے لیا بعد اسکے اورنگ زیب میر جملہ کے گھر تشریف

ذیقعدہ ۱۰۶۶ھ میں سلطان محمد کا قطب الملک کی بیٹی سے نکاح ہوا -

اور اخر جمادی الاخری سنہ ١٠٦٦ کو اس سرای فانی سے روضۂ جاودانی کو اس نے انتقال
کیا پادشاہ کو ایسا ملال ہوا کہ وہ اسکے لئے بے اختیار زار زار رویا اسکا بڑا بیٹا لطف اللہ
پندرہ سال کا تھا اسکو منصب ہفتصدی صد سوار دیا اور باقی اور اسکے بیٹون اور
وابستون کا یومیہ مقرر کیا اسکے ہمشیرہ زادہ یار محمد کو منصب سی صدی شصت سوار کا
عطا کیا اور اسکے عمدہ نوکر عبد النبی کو جو اسکی جاگیر کا صاحب مدار تھا ہزاری کا منصب دیا
اور اکثر سعد اللہ خان کے روشناس نوکرون کو انکے فراخور حالت منصب مقرر کیے سعد اللہ خان
مین سب او کمالات صوری و معنوی صفات ذاتی بہت تھین۔ بہترین صفت اسمین یہ تھی کہ مہمات
ملکی کو کمال دیانت و امانت سے سرانجام دیتا تھا مدت وزارت مین ہرگز اسکا قلم باعث
مردم آزاری کے لئے نہین اوٹھا بلکہ وہ ان مقدمات و محاسبات کو رفع دفع کرتا تھا کہ
جنمین عمال و رعایا و مساکین کا نقصان ہوتا کہتے ہین کہ وہ عمال مین ایک کا محاسبہ کر رہا
تھا۔ سابق کا ضابطہ یہ تھا کہ وجہ حق التحصیل فی صد عمال و تحصیلدار کو مجرا دیتے تھے سعد اللہ خان کے
دل مین آیا کہ ہندو صرافون کے دستور کے موافق وجہ حق التحصیل کو سو روپیہ کے اوپر جمع
کرنے خرچ مین محسوب کرین مثلاً سابق مین عامل کو کل سو روپیہ کی تحصیل مین سے پانچ روپیہ
تحصیلدار مجرا دیتے تھے یعنی پانچ روپیہ وہ لیتا تھا اور پچانوے سرکار مین داخل کرتا تھا
سعد اللہ خان نے کفایت سرکار کے تحفظ کے لئے مقرر کیا کہ ایکسو پانچ روپیہ کروری تحصیل کرے
پانچ روپیہ مجرا کرے اور سرکار مین سو روپیہ داخل کرے وہ اس بدعت کی بنا سے مدتون
تک نادم رہا اور کہتا تھا کہ کاش اس دن میری ہاتھ خشک ہو جاتے اور قلم گیر نہ ہوتے سچ
ہے عقلا پر ظاہر ہے کہ اجرائے بدعت و مردم آزاری مین کفایت نہین ہوتی بلکہ پرداخت
ملک و جذب قلوب و دلدہی رعایا باعث گردآوری خزانہ و مادہ نیکنامی وزرا ہوتی ہے
سعد اللہ خان سے دارا شکوہ سوء مزاجی رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سعد اللہ خان
نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہماری تیول مین دیدئے ہین اور سیر حاصل محال خود
لے لئے ہین جب سعد اللہ خان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے شاہزادہ کے

بدنامی علاوہ خدا کی ناخوشنودی کے ہوگی جب بیگم کو اس ظالم کی بیداد پر اطلاع ہوئی تو وہ
اُسکی شفاعت سے باز رہی پادشاہ نے دوسرے روز پھر محمد امین کو بلا کر بار گیر ہونے کا حکم دیا
پھر راجہ رگھناتھ نے کہ نیابت وزارت کا کام کرتا تھا بہت عجز و زاری سے اسکی شفاعت
چاہی اور عرض کیا کہ جو اس ظالم کی شفاعت چاہے اول وہ سزاوار عقوبت ہے لیکن حق رعایا
کا بہت سارا روپیہ جسکی نالش ہے اُسکے ذمہ ہے وہ طلب کیا جاوے اور جبتک اُس کے
قتل میں تامل کیا جاوے کہ مظلوموں کا زر اور مطالبہ سرکاری وصول ہو حکم ہو جائے
جب ستم رسیدوں کا حق اور زر پادشاہی وصول ہو جاوے تو پھر اُسکو اعمال کی سزا
دیجاوے پادشاہ نے اسکی التماس کو قبول کر لیا اور حکم دیا کہ اسکو راجہ رگھناتھ کے حوالہ
کریں کہ حق رعایا کی تحقیق بغور کرکے اُس سے روپیہ لے اور انکو دے اس طرح پادشاہ کا غصہ
فرو ہوا اور ایک آدمی کی جان بچی اس نے سزاول شدید اور واقعہ نگار روشن ضمیر متصدی
مشورت مقرر کئے کہ وہ ستم رسیدوں کا حق ادا کرے — اس پادشاہ کی ایسی عدالت
کی باتیں بہت مشہور ہیں —

میر جملہ کا پادشاہ کے پاس آنا۔

میر جملہ پادشاہ کے نزدیک آیا۔ پادشاہ نے دانشمند خان کو استقبال کیلئے حکم دیا۔
جب وہ آیا تو اُسنے نذر دی پادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا اور
خطاب معظم خان کا مع وزارت و قلمدان مرصع اور پانچ لاکھ روپیہ نقد عنایت کیا اور
اسکا بیٹا جب باپ کے بعد آیا تو اسکو دو ہزاری منصب و خطاب خانی سے سرفراز کیا
معظم خان نے ایک قطعہ الماس وزنی دو سو سولہ سرخ کا اور قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار روپیہ کا
اور ساٹھ فیل مع یراق کے پیشکش میں دئے کل نذر و پیشکش سابق و حال پندرہ لاکھ
روپیہ کی جمعیت میں تھی —

سعد اللہ خان کی وفات

لکھا ہے کہ سعد اللہ خان سے وزارت اور کار و بار سلطنت ہند نے
رونق پائی تھی اسکو عارضہ فالج میں پانچ چار مہینے مبتلا رہا اسکی عیادت کو پادشاہ گئی
بار گیا طبیبوں کو اُسنے بار بار بدل کر علاج کے لئے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا —

اور اوباش وضع صنائع روزگارون کی صحبت کے سوا‌ے وہ باوقار صاحب کمالون اور
صلاح شعار دانشمندون کے پاس نہین پھٹکتے سرودخوانی اور طنبورہ نوازی اور دھرپت
و کبت و دوہرہ فہمی ان سب ہنرون کے کمالات ہین اور باقی اور سب کمالات کو محض درد سر سمجھتے
ہین با وجودیکہ انکے باپون نے ملّانون کو بہت روپیہ خرچ کرا کے انکو صاحب سواد کردیا ہے
مگر جب سواد خط انکے چہرہ پر نمودار ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ مین لینا اور تفسیر و حدیث و کتب لغت
و تاریخ کا پڑھنا مشق خط کرنی و مربوط نویسی ان سب کو وہ لغو و لاحاصل فعل سمجھتے ہین اور اپنے
باپ دادا کا نام سطر غلط و ورق قلم خوردہ کی طرح صفحۂ روزگار سے حک کرتے ہین اور تھوڑے زمانہ
کی تھوڑی گردش مین وہ خود بھی عالم کے گمنامون مین سے ہو جاتے ہین یہ سب ستم رسیدہ
مستمندون کی دعا سے ہوتا ہے کہ منتقم حقیقی کی درگاہ مین سحر خیزون کی دعا اجابت
کے درجہ پر پہنچتی ہے اور یہ خون دلون کی تیر آہ کا کام کرتی ہے۔
بادشاہ نے رگھناتھ کہ خالصہ و تن کی پیشکاری کرتا تھا اور سعد اللہ خان کی تربیت کا اثر
اُس مین پایا جاتا تھا اسکو حکم دیا کہ دیوان کل کی مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت کا
انصرام کیا کرے اسکو رائے رایان کا خطاب دیا۔ چندربھان کو کہ مطلب نویسی مین بے نظیر تھا
اور افضل خان کا تربیت یافتہ تھا اسکو رائے چندربھان کا خطاب دیا اور اسکو دار الانشا
کی خدمت سپرد کی اور سب ہنود منشیون پر امتیاز دیا۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے اس سرای فانی سے دار البقا کو
انتقال کیا کوئی وارث ملک باقی نہ تھا مگر سکندر جسکو علی عادل خان نے بجا‌ے بیٹے کے
پرورش کیا تھا۔ امرای بیجاپور نے جو اکثر غلام ہین اسکو بادشاہ بنایا ہے وہ مجہول النسب تھا
بعض امرا اُس سے موافقت نہین رکھتے ہین تو شاہجہان نے اورنگ زیب کو حکم دیا کہ خود بیجاپور
مین جا کر اس ملک اور قلعہ کو تصرف مین لائے اور اس مہم مین اوسکی معاونت کے لئے اپنے پاس
سے معظم خان کو رخصت کیا اور حکم صادر کیا کہ مہر اورنگ اپنے بیٹے محمد امین خان کو سپرد کرے
اور رائے رایان کی رفاقت مین مالی و ملکی کامون کا اجرا کرے۔ مہابت خان خان جہان

وکیل کو طلب کیا اور جن دہات پر آفتین شاہزادہ کے ظالم عمال کے ہاتھ سے آئی تھین اور جسکے
سبب سے وہ ویران ہوئے تھے اُسکا نوشتہ لیکر اپنی جاگیر مین داخل کئے اور انکی عوض مین
اپنی جاگیر مین وکیل کی تجویز سے بادشاہزادہ کی تنخواہ مین محال دیئے۔ ایک دو سال مین یہی محال
سابق سے زیادہ خراب و کم حاصل ہو گئے تھین اکبر بادشاہ کے زمانہ مین راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تھا
کہ عامل اور کروڑیون کا فاضل سو سے کمتر ہو تو مستوفی اسکو مجرا نہ دین اور کروڑیون عمال کا سو
سے زیادہ فاضل ہو تو وہ محسوب ہے۔ شاہجہان کے عہد مین شرارت سرشت مستوفیون نے
بکم قلم عاملون کے فاضل مجرا دینے مین دقتین پیدا کین۔ جب فرد حساب سعد اللہ خان کو
سپرد ہوئی تو اُسنے دستخط کئے کہ اے مستوفی مثل مشہور ہے کہ لینا لینا۔ دینا دینا۔ جب
ضابطہ سرکار ایسا مقرر ہو کہ سو سے بالا فاضل مجرا ہو تو کسواسطے ہمارے لئے اور اپنے لئے دعای
بد عاقبتی پر راضی ہوتے ہو۔ محال خالصہ کے کروڑیون کی بدر نویسی کی فرد بازیافت پر
اُسنے دستخط کئے کہ اس کنارہ برف کو آفتاب کے سامنے رکھو بعد گرمی کے جو باقی رہے اسکی
بازیافت کرو۔ خافی خان نے اپنے اعتقاد کی یہ بات لکھی ہی کہ عقلاء جہاندیدہ پر ظاہر ہے
کہ حکام و ارباب ریاست سے ظلم و حیف و میل جو مظلومون کو پہنچتا ہی اور بر و احسان و
خیر جو مستمندون کے حال پر عائد ہوتا ہے موافق کردار کے دعا و نفرین اسکے فرزندون پر
کرتے ہین اسی سبب سے قدیم زمانہ سے اب تک از روی تواریخ جو حال مطالعہ مین آیا ہے
اور مسودہ اوراق جو باون سال کی مدت سے حد تمیز مین آیا ہے وہ مشاہدہ کرتا
ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہین ہوتا اور اُسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سی دلی مراد
کو نہین پہنچتے بلکہ دس بیس سال مین اس جماعت کا نام و نشان نہین باقی رہتا۔ سعد اللہ خان
کی اولاد اسکے چوہتر سال مرنے کے بعد تک سب عاقبت محمود و فراخ روزی نیکنام
زیست کرتے رہے۔ خصوصاً اس دور مین کہ انسانیت و کمال مروت معدوم الوجود ہو گئی ہے
امیرزادے جنکی تربیت مین متعدد معلم و مستعد اتالیق مدتون تک صرف اوقات کرتے
ہین اس مرتبہ آدمیت کے طریق سی بیگانہ ہوتے ہین کہ مادر آزار و پدر بیزار ہیں کیا نوکی

کے غلبہ کے سبب سے کشتی مین سوار ہو کر تہارہ مین پہنچا تھا کہ ۱۲ رجب سنہ ۱۰۶۷ کو دنیا سے رخصت ہوا۔ لاہور مین اپنی مان کے مقبرہ مین دفن ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصبدار ایک کروڑ دام جسکے تین لاکھ روپیہ ہوتے ہین انعام رکھتا تھا۔ پادشاہ کو اُسکے مرنے کا کمال ملال ہوا وہ ایک امیر باتدبیر کار دیدہ تھا۔ پادشاہ نے اسکی اولاد اور اسکے لائق نوکرون کو بڑھا دیا امیرالامراء مرحوم کے کل متروکات نقد و جنس ایک کروڑ روپیہ کے تھے جسمین تیس لاکھ روپیہ اس کے بڑے بیٹے ابراہیم خان کو اور بیس لاکھ روپیہ باقی تین بیٹون کو دیئے اور پچاس لاکھ روپیہ بعوض مطالبہ سرکار ضبط کیا۔

معظم خان پادشاہ سے رخصت ہو کر مع اپنی افواج کے کوچ بکوچ چلکر ۱۱ ربیع الثانی کو شاہزادہ اورنگزیب پاس پہنچ گیا۔ اورنگزیب اُسی تاریخ بے توقف لشکر شاہی اور اپنے ملازمون کو ہمراہ لے کر مقصد کی طرف راہی ہوا۔ چودہ روز مین نواحی چاندور مین پہنچا۔ یہان ولی محلدار خان کو برقندازون کی فوج دیکر متعین کیا کہ وہ راہ کی حراست اور رسد کی سربراہی کرے۔ دوسرے روز قلعہ بیدر کے نزدیک ڈیرے ڈالے یہان کا قلعہ دار سیدی مرجان تھا وہ ابراہیم عادل شاہ کا بڑا پرانا نوکر تھا۔ تیس سال سے قلعہ کی حراست کرتا تھا قلعہ داری کا سامان مواد مہیا رکھتا تھا۔ قریب ہزار سوار اور چار ہزار پیادے تفنگچی و باندار و توپ انداز اسکے ہمراہ تھے قلعہ کی نگاہداشت کے لئے اُس نے برج و بارہ و مداخل و مخارج کو درست کیا اور مقابلہ کے لئے مستعد ہوا اس قلعہ کا دور چار ہزار پانسو ذراع اور ارتفاع بارہ ذراع اور تین خندق عمیق ۲۵ گز اور عریض پندرہ گز پتھر مین کندہ تھین۔ اورنگزیب نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا معظم خان قلعہ کے گرد پھرا اور حصار کے چارون طرف کی دیوارون کو خوب دیکھ بھال کر مورچالون کی جگہ اُس نے مقرر کی اور وہان سپاہ شاہی اور اپنے ملازم مقرر کئے باوجودیکہ قلعہ ارک کے برج و بارہ سے لشکر شاہی پر توپ تفنگ آگ برساتے تھے مگر دس روز کے

معظم خان کا اورنگزیب پاس پہنچنا اور راہ مین [illegible] قلعون کا فتح کرنا اور [illegible]

ونجابت خان وشاہ نواز خان وغیرہ کو حضور وصوبجات سے اور سو نامی ورو شناس کم منصب والے امون کو بادشاہزادہ کی ہمراہی کے لئے متعین کیا خانجہان کو حکم دیا کہ جب تک شاہزادہ مہم سے واپس آئے وہ اورنگ آباد مین رہے معظم خان کو روز ملازمت سے تا تاریخ رخصت پانچ لاکھ روپیہ نقد سوای جواہر و اسپ وفیل کے مرحمت کئے۔

اندنون مین دارالخلافہ مین وبا تھی مسلمانون کے مذہب مین جہان طاعون ہو وہان سے جانا اور وہان آنا دونو منع ہین اسلئے بادشاہ نے فضلا سے اس باب مین پوچھا تو انہون نے بروایت مختلف بادشاہ کو شکار کے لئے جانے کی اجازت دی ۴ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ کو کنار گنگ کے کلنگ کے شکار کے لئے گیا۔ سہارنپور مین شاہجہان آباد سے ۴۷ کوس پر ایک موضع مخلص پور تھا۔ یہان موسم گرما مین سرد ہوا چلتی تھی۔ اور دارالخلافہ سے کشتی وہان تک جاتی تھی۔ بادشاہ مخلص پور مین آیا۔ یہان ۱۸ سنہ جلوس مین اسنے عمارت بنانے کا حکم دیا تھا۔ دو سال دو ماہ مین پانچ لاکھ روپئے مین یہان عمارات دولتخانہ و خوابگاہ ومحل وغسلخانہ جھروکہ درشن خاص و عام و حوض وباغ و نہر تعمیر ہوئے یہان کی آب وہوا کے خوش ہونے کے سبب سے مخلص پور کا نام فیض آباد بادشاہ نے رکھا اور اسکے متعلق پرگنات سے مواضع تیس لاکھ دام کی جمع کے لئے جدا کئے

سنہ ۲۴ جلوس مین شاہجہان آباد کی فصیل ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین سنگ گل سے بنائی گئی تھی وہ بارش کی کثرت سے جا بجا سے گر گئی اور اسمین دراڑین پڑ گئین۔

۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۵ جلوس مین سنگ و صاروج سے فصیل بننی شروع ہوئی طول مین ۶ ہزار تین سو چونسٹھ گز تھی اس مین ۲۷ برج تھے اور گیارہ دروازے چھوٹے بڑے۔ اسکا عرض ۴ گز اور ارتفاع کنگوروں تک ۹ گز تھا چار لاکھ روپیہ مین تیار ہوئی۔

سوانح سال سی ویکم ۱۰۶۷ھ

امیر الامرا علی مردان خان مرض اسہال مین مبتلا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت سے کشمیر کو رخصت ہوا یہان کی آب وہوا اسکے مزاج کے موافق تھی ماچھیوارہ ضیعفا ناگوئی

بادشاہ کا مخلص پور مین جانا

شاہجہان آباد کی فصیل

راجہ راے بیدر کی اطاعت کرتے تھے۔ نل راجہ مالوہ کی معشوقہ دمن مرزبان بیدر بھیم سین کی
دختر تھی جسکی داستان کو شیخ فیضی نے نظم کرکے نلدمن نام رکھا ہے اول سلطان محمد
ولد سلطان تغلق نے بیدر کو فتح کیا۔ پھر وہ سلاطین بہمنیہ کے ہاتھ مین منتقل ہوا۔ پھر بیجاپوریون
کے تصرف مین آیا اب ممالک محروسہ مین داخل ہوا۔
شہزادے نے سُنا کہ گلبرگہ مین عادل خان کے لشکر کی ایک جمع کثیر لڑائی کے قصد سے فراہم ہوتی ہے
تو اُسنے مہابت خان کو حکم دیا کہ پندرہ ہزار سوار خوش اسپہ رزم آزمودہ ساتھ لیجاے اور اس
سرزمین مین آبادی کا نشان نہ چھوڑے عمارت کی بنیادین اکھیڑ کر جغد و بوم کے لئے گلستان
بناے۔ ابھی خان مذکور نواحی بیدر سے راہی نہین ہوا تھا کہ دوپہر کو غنیم کے دو ہزار سوارون نے
لشکر سے تین کروہ کے فاصلہ پر بنجارہ کے بیلون کو جو چراگاہ مین گئے تھے اپنے آگے رکھا اور اپنی
قرارگاہ کو روانہ ہوے معظم خان نے دلیر خان و رتن و بندہاے بادشاہی اور محمد مراد کو اپنی
جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ وہ مواشی کو چھڑائین اور غنیم کی تنبیہ کرین۔ یہ لشکر گرم عنان ہوکر دشمن
سر پر جا چڑھا اور ایک گروہ انبوہ کو قتل کیا اور ساری مواشی چھین لئی۔ معرکہ سے دشمن
اُفتان و خیزان بھاگ گئی لشکر شاہی واپس آیا دوسری جانب سے اس کام مین افضل نے سب سے
زیادہ پیش قدمی کی تھی جب اُسنے یہ خبر سُنی تو وہ کلیانی مین نہ گیا اور اپنے سران لشکر سے جا ملا
مہابت خان کلیانی کو پسِ پُشت کرکے پامال و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اثناء راہ مین ہر روز
غنیم کی سپاہ اپنی سیاہی دکھاتی۔ مگر آگے نہ بڑھتی۔ لشکر شاہی اُن پر تاخت کرکے بھگا دیتا
۸ رجب کو خان محمد و افضل و رستم پسر رندولہ مع اپنے سپاہیون اور ریحان کے ہٹیون کے
قریب بیس ہزار کے سوارون کو لیکر وقت دیکھ کر لشکر شاہی کی اطراف مین شوخیان و خیرگی
کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ دشمنون کا کام خیرہ چشمی سے چیرہ دستی پر پہنچا اور پیش بازی اور
دستبازی کرنے لگے۔ مہابت خان نے لشکر کی حفاظت سوبھان سنگھ کو سپرد کی اور
خود اُسنے راو ستر سال و جلال کاکر وغیرہ کو جو اس فوج کے ہراول تھے ہمراہ لیا۔ بہلول
فوج کی برابر غنیم آیا جسکا سردار دلیر خان تھا اور اسپر بان اندازی شروع کی

عرصہ مین معظم خان و سردار خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے اور خندق کو بھرنا شروع کیا۔ مورچالون تک
اہل حصار نے جان بازی کر کے کئی دفعہ حملے کئے بہت نقصان اوٹھاکر اور کشتہ و زخمی ہو کر پھر قلعہ
مین چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے توپون سے دو برج اور دیوار بائین کے کنگورے ڈھا دئے۔
۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱ جلوس کو محمد مراد نے برقندازون اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت
لیکر ایک دفعہ اپنے مورچل سے حرکت کر کے یورش کی او معظم خان کے مورچل کے محاذی برج
پر اطراف و جوانب مین نردبانین لگائین اور اوپر چڑھ گیا۔ مرجان قلعہ دار نے برج مذکور
کے عقب مین ایک بڑا حجرہ (گھر غار) بنایا تھا اسکو باروت و حقہ و بان سے بھرا تھا وہ مع اپنے
آٹھون بیٹون اور کل جمعیت کے برج پر ایستادہ ہو کر بہادرانہ جیسا کہ چاہیئے لڑا اس اثنا
مین حجرہ مذکور مین ایک بان جو وہ لشکر شاہی پر مارتا تھا جا پڑا اور باروت مین آگ لگ گئی
دفعۃً شعلہ بلند ہوا۔ بہت آدمی مر گئے اور سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹے کچھ جل گئے جو جلنے
سے بچے تھے وہ سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹون کو اوٹھا کر ارک مین لے گئے۔ لشکر شاہی
اطراف سے قلعہ مین داخل ہوا اور دشمن پر حملہ آور ہوا ایک جماعت کو قتل کیا اور اعلام نصرت
کو بلند کیا اور کوس فتح کا ڈنکہ بجایا شہر کی محافظت کے لئے مہابت خان و محمد بیگ داروغہ
توپخانہ کو مقرر کیا۔ قلعدار نے کمال عجز و فروتنی سے امان طلب کی۔ ملک حسین امان نامہ
لیکر گیا مرجان سوختہ جان مین حرکت کی طاقت نہ تھی اوس نے اپنے بیٹون کے ہمراہ کنجیان
بھیجدین۔ شاہزادہ نے انکو خلعت دئے اور بادشاہی نوازش کا امیدوار کیا دوسرے روز
سیدی مرجان نے جان مالک کو سپرد کی۔ شہزادہ قلعہ مین گیا اور وہان مسجد مین جو دو سو برس
ہوئے کہ حکومت بہمنیہ مین تعمیر ہوئی تھی۔ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ستائیس روز مین یہ قلعہ
آسانی سے فتح ہو گیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اور آٹھ لاکھ روپیہ کا سرمایہ باروت و غلہ اور
اور مواد قلعہ داری اور دو سو تیس توپین ہاتھ آئین۔
سرحد تلنگانہ کے متصل بیدر ایک معمور خوش عمارت شہر ہے ہندوستان کے باستانی
نامون مین لکھا ہے کہ پہلے یہ راجاؤن دکن کا حاکم نشین تھا۔ ہمیشہ کرناٹک و مرہٹہ و تلنگ کے

ایک حشر برپا ہوا - راجہ رائسنگہ زخمی ہوا - راجپوتون نے بڑی بہادری دکھائی
اخلاص خان سوبھان سنگہ بھی زخمی ہوئے - آخرکار دشمنون کو لشکر شاہی نے بھگایا -
اور ملک کو غارت کیا اور گلبرگہ پر تصرف پایا اب ہم پھر قلعہ کلیانی کے محاصرہ کا حال
لکھتے ہین کہ خندق کے کنارہ پر مورچے پہنچے اور توپ کی ضربون سے اکثر کنگورے
اڑگئے تو بادشاہی آدمیون نے خندق کا بھرنا شروع کیا - ۱۹ رجب تک اسکے تین حصے
بھر دئے باوجودیکہ غنیم شوخی و خیرگی کرتا تھا مگر بادشاہزادہ انکی تنبیہ پر متوجہ نہین ہوتا
تھا اسکی ساری توجہ اسپر تھی کہ قلعہ کو فتح کرے عادلخانیہ افواج کے دفع مین کما ینبغی مقید
نہ ہوتا تھا اس سبب سے غنیم دلیر ہوتا تھا اور قدم آگے بڑھاتا تھا اسکے تیس ہزار سوار اونکے
لشکر سے چھہ کروہ پر اپنا بنگاہ بنایا اور وہان سے جریدہ جدا ہوکر لشکر سے دو کروہ پر
قیام کیا - شاہزادہ سمجھتا تھا کہ غنیم کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے میری خاطر کو پریشان کرے
جسکے سبب سے تسخیر قلعہ کا معاملہ تاخیر مین پڑے اور تنگ نہ ہونے پائے از راہ مصلحت یہ شہرت دی
کہ لشکر بھالکی کیطرف رسد لانے کے لئے جاتا ہے اور ۲۴ شعبان کو اسنے راجہ رائسنگہ
اور اخلاص خان وغیرہ کو لشکر اور مورچالون کی حفاظت کے لئے مقرر کیا فوج قول کو
خود زینت دی اور غنیم سے لڑنے چلا - سلطان محمد کو تابینیون کی ایک جماعت کے ساتھ
التمش بنایا اور معظم خان و نجابت خان و راجہ سوبھان سنگہ بندیلا اور دلیر خان وغیرہ
کو ہراول اور شاہ نواز خان و راؤ ستر سال وغیرہ کو جرانغار بنایا - یہ لشکر جب خیمون سے نکلا
تو غنیم کے تیس ہزار سوارون کی سیاہی نمودار ہوئی - اور بہلول کے بیٹون نے جو لشکر غنیم
کے ہراول تھے دلیری کرکے بادشاہی لشکر کے ہراول سے لڑائی شروع کی دلیر خان پر شمشیر
چلائی مگر وہ بچ گیا - چارون طرف سے دشمنون نے ہجوم کیا لشکر شاہی اپنی جگہہ قائم
رہا آگے نہ بڑھا کہ دشمن شیر ہوکر اسپر آیا تو پھر لشکر شاہی نے بھی گھوڑے دوڑا کر اس پر
حملہ کیا اور غنیم نے سخت مقابلہ کیا - بادشاہی چند امیر کشتہ ہوئے - شاہ نواز خان و
راؤ ستر سال و شمس الدین خویشگی و معظم خان و مہابت خان و امین بایمن طرف سے آئے

اور دار و گیر مین ہاتھ کھولے مہابت خان آئین سرداری کو مرعی رکھتا تھا ہر طرف کی خبر
لیتا تھا۔ جب اسنے دیکھا کہ اخلاص خان اور دلیر خان پر کار تنگ ہوا ہے تو اُسنے غنیم پر ایسا
حملہ نمایان کیا کہ اُسکے پاؤن اُکھڑ گئے اور اپنے مقر پر بھاگ گیا۔ فتحمندون نے تعاقب کیا۔ اور
بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔ بادشاہزادہ سے حقیقت حال کو معروض کیا اور غنیم کی کثرت
اور جنگ گریز پر نظر کرنے کے لئے التماس کیا۔ غنیم کا اثر باقی نہ تھا۔ اسلئے ایک روز توقف
کرکے کمک بھیجنے سے پہلے معاودت کی۔ غنیم کے اشارہ سے سیوا و شاہجی بھونسلہ نے سر اٹھایا
پرگنہ راسین و قصبہ چمارگوندہ اور بعض بعض محال کے تھانہ دارون کی غفلت سے نواحی
احمد نگر مین اُنہون نے تاخت کی پادشاہزادہ نے نصرت خان و کار طلب خان اور
ایرج خان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ اُنکی تنبیہ کے لئے بھیجا اور راؤ کرن کو جو اورنگ آباد
سے بیدر کو آتا تھا حکم دیا کہ احمد نگر مین پہنچکر سرداران مذکور کے ساتھ متفق ہوکر غنیم کو ہٹائے۔
شاہزادہ نے سلطان محمد معظم کو افتخار خان کے ساتھ قلعہ بیدر مین چھوڑا اور خود ۲۳ رجب کو
قلعہ کلیانی کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ سبکبار و جریدہ سفر کرکے ۲۹ رجب کو سرزمین کلیانی پر
آگیا۔ اسی تاریخ اسکے برج و بارہ کو دیکھ کر محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اس حال مین متحصنون نے
تفنگ و تمام آلات جنگ کے چلانے مین ہاتھ کھولے معظم خان اور سردارون نے ملچار اور
دمدمے بنائے۔ اور یہ قصد کیا کہ جسطرح ہوسکے پائے حصار مین پہنچین ہر چند قلعہ نشینون
نے توپ و تفنگ سے اُن پر آگ و تون کی طرح برسائی اور مدافعت مین بہت کوشش
کی اور لشکر شاہی کے بہت آدمیون کو زخمی و کشتہ کیا مگر وہ اپنی کوشش سے باز نہ آیا اور
معظم خان ۸ شعبان کو خندق کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ غنیم کے آدمی
مور و ملخ سے زیادہ صحرا مین پھیل کر رسد کے سد راہ ہوتے۔ بڑے بڑے سردار دس
دس ہزار سوارون کے ساتھ لیکر دو دفعہ کبھی لشکر مین لائے۔ ایک دفعہ کبھی آئی تھی کہ
غنیم کے بیس ہزار سوارون نے اسکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ تیر و شمشیر و بان و تفنگ
سے خوب ہنگامۂ جنگ گرم ہوا۔ بیش قیمت جانون کا نرخ ارزان ہوا تو کچھ

اورنگ زیب نے سرداران لشکر کو تاکید سے حکم دیا کہ سعی و کوشش کر کے انکو ایسا پریشان کرین کہ پھر انکو لڑنے کا خیال ہی نہ پیدا ہو یہ لشکر ابھی کروہ چلا تھا کہ غنیم کا لشکر نمودار ہوا۔ اس کے قلب پر لشکر شاہی نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر مین مخالفون کو بے جا و بے پا کیا۔ دو کروہ تک تعاقب کیا۔ اثناے رہ نوردی مین بہت سے دہات و قریات کو غارت کیا اور خشک و تر کو جلا یا اور آخر روز گلبرگہ مین پہنچے۔ حسب الامر ایک جماعت کو مزار محمد گیسو دراز کی محافظت کے لئے مقرر کیا اور ایک اور جماعت کو اُس سرزمین کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ کیا

جب قلعہ کی خندق خاک و پتھر سے پُر ہوئی اور برج مع فصیل کے توپون کی ضرب سے خراب ہوئے تو ۲۷ تاریخ کو دلاوریون کے ذریعہ سے اس برج پر چڑھ گئے جسکے محاذی پختہ دیوار کھچی ہوئی تھی اوّل اُسی دیوار کو ڈھایا۔ اگرچہ قلعہ کے اندر مدافعہ و مجادلہ مین متحصن ساعی ہوئے بان و تیر و تفنگ مارکر بازار کارزار اور ہنگامۂ جنگ کو اُنہون نے رونق دی حقہاے باروت و سحابہاے نفت آمود و پشتوارہاے کاہ کو آگ لگا کے اوپر سے پھینکتے تھے۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاور اسکو گلزار سمجھتے تھے سب کے سب ایک دفعہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ دلاور حبشی نے جو عادلخان کی طرف سے دو ہزار پانچ سو سپاہیون کے ساتھ قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اپنے تئین معرض ہلاک مین دیکھ کر ایک عرضداشت بھیجی جسمین اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے جرائم کی معافی مانگی۔ چونکہ قلعہ مین اکثر سید تھے اسلئے بمقتضاے دینداری و مروت و فتوت کل قلعہ نشینون کے جان و مال کی امان دی گئی اور حکم دیا کہ وہ مع عیال و اطفال سب قلعہ سے باہر چلے آئین دوسرے روز غرہ ذی قعدہ ۶۷ سنہ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیان لیکر خدمت عالی مین آیا اور بیجاپور جانے کی اجازت مانگی۔ اورنگ زیب نے قلعہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور دلاور کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ بادشاہ کو جب ان قلعون کی فتوحات کی خبر پہنچی تو اس نے بیدر کا نام ظفرآباد رکھا۔ معظم خان کو ولایت کرناٹک جسکی جمع چار کروڑ دام تھی بطریق انعام عنایت کی اور اور سرداروں کو مناصب دیئے اور جاگیرین دیکر مالامال کر دیا۔ جانشین عادلخان نے بھی اطاعت اختیار کی اور مقرر ہوا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپئے بطریق پیشکش کے بھیجے

اور دشمنون پر دلیرانہ حملہ کیا اور انکو پاشان و پریشان کیا۔ مخالفون نے فرار کیا تو انکا
بنگاہ تک لشکر شاہی نے تعاقب کیا اور اُسکے خیمہ و خرگاہ کو جلایا اور حتی الامکان قتل و
اسیر سے باز نہ آیا اس سبب کہ قلعہ کے محاصرہ کا خیال تھا۔ مورچون کی خبر لینی ضرور
تھی اور غنیم کا پتا نہ تھا۔ تعاقب زیادہ ضروری نہ تھا شام کے وقت لشکر اپنے ڈیرون
مین چلا آیا نصرت خان وغیرہ جب احمد نگر پہنچے تو ایک بارگی سیواجی پر کہ اُس سرزمین
مین فساد اُٹھا رہا تھا حملہ آور ہوئے اور مخالفون کو گھیر لیا اور ایک جمع کثیر کو زخمی و قتل
کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور یہ مقرر ہوا کہ طلب خان نواحی جنیر مین اور عبد المنعم پسر مرزا خان و
ہوشدار خان چمارگوندہ اور نصرت خان و ایرج خان باندیہ مین قلعہ پرینده کے
محاذی توقف کرین تاکہ پرگنات لٹیرون کے آسیب سے سالم و امین رہین کسی کو رعایا
کے حال سے تعرض کی مجال نہ ہو۔

اس ملک مین زقوم کا صحرا بہت تھا سردار کے حکم سے خندق کو زیادہ تر زقوم سے پُر
کرتے تھے حصار گزین . . . . ہمیشہ نقب مین باروت بھر کر یا اوپر سے بہت
سی گھانس مین آگ لگا کر خندق مین پھینکتے تو چوب زقوم جلجاتی اور خندق خالی ہوجاتی
پھر از سر نو تردد کرنا پڑتا اور اس سبب سے یورش کے کام مین دیر لگتی۔ اب اورنگ زیب
کے حکم سے خندق خاک پتھرون سے بھری گئی اسی تاریخ ملک حسین و فتح خان کو سید
محمد بیگ داروغہ توپخانہ کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اورنگ زیب نے قلعہ پلپٹنگہ کی فتح
کے لئے روانہ کئے اس قلعہ کو گو اہل قلعہ نے انکا مقابلہ کیا مگر انہون نے سرسواری اسکو فتح کرلیا
ایسے ہی ہنجولی کی فتح کے لئے شیخ میر بھیجا گیا پہلے ہی سے خوف کے مارے قلعہ دار بھاگ گیا
بے تصدیع یہ قلعہ تصرف مین آیا۔ سیاہ نوٹ سے معمول ہوئی۔

سیوم ماہ مذکور کو شاہزادہ سلطان محمد معظم اور معظم خان و نجابت خان و راے ستر سال
اور مرزا سلطان و دلیر خان وغیرہ مخالفون کی دفع کے لئے روانہ ہوئے جو کہ ر
مالش پاکر متفرق ہوئے مگر پھر وہ جمع ہوگئے وہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ کے لینے مین مخل ہون

روانہ ہوا۔ ۸ صفر سنہ ۱۰۶۸ کو اکبرآباد سے تین کروہ پر جمنا کے کنارہ آیا۔ منجموں نے دولت خانہ کو
جانے کی تاریخ ۱۹ صفر مقرر کی۔ ماء اللحم و اشربہ مقویہ پینے سے طبیعت بحال ہوئی اور روز
بروز صحت ہوتی گئی۔ بادشاہ اپنے دولت خانہ مین گیا اور جشن قمری اڑسٹھ سال کے ختم ہونے
اور اُنہترویں برس شروع ہونے کا ہوا۔ بادشاہ کو دارا سب بیٹون مین زیادہ پیارا
تھا اسکو منصب شصت ہزاری چہل ہزار سوار سی ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت کیا اور ایک
تسبیح مروارید قیمتی آٹھ لاکھ روپئے کی اور مرصع آلات چودہ لاکھ روپئے کے دیئے اِس
منصب کی تمام طلب مع انعام ۸۳ کروڑ دام تھی اور سالانہ حاصل اسکا دو کروڑ سات لاکھ
پچاس ہزار روپیہ تھا۔ اُسپر صوبہ بہار اور ضمیمہ ہوا۔

سوانح سال سی و دوم جلوس سنہ ۱۰۶۸

شاہجہان کے بیٹون اور بیٹیون کی لیاقت و اوصاف

اب آیندہ اس بادشاہ کے واقعات سلطنت صرف اسکی اولاد کے فساد ہین اسلیئے
اسکی اولاد کی استعداد و لیاقت و خصائل کا ذکر اول کیا جاتا ہے۔ تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصفخان
کی بیٹی ممتاز الزمانی بیگم شاہجہان کی بیوی تھی اسکے بطن سے اس وقت چار بیٹے سلطان
داراشکوہ و مرزا شجاع و مرزا اورنگ زیب و مرزا مراد زندہ تھے اور دو بیٹیاں بادشاہ بیگم
اور روشن آرا بیگم۔ باپ نے ان چاروں بیٹوں کو اوضاع محمودہ و آداب ستودہ و پسندیدہ
و اطوار برگزیدہ کی تعلیم کرائی تھی اور ہر ایک کو ایک وسیع ملک اور فسیح مملکت عنایت کی تھی
اور سررشتہ انتظام و بست و کشاد مہام مملکت انہین کی رائے پر چھوڑا تھا۔ نزدیک و دور کے
ممالک کی تسخیر انسے کرائی تھی۔ چاروں بیٹے امورات سلطنت مین کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتا تھا
وہ اپنی بلند نظری کے سبب آپس مین رشک و حسد رکھتے تھے ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا
نہ دیکھ سکتا تھا۔ سلطان داراشکوہ سب مین بڑا بیٹا تھا اس وقت بیالیس برس کا تھا وہ
بادشاہ کو ایسا عزیز تھا کہ اسکی دوری کبھی اسکو پسند نہ ہوئی وہ ہر وقت باپ کا انیس جلیس
رہتا تھا بادشاہ نے اسکو سب بیٹوں پر فوقیت دی تھی اور اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ یہ
شاہزادہ دل کا شجاع اور ہاتھ کا سخی و طبیعت کا آزاد تھا۔ بادشاہت کی شان و شوکت

قلعہ پرنیدہ مع لواحق اور قلاع و ولایت کوکن اور محال و نکو بادشاہی ملازمون کے حوالہ کرے۔ جب اورنگ زیب کی عرضداشت مین یہ حال لکھا ہوا بادشاہ کی خدمت مین گیا تو اُسنے پچاس لاکھ روپیہ پیش کش مین معاف کیا اور اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد مین جاے۔ اور قاضی نظاما کو پیش کش کے وصول کے لئے بھیجے معظم خان کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرنیدہ و قلاع و ولایت کوکن و ونکو مین تھانے بٹھاے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیش کش کو ہمراہ لے کر بادشاہ کی خدمت مین آئے۔

بتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے بھی بھلے دن گئے بُرے دن آئے اُس سے عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جا غولت نے چھین لی شاہجہان آباد مین ۷ ذی حجہ سنہ ۶۷ کو بادشاہ کا اول پیشاب بند ہوا پھر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء اسفل مین ورم ہوا۔ اطبار کے علاج نے کچھ فائدہ نہین کیا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ۭ ایک ہفتہ مین رفتہ رفتہ سلس بول و قبض طبیعت اور ورم زیرناف ہوگیا ان امراض نے ایسا زور پکڑا کہ اسکو مُردہ کی شکل بنا دیا۔ سات روز تک مُنہ مین کھیل کا دانہ تک اُترکر نہین گیا۔ اطبار کے مبالغہ سے بادشاہ نے کچھ شوربا پیا۔ شیر خشت سے فائدہ ہوا۔ ضعف کچھ کم ہوا ان دنون مین صرف داراشکوہ اور بعض امرا مقرب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے مگر اور سب محروم تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ مین بادشاہ بیٹھا سب لوگ کورنش بجالاے۔ خلق کا اضطراب کم ہوا اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ کرکے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ عنایت کیا اور ایک کروڑ دام انعام سابق و لاحق ملکہ بیس کروڑ دام ہوئے۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکاۃ سائر دارالخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہان مین جاؤن وہان کی زکاۃ معاف ہو پانچ ہزار مہر ارباب استحقاق مین تقسیم کرنے کے لئے فاضلخان و رضوی خان و سید ہدایت اللہ کو دئیے بہت سے قیدی چھوڑ دیئے بغیر اسکے کہ اُنکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو۔ ۱۹ محرم سنہ ۶۸ کو بادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ مین دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو

بادشاہ کی علالت۔

مزاج کا متحمل طبیعت کا متین تھا۔ ملاقات مین متواضع منکسر اور آداب کا پابند۔ گفتگو مین شیرین کلام
جو بات مُنہ سے نکالتا سوچ سمجھ کر۔ عاقبت اندیش اور دور بین ایسا کہ برسون پہلے سے ہر بات کی
پیش بندی اور منصوبے کیا کرتا تھا۔ ہوشیار ایسا کہ چارون طرف کان لگائے رکھتا۔ ملکی کامون
مین جوڑ توڑ سے خوب واقف تھا۔ دل ایسا مستقل رکھتا تھا کہ کسی کے کہنے سے دہل نہین ہوتا تھا۔ نہ
کسی کے بھڑکانے سے بھڑکے۔ نہ کسی کے ٹھنڈا کرنے سے ٹھنڈا ہو۔ دشمنون کو اپنا دوست بنا لینا
اور دوستون کو آپس مین دشمن بنا دینا اور انکو دق و حیران کرنا خوب جانتا تھا یون تو نہایت سادہ
بے تکلف رہتا مگر وقت پر شاہانہ شان دکھاتا۔ لڑکپن مین ایسے پرہیزگار اور زہد شعار علماء سے
اسنے تعلیم پائی تھی کہ آغاز عمر مین وہ زہد و تقوی اور صوم و صلوۃ اور قرآن شریف کی تلاوت کا عادی
تھا نشست برخاست۔ رفتار گفتار کردار مین غرض ساری حرکات و سکنات مین ایک تعجب خیز
دینداری کی شان لئے ہوئے تھا۔ حرارت اسلامی اسکے رگ و پے مین ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے
مذہب کیلئے بڑی بڑی خطرون کے اٹھانے کو اپنا فخر و ناز جانتا تھا وہ اہل سنت و جماعت کے مذہب
پر اعتقاد کامل رکھتا تھا بعض اوقات اسکو دینداری کا جوش ایسا اوٹھتا تھا کہ وہ اس دنیا کی دولت کو
ناچیز سمجھ کر اسکے تارک ہونے کا ارادہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہمنے لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۵۴ مین اُسنے گوشہ نشینی و
خلوت گزینی کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔ مگر باپنے یہ سُنکر اس ارادہ سے باز رکھا۔ کبھی کبھی اپنی خود کامی
اور بلند نظری کے ارادون مین اور دغا و فریب کی چالون مین شرعی حجتین نکالا کرتا تھا۔ وہ کسی کا
کم اعتبار کرنے کو حزم و احتیاط جانتا تھا۔ باقی حال اسکی خصائل کا اسکی سلطنت و وفات کے بعد
بیان کرینگے شاہجہان نے اسکی نسبت کہا کہ ذی عزم و مآل اندیش بہ نظر می آید اغلب کہ متحمل امر خطیر
ریاست تواند شد۔ مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات مین صوبہ دار تھا۔ ہاتھ کا سخی
دل کا دلاور تھا۔ مہمات عظیم مین بڑی بڑی فوجون کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر یہ شہزادہ
ایسی عقل نہین رکھتا تھا کہ پادشاہی کے لئے داؤن پیچ کرتا۔ اس عقل سوا ایک اور یہ کم بختی
تھی کہ عیش دوست تھا اسکی نسبت شاہجہان نے کہا ہے کہ مراد بخش مجھول الکیفیت بالکل شرب
ساختہ دائم الخمر است۔ جہان آرا بیگم جسکو پادشاہ بیگم یا بیگم صاحب کہتے ہین۔ وہ بڑی

اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہان ہو اُس کو
مغلوب کرنا چاہتا تھا اس لئے شاہجہان اُسے کہا کرتا تھا کہ وہ بیرون کے لئے بھلا اور بھلون کے
لئے برا ہے۔ دشمنون سے انتقام لینے مین بےصبر و شکیب تھا احتیاط و حزم کے معمولی قواعد کو
مکر اور نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شہزادہ پن کے ساتھ تصوف و ویدانت مین ڈوبا
ہوا تھا وہ کفر و اسلام کو برادر توام سمجھتا تھا وہ اپنے پردادا اکبر کے مدرسہ کا طالب علم
تھا ہندو مسلمانون کو متحد کرنا چاہتا تھا وہ فرنگیون کا بھی مربی تھا۔ انجینیر اور توپ خانہ
کے افسر فرنگی اسکے نوکر تھے جنکے نام فرانسیسی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ یوزی صاحب
فلیمنس پادری کے مواعظ دینیہ کو بہت رغبت سے سنتا تھا۔ ہندو مسلمانون کو ایک مذہب
کرنا چاہتا تھا۔ فقیرون اور ہندوؤن کی صحبت کا شوق تھا انکی کتابین پڑھتا اور پڑھواتا
دلی مین بنارس سے پنڈت بلوائے اور پچاس وید کے انپشید کا ترجمہ فارسی زبان مین
کرایا۔ یہ ترجمہ رمضان ۱۰۶۷ سنہ مین ختم ہوا تھا۔ اُس نے ایک کتاب ہندو مسلمانون کی
تطبیق مین لکھی۔ اس قسم کی تصنیفات وہ عربی فارسی مین خود کرتا اور عالمون سے کراتا
اس سبب سے مسلمان اسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اسکو اپنے مذاہب کا معاون جانتے
تھے۔ بحیثیت مجموعی اسکا مزاج ایسا تھا کہ اسکے دشمن بہت اور دوست تھوڑے تھے گو وہ شیرین
کلام تھا مگر ایک قسم کا غرور و گھمنڈ ایسا رکھتا تھا کہ لوگ اس سے مانوس کم ہوتے تھے۔ مرزا
شجاع اُس سے چھوٹا بھائی تھا اس وقت چالیس برس کا تھا اور بنگال مین صوبہ دار تھا
اگرچہ فطری عالی دماغ تھا مگر عیش و عشرت مین ڈوبا رہتا تھا اور شراب کی بلا مین ایسا مبتلا
تھا کہ کور مغز ہو گیا تھا۔ اگرچہ اہل سنت و جماعت کے گھر مین پیدا ہوا تھا مگر شیعون سے ایسا
اتحاد و ارتباط رکھتا کہ شیعہ مشہور ہو گیا تھا اہل سنت کی نظر اس پر بری طرح پڑتی تھی
شاہجہان نے اس شہزادہ کی نسبت کہا ہے کہ شجاع غیر از سیر چشمی وصفتے ندارد اس سے چھوٹا
بھائی اورنگزیب ۳۰ برس کا تھا اور دکن مین صوبہ دار تھا اسکا مزاج اپنی ساری خاندان
سے نرالا تھا اس نے آیندہ اپنی سلطنت ایک نئے رنگ ڈھنگ سے کی وہ دل کا شجاع

کہ مولویوں سے فتوی لیکر اسکو جائز جانا ہے۔ ڈاکٹر نے بہت سی باتیں ایسی ہی لکھی ہیں کہ جسکے سبب سے
اسکی تصنیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔
بیگم صاحب سے چھوٹی بیٹی روشن آرا بیگم تھی جو عقل و صورت میں اور بادشاہ کے لاڈ و پیار میں بڑی
بہن کے برابر تھی مگر اپنے بھائی اورنگ زیب پر دل و جان سے فدا تھی محل سرای شاہی میں وہی اورنگ زیب
کی جاسوس تھی اپنے بھائی کو امورات سلطنت کی خبریں پہنچاتی تھی۔ شاہجہان نے ہر چند چاہا کہ بیٹوں
میں طریقہ برادری ہمیشہ قائم رہے اور انمیں اخوت و صداقت کو متانت ہو مگر اسکا اثر کچھ مرتب نہوا
اور ساری نصائح اسکی ضائع گئیں فتنہ پرستوں اور ناراستوں نے وہ داستانیں بنائیں اور
فساد کے افسون پھونکے کہ بھائیوں میں ابواب پرخاش و ستیز مفتوح ہوئے اور دلوں میں رنجشیں
پیدا ہوئیں کہ باہم انتقام کے درپے ہوئے اور خویشتن داری کے سبب سے ہر ایک وقت قابو کا منتظر رہا
جب بادشاہ بیمار ہوا تو داراشکوہ نے وقت فرصت کو غنیمت جانکر امور سلطنت کا اختیار اپنے
کف اقتدار میں لیا اور وکلاء سے دربار کے وقائع کے لکھنے کا مچلکہ لیا اور بنگالہ و احمد آباد
و دکن کے قاصدوں و مسافروں کی راہ بند کی۔ مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ سے بادشاہ کی بیماری
کی شدت اور اسکی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی۔ پھر نزدیک و دور کے صوبجات میں واقعی خبروں
کے نہ پہنچنے سے اور بادشاہ کے احوال نہ معلوم ہونے سے ہل چل پڑی واقعی خبروں کا پہنچنا
مواد فتنہ و فساد کے رفع کے لئے واجب عقلی و سخن شرعی تھا۔ اس ضمن میں بعض بداندیشوں نے
اور انکی پریشانی میں اپنی جمعیت اصلاح جانکر جھوٹی سچی اخبار نویسی شروع کی اور اپنی
عرائض خلاص آمیز ہر طرف بھیجکر معاملہ کو اور ہی رنگ میں دکھایا۔ بادشاہ نے اپنے حال کو
متغیر دیکھکر چند اپنے خاص ارکان سلطنت کو بلایا اور داراشکوہ سے بیعت کرائی اور یہ
نصائح فرمائیں کہ اول حاضرین انجمن کو سررشتہ اخلاص و ارادت و موافقت ظاہر و باطن
کی نگاہداشت لازم ہے کہ ہر وقت ہر حال میں وہ داراشکوہ سے موافقت کریں اور پھر
داراشکوہ کو پند ارجمند کی کہ وہ جناب الہی کی رضامندی و خرسندی میں اور عموم خلق کے
ساتھ حسن سلوک میں اور رعیت و سپاہ کی رعایت میں ہمیشہ ساعی رہے پھر بادشاہ کشتی میں

اور شاہ کی بیماری میں امور سلطنت میں وہ فتور...

صاحبزادی تھی وہ ایک عقل کی پتلی نورحسن سے آراستہ پادشاہ کی آنکھ کی مینک اور کلیجے کی ٹھنڈک تھی وہ امورات سلطنت مین بہت دخیل تھی۔ پادشاہ نے جو دولت اور جاگیرین اُس کو دین انکا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر رکھتی۔ وہ اپنے بھائی داراشکوہ سے بہت مانوس تھی اور بھائی بھی اسکو بہت چاہتا تھا۔ شاہجہان کو اپنی اولاد مین یہ بڑا بیٹا اور بڑی بیٹی حد سے زیادہ عزیز تھی۔ بیگم صاحب کی نسبت ڈاکٹر برنیر نے معلوم نہین یہ بازاری گپ کسی بھنگیر خانہ مین سُنکر یا اپنے ملک پر قیاس کرکے لکھی ہے کہ بیٹی کو باپ سے متہم کیا ہے اور لکھا ہے کہ شاہجہان اپنے اس کام کو درست اس وجہ سے جانتا تھا کہ علماء و فقہاء نے فتویٰ دیدیا تھا کہ پادشاہ کو اس درخت کے میوہ سے متمتع ہونے کو منع کرنا جو اُسنے خود لگایا ہو انصاف سے بعید ہے۔ ڈاکٹر نے جو اس عصمت مآب بیگم کے دامن پر دھبا لگایا ہے اسکو انکا خود یادری کے تور یون مٹاتا ہے کہ بیگم صاحب کی محبت مین گناہ کا شامل کرنا محض ایک افواہ عوام تھی جسکی بنیاد سوائے اہل دربار کی حسد کے کوئی دائم الہیئت نے پھر بیگم صاحب کی عشق بازی کے دو قصے تحریر کئے ہین اور لکھا ہے کہ مین بطور فسانہ سازی کے نہین لکھتا۔ بلکہ وہ واقعات تاریخی لکھتا ہون جس سے ہندوستانیون کا حال معلوم ہو جسکا مختصر بیان یہ ہے کہ بیگم صاحب نے ایک حسین جوان سے عشق پیدا کیا ایک دن شاہجہان بے خبر بیگم صاحب پاس گیا تو اس نے اپنے یار کو حمام کی ایک دیگ مین چھپایا۔ پادشاہ نے اسکو اس دیگ مین دم بخت اس طرح کیا کہ بیٹی سے کہا کہ ہمنے ابھی غسل نہین کیا ہے۔ خواجہ سراؤن کو حکم دیکر دیگ کے نیچے آگ روشن کرائی اور بیٹی کے یار کو اس طرح فی النار کیا۔ دوسرا قصہ یہ لکھا ہے کہ بیگم صاحب نے ایک ایرانی خانسامان ناظر خان کو پسند کیا جسکو شاہجہان نے پان مین ایسا زہر کھلایا کہ وہ گھر تک نہ پہنچ سکا راہ ہی مین موت آگئی ایک ظریف نے ان قصون کو سنکر یہ شعر ڈاکٹر برنیر پڑھا کہ ؎ جعفر زٹلی نے کیا کیا گھی کو عمل کے بھینا کیا۔ ہندوستان مین مسلمان پادشاہ جو بد کردار ہوئے ہین انھون نے بہت برے برے کام کئے ہین لیکن کسی نے یہ پاپ نہین کیا جو برنیر نے شاہجہان کے سر پر تھوپا ہے اور پھر اس پر یہ طرہ اور چڑھایا ہے

ناحق مارتا ہے تو بھی کسی تہمت کی بلا مین اسی طرح گرفتار ہو۔ اُس خواجہ سرانے یا کسی اورنے علی نقی
کی طرف سے ایک نوشتہ جعلی بنایا جسمین اس کے خط و مہر کی تقلید کی اور اسمین داراشکوہ کو یہ لکھا کہ
شہزادہ مراد کا ارادہ فاسد ہے اور اسکو موم مین بند کرکے قاصد کو دیا اور قاصد کو چوکی
مین گرفتار کرایا اور اسکو مرادبخش پاس لائے۔ وہ نوشتہ کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور علی نقی
کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نمک حرامی کے ارادہ سے اپنے ولینعمت کے ساتھ
قصد فاسد کرے تو اسکی سزا کیا ہے۔ علی نقی نے کہا کہ اسکی سیاست کرنی چاہیئے اسکے بعد مرادبخش
نے وہ نوشتہ علی نقی کو دیا اُسنے پڑھ کر گستاخانہ جواب دیا کہ اُس ندیم پر آفرین ہے کہ جسنے
یہ جعل بنایا اور اس بادشاہ کی عقل و دانائی پر افسوس ہے کہ جسکو خدا نے سلطنت دی ہو اور وہ
اپنے فدوی دوستون اور مخالف منافقون مین فرق نہ کرے۔ شاہزادہ غصہ مین پہلے ہی سے
مونڈھے پر برچھی لئے بیٹھا تھا اُس نے علی نقی کے سینہ مین برچھی ماری اور خواجہ سرا کو اشارہ کرکے
اُس کا کام تمام کرایا۔

شاہزادہ شجاع نے بادشاہ سے سرتابی کی اور زمیندارون کی اعانت کے بھروسہ پر
ترکتازی شروع کی اور اکثر محال خالصہ پر دست تصرف دراز کیا اور لشکر عظیم لیکر پٹنہ و بہار کا
عازم ہوا اور مقابلہ پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے مرادبخش کیطرف کچھ خیال نہین کیا۔ مگر
شجاع کے لئے ایک بھاری لشکر بسرداری سلیمان شکوہ روانہ کیا اور مرزا راجہ جیسنگھ کو اسکا اتالیق
مقرر کیا اور بہت خزانہ و ہاتھی اور امرائے نامدار اور بیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی پیادے تعین کیے
اور سلیمان کا اضافہ منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار پر کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا
جب راجہ بطریق ہراول بنارس کے نزدیک آیا محمد شجاع بھی اپنے لشکر کے شجاعون کے ساتھ پیکار
پر مستعد ہوا۔ کشتیون پر اپنا تصرف کیا اور راجہ کے ساتھ مقابلہ و کارزار پر متوجہ ہوا۔
اور راجہ سے ڈیڑھ کروہ پر اُترا۔ راجہ نے دوسرے روز جنگ کی شہرت نہ دی اور تبدیل
مکان کا اشتہار دیا اور اپنے مقام سے سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے کہ ابھی محمد شجاع
خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تھا اور رات کے نشہ کا خمار اسکا نہ اُترا تھا قتال و جدال مین

سوار ہو کر اکبر آباد میں چلا آیا جسکو بعض مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ دارا شکوہ باپ کو اس حالت مرض میں
آگرہ لے گیا کہ وہان کے خزانہ پر قابض ہو۔ اب اس نے باپ کو چند روزہ مہمان سمجھ کر اوسنے
تئیں پادشاہ جانکر ایسے احکام جاری کئے کہ سررشتہ ملک مالی و قانون پاسبانی ہاتھ سے گیا۔
مصالح دولت میں مفاسد عظیمہ اور انتظام میں کلی خلل پیدا ہوئی۔

دارا شکوہ کا انتظام سلطنت اور بھائیون کی بغاوت

جب بھائیون کو یہ خبر پہنچی کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور دارا شکوہ سلطنت پر متسلط ہے
تو گجرات میں مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا اور بنگال میں مرزا شجاع نے تخت شاہی قدمون
تلے بچھایا دکن میں اورنگ زیب نے دانائی خرچ کی کہ بظاہر اورنگ فرمان دہی پر قدم نہ رکھا مگر
در پردہ سب کچھ سامان تیار کیا اور اپنی سعادت منشی دکھلانے کے لئے باپ کی عیادت کا
بہانہ بنا کے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب آگرہ میں شاہجہان کو شفاء کلی حاصل ہوگئی تھی
سلطنت کے کاروبار کرنے کے لائق ہو گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ مگر تین بیٹون کی حرکات ناسزا سے سخت
ناراض ہوا اسکو دارا شکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے پر اعتبار نہ رہا اور اسپر ایسا اعتماد کیا کہ پھر
اپنے اختیارات سے بے اعتنائی کی۔ اب ان اوپر کی باتون کی تفصیل یہ ہے کہ پادشاہ
سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ مراد بخش نے باپ کی علالت کی خبر سنتے ہی سکہ و خطبہ اپنے نام کا
جاری کیا۔ خواجہ شہباز خواجہ سرا کو فوج و مصالح قلعہ گیری کے ساتھ قلعہ بندر سورت کی تسخیر
کے لئے اور بندر مذکور کے ضبط کے واسطے روانہ کیا۔ خواجہ شہباز نے بندر سورت میں پہنچکر
قلعہ کو محاصرہ کیا اور نقب لگا کے اور برج و حصار اڑا کے قلعہ کو مفتوح کیا اور تجار کو جمع کرکے پندرہ
لاکھ روپئے بطریق دست گردان طلب کئے۔ بہت قیل و قال کے بعد عمدہ تاجرون حاجی محمد زاہد
اور بیرجی نے آپس میں اتفاق کرکے چھ لاکھ روپئے سب تاجرون کیطرف سے قرض میں دیا اور
تمسک پر محمد مراد بخش نے مہر کی اور خواجہ شہاب الدین نے ضمانت دی شہزادہ مراد بخش کا دیوان
علی نقی تھا ایک معتبر خواجہ سرا اس سے عداوت ہم چشمی رکھتا تھا۔ یہ دیوان اجراء سیاست میں
ایسا شدید تھا کہ اگر کوئی تقصیر کرتا تو اسکا زہرہ (پتا) نکلوا تا۔ ایک فقیر چوری کی علت
میں گرفتار ہوا۔ علی نقی نے اسکا زہرہ نکلوایا اس نے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ تو مجھے

بسبب پیری و بیماری کے نہ رہی تھی۔ داراشکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہو گیا تھا کہ خواہ نہ خواہ یہ احکام اس وقت جاری ہوئے کہ اورنگ زیب بیجاپور کی لڑائی میں مصروف تھا۔ پادشاہ کے ایسا ولوں اور سرداروں نے یہاں آن کر لڑائی میں ایسی کھنڈت مچائی کہ مہابت خان و راؤ ستر سال وغیرہ بے رخصت و بے اطلاع اکبرآباد کو متوجہ ہوئے۔ ایسے واقعات ناہنجار کے وقوع سے اورنگ زیب کی خاطر مکدر ہوئی اس لئے اہل بیجاپور کو امان دیکر جان بخشی کی اور مصالحت و معاہدہ کو قبول کر لیا اور اس مہم کا اتمام اور وقت پر رکھا اور خود بیجاپور سے اورنگ آباد میں چلا آیا۔ پادشاہ کی طرف سے سپاہ کی طلبی کی وجہ اورنگ زیب کو یہ لکھی گئی کہ سپاہ کی ضرورت مرزا شجاع و مرزا مراد کی سرکشی کے دبانے کے لئے ہے۔ داراشکوہ نے یہ بات دور کی سوچی تھی باپ کی زندگی میں ان دونو بھائیون کا فیصلہ ہو جاے اور پھر اورنگ زیب سے دکن میں سمجھ لیا جاے۔ سب امراء پادشاہ پاس چلے گئے۔ شاہنواز خان و معظم خان میر جملہ و نجابت خان کے سوا کوئی اورنگ زیب پاس نہین رہا۔ ان امیرون میں معظم خان کی جان پر سب سے زیادہ مصیبت تھی وہ خود تو یہان مہم بیجاپور میں اورنگ زیب پاس تھا اور بیٹا اور سارا کنبا آگرہ میں پادشاہ پاس تھا۔ اگر پادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا تو اورنگ زیب کے ہاتھ سے اسکی کم بختی آتی اور اگر نافرمانی کرتا تو سارا خاندان عذاب میں پھنستا۔ مگر اورنگ زیب نے اسکو ایسی بات سمجھائی کہ ساری اسکی حیرانی پریشانی دور ہوئی آپس میں صلاح مشورہ سے یہ بات نکالی کہ معظم خان کو اورنگ زیب نے اپنے دربار میں بلایا اسنے اپنی پریشانی کا عذر کیا اور تعمیل حکم میں تاخیر کی اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ فوراً اسکو پکڑ کر مجلس میں لائے وہ جا کر پکڑ لایا اور اورنگ زیب نے اسی مجلس میں اسکو قید کر کے دولت آباد کے قلعہ میں بھیجدیا اور اس کا سب مال اسباب ضبط کر لیا اس ملی بھگت سے کام چل گیا کہ اسکے خاندان پر آگرہ میں کوئی آفت نہ آئی۔ بلکہ پادشاہ نے اورنگ زیب کو اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ اندنون میں ایسا سنا گیا کہ اس فرزند ارجمند نے ہمارے ایک بے گناہ دوست کو جسنے شائستہ خدمات کی تھی اور عقل و ادب آموز نے ہمارے حکم کی تعمیل میں اسکو مجبور کیا تھا۔ تمنے بعض نیادہ سرون کے

مصروف ہوا۔ یہ بےخبر ناتجربہ کار اس وقت خبردار ہوا۔ کہ کام ہاتھ سے جاچکا تھا اور
لشکر کو شکست فاحش ہوچکی تھی۔ سراسیمہ تمام لشکر خزانہ و ہاتھی اور توپ خانہ اور کارخانے غارت
ہوکر راجہ کے تصرف مین آئے۔ اور ساری ولایت داراشکوہ کے تصرف مین آگئی۔ راجہ نے اکبرآباد
شجاع کے ہمراہیون اور نامی شجاعون کی ایک جماعت کو اسیر کرکے روانہ کیا۔ داراشکوہ نے انکی
تشہیر کرکے بعض کو قتل کیا بعض کے ہاتھ کاٹے۔
شجاع میدان جنگ سے سراسیمہ ہوکر کشتی مین سوار ہوا اور پٹنہ گیا تھا۔ یہان بھی لشکر نے
اسکا پیچھا نہین چھوڑا وہ منگیر گیا۔ یہان سے بھی نکالا گیا تو راج محل مین آیا۔ اس ہزیمت اور
فرار ننگ و عار سے اسکی غفلت پر ایک ایسا کاری تازیانہ لگا کہ اُسنے ایک عرضداشت باپ کی
خدمت مین بھیجی کہ امیدوار اعلیحضرت کی عنایت کا ہون مجھ پر رحم فرمایئے اور میری تقصیرات
کو معاف کیجئے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی اور بنگ بنگال بدستور سابق اسکو عطا فرمایا
اور سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بُلایا۔ یہ معاملہ تو مرزا شجاع کے ساتھ داراشکوہ کا ہوا۔
داراشکوہ نے اورنگ زیب کی بدخواہی کو بادشاہ کی دولتخواہی کے پیرایہ مین یون ادا کیا کہ اسکی
طرف سے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ وہ بھی مرزا شجاع کی ہزیمت خوردگی کے انتقام کشی کے لئے اور مرزا
مراد مفسد کی کمک کے واسطے ایک شائستہ لشکر کے ساتھ عیادت شاہی کا بہانہ بناکے چلا آتا
ہے ہر طرح سے وہ حضور کی دولت مین رخنہ اندازی کررہا ہے کہ پختہ کاری کے ساتھ پیغام نہانی
بہت سے امیرون کو بھیجکر اپنا طرفدار بنالیا ہے قطب الملک سے پیشکش کے کروڑ روپئے وصول
کرکے بغیر حضور کی اجازت کے فراہمی سپاہ مین صرف کردے۔ اگر خدانخواستہ یہ لشکر اعظم جو والی
بیجاپور سے لڑنے گیا تھا اور آجکل اورنگ زیب کے پاس ہے اسکو اسنے اپنا مددگار بنالیا اور لڑائی
کے لئے کھڑا ہوگیا تو پھر حضور کی سلطنت کا کیا ٹھکانا ہے اب صوابدید وقت یہ ہے کہ اول صوبہ
دکن مین جو امرا تعینات ہین طلب کئے جائین پھر خزانہ کے لانے کا تقاضا کیا جائے تاکہ اس سبب سے
اورنگ زیب کی حشمت و شوکت و قوت کے اسباب بتدریج کم ہوجائین۔ اگرچہ ایسے
احکام کے جاری کرنے کی مرضی بادشاہ کی نہ تھی مگر اب بادشاہ کی فراست اپنی حالت پر

الاول

ہفت ہزاری سوار پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ پر اسکا اضافہ منصب کیا گیا اور سلخ جمادی
۱۰۶۸ھ کو قاسم خان کو احمد آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور منصب پنجہزاری پنج ہزار دو اسپہ
و سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا۔ ان دونو سرداروں کو رخصت
کیا اور حکم دیا کہ سارے امیرا ور لشکر اوجین میں مقیم رہیں اگر شہزادہ مراد اپنی سعادتمندی
و ادب اندیشی سے حکم کی اطاعت کرکے احمد آباد کو خالی کردے تو بہتر ہے ورنہ اسکو دوبارہ
فہمایش بطور نصیحت کی جاوے کہ اتمام حجت ہوجاوے اگر اسپر بھی وہ نہ سمجھا ور لڑنے کو آئے
تو بے توقف احمد آباد میں جاکر اس ولایت گجرات کے استخلاص میں کوشش کریں۔ اگر
اورنگ زیب ادھر آتا ہو تو اسکو روکیں یہ دونو سردار اوجین میں جاکر مقیم ہوئے۔
اورنگ زیب خوب سوچ سمجھ کر جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی
طرف روانہ ہوا اسکو یہ خیال تھا کہ اگر داراشکوہ نے مراد کو شجاع کی طرح مغلوب کرلیا تو
اسکو بڑی قوت و قدرت حاصل ہوجائیگی اس لئے کسی طرح سے مراد کو اپنا طرفدار بنانا
چاہیئے چنانچہ اس نے اپنی تدبیر ورائے صائب سے محمد مراد بخش کو مکرر کمال محبت سے نامہ
التیام آمیز لکھے جو بادشاہی کی مبارکباد اور تہنیت پر مبنی تھے اور یہ لکھا تھا کہ مجھ دنیای
غدار کے کاروبار سے کسی طرح کی دلبستگی اور آرزو نہیں ہے اور طواف بیت اللہ کے سوا
کوئی اور مراد منظور نہیں ہے برادر بے شکوہ کی زیادہ سری جو بے انصافی کے مقابلہ میں جو
کچھ اس بدۂ اخوان کے دل میں آیا وہ بموقع اور بجا تھا لیکن انسب یہ ہے کہ ابھی
پدر بزرگوار بقید حیات ہیں ہم دونو بھائی متفق ہوکر باپ کی خدمت میں جائیں اور
اس خیرہ سر بدبلت بادۂ نخوت و غرور و خود رائی کے مست کے سزا دینے میں مشغول
ہوں اگر مقدور ہوا اور حضرت ولینعمت کا دیدار مبارک میسر ہو تو آشوب و فتنہ
کے دور کرنے میں کوشش کریں اور ہم نے جو تقصیر عالم اضطرار میں بے اختیار کی ہے اسکا
عذر بادشاہ کی خدمت میں عرض کریں اور بعد سلطنت کے انتظام کے اور تمہاری
دولت کے مخالفوں کی تادیب کے میں تم سے کعبۃ اللہ جانے کی اجازت حاصل

اورنگ زیب کا اورنگ آباد سے جانا اور شہزادہ مراد کا ملنا

کہنے سے اسکا نقد وجنس ضبط کیا اور قلعہ دولت آباد مین اسکو محبوس کیا مین تمہاری اس حرکة
سے ناراض ہون کہ جو امراء ہماری اطاعت کو اپنا جزو ایمان جانتے ہین تم انکو قید کرتے ہو
اور جنکو دولت اسباب انعام دینا چاہیئے تم الٹا انکا مال اسباب ضبط کرتے ہو تمکو چاہیئے
کہ کسی حال مین مغلوب الغضب ہوا اور اپنے نفس کو قابو مین رکھکر عفو کو انتقام پر اور
مہر اندوزی کو کینہ توزی پر سبقت دو اور ہمارے فرمان کی اطاعت کرکے ہمکو خوش کرو
جس سے دونو جہان مین تمہاری رستگاری ہو۔ غرض اورنگ زیب کی یہ حکمت خوب چلی
اور معظم خان کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کی اجازت سے اورنگ زیب کی خدمت مین
کمربستہ حاضر رہے اورنگ زیب کی اس حسن تدبیر اور گنبھیرین کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے
اپنے سب کام پردہ مین کیئے اور دارا و شجاع کو آپس مین لڑنے بھڑنے دیا کہ ان دونو کے
ضعیف ہونے سے اپنے تئین فائدہ پہنچائے —

شاہزادہ مراد بخش کو بادشاہ نے فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے فرزند تو نے مراسم
ادب کی رعایت کو بھلا دیا۔ اور بدسلوکی اور بے روشی جو حق شناسی و عقل کے خلاف
تھین اختیار کین اور تو نے بڑی بڑی تقصیرات کین مگر ہم دیدہ و دانستہ ان سے
چشم پوشی کرتے ہین اور تجھ سے حق تربیت و ناسپاسی کا انتقام نہین لیتے اور تیری ساری
لغزشون کو معاف فرماتے ہین تجھے چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی برار کو جا۔ ان دنون مین
وہ تجھے ہم نے جاگیر مین دی ہے اگر تو اس حکم کو نہ مانیگا اور بغاوت و سرکشی اختیار کرکے
برار نہ جائیگا تو پھر ہم پر واجب ہوگا کہ تجھ معاملہ نافہم بے ادب کی تادیب گوشمالی کرکے راہ
پر لائین اور کچھ دنون زندان مین کہ کودک منشون کے لیئے دبستان آگاہی ہے کردار ناہنجار کی
پاداش مین گرفتار رکھین اور تنبیہ کرکے مغرور غفلت شعار کو ہوشیار کرین۔

ان فرمانون کا جواب نہ مراد بخش نے بھیجا نہ اورنگ زیب نے اس سبب یاس ہوا کہ اب کام
مواسا و مدارا و تغافل و تجاہل سے گذر گیا۔ داراشکوہ کی صوابدید سے مہاراجہ جسونت سنگھ
کو مالوہ کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اور ہفت ہزاری

شاہزادہ مراد بخش کو فرمان [illegible]

شیخ برہان اس عہد کے بزرگون مین تھے۔ جب اورنگ زیب جریدہ ان سے ملنے گیا اور فاتحہ
کی التماس کی تو شیخ نے جواب مین فرمایا کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل ہوگا تم بادشاہ ہو
عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو مین بھی تمہاری رفاقت مین دعا و فاتحہ
پڑھونگا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو مژدہ سلطنت کی مبارکباد دی
بعد فاتحہ کے شیخ نے کلمہ نصائح آمیز فرمائے اور تبرک دے کر رخصت کیا اورنگ زیب نے
ایک مہینے تک برہان پور مین سرانجام ضرور اور اخبار حضور کی تحقیق کے لئے قیام کیا۔
۲۵ جمادی الاخری کو محمد طاہر مشہدی کو وزیر خان کا خطاب دیکر برہان پور کا نگہبان مقرر
کیا اور آپ دار الخلافہ کی طرف چلا۔ اُس روز معلوم ہوا کہ عیسی بیگ وکیل اورنگ زیب کو
جو دارا شکوہ نے مقید کیا تھا شاہجہان نے اسکو رہا کرکے مرخص و مطلق العنان کیا وہ
بطریق یلغار اورنگ زیب پاس آیا اور اُس نے مہاراجہ جسونت سنگہ و قاسم خان کی اجین
مین آنے کی اطلاع دی۔ وہ لٹ لٹا کر آیا تھا۔ اورنگ زیب نے اسکو دس ہزار روپیہ دئے
دو تین منزل چلا تھا اُسے عرض کیا گیا کہ شاہ نواز خان کا رفاقت کا ارادہ نہین اُس کی
ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد بخش سے بیاہی گئی تھی۔ شاہزادہ
محمد سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک
مین محبوس کرین ہر منزل مین روشناس اور کارطلب نوکرون کے وہ اضافہ کرتا اور
انکو خطاب دیتا۔ دہم رجب کو آب نربدا سے عبور کیا۔ محمد مراد بخش محبت آمیز عہد نامہ
کے بھیجنے کے بعد احمد آباد سے نکلا۔ ۲۱ رجب کو دیبال پور مین آیا اور اورنگ زیب سے
ملا۔ دونو بھائیون مین بڑے تپاک کی باتین ہوئین اور از سر نو عہد و قرار بکفالت قسم
کلام اللہ ہوئے۔ اورنگ زیب نے دریاؤن و ندیون کے معبرون پر اور خشکی کی گذرگاہوں پر
ایسا انسداد کیا تھا کہ آب باد کا گذر متعذر تھا وہ اجین سے سات کروہ پر آگیا اور راجہ جسونت سنگہ
کو دونو بھائیون کے فوج پہنچنے کی خبر نہ ہوئی۔ جب اکبر پور سے لشکر کا گذر ہوا تو راجہ شیورام
قلعہ دار مانڈو نے مطلع ہو کر مہاراجہ کو مجمل حال لکھکر اطلاع دی۔ قاسم خان نے جب محمد مراد بخش کی

کر کے اپنے مقصود کا عازم ہون۔ تم کو چاہیئے کہ اس ارادہ مین تاخیر نہ کرو اور شائستہ
فوج اور آراستہ لشکر لے کر کافر بدنہاد یعنی جسونت کی تادیب کے قصد سے مرحلہ پیما ہو
اور مجھکو یہ جانو کہ دریاے نربدا کے پار ہون اور فوج دریا موج اور توپخانہ جہان آشوب
کو کہ میری ہمراہ ہے اسکو اپنی فتح کے مصالح مین سمجھو اور کلام اللہ کو عہد و پیمان کا کفیل سمجھ
ہوا خواہ کا جانو اور کسی وجہ سے اپنی خاطر مین وسوسہ نہ کرو۔ یہ خط خافی خان
کی منتخب اللباب سے ترجمہ کیا ہے مگر مکتوبات عالمگیری مین اور اس عہد کی پانچ چار اور
تاریخون مین اس خط کا پتہ نہین ملا۔ الفنسٹن صاحب نے بھی اس خط کو خافی خان سے نقل کیا ہے
ورنہ عمل صالح مین یہ لکھا ہے کہ مرادبخش بہت سا لشکر لے کر بادشاہ کی سپاہ سے لڑنے
کے قصد سے روانہ ہوا جب لشکر شاہی کے قریب آیا تو اس سے تنہا روبرو ہونا نامناسب
جانا جس پاؤن آیا تھا اس پاؤن پھر گیا اور اورنگ زیب کے حکم سے اس سے جا ملا اور
اسکا شریک ہو گیا۔ خافی خان کے بزرگ مرادبخش سے رشتہ ملازمت رکھتے تھے اس لئے
اُسنے اس شہزادہ کی نسبت ایسی باتین لکھی ہین جو اور تاریخون مین نہین اورنگ زیب نے
خط مذکور کے موافق عہدنامہ لکھ کر بھیجدیا اور شکر کی گرد آوری کی اور توپخانہ کی فکر مین
بادشاہانہ سعی اور عاقلانہ تدبیر کی مگر سکہ و خطبہ پر اصلا متوجہ نہ ہوا۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو اورنگ آباد کی حراست کے لئے چھوڑا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو جوان ہی دنون مین
پیدا ہوا تھا اسکو مع پردگیان حرم قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ معظم خان عرف میر جملہ
جو اس قلعہ مین مصلحتاً محبوس تھا وہ درپردہ انکا محافظ تھا۔ غرہ جمادی الاولی کو شاہزادہ
محمد سلطان کو نجابت خان اور ایک جماعت امرا کو آگے بطریق ہراول روانہ کیا۔ مرزا
قلی خان دیوان دکن کو جسکا دستور العمل اس ملک مین مدتون تک وزرا کے نامون
مین یادگار رہیگا اپنا دیوان مقرر کیا اور آخر کو میر آتشی کی خدمت اسکو سپرد کی اور
ہمراہ لیا۔ بہت سے امرا کارزار دیدہ آزمودہ کار رفاقت مین ساتھ لئے ۱۲ ماہ مذکور
کو اورنگ زیب برہان پور کو روانہ ہوا اور ۲۵ کو یہان آگیا۔ کہتے ہین کہ حضرت

حکم دیا کہ بان اور گولے کو مار کر سپاہ کو دار و گیر مین گرم کرے۔ ہر ساعت لڑائی بڑھتی گئی
اور تیر و سنان پر نوبت آئی۔ نامدار سردارون کے سر تن سے جدا ہوئے اور شمشیر و خنجر کی
ضرب سے بڑے بڑے بہادر زخمانہ زین سے زمین پر آئے جنگجو راجپوتون مین سے پدر صندل
کی جگہ خون سے بیٹے کے قشقہ لگانے کو نیکنامی و سرخروئی سمجھتا تھا عرصۂ کارزار مین
کوئی دلیری و بہادری باقی نہین رہی جو کام مین نہ آئی ہو تمام نامدار راجاؤن مین سے
مکند سنگھ ہاڈہ اور رتن سنگھ راٹھور و ارجن گور و دیال سنگھ جھالا و راور راجپوتون نے
رام رام کہکر گھوڑے دوڑائے اور توپخانہ کی آگ پر پروانہ کی طرح گرے اور پے در پے
حملون سے دشمن کے توپخانہ کے انتظام کو شکستہ کر دیا۔ مرشد قلیخان کو مار ڈالا۔ ہراول پر عرصہ
تنگ کیا۔ ذوالفقار خان کے ہمراہی فرار ہوئے مگر وہ ہاتھی سے اترکر بہادرون کے ساتھ
ہوا اور جنگ کرکے زخمی ہوا مگر راجپوتون کو اسنے روک دیا پھر اسکی کمک کے لئے ایلتمش آیا اور
دار و گیر کی نعرہ زمین سے آسمان پر پہنچی۔ پادشاہزادہ محمد سلطان و نجابت خان مع
ہمراہیون کے راجپوتون کے دفع کرنے مین پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے مگر ہر ساعت
راجپوتون کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ شیخ میر خوافی و صف شکن خان و مرتضیٰ خان دو
کو آئے اور انہون نے دشمن کی کمرگاہ پر حملہ کیا مگر اسسے بھی راجپوتون کا کچھ نہو سکا تو
اورنگزیب خود ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی حمایت کو آیا تو لشکر کے مغلوبون کو غلبہ ہوا۔
اور بہت راجپوتون کو تیغ و تیر و سنان سے مارا

زمین راجپوتان بہر کار جنگ + گذشتند از جان بناموس و ننگ + فتاد آن قدر کشتہ در کارزار +
کہ شد بستہ راہ گذر بر سوار + میدان جنگ کی زمین خون سے سرخ ہوئی اور طیور و وحوش
کی خوراک برسون کے واسطے مُردون کے گوشت سے تیار ہو گئی۔ مگر اس حال مین بھی میدان
جنگ سے راجپوتون کا پاؤن نہ اکھڑا کہ محمد مراد بخش برانغار کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ
کی بنگاہ پر حملہ آور ہوا اور تاخت و تاراج اسنے شروع کی اور یہ نقصان ایک مجاریۂ عظیم
راجپوتون سے ہوا اور ایک جماعت مثل دیبی سنگھ و پرسوجی و مالوجی جو آٹھ ہزار

احمد آباد سے چلنے کی خبر سنی تھی تو وہ آگے آیا تھا مگر محمد مراد بخش نے راہ راست کو ۸ کروہ کے تفاوت
سے چھوڑ دیا اور اورنگ زیب پاس چلا آیا - قاسم خان مایوس ہو کر اُلٹا چلا گیا - داراشکوہ کے آدمی
کہ دھار کے نواحی و قلعہ مین تھے دونو بھائیون کے لشکرون کی شکوہ دیکھ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ سے
جا ملے لشکر کی خبر سُنکر مہاراجہ مع قاسم خان کے ایک منزل آگے آئے اور اورنگ زیب کے لشکر
سے ڈیڑھ کروہ پر آ اُترے - اورنگ زیب نے کب نام برہمن کو کہ دوسرہ کہنے مین اور زبان آوری
مین مشہور تھا مہاراجہ پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہمارا مطلب اس حرکت سے فقط حضرت ولینعمت
مرشد وجہان کی ملازمت و عیادت سے ہے جسکو ہم محض عبادت سمجھ کر حضور پرنور کیطرف
متوجہ ہوئے ہین جنگ و مخالفت کا ارادہ نہین رکھتے - مناسب یہ ہے کہ تم بھی ہماری ہمرکابی چلو
اور نہین تو سر راہ سے کنارہ اختیار کرو اور اپنے وطن چلے جاؤ اور فتنہ اور بنیادہای حسد اکی
خونریزی کے سبب نہ ہو - مہاراجہ نے اعلیٰ حضرت کے حکم کی اطاعت کو پیغام کے نہ قبول کرنے
کے لئے دستاویز بنایا اور جواب ناصواب بھیجا - دوسرے روز دونو طرف سے ترتیب فوج
مین مشغول ہوے - اورنگ زیب نے بیس ہزار سپاہ کو اسطرح مرتب کیا کہ مرزا محمد سلطان کو ہراول
بنایا - نجابت خان اور ایک جماعت امرا اور ہاتھیون کو اسکے ساتھ کیا - ذوالفقار خان
عرف محمد بیگ اور شاہزادہ کے چند بہادرون کو لیکر شاہزادہ کا ہراول مقرر کیا مرشد قلی خان کو
مع توپخانہ کے ہراول پیش آہنگ بنایا - محمد مراد بخش کو فوج اور سردارون کے ساتھ برانغار کی
طرف صف آرا کیا اور شاہزادہ محمد معظم کی سپاہ جرانغار کی طرف مقرر ہوئی - اسی طرح فوج
التمش و چنداول و رجا بجا امرا معرکہ آرا ہوئے - خود اورنگ زیب ہاتھی پر بیٹھ کر قول مین ٹھیرا
دوسری طرف مہاراجہ جسونت سنگھ نے لشکر کو اس طرح آراستہ کیا کہ قاسم خان کو ہراول مقرر
کیا اور بادشاہی اور داراشکوہی توپخانہ کے پیچھے امیران کارطلب کو مقرر کیا - افواج میمنہ و
میسرہ و التمش کو آراستہ کرکے اور مست جنگی ہاتھیون کو دونو فوجون کا پیش آہنگ بنایا اور سردار
جدا جدا مقرر کئے اور خود راجپوتون کے ساتھ قول مین صف آرا ہوا - ۲۲ رجب سنہ ۱۰۶۸ کو دونو
لشکرون نے مستانہ وار معرکہ کارزار مین قدم رکھا - اورنگ زیب نے آتش داروغہ توپخانہ کو

تہنیت بجا لاتے تھے۔ محمد مراد کے ہمراہیون کے برہم ہیاکے واسطے پندرہ ہزار اشرفی اور
چار فیل باساز نقرہ و حوضہ طلا اور قدرے جواہر ومرصع آلات و لآلی آبدار محمد مراد بخش کے
تردد نمایان کے جلدو مین بھیجے سچ کہا ہے ؎

ہمین تا برآید بہ تدبیر کار ✣ مدارا ے دشمن بہ از کارزار

اورنگ زیب نے ۹ رجب کو آگرہ سے کوچ کیا اور آٹھ کوچ کرکے گوالیار مین خیمہ زن ہوا
آگرہ کی گرم ہوا شاہجہان کے مزاج کے موافق نہ تھی کچھ صحت پائی تھی کہ وہ شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا اور اس حرکت مین دارا شکوہ اپنی مصلحت نہین سمجھتا تھا اسلئے اوّل وہ
مانع ہوا مگر بادشاہ کوچ بکوچ چلکر بلوچ پورہ مین آیا صوبہ دارون کی عرائض سے
جسونت سنگہ کے لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوا اور اس نے
جانا کہ دونو بیٹون نے باہم عہد و پیمان کرکے بغاوت اختیار کی ہے۔ مہاراجہ کی شکست
سے دارا شکوہ سراسیمہ ہوا اور ہوش باختون کی طرح باپ کی منتین کرکے آگرہ کیطرف
لے گیا۔ اورنگ زیب نے معظم خان کو دولت آباد مین محبوس کرکے شاہزادہ محمد اکبر کی
حفاظت کے لئے چھوڑا۔ دارا شکوہ اسکے معنے یہ سمجھا کہ معظم خان کی رہنمونی سے
اورنگ زیب نے یہ کام کیا ہے اسلئے اُس نے اُسکے بیٹے محمد امین کو جاکر حضور مین مقید کیا
اور اُسکے گھر پر پہرہ چوکی بٹھا دیا مگر شاہجہان اصلاح و دفع فتنہ و فساد چاہتا تھا
اُسکو چندروز کے بعد خلاص کیا کہتے ہین کہ شاہ جہان نے دارا شکوہ کو بار بار منع
کیا کہ تو لڑنے نہ جا تیرے جانے سے دونو بھائی اور زیادہ خیرہ ہونگے اور ستیز برپا ہوگا
اور خود دونو بیٹون کے سمجھانے اور صلح کرانے کے ارادہ سے جانے کا ارادہ کیا اور پیشخانہ
کے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ مگر دارا شکوہ خان جہان عرف شائستہ خان کی ہمزبانی و
ہمدمی کے سبب سے اسپر راضی نہین ہوا۔ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ راجہ کی ہزیمت کی خبر
پہنچنے سے پہلے کہ ابھی افواج دکن اور احمد آباد آپس مین نہین ملی تھین شاہ جہان نے
خود جانے کا قصد کیا تھا اور خان جہان سے مصلحت پوچھی تھی اور مگر اُس سے مشورہ

اورنگ زیب کا اکبر آباد و دھولپور میں

سواروں سے بنگاہ کی حراست کر رہے تھے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کئی دفعہ محمد مراد بخش کے
ہاتھی تک پہنچے اور جان سے گئے مگر دیبی سنگھ گھوڑے سے پیادہ ہوکر مثل زنہاریون کے
محمد مراد بخش کی خدمت مین آیا اور الامان کی فریاد کی اور جان و مال و عیال کی امان
چاہی اسکو امن دیا گیا - حاصل کلام یہ ہے کہ شمشیر کی ضرب اور حملوں کے صدموں سے
مکند سنگھ ہاڈہ و سجان سنگھ سیسودیہ و رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیال داس
جھالا و موہن سنگھ ہاڈہ کے پیر اکھڑ گئے اور انکی سپاہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اون زخمون
کے آثار کا ایسا غلبہ ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کے دل مین خوف و ہراس پیدا ہوا اور
نامدار راجاؤن کے دستور کے برخلاف معرکۂ کارزار مین عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کیا
اور بدنامی دائمی کو اپنے لئے پسند کیا یا ہمچشموں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی - پہلے اس سے کہ
فوج کی ہزیمت ہو بجائے صندل سرخ و سفید قشقہ کے سیاہ نیل کا خط پیشانی پر کھینچکر
صف قتال سے وطن کو بھاگ گیا - قاسم خان اور پادشاہی نوکرون اور داراشکوہ کے
سرداران فوج خانگی نے ناچار سر فوج کی رفاقت مین فرار کیا اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا -
اورنگ زیب کی فتح فیروزی کا شادیانہ بلند آوازہ ہوا اور تمام توپخانہ و ہاتھی و خزانہ اور
قطار شتر و استر بوجھون سے لدے ہوئے اور تمام کارخانہ پادشاہی اور داراشکوہی
بعد تاراج کے اورنگ زیب کی سرکار مین ضبط ہوئے -

بہادرون کو جب لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ لوٹ پر جھکے - دشمنون مین سے جس کسی کا نصیبہ
یاور ہوا وہ اپنا سر بچا کر لے گیا اور سامان چھوڑ گیا - بہت سے گھوڑے لوٹ مین ہاتھ لگے
جنکے ہاتھ پاؤن مین خون کی مہندی لگی ہوئی تھی - عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد
جو عالمگیر پادشاہ کے فرامین والی بیجاپور اور حیدرآباد کو تحریر کئے ہین اُنمین لکھا ہے کہ مخالفونکے
چھہ ہزار آدمی اور بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے اور اس طرف سے سردارون
مین مرشد قلی خان کشتہ ہوا اور ذوالفقار خان زخمی ----

دونو بھائی آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے - شاہزادے اور امرا تسلیمات

مشابہ بہ بیہوشی و بے طریقی کا ہو کسی کا قبول نہین کیا ہی علی الخصوص سعادتمند فرزندون کا
اس وقت مین کہ حرج و مرج کے سبب سے فتنہ پرستون کی زیادہ سری سے دور و نزدیک
کی ولایتون کے بندوبست مین سستی آگئی ہے اور اس سے رعایا و ضعفا کے حال مین
ضرر کلی عائد ہوا اور بکار اشرار کی بے اندامی کا اور دلخستون اور ستم رسیدون کی ترہیم احوال
کا تلافی و تدارک منظور نظر ہے ان لوگون کے کہنے سے کہ نہ عقل آزمونکار رکھتے ہین نہ خرد آزمودہ کار یا
فتنہ و فساد اور افعال ناصواب کا ارتکاب کرنا اور پاکیزہ اعتقاد اور صاف دین رعیت و
سپاہ کے جان و مال و ناموس کے درپے ہونا اور صوابدید ہنگام و ایام سے اغماض کرنا اور
بڑی بھائی کے ساتھ تسویہ صفوف مصاف جو ظاہر و باطن مین قبلہ کونین کے ساتھ مبارزت
ہونے بیش تہاد خاطر کرنا یہ سب باتین آئین حق پرستی و خداشناسی و رسم و راہ سعادت کیشی و
دور اندیشی سے بہت بعید ہین تم کو چاہیے کہ اپنے برادر کامگار سے صدق ارادت و حسن اعتقاد
کو نزدیک کرکے اور احکام کو دل و جان سے قبول کرکے لوازم اخلاص و شرائط خلوص مین [illegible]
نہ کرو اور اپنے و بیعت کے مقابلہ و طرفین کے مسلمانون کے قتل ہونے مین قرآن شریف کی خلاف
کام کرکے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور جہان آگئے ہو وہین مقام کرو اور جو دل مین باتین ہون
انسے آگاہ کرو کہ تمہاری خواہش کے مطابق بادشاہ سے عرض کی جائین اور سارے کام ساختہ
و پرداختہ ہون - ادھر یہ نامہ قاصد نے پہنچایا ادھر خبر آئی کہ دارا شکوہ نے ۲۶ شعبان کو خلیل خان
کو قباد خان و رام سنگھ وغیرہ بادشاہی ملازمین اور اپنے ملازمون کے بطریق ہراول رخصت کیا کہ
دھولپور پاس جاکر ٹھیرین اور آب چنبل کے گھاٹون کا انتظام کرین اور خود شہر کے باہر اس انتظام
مین ٹھیرا کہ سلیمان شکوہ جو شجاع سے جنگ کے بعد آتا تھا آجائے اور بعض سامان سفر کا سرانجام
ہو جائے سلیمان شکوہ جب نہ آیا تو وہ کوچ بکوچ آگے بڑھا اور دھولپور مین آگیا تو اورنگزیب
ان حدود کے زمیندارون کی رہنمونی سے اس راہ سے کہ لشکر اس سرزمین پر نہ گیا تھا شبا شب
دریا سے جہان زانو تک پانی تھا گذر گیا اور قاصد کے ہاتھ یہ عریضہ دیکر رخصت کیا عریضہ
حضرت ظل سبحانی کی عرض اشرف مین پہنچاتا ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات آنحضرت کے ہاتھ مین

لیا تھا مگر اُس نے یہ مشورہ نہ دیا خان جہان جو اورنگ زیب کا خالو تھا اور اُسکے ساتھ
دل سے اخلاص رکھتا تھا وہ اورنگ زیب کے جوہر ذاتی و رشد پر نظر رکھتا تھا اور اوج طالع
کو دیکھ رہا تھا اُس نے بتقاضاء وقت یہ مصلحت نہ دی اور جب جسونت سنگھ کے شکست کی خبر
آئی تو بادشاہ کو خان جہان پر اورنگ زیب کی طرفداری کا گمان ہوا تو اُسپر غصہ ہوا
اور اسکے سینہ پر عصا مارا اور تین روز مجرے سے ممنوع رکھا مگر پھر مہربانی فرمائی اور
اُس سے مشورہ لیا تو اُسنے اپنی مصلحت سابق بتلائی آخرکار بادشاہ نے جو اپنا پیش خانہ
باہر نکالا تھا اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بادشاہ نہم شعبان ۱۰۶۸ھ کو اکبرآباد میں آگیا تھا
اور ۲۵ شعبان کو اُس نے لشکر اور داراشکوہ کو رخصت کیا۔ یہ رخصت اسکی فی الحقیقة رخصت
واپسین اور ملاقات آخرین تھی محبت کے غلبہ کے سبب سے اس بیٹے کو جسکو جان کی طرح
ہمیشہ بغل میں رکھتا تھا اور کبھی اپنے پاس سے جُدا نہ کیا تھا اسکی فتح و ظفر کی دعا کے لئے
قبلہ کی طرف رخ کیا اور کمال رقت کے ساتھ فاتحہ پڑھی نیک شگونی کیلئے رتھ پر سوار کیا فتح و نصرت کے
گھوڑے کو دولت بجوار امراء نظام و نبار شاہی اپنے اندازہ و قدر و مقدار اور
اپنے قرب و منزلت کے موافق کمال ادب کے ساتھ ہالہ کی طرح اسکے گرد تھے منصبدار اور
لشکر بیشمار اسکی ہمراہ تھا بعد اس رخصت کے مصلحت وقت کا ملاحظہ بھی ضرور تھا۔
بیگم صاحبہ نے نامہ عاطفت مضمون (حقیقت میں یہ خط شاہجہان کا لکھا ہوا تھا)
لکھ کر اپنی سرکار کے بخشی محمد فاروق کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ بادشاہان عظیم الشان پر کہ خلافت کے بار امانت کے متحمل ہیں واجب ہے کہ کل رعیت
کی مراعات و رعایت و حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور سب طرح سے لوازم
پاسبانی کو بجا لائیں الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت رات دن عبادت الٰہی کے بعد ملک و ملت
کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں ہمیشہ مملکت کی امنیت و معموری اور خلائق کی رفاہیت
میں انکی توجہ رہتی ہے۔ ابتدا سے اب تک موافق کتاب سنت حضرت خیر الانام
اور رب العزت کے اطاعت و طاعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے اور شیوہ جو مشبہ میں

محال متعلقہ پادشاہی مین ایک تہلی کی برابر زمین میرے پاس نہ رہنے دے جب مین نے یہ حال دیکھا
کہ آن حضرت بے اختیاری کے سبب سے مطلق اُسکے اختیار مین ہوگئے اور امور ملکی کی تفتیش کے مقید نہین
ہوتے اور اُسکے کہنے سے تمام مریدون کو دشمن سمجھنے لگے جو وہ تجویز کرتا ہے اُسکے موافق فرامین جاری
کرتے ہین تو مین نے اپنے ناموس عزت کی خاطر دل مین یہ قرار دیا کہ مین ملازمت اشرف کی سعادت
حاصل کرون اور حقیقت معاملہ کو بوجوہ معقولہ خاطر نشان کرون جب مجھ مرید کے ورود و صدور کی
خبر جسونت کو ہوئی تو اُسنے اپنی کمال بے سعادتی سے میری کوچ کے وقت سر راہ کو روکا ناچار مجھے
اُسکی تنبیہ و گوشمالی کرنی پڑی اور اُس سپاہی کو جو میری راہ مین خار تھا تخت شکست دی اپنی راہ سے
اُسکو بھگا دیا۔ رائے عالم آرائے پر ظاہر ہے کہ سوائے حضور کی ملازمت کے سعادت یابی کے کوئی
اور ارادہ ہوتا تو مین اُسکو گرفتار کرتا اور اُسکے ہمراہیون کو پائمال کرتا۔ یہ کام کچھ کام نہ تھا۔ اب
سنا جاتا ہے کہ شاہ بلند اقبال نے لوائے خصومت بلند کیا ہے۔ مقابلہ کے ارادہ سے دھول پور مین
آیا ہے۔ مجھ جیسے غنیم شکن اور حریف پرفن پر کسی صورت سے وہ مقابلہ مین کامیاب نہ ہوگا۔
بہتر ہوگا کہ وہ معاملہ کو طرح دیکے صوبہ پنجاب مین جو اُسکی تیول مین ہے چلا جائے اور مجھ مرید مرشد
پرست کو پادشاہ کی خدمت مین رہنے دے بعد ازان جو کچھ رائے عالم آرائے کا اقتضا ہوگا وہ
عمل مین آئیگا فقط۔ یہ عریضہ بھیجکر اورنگ زیب اپنی سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا۔

بیگم صاحب اور اورنگ زیب کے خطوط ہمنے عمل صالح سے ترجمہ کئے ہین مگر عاقل خان کی تاریخ مین جو
یہ خط لکھے ہین وہ عمل صالح کے خطوط سے ملتے جلتے ہین مگر دلچسپ و مفصل زیادہ ہین اسلئے انکا ترجمہ
فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھا جاتا ہے۔ للہ الحمد و المنۃ کہ اب پادشاہ کے دن رات تمام عوارض و امراض
جسمانی سے جو لازمۂ نشاء بشریت و طبیعت انسانی ہے منزہ و مبرا ہے اور خلق کی رفاہیت اور
ملک کی امنیت پر وہ بالکل متوجہ ہے اور اپنی طبع لطفت آگین کے سبب سے وہ یہ نہین پسند کرتا کہ کوئی
متنفس ایسی حرکت کا مصدر اور ایسے امر کا مظہر ہو کہ جس سے خلائق کی بے جمعیتی ہو اور طوائف انام کو ضرر
پہنچے خاص کر اُسکے بیٹون مین سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام مین جو حضرت کی بیماری کے سبب سے رعایا
اور خلقت کے حال مین فتور آ گیا تھا اُسکے دور کرنے مین حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و مشغول ہے

نہ تھے اور شاہزادہ کلان کو امور جہانبانی کے حل و عقد مین وہ استقلال و تصرف حاصل ہوا
کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی تو وہ بالضرور اپنی مزید عزت و اعتبار و دوام تسلط و اقتدار کے واسطے نیاز مند
کی ایذا و آزار کے درپے ہوا۔ اور مدار کار اپنی طبیعت کی خواہش پر رکھا اور وہ کام کرنے لگا
جسسے بلاد مین فساد پیدا ہوا اور عناد کی صلاح نہ ہو۔ خیر اندیش کے منافع کو بند کیا اور اس طریقہ
سے اُس نے چاہا کہ ابواب مداخل دکھن کو مجھ بضاعت جو پر بند کرے زر کی قلت لشکر کی
خرابی و پراگندگی کی علت ہی چنانچہ اس وقت کہ میںنے حسب الحکم بیجاپوریون پر لشکر کشی کی اور برابر
سعی کرکے انکو تنگ کیا اور محاصرہ سے انکو ضیق کیا اور قریب تھا کہ مین ان سے گڑہ مندو پیش کش لیتا
یا سب کو مستاصل کرکے بے جا ویلے پا کرتا بنزاولان شدید طلب لشکر مین بھیجے اور پوشیدہ اپنے
نوکرون کو بیجاپوریون کی تسلی قلب و استمالت خاطر کے لیئے تعین کیا۔ ان باتون سے مجھکو فتح
ہوئی اور غنیم خیرہ چشم ہوا۔ اور دلاورون کے ثبات قدم مین فتور عظیم واقع ہوا۔ اپنی مصلحت کے لئے
جو حقیقت مین مفسدہ تھا اکثر آدمی خودسر ہوکر ہر طرف متفرق ہوگئے۔ خدانخواستہ غنیم کے ملک مین
لشکر کو کوئی چشم زخم عظیم پہنچتا تو وہ تمام ہفت اقلیم مین شہرت پاتا سلطنت کی ذلت ہوتی
شاہزادہ کلان کی ناعاقبت اندیشی سے اسکا تدارک و تلافی عمرون مین بھی حیز امکان و قوۃ
اقتدار سے باہر ہوتا۔ کرم الہی سے نیاز مند نے باوجود اعوان و انصار کی بے مددی کے تائید
الہی کی کارگری پر دل بستہ ہوکر اور عقدہ کشائی اقبال کی راہ پر نظر کرکے اہل عناد کی سرکوبی
اور گوشمالی کی اور مطلب حاصل کرکے صحیح و سالم اس ملک سے نکل کر اپنے مقصد پر پہنچا اس قدر
بے مددی و کارشکنی پر اکتفا نہین کیا۔ بغیر کسی تقصیر و بے روشی و لغزش کے جو آنحضرت کی ملال خاطر کا
سبب ہو مجھ بضاعت جو درست اعتقاد کی جاگیر برار کو تغیر کرکے اس نا خلف کی تنخواہ طلب مین دیدی
جسنے بموجب دائرہ اطاعت و انقیاد سے سر نکالا تھا اور طرح طرح کی بد دبی کی اور فساد مچای
واعی دولت خواہ کے تمام مطالب صحیحہ کو بطریق ناشائستہ پادشاہ کے ایسے خاطر نشان کیئے کہ
جسونت سنگہ کو ایک لشکر گران کے ساتھ اس مختصر ملک کے لینے کے لئے بھیجدیا جو نیاز مند کے لیئے
نامزد ہوا تھا اور یہ قصد کیا کہ جس صورت اور طریقہ سے ہوسکے قطعاً ناحق مجھ خیر اندیش و خیر خواہ

اسکی استرضا رمین حتی الامکان سعی کر۔ ماہ رمضان مین مسلمانون کے خون سے محترز ہو۔ اور اپنے ولینعمت کے احکام کی جان و دل سے اطاعت کر۔ فی الحقیقۃ بمقتضا اَولی الامر منکم خلیفہ الٰہی کی مخالفت مین قدم رکھنا خدا کے حکم کے خلاف کرنا ہے۔ اگر کوئی اور مطلب اور غرض اسکے سوا تیرے مرکوز خاطر ہو تو عقل کے موافق پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس سرزمین مین خیمہ لگائے ہوئے ہے وہین توقف کر اور جو مطلب کہ دل مین ہو اسکو لکھو یا زبانی اُس سے عرض کیا جائیگا اور اسکا انتظام تیری تمنا کے موافق ہوگا اور اب تیرے مقاصد کے حاصل کرانے مین کافی سعی کی جائیگی۔

اورنگ زیب نے بہن کو اس خط کا جواب نہین لکھا لیکن باپ کو یہ لکھا کہ آن ایام مین تمام مہام سلطنت و دارائی اور عنان امور ملکی و مالی حضرت کے قبضۂ اختیار سے باہر چلی گئیں امور سلطنت و فرماندہی کی قبض و بسط مین داراشکوہ کے تغلب و اقتدار نے وہ ارتفاع پایا کہ تقریر و تحریر مین نہین آسکتا اُسنے اپنی قدرت و مکنت کے لئے اپنی ساری ہمت اسمین صرف کی کہ بھائیون کا گلا کاٹے اور انکی جڑ پیڑ اکھیڑے اس باب مین اسکی سعی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ سلیمان شکوہ کو بڑی افواج گران کے ساتھ شاہ شجاع کے سر پر تعین کیا جو حضرت کا پسر رشید ہے اور تیس سال کے ناموس و نام کو شاہ شجاع نے کس قدر ذلت و خفت سلیمان شکوہ کے ہاتھ سے اُٹھائی اور اہل جہان کے نزدیک شرمسار و خجل ہوا اور ایسے ہی اُسنے اپنی ہوائے نفس اور خواہش طبع سے اپنی بنائے کار اُس پر رکھی ہے کہ ہمیشہ اس نیازمند کی تنقیص و تضییق احوال و تخریب مہام مین دل سے جد و جہد کرے ہمیشہ اس سے کام ایسے صادر ہوئے ہین جو دین کے خلاف ہین اور اسنے بلاد و عباد کی کامون مین فساد پیدا ہوتا ہے مجھ خیرخواہ پر ابواب منافع کو بند کیا اور طرح طرح کے نقصانات کی مضرتین پہنچائین ان دنون مین جبکہ حضرت کے ارشاد سے ولایت بیجاپور پر لشکرکشی کی اور اُس ولایت کے بعض قلاع کی تسخیر مین مصروف ہوا اور امرا اور لشکر محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جانفشانی کی

فتنہ و فساد کین و عناد جنسے ویرانی بلاد اور خرابی عباد ہوتی ہے۔ معاذ اللہ وہ خاطر
ہمایون کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہون بخصوص جب اس نشاء
ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر نامرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند بیدار مغز سے ہو
جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہو اور طبع سلیمہ رکھتا ہو اس سے ایسی
حرکت صادر ہونی نہایت زشت و نازیبا ہے۔ خیر طلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو
فوائد عظیمہ پر متضمن ہین جنسے باطن کی تنزیہ و تقدیس ہوتی ہے اور طریق معاد کا امور ردیہ
شیون ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہے اگر اس برادر کی غرض یہ ہے کہ فساد و
عناد و حرب و قتال کے غبار کو اٹھائے تو خود انصاف فرمائے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی . . .
رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہے اُسسے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و
قتال آراستہ کرنا اور بے گناہون کے خون کے لئے کمربستہ ہونا اور اس حضرت کے منہ پر
تیر و تفنگ پھینکنا کسقدر ناشایان ہے اسکا ثمرہ اس دنیا مین سوا بدسرانجامی کے
نہین ہے۔ اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کے ہنگامہ کی آرایش شاہ بلند اقبال داراشکوہ کی
لئے ہے تو یہ بھی آئین دین اور خرد صواب گزین مین پسندیدہ نہین ہی اسلئے کہ برادر بزرگ
شرعاً عرفاً باپ کا حکم رکھتا ہے یہ امر حضرت ظل الٰہی کے مرضی کے خلاف ہے وہ برادر
جو جہان مین محامد اوضاع و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو
وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا مین کوشش کرتا رہا ہو۔ وہ انبعاث غبار ہیجا و ایقاد
نوائر وغا و ترتیب اسباب ہدم و خون ریزی و تصمیم عزیمت حرب و فتنہ انگیزی کرے
وہ کسی وجہ سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہین ہی اس دار بے ثبات مین چند روزہ
کا توقف اور اس سرائے مستعار کی مستلذات بابہ فریب ایسے امور مذموم و ناپسندیدہ کے
ارتکاب کا باعث ہون وہ ملالت ابدی کا سبب ہوگا ع کن بکن نکوگو ہران چنین گفتند
مناسب یہ ہے کہ وہ برادر نامدار ان امور ردیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم
جانے جنکا نتیجہ یہ ہو کہ عاقبت خراب ہے۔ بادشاہ کی خوشنودی سعادت دارین ہے

نہ گنتا اور جلادت کی چقماق سے مخالفون کی سرکوبی کی او ر اپنے اقبال کے استظہار سے لشکر
کو گرداب شورش و فساد سے سلامت باہر نکالا او تعجب یہ ہے کہ اس بے مددی او رخسارت ننگ
شکنی و خصومت پر اکتفا نہین کی جسکی شہرت ایران و توران تک ہو رہی ہی بلکہ اس بے تقصیر کی جاگیر
سے محال بہار نکال کر مراد بخش کی تنخواہ مین دیدیا مین خیر خواہ رضا طلب تھا سوائے ارادت
اور اعتقاد کے دوسری بات کو دل مین دخل نہین دیتا تھا اور مراد بخش نے اپنی حد سے باہر
قدم رکھکر گستاخیون کا مرتکب او رتقصیرات اعظم کا مصدر ہوا اور بے اعتدالی اور فساد کے
لوا ء کو عرصۂ بغی و عناد مین بلند کیا میری کیفیت حال کو اپنی خواہش کے سبب سے خلاف واقع
شاہزادہ کلان نے بادشاہ سے عرض کیا محض بہتان و افترا سے مجھ خیر اندیش کو محروم بنا دیا
اور الحاح کرکے جسونت سنگہ کو لشکر گران کے ساتھ میرے لئے متعین کیا ضرور اس کے
پیش نظر یہ تھا کہ اس ضمن مین صوبہ داری دکن جو بادشاہ نے مجھے مرحمت کی تھی جس طرح بنے
ہاتھ لگے اسکو میری ہاتھ سے نکال لے اور مجھے بیکسی غربت کے جنگل مین اور محن و کربت کے صحرا مین
آوارہ کرے بادشاہ کے مزاج مین اسنے وہ دخل پیدا کیا ہے کہ جو وہ کہتا ہے بادشاہ اُسے
سچ جانتا ہے اُسنے بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا ہے کہ یہ سب اخلاص طینت فرزند دشمن
دولت ہین اور ان سراسیگا و حیرت کے سرگردا لون کے حق مین جو کچھ وہ تجویز کرتا ہے
بے تامل بادشاہ اسکے موافق حکم دیتا ہے اور وہ مطلقا ان بے گناہون کی تفحص و تفتیش
حال پر توجہ نہین کرتا اور امور ملکی و مالی مین غور نہ فرما کر مہام جزئی و کلی کا سارا انتظام اسکے
سپرد کر دیا ہے وہ بے تباین بے گناہون کے خون کا پیاسا ہے جب اس حد پر کام
کی نوبت پہنچی تو مین نے اپنی حفظ جان و پاس ناموس کو عقل و خرد کے موافق رکھکر اعلی حضرت
بادشاہ کی آستانہ بوسی کا ارادہ کیا تھا کہ صورت حال کو حجج و براہین معقول کے ساتھ
بادشاہ کے روبرو بیان کرون **فرد** عدل سلطان گر نہ پرسد حال مظلومان عشق
گوشہ گیران را ز آسایش طمع باید برید + جب مین خیر خواہ قطع مسافت کرکے حوالی
اجین مین آیا تو دارا شکوہ کے اشارہ سے جسونت سنگہ میری ایذا اور آزار کے لئے

داد دی اور اطراف و جوانب سے مخالفون نے ہجوم کیا اور ممانعت و مدافعت کے درپے ہوئے اور حضرت کی بیماری کے اخبار موحشہ شائع کئے۔ تو وہ اعدا کی شوخی و خیرگی کا سبب اور اولیاء دولت کے تحیر و تفکر کا باعث ہوا۔ بیدر و کلیانی کے قلعون کی فتح کے بعد گلبرگہ کو لشکر شاہی نے محاصرہ کیا تھا اور محاصرہ کی تنگی سے محصورین ایسے دل تنگ تھے کہ قریب فتح ہوجاتی اور بیجاپور کا مسندآرا ایسا لشکر شاہی کی ترکتازی سے عاجز ہوا تھا کہ وہ اس فکر مین تھا کہ لائق پیش کش بھیجکر اپنی ولایت کو لشکر شاہی کے صدمون سے بچاے اسکو یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر اسکو عنقریب مستاصل کرکے اسکی ولایت کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنائیگا۔ اس حال مین شاہزادہ کلان نے اپنے ملازمون کو امراء بادشاہی کی طلب کے لئے اور حاکم بیجاپور کی تسلی واستمالت کے لئے تعین کئے انھون نے عنایت آمیز و مہربانی انگیز پیغام والی بیجاپور کو پہنچاے اور اسکو میری ساتھ عناد مین زیادہ دلیر کیا اور سرداران بادشاہی کو مبالغہ اور اہتمام کے ساتھ بلدہ گلبرگہ کے گرد سے جو قریب الفتح تھا اٹھا یا انکے روانہ کرنے مین اور لیجانے مین اس قدر کوشش کی کہ انکو مجھ سے رخصت ہونے کی بھی فرصت نہ دی وہ مجھ سے بغیر ملے بہت جلد درگاہ جہان پناہ کے عازم ہوئے۔ اسکا سبب ہی تھا کہ مجھ یہ ایسا تنگ ہوا کہ مین تحیر و تفکر کے ورطہ مین ڈوب گیا۔ کام جسکی صورت بنگئی تھی اور انجام کو پہنچ گیا اسکو بضرورت برہم کرکے اپنے اقبال سے اس خطرہ سے مین نکل آیا اور ہزار جر ثقیل اور اصابت تدبیر سے انبوہ غنیم سے نکل کر ایک امن کی جگہ پہنچ گیا عیاذًا باللہ اگر چشم زخم پہنچتا اور اکناف و اطراف جہان مین شہرت پاتا تو دولت ابد طراز کو مدتون کے لئے کلنک کا ٹیکا لگ جاتا اور چرا ئد روزگار مین وہ ثبت ہوتا شہزادہ کلان مین دوربینی و عاقبت اندیشی نہین ہی وہ محض اپنی کارروائی کو پیش نظر رکھتا ہے اگر ایک عالم ڈوب جائے تو اسکو غم نہین جس نقصان کا مینے اوپر ذکر کیا اسکا تدارک و تلافی بندہاے بادشاہی کی حیز قدرت سے باہر تھا یہ تو بندہ ہی تھا کہ جان بازی کی ممارست اور کاربرد کی مہارت اور شیوہ ستیز کی آشنائی کے سبب اس دیار مین اعداکے ہجوم اور ازدحام کو کچھ

ششم رمضان کو سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونو لشکر آمنے سامنے
آئے معبرون کے بند کرنے کے لئے جو افواج داراشکوہ نے بھیجی تھین اُنسے کچھ فائدہ نہین ہوا
داراشکوہ فوج بندی کے تہیہ مین توپ خانہ کی ترتیب دینے مین مست جنگی ہاتھیون کے آراستہ
کرنے مین مشغول ہوا۔ دوسرے روز سوار ہو کر کچھ آگے آیا۔ میدان وسیع مین صف آرا
ہوا دو کوس چوڑی زمین کو ہاتھیون اور لشکر سے زیر بار کیا اس روز جیٹھ کے مہینے کی گرمی
ماہ خورداد کی گرمی آگ برساتی تھی اُسپر کمی آب اور زرہ بکتر کی گرمی فولاد پوشون کو
مارے ڈالتی تھی۔ کئی ہاتھی مر گئے اس روز اورنگ زیب نے تیز جلوئی اور
آغاز جنگ مین سبقت کو مصلحت نہ جانا گولہ رس فاصلہ پر مقیم ہوا اور انتظار کیا کہ طرف ثانی
عازم جنگ ہو کوئی حرکت سوا رحلہ کے ظہور مین نہ آئی تو حکم ہوا کہ ساری اندھیری رات صبح تک
ہوشیاری و خبرداری کے ساتھ لشکر بسر کرے۔ دوسرے روز صبح کو جب آفتاب نے تیغ عالمگیری
مشرق مین نکالی تو اورنگ زیب ترتیب فوج مین مشغول ہوا ذوالفقار خان و صف شکن خان
کو توپخانہ آگے لے جانے کے لئے مامور کیا اور ہاتھیون کو اُسکے پیچھے آراستہ کیا۔ پادشاہزادہ
محمد سلطان کو خان خانان و نجابت خان و سید بہادر و سید ظفر خان بارھہ و شجاعت خان
وغیرہ کے ساتھ ہراول بنایا اور شاہزادہ محمد اعظم کو برانغار کی طرف مقرر کیا اسلام خان و
اعظم خان و خان زمان خان و مختار خان اور ایک اور جماعت کارزار دیدہ کو اس جماعت کا
معاون مقرر کیا محمد مراد بخش نے نامی سردارون کے ساتھ جرانغار مین قیام کیا۔ التمش کی سرداری
شیخ مراد اور اسکے بھائی سید میر و شرزہ خان کو سپرد ہوئی اور بہادر خان کو پانچ
سردارون کے ساتھ التمش کا ہراول مقرر کیا اور اس طور سے جابجا امیرون کو مقرر کیا۔
اورنگ زیب نے ہر قوم کی ایک جماعت عقیدت کیش کو خصوصاً سید دلاور خان خاندیسی
جنکی فدویت خاندان پر اعتماد کلی تھا اور سادات بارھہ کو اپنی ہمراہ لیا اور ہاتھی پر
شاہزادہ محمد اعظم کو اپنی ساتھ بٹھایا اور قول مین صف آرا ہوا اور داراشکوہ کے لشکر کے
سامنے معرکہ آرا ہوا اس طرف بھی داراشکوہ نے ہراول برانغار و جرانغار و التمش چنداول کی

ماموُر ہوا اور جہل و نادانی کی سلسلہ جنبانی سے میرا سنگ راہ ہوا اور قدم ممانعت آگے رکھا
ادب و حقوق کا ملاحظہ نہ رکھا دلیرانہ تحکم کیا مین نے ہوشمند سخندان بھیجکر عنوان معقول سے اس مجہول کو
اپنے ارادہ سے آگاہی دی اور تصریح کی کہ . . . . بادشاہ کے پاس سب ورود نزدیک
کے بندگان جاتے ہین وہ میرا مانع کیون ہوتا ہے وہ ناعاقبت اندیش اصلاً مقبولیت سے
آشنا نہ ہوا اور جہالت و غرور کی تکلیف سے اور مراتب منع کی افزایش کی اسلئے مجھپر فرض ہوا
کہ پنبۂ جہل و پندار اسکے گوش ہوش سے نکالون اور اسکو اپنے آگے سے ہٹاؤن اگر نیت
حضور کی سعادت زمین بوس کے سوائے کوئی اور مطلب ہوتا تو مین اسکے اور اس کی
رفیقون کے اسیر کرنے مین ایسی شکست فاش کے بعد کوشش کرتا اب داراشکوہ پیادہ گران
کے ساتھ دھولپور مین تشریف لایا ہے معابر چنبل و مسالک راہ کو مسدود کیا ہے اور جابجا
اپنے گماشتے مقرر کئے ہین اپنے اعتقاد مین اس خیراندیش کی راہ کو بند کیا ہے مجھ مرید کو
سوائے دولت حضور کے ادراک کے کسی سے مقابلہ و پیکار نہ تھا نہ ہے۔ راہ پھدا اور سے
آب چنبل سے عبور کیا اور زمین بوس کا عازم ہوا ایسا سنا جاتا ہے کہ داراشکوہ یہ چاہتا ہے
کہ مین حضور کی قدمبوسی سے محروم رہون اور نائرہ قتال کا اشتعال ہو۔ مجھ مرید ارادت
پرست سے مقابلہ و ممانعت کے لئے داراشکوہ کا پیش آنا اور ہنگامہ حرب و مصاف کو
آراستہ کرنا عقلاً و نقلاً میزان استحسان مین سنجیدہ نہین ہے اسلئے مسالک عناد و اعتساف
سے انحراف کرکے ایسے کام کے لئے قدم نہ بڑھائے جسمین احوال خلائق مین اختلال پیدا
ہو آتش سے اجتناب و احتراز کرے اگر نخوت اور انصار و اعوان کی کثرت کے سبب سے خواہمخواہ
آتش کارزار کے گرم کرنے کا ارادہ ہو تو بندہ بھی بحکم ضرورت الضرورات تبیح المحظورات
صرفہ نہ کریگا پسندیدہ بات یہ ہے کہ آنجناب بزرگی کو کار فرما کر بساط کر و فر کو طی کرین
اور بالفعل ولایت پنجاب کی طرف جو آنجناب کی جاگیر مین ہے چلے جائین۔ کچھ دنون مجھ
خیرخواہ کو بادشاہ کی خدمت کرنے دین پھر جو کچھ مرأت جہان آرای مین جلوہ ظہور پائے
ظاہر کیا جائے۔

ایسے چھوڑے اور پیاپے حملے صف ربا ایسے کئے کہ داراشکوہ انکے سامنے نہ ٹھیر سکا محمد مراد
کی طرف گیا وہان دونو طرف سے صفین باہم لڑین خلیل اللہ خان داراشکوہ کی فوج کا پیش
آہنگ تھا تین چار ہزار اوزبک کماندار اسکے ساتھ تھے یہ سب مرادبخش کے ہاتھی پر حملہ آور
ہوئے۔ دونو طرف سے تیر برسے اور اُنھون نے مرادبخش کے لشکر مین ایک قیامت
برپا کی اور اکثر سپاہیون کے میدان جنگ مین پیر اُکھڑ گئے اور قریب تھا کہ تیر باران وگرز
وسنان کے صدمات سے مرادبخش کے ہاتھی کا پھر جاے تو اُسنے حکم دیا کہ ہاتھی کے
پاؤن مین زنجیر ڈالدو اس حال مین راجہ مان سنگھ نے جو راجپوتون مین تھوڑی مین بہت
مشہور تھا اُسنے بیش قیمت موتیون کا سہرا سر پر باندھا اور رخت زعفرانی اُس نے
اور اسکے ہمراہیون نے پردلی کے دعوی کے لئے پہنا اور وہ آگے بڑھ کر محمد مرادبخش کی
سواری کے ہاتھی پاس پہنچا اور بے باکانہ کہا کہ تو داراشکوہ کے مقابل مین بادشاہی کی
ہوس رکھتا ہے اور مرادبخش کے ایک برچھی ماری اور مہاوت کو مہابت کے ساتھ کہا کہ
ہاتھی کو بٹھا۔ مرادبخش نے اُسکے حملہ کو رد کیا اور تیر جان ستان راجہ کے ایسا مارا کہ وہ گھوڑے
سے اوندھے مُنہ گرا اور راجپوت جو اسکے ہمراہ تھے وہ مرادبخش کے ہاتھی کے نیچے کشتہ ہوے
اور مرادبخش کے ہاتھی کے اطراف کو کشت زار زعفران اور ارغوان کیا۔ اگرچہ عالمگیرنامہ
مین درج ہے کہ اس حالت مین اورنگ زیب بھائی کی مدد کو دشمنون کے دفع کرنے کے لئے
گیا لیکن خافی خان لکھتا ہے کہ میرا باپ مرادبخش کا ہمرکاب تھا انتہاء جنگ تک اسکی رفاقت
مین رہا اور زخمہاے کاری اُٹھائے وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ ایسا ثقہ آدمیون کی زبانی سُنا گیا
کہ اورنگ زیب مگر خبر منگا سنے سے اور اعداء کے غلبہ ظاہر ہونے سے چاہا کہ بھائی کی کمک کو
جائے۔ کہ شیخ میر مانع ہوا اور جانے کے لئے مصلحت نہ دی اور کہا کہ صبر کرو اس صورت
مین یا ... گزدہ و فاختہ کا عمل مین آنا صلاح دولت ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عرصۂ دار وگیر
مین ایک رستخیز عظیم برپا ہوئی۔ طرفین سے بہادرون نے بہادری اور جانفشانی کی
داد دی۔ تلوار کے بیداد سے سر تن سے جدا اور تن کفن سے جدا رہا۔ راجپوتون نے

فوجون اور توپ خانہ اور ہاتھیون کو آراستہ کیا۔ دوپہر کو جس وقت آفتاب نے اپنی گرمی سے
ایک عالم کو تپ اور حرارت سے بیتاب کر رکھا تھا دونون لشکر صف آرا ہوئے۔ دونو طرف
ہر قدم پر آتش جنگ معرکہ نام و ننگ مین شعلہ افروز ہوئی۔ یہان تک کہ کارزار کی نوبت
تیر و سنان پر آ پہنچی۔ دونو طرف سے کئی ہزار تیر ہوا مین مخالفون کے سینون پر چھوٹے
پھر تلوار اور خنجر کی لڑائی ہوئی پھر سپہر شکوہ نے جو ہراول مین ہمعنان رستم خان دکھنی
کا تھا بارہ ہزار سوارون سے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر حملہ کیا اور مارتا ہوا صفہا شاہ
سے گذر گیا۔ قریب تھا کہ شاہزادہ محمد سلطان ہراول کے قریب پہنچ جائے۔ اور لشکر ہراول
مین تزلزل ڈالدے کہ رستم خان بہادر فیروز جنگ دکھنی کے فیل پیش آہنگ کے ماتھے کے
اوپر گولہ لگا اور وہ مرگیا تو پھر رستم خان نے ہراول کے مقابل سے پھر کر فوج بیرنغار
کی طرف جسمین بہادر خان کوکہ تھا لڑائی شروع ہوئی۔ بہادر خان نے بھی بہادری
دکھائی۔ رستم خان کو ہر ساعت تازہ مدد پہنچتی تھی اسکا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ ک
بہادر خان زخمی ہوا۔ دونو طرف سے بہت آدمی زخمی اور کشتہ ہوئے قریب تھا کہ
اورنگ زیب کی سپاہ کے پاؤن اکھڑ جائین اس حال مین بہادر خان کی کمک کو اسلام خان
و سید لاور خان افغان آن پہنچے اور اسی حال مین شیخ میر اور سید حسین و سیف خان
و عزیز خان و عرب بیگ و محمد صادق علیقلی کی فوج لیکر برانغار کی مدد کو آگئے اور
رستم خان اور سپہر شکوہ کے اور ہمراہیون سے لڑنے لگے۔ اس دار و گیر مین لالہ خان
خانہ لیسی و ہادی داؤد خان اور بعض اور بہادرون نے پیاپے زخم اٹھا کر جان دی۔
سید حسین و سیف خان و عزیز خان و عرب بیگ و محمد صادق زخمون سے سرخرو ہوئے
آخر الامر رستم خان نے ہزیمت پائی اور سپہر شکوہ کا پائے ثبات ڈگمگایا۔ سپہر شکوہ و
رستم خان کے مغلوب ہونے کی خبر دارا شکوہ سُنکر مع فوج قول کے جو بیس ہزار
سوار سے کم نہ تھی اس غول مین پہنچا اپنے توپخانہ سے گذر کر اورنگ زیب کے توپخانہ
و ہراول کے مقابل آیا اس طرف سے بھی مقابلہ مین بہادرون نے بان و توپ و تفنگ کے گولا

ہاتھی سے اُتر کر خدا کا شکر ادا کیا پھر داراشکوہ کے خیمہ کی طرف آیا۔ سوائے خیمہ و توپخانہ کے سارے کارخانون کی صفائی تھی وہ داراشکوہ کے خیمہ مین رونق افروز ہوا شاہزادون اور امیرون نے نذرین دین اور نثار کیئے تحسین و آفرین سے مفتخر ہوئے۔ مرادبخش کا چہرہ اور بدن تیرون کے زخم سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اس سادہ لوح بھائی کو اورنگزیب نے اسکے جراحتون پر اول حریر نرم ہاتون کا مرہم لگایا اور جراحون کو بلا کر خوب علاج کرایا اور سلطنت کی مبارکباد دی اور ہزارون تحسین کی اور رو رو کر اپنی آستین شفقت سے رخسارون سے خون پونچھا کہتے ہین کہ جس حوضہ مین مرادبخش سوار تھا تیرون کے لگنے سے وہ سیہی بن گیا تھا اسکی زمین نظر نہین آتی تھی اُس حوضہ کو دولتخانہ دارالخلافہ کے کارخانہ مین مرادبخش کی یادگار کے طور پر فرخ سیر کی سلطنت تک رکھا۔ اورنگزیب کے عمدہ امیرون مین خواجہ خان و راجہ مان سنگہ ہاڑہ اور دس اور امراء کام مین آئے۔ شاہزادہ مرادبخش کے بیس امیر مارے گئے۔ اعظم خان جنگ کے تمام ہونے کے بعد ہوا کی حرارت اور زرہ بکتر کی گرمی سے چنگل اجل مین گرفتار ہوا۔ داراشکوہ کی طرف سے بہت امیر اور آدمی مارے گئے۔ داراشکوہ دو ہزار سوار بے سر و سامان چند بیشتر زخمی ساتھ لیکر شام کے وقت سیمشعل اکبرآباد مین پہنچا مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسکو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپرورده کی حقیقت جانتا تھا اور اورنگزیب کو خوب پہچانتا تھا اسی لئے وہ مقابلہ کو منع کرتا تھا اگر داراشکوہ باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہ دقت اُٹھاتا۔ باپ نے کئی دفعہ نئے مشورون کے لئے بُلایا وہ نہ گیا اُسی رات کو تین پہر گذرنے کے بعد سپہر شکوہ اور بیوی اور بیٹے اور چند اور خدمتہ محل اور جواہر و زیور و اشرفی و طلاو نقرہ و آلات ضروری کو جو ہاتھیون و آدمیون و خچرون پر لادسکا ہمراہ لے کر شہر سے نکلا اور شاہجہان آباد کو دارالسلطنت لاہور جانے کے لئے چلا۔ آگرہ سے تیسری منزل مین وہ پانچہزار سوار جو باپ نے کمک کے لئے بھیجے تھے اُسنے مل گئے یا جو لڑائی سے بھاگے تھے وہ آ کر مل گئے۔ اورنگزیب دہم رمضان کو سموگڈھ سے کوچ کر کے اکبرآباد کی سواد مین بڑی دہوم دھام سے آیا

بڑی بہادرانہ کوششین کین اور وہ مردانہ اورنگ زیب کے قول پر پہنچے۔ راجہ روپ سنگھ
راٹھور اپنے گھوڑے سے اُتر کر اور ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر قول کو چیر پھاڑ اورنگ زیب کی سواری
کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے جا پہنچا۔ اور حوضہ کی رسیان کاٹنے لگا اورنگ زیب نے اُس کی
جرأت و جلاوت دیکھ کر ازراہ انصاف و جوہر شناسی نہ چاہا کہ وہ بے باک ہلاک ہو
فرمایا کہ تا مقدور اسکو زندہ دستگیر کرین لیکن ہوا خواہون نے اسکی بے ادبی کے سبب پارہ پارہ
کیا اورنگ زیب کی آواز نہین سنی دوبارہ دلاورون کے مقابلہ مین رستم خان آیا اور
اس نے بازار جنگ کو زیادہ گرم کیا اُسنے دارا شکوہ کے لشکر کی پشت گرم تھی اُس نے
رستمانہ حملے کیئے۔ وہ اور راجہ ستر سال و وزیر خان دیوان دارا شکوہ و سید ناہر خان و
یوسف خان برادر دلیر خان افغان گرے اور رام سنگھ و بھیم پسران بیٹھلداس کو اور راجہ
شیورام کے زخم کاری لگے جب دارا شکوہ نے ایسے با نام و نشان سردارون کا کشتہ
و زخمی ہونا دیکھا تو وہ متوہم ہوا اور اپنے مآل کار سے سراسیمہ ہوا حیران تھا کہ کیا کرون
کہ ایک بان آتش فشان اُسکے حوضۂ فیل مین آن کر لگا تو اوسان باختہ ہو کر ہاتھی سے
ننگے پاؤن نیچے اُترا کمال اضطرار سے جوتیان پہننے کی بھی فرصت نہ پائی بے یراق گھوڑے
پر سوار ہوا اس بوقت اضطراب و تبدیل سواری کے ملاحظہ سے سپاہ نے جب حوضۂ سواری
خالی دیکھا تو لشکر کا دل بھی سردار کی طرح ہل گیا اور فرار کے فکر مین پڑا۔ اسی حال مین دارا شکوہ
کا ایک خواص کہ دارا شکوہ کی کمر مین ترکش باندھتا تھا ایک گولے کے لگنے سے اسکا دایان
ہاتھ اُڑ گیا اور اسکے ساتھ جان بھی اُڑ گئی۔ اس حال کے واقع ہونے سے اطراف کے ہوا خواہ بھی
سراسیمہ ہوے۔ ثبات قدم کو ہاتھ سے دیکر بعض متفرق ہوئے بعض نے معرکہ سے جان
بچالے جانے کو مصلحت جانا۔ دارا شکوہ نے خود سپاہ کے متفرق و لشکر کے بے استقلال ہونے کو
دیکھ کر حیات مستعار کے نقد کو سلطنت نسیہ کی امید پر اختیار کیا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے دے
سپہر شکوہ نے بھی باپ کے ساتھ رفاقت کی چند شفیق رفیق طریق ہزیمت مین شریک ہوئے
اور اکبر آباد کی راہ لی۔ اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ مبارکباد کی دھوم مچی۔ اورنگ زیب

اس وقت کا منتظر تھا اور اس روز کی آرزو رکھتا تھا اب مین اپنی مراد پر پہنچا کہ حضور کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا اس سے زیادہ دراز نفسی کو کوتاہ اندیشی جانتا ہے۔ افضل خان نے خوش و خرم مراجعت کی اور حقیقت حال عرض اشرف مین پہنچائی عرضداشت پیش کی۔ باپ بیٹے کی ادب اندیشی و سعادت منشی سے بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز باپ کو بیٹے کے ملنے کا اشتیاق اور بڑھا۔ فاضل خان کے ہاتھ تحفے اور گرانمایہ جواہر اور شمشیر عالمگیر جس سے بہتر کوئی اور شمشیر تیمور یہ نہین سمجھی تھی اور شوق آمیز پیام بھیجا اور بہت باتین زبانی کہلا بھیجی تھین مگر جب فاضل خان چلا گیا تو اورنگ زیب کو مفسدون نے یہ سمجھایا کہ آپ کے بلانے سے بادشاہ کا کچھ اور ارادہ ہے۔ اسطرح اسکی خاطر کو بادشاہ سے متغیر کر دیا۔

فاضل بیگ بھی اس مرتبہ آیا اور اُس نے بڑی فصیح و بلیغ تقریرین حدیث و قرآن کی موافق اورنگ زیب کو سنائین تو اُنکا اثر اُسکے دل پر کچھ نہ ہوا۔ فاضل خان بے نیل مقصود شاہجہان پاس گیا جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا پھر بادشاہ نے مصلحتاً اور فرمان خلیل اللہ خان اور فاضل خان کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا۔ خلیل اللہ خان بادشاہ سے کچھ آزردگی رکھتا تھا۔ فرمان کا مضمون یہ تھا کہ فرزند ارجمند ہمیشہ میری رضامندی سے تحصیل خرسندی کرتا رہا اور خدمات پسندیدہ بجا لاتا رہا اور کبھی مرضی کے خلاف تقصیر کرنے مین راضی نہین ہوا اب اس سوء ادب اور اس قدر بے مہری کا سبب میری ساتھ کیون ہے جو مستلزم بدنامی دارین ہی۔ یہ تمام دلگرانی و رنجش خاطر بوجہ و سبب معلوم نہین ہوتی کہ کیون ہی۔ تمنے میری عیادت کی مراسم کو ادا نہ کیا اور میری کوفت جسمانی کا استفسار نہ کیا حقوق تربیت کی رعایت نہ کی مجھے تعجب ہی کہ اس تمام لا ابالی کا باعث اور اس قدر سرگرانی کی علت واقع مین کیا ہوگی اگر یہ باتین اس سبب سے ہوئی ہین کہ ارباب غرض و عناد اور فساد نے سعایت کی ہے تو قریب ہے کہ وہ تمہارے شیمۂ کریمہ سے دور ہو جائینگی۔ غرض پرست فتنہ انگیزون نے میری عنایت و اشفاق کو تمہیں نامناسب لباس مین اور بدترین صورت مین ظاہر کیا ہے جو میرے دل مین کبھی نہین آئین اگر تم خود میرے پاس آو اور مین جو

شاہجہان و اورنگزیب کے مابین پیغام و سلام

تمام اعیان دولت وارکان مملکت مع اپنے خویشوں اور منتسبوں کے اطاعت کے قدموں
سے پیش آئے اور تمام امراء عظام او معتبر بادشاہی کی ملازمت کے گروہ گروہ آدمیوں نے
اضافہ مناصب کی طمع مین سر رشتہ وفا کو ہاتھ سے دیا اور خداوند قدیم کی رعایت کمک کو
بالائے طاق رکھا۔ ان آدمیون کی اس حرکت سے اور اورنگ زیب کے سلوک سے شاہجہان کو
ملال ہوا اُس نے اپنے مقرب افضل خان کو جو کہ اسرار سلطنت کا بڑا محرم تھا یہ فرمان دیکر
اورنگ زیب پاس بھیجا جب اس فرخندہ کوکب برج اجلال کا کوکبہ جاہ وجلال دارالخلافہ کے نزدیک
آیا اور تم کو دوری ضروری کی مدت مین قبلہ حقیقی و خدای مجازی کی ملازمت سے حرمان نصیبی تھا
بے شکیب تھے یہان نزدیک آئے تو بحکم استیلاء شدت شوق جو بعد فراق کو لازم اور قرب
وصال کا مقتضا ہے خاطر اشرف بے اختیار تمہارے دیکھنے کی آرزومند ہے تمکو مجھہ سے محبت
ہے اور میرے ملنے کا شوق بہت ہے اس پر بھی ایسے نزدیک ہو کر مجھ سے نہین ملے سو اہنت
خفائی اور سست مہری کے کیا تصور کیا جاے اگر باپ کی طلب صادق اور تعظیم و تکریم کے سبب
تم مجھ نیازمند درگاہ الٰہی سے ملنے آؤ جسکی دوبارہ زندگی ہوئی ہے اور از سر نو عالم وجود
مین آیا ہے تو البتہ دولت دوجہانی سے تمتع و برخورداری پاؤگے اور مرادات صورت و
معنی مین کامیاب ہوگے۔ جب یہ فرمان فاضل خان اورنگ زیب پاس لایا تو اس نے
اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ

شاہجہان کا فرمان اورنگ زیب کے نام

مراسم سجدہ وتسلیم ولوازم تعظیم و تکریم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ فرمان فرخندہ عنوان میرے
پاس پہنچا کہ حضور کی آرزو ہے کہ مین جلد حضور کی خدمت مین حاضر ہون ان عنایات تازہ
کا شکر مجھ سے ادا نہین ہو سکتا ع۔ ہم بگہہ لطف شما پیش نہد گامے چند الحمد للہ کہ میری
صدق ارادت و خلوص عقیدت نے حضور کے دل مین تاثیر کی اور اسکا ظہور حضور کے دل
سے تمنا ہوا جسسے میرا گلشن امید و مراد شگفتہ و خندان ہوا اور میری مزید حیات کا سبب ہوا
امیدوار ہون کہ اس دور افتادہ کی مواصلت کسی ساعت مسعود مین قرار پائے فی الحقیقۃ
حضور کی قدمبوسی برکت روزگار و آیت رحمت پروردگار ہے اور مین مدتون سے اس

عرضداشت اورنگ زیب بنام شاہجہان

بجالاتے تھے لیکن اکثر ناسعادتمند محاصرہ کی تاب ایکرات دن نہ اٹھا سکے اور پانی لانیکے بہانے سے باہر نکل آئے اور جو جماعت قلعہ کے اندر رہی اُسنے حق نمک کی رعایت سے چشم پوشی کی اور چاہنے لگے امان مانگ کر باہر چلے آئین جب شاہجہان کو اس پر اطلاع ہوئی تو اُسنے ہر چند اہل نفاق کو با وفاق بنانا چاہا مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو بادشاہ نے یہ فرمان اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

اشعار

خدای راست بزرگی و ملک بے انباز	بدیگرے کہ تو بینی بعاریت وادست
کلید فتح اقالیم در خزائن اوست	کسے بقوت بازوی خویش نگشادست
گر اہل معرفتی دل بہ آخرت بندی	نہ در خزانہ دنیا کہ محنت آبادست
جہان سرائے نہاد رست و عاقلان انند	کہ روی آب نہ جائے قرار بنیادست

تیری حاجتوں اور مرادون کے برلانے مین بخت مساعد و اقبال موافق ہوا اور اداوار چرخ و انقلاب لیل و نہار ہر وقت و ہر حال مین تیرے کام کے موافق ہوون واقعہ حیرت افزا جو مجھکو نصیب ہوا اور جسقدر کدورت و الم مجھے ہوا ہے اس سے میرا حال یہ ہے کہ کوئی آزار نہین ہے جو میری ساتھ کوتاہی کرتا ہو اور اقبال کسی طرح یاوری نہین کرتا۔ کار ہاتھ سے اور ہاتھ کار سے ایسا گیا گذرا ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا تم سے اس مدت دراز مین ترک ادب و عدم مراتب کے دقائق مین سے کوئی دقیقہ ظہور مین نہین آیا باپ کی مرضی بغیر کوئی کام نہین کیا اب ہمنے عنایت یزدانی کی توفیق سے سلطنت صوری سے گذر کر معنوی پادشاہی اختیار کی خدا کا علام سے کیفیت زمانہ پر آگاہی پائی اور زاویہ عزلت مین حضرت باری تعالیٰ کی پرستاری قبول کی تم کار فرمائی کی روانی جس سے کارخانہ خدائی کو رونق ہوتی ہے اسکو اپنے سے متعلق جانو اور نظام عالم کے سررشتہ کو جو ہم سے تعلق تھا اب تم جسکو چاہو اسکا وہ ہو پھر تم کسواسطے غرض پرستون و کج روشون و ناراستون کی بداندیشیون سے خیال محال

معقولہ کے ساتھ کیفیت حال تمکو سمجھاؤن تو تمہارا اپنا دشمن کام سمجھنا گنجایش رکھتا ہے۔
تمہاری صاف دلی پر جو کدورت بیٹھ گئی ہے وہ مین اپنے بیان سے محو کردونگا اور
مطلب صحیح جسکو ناراستون نے مفسدہ نام رکھکر ناشائستہ وجوہ سے تمہارے خاطر نشان
کیا ہے وہ سچ سچ تمہارے دل کو یقین کرایا جائیگا جس سے رفع کلفت ہوگی ادای پیغام
اور فرمان پہنچانے کے بعد خلیل اللہ خان کو اورنگ زیب خلوت مین لے گیا اور شایستخان
باہر رہا۔ ثقہ آدمی یہ کہتے ہین کہ خلیل اللہ خان نے شاہجہان کے مقصد اشرف کو ایک
ناخوش لباس پہنایا اور بہت بری طرح سے بیان کیا اور بعض اور آدمیون نے اُس سے
اتفاق کیا جسسے وفاق کی جگہہ نفاق ہوگیا اُسنے بادشاہ کے قید کرنے کی و تسخیر قلعہ و
خزانون کے ضبط کرنے کی صلاح دی۔ اورنگ زیب نے ازروے مصلحت خلیل اللہ خان
کو نظر بند کیا اور فاضل خان کو جواب دیا کہ اس وقت بعض امور کے واقع ہونے سے
معاملہ کا اور رنگ ہوگیا ہے حضور کی طرف سے میری خاطر جمع نہین ہے غالب یہ ہے
کہ حضور ملازمت کے وقت انتقام لینگے اور کسی اور بات کا قصد کرینگے اس سبب سے مجھ
خیر خواہ خلایق کا آنا نہین ہوگا فاضلخان نے حقیقت حال بادشاہ کے خاطر نشان کی
اور ظاہر کیا کہ اب نامہ و پیغام کی کارسازی سے کار باہر ہوگیا بہبود کی صورت نہین
ہے بلکہ اور باتون کا احتمال ہے بادشاہ محض اس خیال سے کہ مبادا اورنگ زیب کی اطلاع
مفسد فاسد اندیشے کرین قلعہ کے دروازون کو بند کردیا اور اسکی حفظ و حراست پر
دولتخواہون کو مقرر کیا۔ رات گذری تھی کہ ایک جماعت کثیر ملازمان شاہی بھائی پاے
حصار مین آگئی اور محاصرہ کے شغل مین مصروف ہوئی لیکن قلعہ استوار کا استحکام اس نہج
تھا کہ محض یورش و نقب و ملچار سے اسپر تصرف نہین ہوسکتا تھا اسکی خندق کا عمق پانی
تک تھا اسکی برج اور دیوار تک نہین آسکتے تھے اس طرح اسکی تسخیر کا تصور دل مین نہین آسکتا تھا
دیوارون کی پناہ مین اور قلعہ سے دور باغون مین آنا توپ و تفنگ کی رد و بدل ہوتی
تھی اور قلعہ کے اندر بھی مدافعت کرتے تھے اور شرط ممانعت کو جیسا کہ مقام کا حق تھا

فرمان کے جواب مین عرضداشت اورنگ زیب

کروگے تو حقیقت مین مین تمہارا خدا ہے مجازی ہون کہ میری اطاعت معبود حقیقی کی عبادت
و طاعت شمار کروگے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگے۔ اس فرمان کا جواب
اورنگ زیب نے یہ لکھا

فرمان عالی شان میرے پاس آیا اُس مین جو مرشدانہ اندرز لکھی تھین اُنکو از روی
ادب اندیشی و ارادت کیشی کے سُنکر قبول کیا اسکا شکریہ غائبانہ بغیر استعداد حضور کے
حتی الامکان ادا کیا۔ مین سن تمیز سے تعلیم الٰہی کے دبستان کا سواد خوان اور دانش کدہ
فضل نامتناہی کا حروف شمار ہون۔ اسرار مبدا و معاد کے مراتب معرفت سے حقیقت کا لوح
دل سے دریافت کرتا ہون اور روزگار بے مدار کی گردش مین بہت سے اسرار ژرف
حکمتہای شگرف سے ملاحظہ کرتا ہون اور ہر کارے کے شمار کا حساب ہر چیز کی مقدار کا
قیاس کرتا ہون۔ دُنیا کے بے صورت تصورات اور بے جا توہمات کو اپنا سرمایہ
استظہار نہین جانتا اور اس کی شراب مرد آزما کے نشاء سے سرشار ہو کر اپنی جگہ سے
نہین ہلتا۔ خود سری کے سرمایہ سے خیال عصیان و اندیشہ طغیان اپنے ساتھ مخمر
نہین کرتا۔ مجاری امور کو استقامت و ارشاد کے طور پر جاری رکھتا ہون اور اپنے تئین
وہی مرید صادق العقیدت گمان کرتا ہون حضور نے وضع روزگار و گردش لیل و نہار
کی گونہ شکایت تحریر فرمائی تھی اس مقام مین گفتار کی جائے نہین ہے۔ آداب معہودہ کے
ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ حضرت حکیم علی الاطلاق کے محکمہ کے افعال مین
بہت سے حکم و مصالح مندرج ہین کہ عقول بشر انکے سر کو نہین پاسکتی اس صورت مین حقائق
آگاہ پر لازم ہے کہ پیش آمد احوال کو فوائد بیار اور منافع بیشمار پر مشتمل جانے اور واردات
تقدیر پر اعتراض نہ کرے اور اسکے بطن مین اغراض صحیحہ کو پوشیدہ جانے تسلیم و رضا
کو مجبور کر کے چون و چرا نہ کرے۔ غرض اس تمہید سے اپنی حال کی کیفیت کی شرح کرنی
ہے۔ جو مجھ ارادت سرشت کے امثال افعال پر نکات بعد الوقوع حضور نے لکھے ہین۔ وہ
اب ارباب شہود و اصحاب تسویہ باطن پر اکثر صورتون مین کو رہی عنوان سے

وہندار دوراندکار اس دُنیا کا رکھ کر اپنی حد سے قدم باہر رکھتے ہو۔ یہ دنیا جو ظاہر و باطن خراب ہے اور فی الحقیقت اسکا کاروبار ایک خواب ہے بیداری کا اور سراب آب سیما۔ جیسے تم اپنے تئین بدنام اور ہمکو خفیف کرتے ہو اور جسکو تھوڑی عقل بھی دقیقہ یاب ہے اس پر حقیقت کی حقیت روز کی طرح روشن ہے کہ دار المکافات دُنیا مین کارکنان قضا و قدر سب وقت پر برسر کار رہتے ہین۔ ماہ سے ماہی تک ہر حرکت و ہر نفس کا قیاس و شمار کرتے ہین

اشعار

اے کہ وقتے نطفہ بودی در شکم
مدتے بالا گرفتی تا بلوغ
ہم چنین تا مرد نام آور شدی
انچہ دیدی بر قرار خود نماند
بیش ازان کز دست بیرون برد
شکر نعمت را نکوئی کن کہ حق
با ولی النعمت سلوک نیک کن

وقت دیگر طفل گشتی شیر خوار
سرو بالای شدی سیمین عذار
فارس میدان مرد کارزار
واین چہ می بینی نماند بر قرار
گردش گیتی زمام اختیار
دوست دارد بندگان حق گذار
تا ہمہ کامت برآرد کردگار

اس سبب سے کہ کہن دیرلے بقا کا دیرینہ آئین ہے کہ آخر کار تعب کا مقتضی ہے اس رباط بے ثبات کی رسم معہود ہے کہ ہر عافیت کی عاقبت مین رنج نوائب اور عشرت کے عقب مین عسرت ہے اسکی جمعیت سرمایہ پریشانی و حسرت اگر روزگار کی چشم بد سے کوئی گزند اور حوادث گیتی کی دستبرد سے مجھے آسیب پہنچے تو میری جمعیت حواس مین تشویش نہین ہوتی اور میرے ثبات و قرار مین توکل کے نیرو سے فتور نہین آتا میرا منظور نظر اور مافی الضمیر یہ ہے کہ ظاہر بین باطن فہم ہو کر گمراہ نہ ہون خاص کر تم میری فرزند سعادتمند کہ لیل و نہار کے انقلاب و گردش روزگار سے فارغ ہو کر ظاہر کار کشائی اقبال پر مغرور ہو جسکا وجود فی الحقیقت اعتبار نہین رکھتا سب حال مین اگر نظر دور بین منتہاے مطلب و سرانجام کام پر رکھ کر کتاب آسمانی کے احکام پر اور سنت حضرت سید المرسلین اور طریقہ دین متین پر نظر

سبب ہو جب باپ پاس یہ عرضداشت پہنچی اُسنے تمام قلعہ خالی کردیا اور بیٹے کے ملازمون کے
سپرد کردیا ان ملازمون نے مداخل و مخارج کی نسبت وکشاد کو اپنے ہاتھ مین لیکر اس قلعہ
کے دروازون پر اپنا تصرف کیا اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت سے بالکل منع کردیا
تمام کارخانون اور خزانون پر مہرین لگا دین غرض یہی قلعہ جس مین شاہجہان نے فرمانروائی
کی تھی اُسکا زندان بنا اور اسی زندان مین آخر عمر بسر ہوئی اس مین شک نہین معلوم ہوتا
کہ اول اورنگزیب دل سے یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے باپ کو خوش رکھون اور اسی
کے نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اسکو یہ تحقیق ہوا کہ مین باپ کے دل سے داراشکوہ
کی محبت الفت نہین دور کرسکتا اور اسکی خاطر مین اپنا اعتبار نہین بٹھا سکتا تو اُسنے باپ کو
اس طرح گوشۂ عزلت مین بٹھایا۔ جب تک باپ زندہ رہا اسکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ عہد نویس مولفون نے تینون عالمگیر نامون مین مجمل حال لکھا ہے
کہ اورنگزیب نے جو شاہجہان کو گوشہ نشین بنایا تو خود شاہجہان کی مرضی یہ تھی لیکن
واقعات عالمگیری مین عاقل خان خافی نے شرح و بسط کے ساتھ یہ لکھا ہے اوسکے
ہم فضول الفاظ چھوڑکر ترجمہ کرتے ہین اس سے زیادہ اصلی حال معلوم ہوتا ہے۔
عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ جب عالمگیر سموگڈھ مین آیا تو اس نے اسی دن ایک معذرت نامہ
شاہجہان کی خدمت مین بھیجا جو صورت حال پر مشتمل تھا اور وقوع صف آرائی و قتال کا
اعتذار تھا جسکی ابتدا احمق اور مغرور داراشکوہ نے کی تھی اور میراث کا یہ بحکم شرع و فتوائے
عقل اسکے اقدام مین معذور تھا۔ فاضل خان شاہ اور سید ہدایت اللہ اس معذرت نامہ کے
جواب مین یہ شقہ شاہجہان کیطرف سے لے کر گئے بمقتضائے مشیت ایزدی تمہارے
اور داراشکوہ کے درمیان صحبت کا انجام کدورت اور ملال پر ہوا اور جو کچھ پردۂ
غیب و حجاب تقدیر مین مستور تھا وہ ظہور مین آیا۔ فرمان قضا و قدر اور ارادت خالق
خیر و شر مین بشر کی چون و چرا کو مدخل نہین ہے اس سے چشم پوشی فرماء خود شناسی
و خدا دانی کے مہمات سے جان کر اس امر کا اظہار کرتا ہون جس سے میری خاطر

ظاہر ہوتے ہین اگر حضور قواعد اندیشۂ لطیف پیشہ سے اصل کار کو مشاہدہ فرمائین تو مجھ خیرخواہ
کی حرکات و سکنات اس کعبۂ حاجات رضا کے موافق ہوئی ہین وہ کوئی بے آشفتہ مغز و خفتہ
خرد ہوگا کہ اس قدر ارادت و اخلاص پر مجموعۂ سعادت کا شیرازہ توڑے اور اس قبلہ کونین کے
شکر کے سوا دم مارے اور پیر و مرشد کی اطاعت کے سوا قدم رکھے یا کوئی امر ایسا کرے
کہ جو گرانی خاطر کا باعث ہوا اور خلاف مرضی کو روا رکھے سر رشتۂ رضا و تسلیم و آداب تعظیم و
تکریم کے سر رشتہ کو سر مو کی برابر چھوڑے جسطرح کہ حضرت ولینعمت کو مراتب عاطفت
کے وقوع مین امتناع مراد نہین ہوا مجھ خدمت گذار کو بھی سوا خلوص ارادت و
محض صفائی اخلاص کے اور آئین جانسپاری اور عقیدت کے کوئی امر پیش نہاد ہمت
نہ ہوا اس حساب سے بختیاری کی سلسلہ جنبانی اور التزام گذاری کے حکم سے مراعات
تربیت مین اور مراسم عنایت مین مجھ بیدپنواز مین حضور نے کبھی خست نہین فرمائی اور احسان
بھی نہین ہے بلکہ باوجود برادر بزرگ کی بے مددی کہ اس سبب سے کہ مین حضور کی خدمت
پرستی مین حضور کا رضا جو رہا حضرت نے نامۂ عاطفت روز افزون بھیجا جس سے مین نے محض
استحقاق و شائستگی کے سبب سے پایۂ والا پایا اور تمکین بخت سے بساط کامروائی پر متمکن ہوا۔
اور بھائیون سے علو درجات مین بڑھ گیا بہرحال زبان سے — نہ مین شکر ادا کرسکتا ہون
نہ معذرت ع ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند۔ ارادہ تھا کہ اس منشور عاطفت کو جسکے
ہر کلمہ پر اگر ہزار جان نثار کرون تو گنجایش ہے دونو جہان کی توقیع رستگاری اور سعادت
جاودانی کا طغرا سمجھ کر کمال ارادت و عقیدت سے حرز جان بنا کر خدمت مین دوڑ کر
آؤن مگر بعض امور کے واقعہ ہونے سے ایک طرح کا حجاب حضور سے ہوگیا ہے اور طبع اشرف
کی گرانی سے مین وہمون کا مغلوب ہوگیا ہون اگر حضور اپنی مرحمت سے حکم فرمائین کہ
قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج مجھ مرید کے آدمیون کے سپرد کر کے مجھے اس واہمہ سے
مطمئن فرمائین تو تلافی تقصیر کے لیئے مین حضور کی ملازمت مین پہنچ کر رضا اشرف پر راضی
ہون اور کسی ایسے امر کا روادار نہین ہون جس مین حضرت کی خفت و تصدیع کا

فاضل خان نے بادشاہ سے جاکر کہا تو اُسنے ایک ورقہ لکھا اور اسکی بدگمانی دور کرنے کے لیئے خلیل اللہ خان کو افضل خان کے ساتھ بھیجا **رقعہ ثانی** - باوجودیکہ بیٹے تجھکو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا اور بہت سی نوازشوں سے تربیت و تلقین و تعلیم کیا اور مناصب بلند و مراتب ارجمند پر فائز کیا - ان حقوق کو اور اطیعوا اولوالامر کے حقوق کو جنکی اطاعت خدا کے حکم سے واجب و لازم ہے اور کلام ربانی و کتاب آسمانی اسپر ناطق ہے تونے چھوڑ دیا باوجودیکہ تونے اپنی عمر رضاجوئی و نیکنامی و حق شناسی و خدادانی میں صرف کی ہے مجھے تجھ سے یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ تونے میری مہربانی اور شوق کی جو تیرے دیدار کا ہے قدر نہ جانی اور صاحب اغراض فاسدہ کے بہکانے سکھانے میں آگیا ع دود شوند ار بدماغے برسند + باد شوند ار بچراغے برسند اور میرے پاس نہ آیا خدا و رسول کے سامنے شرمندہ ہونے کا خیال نہ کیا - تمہارے فرزند اس کام پر جرأت نہ کریں جسکا نتیجہ ندامت و پشیمانی ہو -

ابیات

اے خلف از رہ مخالف بتاب ۔۔۔ تیغ بیفکن کہ منم آفتاب
گر ز خود این نقش گرفتی بدست ۔۔۔ سوے خدا بین و شو خدا پرست
ور ز بد آموز شد این رہ پدید ۔۔۔ گفت بد آموز نباید شنید
گرچہ کنی دعوی دانش و لیک ۔۔۔ نیک بدانم کہ ندانی تو نیک
چون تو شدے روز ادب افزون کنی ۔۔۔ بے ادبی با چو منے چون کنی
گرچہ جوانی ہمہ فرزانگی است ۔۔۔ این نہ جوانی است کہ دیوانگی ہست
اے پسر ار چہ پسری دہ خوری ۔۔۔ لیکن مکن با پدران سروری
بر سر خوان آے کہ ہم توشہ ۔۔۔ یاد نمک کن کہ جگر گوشہ
خون منی و دل من مہر جو است ۔۔۔ جوشش بسیار مکن زہرہ پوست

جب افضل خان اور خلیل اللہ خان دونو اورنگ زیب پاس گئے تو خلیل اللہ خا

کا تقاضا اور باطن کی تمنا یہ ہے کہ مین تمہین دیکھون مین اس شوق کو بیان نہین کر سکتا۔ تم
ایک مدت دراز اور زمانہ طویل کے بعد میرے قریب آگئے ہو اور مین مرکز بجا ہون تمہاری
ملاقات کا شوق و اشتیاق میرا اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے یقین ہی کہ تمہاری محبت کی بہت
سی خواہش قلبی اور آرزوی باطنی زیادہ ہوگئی ہوگی اب مجھ مین انتظار کی تاب نہین ہے
اب تم سے جسقدر جلد ممکن ہو مجھے اپنا جمال دکھاؤ ع زود آؤ دل تنگ مرا مونس جان باش
اورنگ زیب نے ان شقہ لانے والون اور زبانی پیغام دینے والون کو بھاری خلعت عنایت کئے
اور شقہ کے جواب مین یہ عرضی انکو دیکر رخصت کیا۔

سجدہ و سلام کے مراسم او تعظیم و تکریم کے لوازم بجا لاکر عرض کرتا ہے کہ حضور کا فرمان میرے
پاس پہنچا جس مین حضور نے مجھے بہت جلد طلب فرمایا ہے اس مضمون اشتیاق سے مین نہایت
شگفتہ خاطر ہوا اس عنایت تازہ و مرحمت بے اندازہ کا شکر تحریر و تقریر سے باہر ہے
لفظ و معنی کی دستگاہ کی تنگی سے کیونکر اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہون ع
ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند + الحمد للہ کہ میرے صدق ارادت و خلوص عقیدت نے
حضور کے دل پر اثر کیا اور حضرت ظل سبحانی کی کمال عنایت سے میرا گلشن مراد شگفتہ و
خندان ہوا اب مین امیدوار ہون کہ وقت مسعود و ساعت سعادت آمود مقرر
کی جاے کہ اس مین قدمبوسی حاصل کرون اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن
کرون اسسے زیادہ درازنفسی کوتہ اندیشی ہے۔

عاقل خان اور مصنف عمل صالح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کا
ارادہ یقینی باپ کے پاس جانے کا تھا مگر بعض اسکے مصاحبون نے شاہجہان پاس جانے
سے اسکو ڈرایا۔ فاضل خان دوسرے روز پھر خوش آیا اور باپ کی طرف سے تحفۃً
تلوار عالمگیر لایا جسکو مورخ لکھتے ہین کہ اورنگ زیب کے رفیقون نے اسکو ایسی فال مبارک
جانا کہ اسکے نام کو القاب شاہی کا ایک جزو قرار دیا اب کئی دفعہ بھی اورنگ زیب نے
ادب اور اطاعت کی باتین بنائین مگر بادشاہ پاس جانے سے انکار کیا جس کو

بندہ کہ پادشاہ بود کینہ جو	خلق چہ گویند تو ہم خود بگو
ورز تو در قلب من آید غبار	ہم تو شوی در رخ خود شرمسار
باش بکامم کہ بکام تو ام	زندہ و نا زندہ بنام توام
بہر خدا صورت خویشم بنما	روے مگردان و بترس از خدا

تجھے لائق یہ ہے کہ تو اپنی صف شکنی و کشور کشائی پر مغرور نہ ہو اور زمانہ کی سازگاری
اور روزگار کی رفاقت پر تکیہ نہ کر کہ یہ چرخ نیرنگ و جہان دورنگ اصلا اعتماد کے لائق
نہین ہی اس پیمان شکن بدعہد سے قطعًا وفا نہین ہوتی۔ اس صورت مین عقل یہ چاہتی
ہے کہ ایسا کام تو نہ کرے کہ جس سے اس دودمان عالی شان مین فتور آئے۔
ہماری سلطنت تمام عالم مین مشہور ہے اسکے حفظ ناموس مین تو کوشش کر جس سے
تیری نیکنامی صحیفۂ روزگار و صفحۂ لیل و نہار پر ثابت و پائدار رہے۔ اسکے جواب مین
اوردناسا نے یہ عریضہ بھیجا۔
بلّٰہ الحمد و المنتہ کہ مین نیاز مند درگاہ شہنشاہی ابتداء شعور و تمیز سے اب تک تا امکان
امکان بشری و طاقت انسانی حضور کی ارادت و اعتقاد و صدق سداد مین مقصر
نہین رہا اور حضور کی استرضاء خاطر مین کوشش کرتا رہا۔ عبودیت و جانفشانی کی راہ
سے انحراف جائز نہین رکھا اور نہ رکھتا ہے۔ بندگی و عقیدت مین ثابت و راسخ ہے
لیکن ارادت ازلی او رمشیت لم یزلی سے ایسے مقدمات ظہور مین آگئے کہ مقتضائے
طبیعت بشری و اہمہ و ہراس کا مغلوب ہوا اسکی جرأت نہ ہوئی کہ اطمینان قلب و
جمعیت باطن کے ساتھ حضور کی ملازمت کا عازم ہوتا مجھے حضور کی قدمبوسی کا
حد سے زیادہ شوق ہے اگر آپ آئین مرید نوازی مرعی فرمائین تو حکم والا نفاذ ہو
کہ اوّل قلعہ مین میرے کچھ آدمی داخل ہون اور ملازمان سرکار جو مداخل و مخارج کی
محافظت کر رہے ہین اُن کی جا وہ مقرر ہون اور عنایت خسروانی سے وہ قلعون کے
دروازون کی حراست سے اختصاص پائین تو یہ جان سپار خاطر جمعی سے حضور کی خدمت مین

کو اپنا ساجینے جاکر یہ کہہ دیا کہ وہان آپ ہرگز نجائیے آپ کی نسبت برا ارادہ ہے۔ بادشاہ کی قید کر لینے کی صلاح دی اور اپنی درخواست سے بظاہر نظر بند ہوکر وہین رہ گیا کہ خلقت مین بدنامی نہ ہو۔ شاہجہان نے فاضل خان سے جب یہ سب ماجرا سُنا تو اوسے خوف ہوا کہ میری ساتھ یکایک کچھ اور سلوک نہ کیا جاے قلعہ کے دروازونکو بند کر دیا جسکی خبر پہنچتے ہی اورنگزیب کے سردارون ذوالفقار خان اور بہادر خان نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کی دوہری فصیل اور اسکے گرد خندق عمیق تھی۔ یہ نہ سرنگ سے اڑسکتا تھا نہ حملہ اُسپر کارگر ہو سکتا۔ اسلئے اہل قلعہ کو پیاسا مارکر مغلوب کرنا چاہا۔ قلعہ مین پانی جانیکا رستہ بند کیا اورنگزیب کے آدمیون نے قلعہ پر جاکر گو بہت سر مارا مگر اُسکا بال بیکا نہ ہوا سردار اور سپاہی قلعہ کے نزدیک مکانون اور دیوارون اور درختون کے نیچے آکر مین بیٹھے اور طرفین سے توپ بندوق چلا کی بادشاہ کے بڑے بڑے امیر اورنگزیب کے ساتھ گٹھے ہوئے تھے۔ چھوٹے سردار اور آدمی نمک حلالی کر کے خوب مقابلہ کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے منصب دار تو دریا سے پانی لانے کا بہانہ بنا کے باہر جاکر اورنگزیب کے آدمیون سے ملگئے گرمی کا موسم تھا تو ہین چل رہی تھین آگرہ کی سخت گرمی سے اہل قلعہ لاچار ہوئے۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر مصالحہ کر لی اور فاضلخان کی معرفت یہ تحریر اوسنے بھیجی۔

خدا تعالیٰ تیرے کوکب اقبال کو روشن رکھے۔ سپہر نیرنگ ساز کی کجبازی اور روزگار شعبدہ باز کی ناسازی سے ایسا امر جو تصور تعقل مین نہ آتا تھا عین الیقین مشاہدہ ہوا۔ تونے مہر فرزندی کو یکبارگی چھوڑ دیا میرے آتش شوق پر نظر نہ کی۔ حقوق ابوّت تربیت سے چشم پوشی کی۔ ہماری ایذا اور ضرر کو جو دنیا کی بدنامی کا موجب اور ناکامی عقبیٰ کا مورث ہے سہل اور آسان گمان کیا روز شمار کی بازپرس سے غافل اور بےخبر ہوا قیامت کے دن اس حق شکنی کا کیا جواب دیگا۔

ابیات

ببین کہ گویم زخود دست شرم باد	گر ز پئے خون خود دم اندر افتاد

کچھ نہین ہے تو ضرورت کیا پڑی ہے کہ آپ محل خطر مین جاتے ہین اتنے حاصل کیا ہے اس سمجھانے سے وہ الٹا ہی چلا آیا - بادشاہ کے جانے نہ جانے کے باب مین یہ گفتگوئین ہو ہی رہی تھین کہ بادشاہ کا شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہر دل نے پیش کیا جو بادشاہ نے اُسکو اپنا چیلہ سمجھ کر اور نہایت معتمد و معتبر جانکر اسکو دیا تھا کہ داراشکوہ پاس بہت جلد دہلی پہنچا دے اس شقہ کا حاصل یہ تھا کہ داراشکوہ شاہجہان آباد مین ثبات قدم اختیار کرے وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہین ہے - ہرگز وہان سے آگے نہ جاے - کہ ما بدولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین اس فقرہ نے اورنگ زیب کو دولت خواہون کی بات کا یقین دلا دیا پھر اُسنے باپ پاس جانے کا ارادہ بالکل چھوڑ دیا - بیگم صاحب کے آنے کے بعد جعفر خان وزیر - حکیم تقرب خان و راے رایان راجہ رگھناتھ دیوان سلطنت مع عملہ و فعلہ دیوانی آگئے تھے تو پھر اورنگ زیب نے ایک شاندار دربار عام کیا - مسند پر تو شاہزادون کی طرح بیٹھا اور نذرین شاہانہ طور پر سب امرا و منصبدارون سے لین پھر شان و شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا - محمد سلطان نے باپ کے حکم سے تمام بادشاہی خزانون کارخانون توشہ خانون کو سر بمہر کر دیا - ۱۷ رمضان کو شاہجہان ایسا قیدی ہو گیا جسکی تاریخ عاقل خان نے یہ کہی فاعتبروا یا اولی الابصار —

شاہجہان کی ۸ برس کی زندگی اور وفات -

جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعۂ اکبرآباد مین گوشہ گزین ہوا تو اُسنے دن رات کو وظائف و طاعات و عبادات و اداے فرائض و سنت مین تقسیم فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اسکی آیات کو لکھتا - اور انکو پڑھتا - احادیث و بزرگان سلف کا حال سنتا اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا اور تعجب یہ ہے کہ اکثر اوقات تعلقات ظاہری کے قطع علائق کا ذکر کرتا اور اس مرحلہ فنا سے کوچ کرنے کو بہی خوشی بتاتا - روز یکشنبہ ۱۱ رجب سنہ ۱۰۷۶ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی اور حبس بول و پیچش شکم کا عارضہ عارض ہوا اور اس آزار سے گیارہ دن وہ صاحب فراش رہا - نو روز بعد بندرابن جراح کے علاج سے پیشاب کھل کر آنے

حاضر ہو اور زمین بوس سے مشرف ہو اور اپنی تقصیرات کے عذرات بیان کرے
اگر یہ ہو تو غایت مرید نوازی ہو گی۔
شاہجہان نے اورنگ زیب کی یہ درخواست پڑھ کر حکم دیدیا کہ قلعہ سے باہر سب میرے
نوکر چلے جائین اور قلعہ کے دروازے کھولدیے جائین۔ روز جمعہ ۱۷ رمضان سنہ ۶۸ کو قلعہ
مین شاہزادہ محمد سلطان مع ذوالفقار خان و شیخ میر و بہادر خان و اسلام خان
داخل ہو گئے۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر اورنگ زیب باپ کی خدمت مین نہ آیا
تو بیگم صاحب باپ کا پیغام لیکر بھائی کے لشکر مین آئین۔ دستور کے موافق استقبال تو
نہ ہوا مگر اورنگ زیب نے کہلا بھجوایا کہ آپ محلسرا مین جائین مین وہان آتا ہون۔
محلسرا مین بھائی بہت اچھی طرح ملا۔ بہن نے باپ کا شوق ظاہر کیا جو باپ سے ملنے کا
تھا۔ بعد اسکے یہ پیغام دیا کہ حضرت ظل الہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ داراشکوہ کو ملک
پنجاب مع اسکے مضافات کے عطا فرمائین اور مراد بخش پاس گجرات اور شجاع پاس بنگالہ
بدستور برقرار رہے اور ملک دکن محمد سلطان کو عنایت کرین اور شاہ بلند اقبال کا خطاب
اور باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہو اب اس بات
کو آپ قبول فرمائین اور غرضمندون کی باتون پر نہ جائین وسوسہ و دغدغہ کے بغیر
اعلیٰ حضرت کی خدمت مین چلیے اور انکی خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجیے
اورنگ زیب نے داراشکوہ کی عداوت کی شکایتین کین اور ان درخواستون کو قبول
نہ کیا اور صاف کہدیا کہ جب تک داراشکوہ کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا۔ مین حضور مین
حاضری کی جرأت نہین کرسکتا۔ بیگم صاحب مایوسانہ اندوہناک یہ جواب لیکر آئین اس کے
بعد پھر اس طرح کے پیام سلام ہوتے رہے۔ آخر کار گفت و شنید کے بعد اورنگ زیب
تیسرے دن باپ کے پاس جانے کے لئے سوار ہوا شائستہ خان اور شیخ میر نے سامنے
سے آکر عرض کیا کہ حضور کا یہ جانا عقل و دور اندیشی سے بعید ہے اسے احتراز
فرمائیے جب قلعہ پر خدا کے فضل سے عمل دخل ہے اور اعلیٰ حضرت کا اقتدار و اختیار

خالی کیا اور مکرر کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا بیگم صاحب اور اور مستورات کو زاری و گریہ سے منع کیا اور سوگواروں کو تسلی دی ایک لمحہ کے بعد انتقال فرمایا۔ حد سے زیادہ سب چھوٹے بڑوں کو ملال ہوا بعد اس حادثہ کے ملکہ جہان بیگم کے اشارہ سے رعد انداز خان قلعہ دار اور خواجہ پھول غسلخانہ میں حاضر ہوئے قلعہ کے دروازوں کی کھڑکیاں کھولیں سید محمد قنوجی اور قاضی قربان تجہیز و تکفین کیلئے بلائے گئے اُنہوں نے آخر صوم و صلوٰۃ جو قضا ہوئے تھے اُنکے واسطے ایک رقم خطیر مقرر کیا پھر برج مثمن میں جہان انتقال ہوا تھا وہ گئے اور لاش کو غسل دیا اور صندل کے صندوق میں بند کیا اور برج مذکور کے نشیب دروازہ کو جو بند تھا کھولا نعش کو شائستہ آئین سے قلعہ سے باہر نکالا اور دروازہ شیر حاجی سے جو اس دروازہ کے محاذی تھا حصار سے باہر نکالا۔ ہوشدار خان صوبہ دار مع بندہائے بادشاہی کے ہمراہ ہوا۔ صبح کا وقت دریا کے کنارہ پر لائے اور روضہ ممتاز محل میں لے گئے سید محمد و قاضی قربان نے جنازہ کی نماز پڑھی اور نعش کو گنبد کے اندر دفن کیا۔ تاریخ وفات ایک شخص نے شاہجہان وفات کرد کہی۔ بحساب قمری شاہجہان کی عمر ۷۶ سال ۳ ماہ و ۲۷ روز تھی اور بحساب شمسی ۷۴ سال ۳ روز کم اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز۔ دادا کے مرنے کی اواخر شب میں شاہزادہ معظم آگرہ سے ۷ کوس پر پہنچا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے آگرہ آتا تھا۔ اوائل روز میں شہر میں وہ آگیا۔ دوسرے روز اُس نے بیگم صاحب اور مستورات پاس جاکر تعزیت کی۔ حکم کے بموجب وظائف خیرات و مبرات و ختمات قرآن کی تقدیم ہوئی اور مکرر مولود کی مجلس منعقد ہوئی اور اہل استحقاق و صلحا و علماء اور سید محمد قربان کو بہت کچھ ملا ۲۶ رجب کو اس سانحہ کی خبر قاصدوں نے عالمگیر کو پہنچائی۔ یہ خبر سنکر بے اختیار رونے لگا اور اسپر قلق بیقراری کمال تاثر و سوگواری کے آثار نمودار ہوئے۔ اس قدر آنکھوں سے سیل اشک روان ہوئے کہ وہ بیطاقت ہوگیا۔ اور شاہزادوں اور امرائے بھی اسکے ساتھ ماتم کیا اُسنے حکم دیا کہ آیندہ سے حضرت جنت مکانی کو لوگ فردوس آشیانی کہا کریں اور یہی نام فرامین و مناشیر میں لکھا جایا کرے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ میں بوقت مرگ باپ کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا لیکن

لگا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوا۔ ہونٹھ وزبان خشک رہنے لگے اسکو اپنی موت کا یقین ہوا
اور اپنے اسباب تجہیز وتکفین کو خود ترتیب دیا اپنی ساری بیٹیون کو بلایا اور انکی تسلی وتشفی کی
اور انسے آیات قرآنی پڑھوائین اور خود کلمۂ شہادت پڑھا اور آیۂ ربنا آتنا فی الدنیا
حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار پڑھ کر شب دوشنبہ ۲۶ رجب
۱۰۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ نعش کو ارکان دولت واعیان حضرت نے دولتخانہ سے روضہ تک
دوش بدوش پہنچایا تمام اعیان اکابر واعالی واہالی اکبرآباد وتمام اشراف واعاظم و
موالی اطراف وکل فضلاء وعلماء وارباب ورع وتقوی واصحاب عمائم سرو پا برہنہ نعش کے آگے
کلمہ وتسبیح پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ سیم وزر نعش پر نثار ہوتا تھا۔ عالمگیر تو شاہجہان آباد
مین تھا اور بیگم صاحب سب طرح سے بے اختیار تھین اور کار کا مدار اورون کے ہاتھ مین تھا
آخر شب کو شاہ برج کے زینے سے روضہ مین پہنچایا جنازہ کی نماز کے بعد دوپہر کو اس زندہ دل
بادشاہ کو زمین کے اندر دفن کیا سارے شہر اور اہل حرم کو بادشاہ کے مرنے کا غم تھا مگر بیگم صاحب
کے ملال کی کچھ حد نہ تھی۔ عمل صالح مین تو مرنے کا حال یہ لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ مین یہ تحریر ہے
بادشاہ نے اکتیس سال سلطنت کر کے امور دنیا کے اشتغال کو ترک کیا اور گوشہ نشینی وانزوا کو
اختیار کیا بقیۂ عمر جمعیت خاطر اور توجہ باطن سے طاعت وعبادت ویزدان پرستی
مین ختم کی۔ اس سانحۂ عظیم کا بیان یہ ہے کہ اعلی حضرت کے عارضہ کو جسکا اوپر ذکر ہو چکا
ہے اشتداد اور امتداد ہوا اور ضعف وناتوانی طبیعت پر غالب ہوئی۔ امراض مختلفہ و
عوارض متضادہ لاحق ہوئی کہ جن مین سے ایک کا معالجہ دوسرے کے ازدیاد کا سبب ہوتا تھا
قوی کے کمال اختلال سے رعشہ واختلاج عظیم اعضا مین پیدا ہوئے۔ روز بروز بدن کی
کاہش اور مرض کی افزایش ہوئی۔ اطبا کی تدبیرات اور ادویہ کا استعمال اور تناول
اشربہ واغذیہ کا کوئی اثر مترتب نہین ہوا اور صحت کی کوئی صورت نہ ہوئی تو اوائل
شب دوشنبہ ۲۶ رجب کو مرض تزائد ہوا مرنے کے آثار نمودار ہوئے۔ اعلی حضرت نے
توفیق اور ایمان کی قوت سے اس حال مین دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور خاطر کو غیر حق

یاد فرمایئن کہ مجھے توفیق حسنات اور خدمت گذاری ولینعمت حاصل ہو۔ تجویز اور بعض امر کا ظہور
جو پہلے اس سے لکھا گیا ہے وہ اضطراری ہے اور اس سبب سے کوئی شرمندگی ایسی نہین کہ مجھے نہ ہو
خواجہ سرائے چھٹی نویس سے جو وقت کام ہوا اسکو حکم ہو کہ وہ سعادت خدمت حاصل کرے۔

(۲) یہ دوسرا خط ان دنون کا ہے کہ اول دفعہ شجاع نے عالمگیر سے ہزیمت پائی ہے
اور فرار ہوا ہے اور ابھی داراشکوہ گرفتار نہین ہوا کہ عالمگیر نے قاصدون کی گرفت و
گیر کی ہے تو شاہجہان نے عالمگیر کو نصیحت اعتراض آمیز لکھی تھی اور آبدارخانہ و غسلخانہ
جو شاہجہان کے لیئے بند ہو گیا تھا اسکے باب مین کچھ لکھا تھا اور اتفاقات سے ان ہی دنون
مین خط ہندوی شاہجہان نے شجاع کو لکھا تھا اور وہ عالمگیر کے ہاتھ آ گیا تھا اسکا جواب
عالمگیر نے خود یہ لکھا تھا۔ اداے مراسم عقیدت و عبودیت کو ادا کر کے عرض کرتا ہے
کہ بہت دنون کے بعد صحیفہ خط خاص سے لکھا ہوا صادر ہوا وہ میرے پاس پہنچا اور اس کے
مطالعہ سے سرمایہ سعادت حاصل کیا جو کیفیت کہ لکھی تھی وہ واضح ہوئی۔ حضور نے استفسار
فرمایا ہے کہ خطوط کی گرفت و گیر کیون ہوئی ہے حضور کی خاطر پر پوشیدہ نہین ہے کہ اس
مرید نے ان مراتب کے ابتداے حال اور آغاز وقوع مین کہ تقدیر ایزد متعال سے ظہور
مین آئے یہ اعتقاد کیا کہ اعلی حضرت عقل کل ہین اور اکثر روزگار کے پست و بلند کے تجربون
مین اوقات گرامی گذرے ہین تو شاید ان امور کا ظہور قضا و قدر سے سمجھ کر میری
شکست کار مین اور اورون کی رونق بازار مین جو ارادت الہی مین نہین ہین کوشش نہ
فرمائینگے۔ یہ سلوک مستحسن اس طرح قرار دیا تھا اور چاہتا تھا کہ شورش کے دفع ہونے کے بعد خاطر
والا کی استرضا کے اہتمام مین دل و جان سے کمربستہ ہون اور اس وسیلے سے سعادت دارین
حاصل کرون۔ ہر چند سنتا تھا کہ غبار فساد کا ارتفاع اور مہمات عباد کی برخوردگی حضرت
کی تحریک سے ہے اور بھائی حضور کے فرمانے سے دست و پا زنی کرتے ہین لیکن مین ان
باتون پر کان نہین لگاتا تھا۔ شاہراہ عقیدت سے انحراف کا خیال نہ کرتا تھا
لیکن اس سبب سے کہ حضور کی بے توجہی کے اخبار ہمیشہ متواتر سنتا تھا چنانچہ یہ امر اس سے

یہ قسمت مین نہ تھا اُسکی عوض مین اب مین اکبرآباد مین باپ کے مزار سے مشرف ہونے کے لئے
جاتا ہون - ۱۷ر شعبان کو وہ روانہ ہوا اور ۲۰ر کو دارالخلافہ مین آگیا - دوسرے روز
پادشاہ کے مزار کی زیارت کی اور بہت رویا - بارہ ہزار روپیہ مجاورون کو دیا قلعہ مین
جاکر بیگم صاحب اور اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اُتروایا اور بیگم صاحب کی ایسی خاطر کی کہ اسکے
حکم سے سب امرا و شاہزادون نے بیگم صاحب کو نذرین دین اور وہ کورنش بجا لائے -
بیگم صاحب نے سب امرا کو ہزاری تک خلعت عنایت کئے - اور ہمشیرہ کی دلجوئی کے لیئے ملاقات کو
گیا وہ مراسم با انداز و نثار بجالائی - پادشاہ ہر روز باپ کے مزار کی زیارت کو گیا اور مولود
کی مجالس کو منعقد کیا اور شاہجہان آباد سے مستورات کو بلایا -

اورنگ زیب کے نوشتجات جو شاہجہان کو اُس نے قید کی حالت مین بھیجے -

شاہجہان اور عالمگیر کے درمیان نوشتجات گلہ و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے بھیجے گئے
ان سب کی نقل تو ہم نہین کرسکتے نہ شاہجہان کے خطوط کا مسودہ کہین ہمکو ہاتھ لگا لیکن جو خطوط
کہ آداب عالمگیری مین موجود ہین انکا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھتے ہین انسے معلوم ہوجاتا ہے
کہ شاہجہان نے عالمگیر کو کیا لکھا تھا (۱) شاہجہان نے عالمگیر کو خط لکھا تھا کہ کسی خواجہ سرا اچھے نویس کو
وہ بھیجدے اسکے جواب مین عالمگیر نے یہ خط بھیجا -

مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ میرے عریضہ کے جواب مین جو فرمان
والا شان اپنی قلم مبارک سے لکھکر حضور نے صادر کیا تھا وہ پنجم شہر حال کو میری پاس پہنچا اسکی تحریر نے
دیدہ کو نور اور دل کو سرور بخشا - خدا کا احسان ہے کہ حضور کی ذات فائض البرکات صحت و
عافیت سے ہے - پیر دستگیر سلامت (شاہجہان) حکم قضا و قدر سے مین مجبور ہون مشیت
الٰہی سے ایسے ورطہ خطرناک مین پڑا اور کیتنی ظاہر و باطن کی کلفتون مین مبتلا ہوا اپنی خجالت و
انفعال حال کو کیا عرض کرون کہ وہ حضور پر ہویدا نہ ہو مین ہمیشہ درگاہ ایزدی سے سوال کرتا رہتا
ہون کہ میری خطاؤن کی عذر خواہیون مین حضور کی خاطر کی استرضا کی توفیق اور تلافی و تدارک
مافات عطا ہو کہ مین ایسی خدمت بجالاؤن کہ قبلہ و کعبہ حقیقی کی خوشنودی کا سبب ہو اور
حضرت کی ذرہ پروری و بندہ نوازی سے امید رکھتا ہون کہ مجھ گنہگار کو دعاء خیر سے یاد

انتقام پر عفو کو ترجیح دی مجھ سراپا گناہ روسیاہ کو دونو جہان کے اندوہ و ملال کے گرداب
سے نجات بخشی۔ کرم ایزدی سے امید واثق ہے کہ اسکے بعد بموجب مصلحت کے کوئی امر ایسا
جسکا واقع ہونا نہین چاہیئے مجھ سے ظہور مین نہین آئیگا خدا عیب دان ہے جسکو کذب و
دروغ پر گواہ کرنا اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور اور تمام مذہبون اور دینون مین
مذموم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ مرید ہرگز ارباب نفاق کی تجویز سے مرضی طبع مقدس کے
مرتکب نہین ہوا نہ ہے اور اپنے تئین حضرت کا نائب سمجھکر اس خدمت و امر خطیر پر قیام کرتا
ہے لیکن اظہار نیابت مین اوضاع مملکت و ملت کا انتظام و تسلی رعیت ممکن نہ تھی اس لیئے
ناگزیر باس ملک و حال رعایا کے سبب سے چندروز کے لئے اس طرح کا سلوک اختیار کیا گیا
جو میرے دل مین کبھی نہین آتا تھا۔ خدا آگاہ ہے کہ اس وجہ سے کس قدر مجھے شرمندگیان
ہوئی ہین۔ انشاء اللہ تعالی جب مملکت مین امنیت ظاہر ہوگی فتنے کا غبار بیٹھ جائیگا
توکل خاطر اشرف کے مرغوبات بوجہ احسن و دلخواہ صورت پذیر ہونگے۔ مجھ مرید نے جب
اپنا خلاصہ عمر اعلی حضرت کی رضا جوئی و نیکو خدمتی مین صرف کیا تو پھر مزخرفات دنیویہ
فانیہ پر کیون کر راضی ہو سکتا ہے کہ حضرت کے اوقات فرخندہ سمات جمعیت خاطر کے
ساتھ نہ گذرین۔ اعلی حضرت کی تحصیل خرسندی کے لئے جان و مال و عیال نثار ہین
مین نہین چاہتا کہ ہر دم محل خدمت وافی سعادت سے جدا ہون اس سبب سے کہ شجاع نے
قدر عافیت نہ جانی اور آگرہ آباد کا قصد فاسد کیا اور شورش اٹھائی۔ مین نے بھی برادر
کلان کی طرف سے قدرے خاطر جمعی حاصل کرکے ایک دم فرصت نہ لی اور تائیدات الہی
اور نصرت بخش حقیقی کی تائیدات پر توکل کرکے اس شہر حال کہان حدود کی طرف متوجہ
ہوا امیدوار ہون کہ توفیق الہی اور اعانت حضرت رسالت پناہی اور حضرت دستگیر
کی توجہ باطنی سے عنقریب اس کام سے فارغ ہو کر اصلا کسی ایسے امر کا مرتکب نہ ہونگا
جس مین مرضی مبارک نہ ہو حضرت پر ظاہر ہے کہ سبحانہ تعالی اپنی ودائع کو اس شخص کو
سپرد کرتا ہے کہ وہ رعایا کے حال کی پرداخت کرے اور برایا کی نگہبانی کرے۔

ظاہر ہے کہ خط ہندوی مین جو نوشتہ شجاع کو قلمی ہوا تھا جس سے جان و مال اسی کے سپر
خراب ہوا۔ تو یقین حاصل ہوا حضرت مجھے نہین چاہتے ہین جو کچھ ہاتھ سے لکھ چکے ہین اسکو پھر
ہاتھ مین لاکر مستقل رکھنا چاہتے ہین اور احکام دین متین کے اجرا مین اور مہمات مملکت کے
انتظام مین جو مین سعی و تردد کرتا ہون اسکو ضائع کرنا چاہتے ہین امرا اس طریق و فکر سے
باز نہین آتے اور آسپر مصر ہین۔ ناگزیر مین لوازم حزم و احتیاط کی مراعات مین مشغول ہوکر اُو
مفسدہ ہائے ممتنع التدارک کے بند ہونے سے اندیشہ مند ہوکہ جو میرا دل چاہتا تھا وہ قوۃ
سے فعل مین نہ لا سکا اور میرے اس صدق دعوے کا خدا شاہد ہے۔ اس عرصہ مین اس وقت
میری جمعیت خاطر ہوگی کہ وہ فتنہ جو جنہون نے دوبارہ اپنی لئے تیز تی مقرر کی ہے اور بھاگ
گئے ہین۔ ممالک محروسہ سے باہر جائین یا بتوفیق الٰہی دستگیر ہوکر برادر سوم کے پاس
بیٹھین ؎ سروارث ملک تا بر تن است تن ملک را فتنہ پیرہن است
انشاء اللہ تعالیٰ جب دشمنون کا کام ان دو وجہ سے کسی ایک وجہ سے ہو جائیگا۔ تو
اسقدر احتیاط عبث کیون کرونگا آبدارخانہ کے باب مین جو قلمی تھا اس وقت حضرت
ہمیشہ محل مین رہتے ہین غسلخانہ مین آبخاصہ کی ضرورت کیا ہے بکارخانہ ملبوس پر جو مہر
ہوئی تھی اُسکا سبب یہ تھا کہ خواجہ معمور کا انتقال ہوگیا تھا اب دوسرا شخص اسکی جگہ مامور ہوگیا
ہے پوشاک مبارک بدستور سابق بے تعلل پہنچے گی۔

(سو) تیسرا خط اس خط کے جواب مین عالمگیر نے لکھا ہے جو پادشاہ نے تقصیرات عفو
کرنے کے باب مین لکھا تھا اور اسکی ساتھ قدرے جواہر و پوشاک عالمگیر کے پاس بھیجی تھی
جو داراشکوہ محل مین چھوڑ گیا تھا۔

بعد ادائے وظائف عقیدت عرض کرتا ہے کہ میرے عریضہ کے جواب مین والا فرمان عاطفت
عنوان صادر ہوا تھا وہ اسعد زمان اور بہترین ساعات مین صادر ہوا۔ زلات
و تقصیرات کے عفو کی نوید سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ قبلہ خطا بخش پیر مرشد عذر
پذیر لطف عمیم کا امیدوار ہوا۔ المنۃ اللہ اعلیٰ حضرت نے بمقتضائے انصاف و قدردانی

عدم اثبات کو جس طرح پر کرون ہے میتے جاتا ہے یہن اطیعوا اللہ مین اس قدر مقر ہون
کہ رسول علیہ السلام کے آگے خجالت رکھتا ہون مرتبہ سوم کا دعوی کس طرح کر سکتا ہون
لیکن اہل ہر ونگار کی نسبت بقدر مقدور اوامر و نواہی الہی و پیروی شریعت مصطفوی
مین کوشش کرتا ہون جبتک جہانبانی کی عنان اختیار حضرت کے قبضۂ اقتدار مین تھی
محض فرمان ایزدی کے پاس کے سبب بے حکم والا کسی مہم و مطلب مین ہین نہین مشغول ہوا
اور اپنی حد سے قدم باہر نہین رکھا میری اس دعوی کا خدا گواہ ہے یہ مجھے تحقیق
معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت کی بیماری کے دنون مین شاہزادہ کلان نے پورا استقلال
پیدا کیا تھا اور آئین ہنود و کفار کی ترویج مین اور رسول مختار کے دین کی ہادم کرنے
مین کمر چست باندھی تھی۔ مملکت مین الحاد پھیلایا اور انتظام مہام کا سر رشتہ ہاتھ سے
چلا گیا حضور کے نوکرون مین سے کسی کو ایسی قدرت نہ تھی کہ صورت حال کو عرض کرتا
دارا شکوہ نے اپنے تئین باوجود عدم استحقاق کے شائستہ فرمانروائی جانا
اور مربی و لینعمت کو مطلق معزول کیا چنانچہ یہ امر حضور نے مناشیر مین اپنے ہاتھ سے
مندرج کیا ہے مینے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس فساد کی اصلاح مین تاخیر کی جائے
تو بلاد مین خرابی و عباد مین تفرقہ پیدا ہوا اور اس سے مواخذہ اخروی کی بازپرس
ہو تحصیل مثوبات کو پیش نظر رکھ کر مین برہانپور سے اس سمت مین روانہ ہوا اس
وقت درمیان مین سوا اس دشمن دین مبین کے
کوئی اور نہ تھا۔ اطاعت کا نتیجہ اعانت الہی ہے جس سے فتح و ظفر ہوتی ہے اگر
بر تقدیر میرا قصد صواب نہ ہوتا حق تعالی کو خوش نہ آتا کیونکر یہ نیازمند درگاہ الہی
طرح طرح کی تائیدات سے اختصاص پاتا خدانخواستہ اگر حضرت کی حمایت سے
اس بداندیش کا اندیشہ قوہ سے فعل مین آتا اور عالم ظلمت کفر و عدوان سے تاریک ہوتا
تو کار شرع سے رونق جاتی رہتی اور آخرت مین اسکے جواب سے عہدہ برآ ہونا نہایت
دشوار ہوتا اس صورت مین جو مالک الملک کی تقدیر مین قدیر تھا وہ ظہور مین آیا

عقلاً یہ ظاہر ہے کہ گرگ شبانی نہین کرسکتا اور ہر کم حوصلہ اس امر خطیر سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا۔ ملک رانی سے مراد پاسبانی خلق ہے نہ نفس پروری وشہوت رانی۔ بہرحال اس مرید کو اعلیٰ حضرت سے جو خجالت ہے اس سے حق سبحانہ تعالیٰ نکالے تقصیرات وزلات کے عفو کی اور بادشاہزادہ داراشکوہ کے جواہر عنایت کرنے کے لیئے تسلیمات بجا لاتا ہون اس فضل ورحمت کا شکر ادا کرتا ہون۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے کہ مشرف جواہر خانہ کا بیٹا تھا یہ سنا گیا کہ داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین بادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمہ محل کے جواہر ومروارید قیمتی ستائیس لاکھ روپیہ کے چھوڑ کر باہر گیا تھا اور ہزیمت پانے کے بعد انکے لینے کے لئے فرصت نہ تھی۔ شاہجہان نے بعد برخاش و بخشش طلب کے ان جواہر کو مع نامہ کے جو طوعاً وکرہاً مشتمل تقصیرات کے بخشنے پر تھا جسکا ذکر اوپر ہوا لکھکر عالمگیر پاس بھیجدیا۔ ایک مروارید کی تسبیح تھی جسکے سو دانہ غلطان ہمرنگ ہم وزن تھے اور جسکی قیمت چار لاکھ روپیہ تھی وہ بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی اور اُسکا امام بھی بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ اور ایک الماس کی آرسی ہمیشہ شاہجہان کی گردن مین رہتی تھی۔ جب گوشہ نشین ہوا تو عالمگیر نے پیغام دیا کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس رکھنا تقوی کے برخلاف ہے خواجہ سرا اسکی طلب کے لئے مامور ہوا اُسنے سماجت سے عرض کیا۔ اعلیٰ حضرت آشفتہ خاطر ہوئے اور آرسی کو گردن سے اُتار کر حوالہ کیا تسبیح کے لئے فرمایا کہ اسپر اوراد پڑھے جاتے ہین اسکو ہاون مین کوٹ کر اور نرم کرکے دونگا جب خواجہ سرا نے یہ سخت جواب سنا تو پھر آیا یہ حال عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اُسنے اسکو طلب نہین کیا مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان پاس رہی۔

(۴) وظائف عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ۲۰ صفر کو میرے عریضہ کے جواب مین میرے پاس فرمان آیا معلوم نہین کہ وہ کس کے ہاتھ کا لکھا تھا۔ حضور پر پوشیدہ نہ رہے کہ مینے توفیق الٰہی سے حقیقت دنیا اور دنیائے بے بقا

توقع کرسکتے ہین اور میرے قول وفعل پر اعتماد کرسکتے ہین۔

پیر دستگیر سلامت ۔ مین اس سبب سے کہ اس جہان گذران مین کوئی چیز مشیت وتقدیر الٰہی بغیر وقوع مین نہین آتی اور کوئی قضاء الٰہی سے لڑ نہین سکتا جو مراتب کہ آپنے فرامین مین لکھے ہین وہ اور بزرگون کو بھی پیش آئے ہین مجھ حقیر کی کیا قدرت تھی کہ ارادت ازلی سے سرتابی کرتا **یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید** ۔ (اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسکا حکم دیتا ہے) ہر شخص اپنی نیت کے درخور خدا سے خود پاتا ہے میری نیت بخیر ہے امید ایسی رکھتا ہون کہ جب تک زندہ رہونگا سوائے نیکی کے کچھ اور نہ دیکھونگا ۔ ہمشیرہ کے باب مین جو نگارش پایا محض تہمت وگمان ہے اسلئے کہ جس وقت مرید اکبر آباد مین آیا اور وہ سوانح واقع ہوے جس سے حضور کی خاطر اشرف کو کلفت وکدورت ہوئی ۔ وہ مکرمہ کہان تھی اور ان چند روزون مین جو میری ملاقات اسسے ہوئی ۔ حاشا جو اس نے بدگوئی کی ہو حیا اور وفا شعار ہی ۔ ہم مجرم ہرگز خوش ظاہری وخوش باطنی کے لاف نہین مارتے ۔ اور ہم لئے اس جماعت کی طرح اپنے تئین نہین دکھلایا ہے جنظاہر وباطن کے حسن کی آراستگی رکھتے ہین ۔ الحمد للہ تعالے کہ اسکی حقیقت بھی کھلنے والی ہے ۔ ہر شخص کا نیک وبد عالم السرائر پر ظاہر ہے اور بندون کی مافی الضمیر کو وہ بہتر جانتا ہے ۔ شائستہ خان کو کیا نسبت ہے کہ اس مقولہ سے کوئی چیز لکھ سکے ۔ یا ایک حرف بول سکے ۔ سب خانہ زادون کے حقوق اسلاف آپ کی دولت مین ثابت ہین اور اس بات کو اعلی حضرت خوب جانتی ہین کہ اسکی مثل آدمی نہین ہی اس سبب سے کہ بیگانون کے ساتھ رعایت کی گئی ہے اسکے ساتھ بھی کی گئی ۔ اس ہی یہ لازم نہین آتا کہ اس نے نالائق مقدمات معروض کئے اول اور آخر کے حق مین جو کچھ ساختہ وبستہ عرض کیا گیا ہے محض

(۶) بادشاہ نے غصہ سے اورنگ زیب کو لکھا تھا کہ خواجہ سراؤن کو اسکے پاس سے کیون علیحدہ کیا اسکا جواب لکھتا ہے کہ مراسم اخلاص وعقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلی حضرت سے عرض کرتا ہون کہ قدسی صحیفہ مرقومہ اشہر حال خط مبارک کا لکھا ہوا میری

اسکا شکر واجب ہے۔ حضور کی تربیت کے حقوق میرے ذمہ پر اس سے زیادہ ہین کہ اس کی سپاس گذاری ہو سکے۔ حاشا مین آپکے تفضلات کو فراموش کر کے چند روزہ زندگی کے لیے ولی نعمت کی خاطر کی کدورت کو روا رکھون اسکے سوا مین نہین جانتا کہ ملک و ملت کی مصلحت کے لیے جو مشیت و خواہش ایزدی تھی وہ واقع ہوئی مجھہ سے کون سی بدی اس حضرت کی نسبت ہوئی۔ بادشاہزادہ شجاع کی شورش کا مقدمہ ایسا نہین ہے کہ کسی پر مخفی ہو لگے کتاب مین عبارت اس خط کی ایسی غلط لکھی ہے کہ اسکا مطلب خبط ہے ۔

(۵) مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سے عرض کرتا ہے کہ ۹ شوال کو والا فرمان عتاب آمیز میرے پاس آیا جو کچھ میرے بد اعمال کی قبائح مرقوم ہوئی ہین وہ مجھے معلوم ہوئین۔ حضور کو معلوم ہے کہ یہ مرید کبھی اپنے محاسن افعال کے اظہار مین مشغول نہین ہوا۔ ہمیشہ اپنی بدیون کا معترف رہا ہون اور اب بھی ہون جس وقت سے کہ سن تمیز کو پہنچا ہون حضور کی استرضا مین کوئی دقیقہ جد و جہد کی دقائق مین سے نہین چھوڑا۔ باوجودیکہ شاہزادہ کلان مین سوا، خوشامد ظاہری و چرب زبانی اور بہت ہنسنے کے کوئی امر نہین ہے اور اپنے ولی نعمت کی خدمت مین دل اسکا زبان سے موافق نہین ہے اور اسنے نالایق بیٹے سے جو باتین سننے کے قابل تھین وہ سنین او رخفت اٹھائی اور سپر حضور کے فرامین سابق ناطق ہین اس امید مین کہ شاید میری عقیدت و بندگی کا صدق کوئی نتیجہ ظاہر کرے مینے انقیاد و اطاعت کے طریقہ سے اصلا انحراف نہین کیا۔ اسی بات سے کہ حضرت نے اس مرید کو رضا جوئی کی عنوان سے یاد فرمایا ہے مین خوش تھا جس وقت کہ میرے حسن اعتقاد اور زیادتیون کے تحمل کا اثر مرتب ہوا۔ باطل سے حق جدا نہ ہوا اور رسوخ عقیدت کے جوہر کی صفائی مخفی رہی دور ویہ منافقون کی بات چل گئی۔ منافق اور موافق اور راست ناراست مین امتیاز نہ ہوئی اور مین مرید التفات اور اعتماد کے قابل نہ ہوا تو اب مین طرح طرح کی گستاخی و بے ادبی کا مصدر ہوا ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت اس گناہگار سے کیون کر نیکی کی

صاف صاف بے پردہ معروض کرے تاکہ کیفیت جیسی کہ ہے ظاہر ہو جاے اور پھر مطالب
سر بستہ کی حاجت نہ ہو۔ اعلی حضرت کی راے پر پوشیدہ نہین ہے کہ میں نے مکرر التماس کی کہ اگر
اعلی حضرت نوشتجات شور انگیز کا بھیجنا موقوف فرمائیں جنکا کچھ اثر مرتب نہین ہوتا
اور اس طریقہ کو بند کرین تو اصوب بلکہ مصلحت ملکی سے اقرب ہے لیکن اعلی حضرت نے
باوجود کمال دانش کے صلاح کار کو منظور نہ کیا اور صریح فرمایا کہ وہ یہ توقع بیجا ہم سے
نہ کرے تو میں نے لازم جانا کہ ابواب دکو مسدود کرون شورہ پشت خواجہ سرایون کو
جو شورش کے اسباب تھے اپنے پاس طلب کر لون۔ تازہ رباعی جو اعلی حضرت نے لکھی تھی
اسکا مضمون حق و حسب حال ہے جب اعلی حضرت نے پادشاہزادہ کلان کو کہ جس کی
جمعیت و قابلیت و خدا شناسی شاید حضور پر ظاہر ہوئی ہو اسکے ابتداے حال مین
اعلی حضرت طرح طرح سے اسکی دستگیری فرما کر اعلی مدارج اعتبار پر نہ پہنچاتے اور
اسکی خوشامد اور دلجوئی کے واسطے قضا و قدر کی امانت اسکے واسطے نہ تجویز فرماتے اور سب
فرزندون کے واسطے قاعدہ مساوات کو مرعی رکھتے اور انکے پاس کو امید یہ غالب نے ہو دیتے
تو اس طرح سے آتش فتنہ نہ مشتعل ہوتی اور یہ وحشت ظہور مین نہ آتی۔ مصرعہ
اے واے من و دست من و دامن خویش * عریضہ سابق کی عبارات مین حاشا
کہ کوئی بیجا نا ملائم کلمہ جناب اعلی کی نسبت زبان پر آیا یہ کبھی نہیں جائز کہ ہبات کا اندیشہ
خاطر مین گذرے۔ آپنے اپنے بھائیون کے بارہ مین جو لکھا تھا وہ کیون بے ادبی پر محمول
ہوتا ہے اعلی حضرت نے خسرو و پرویز کو جو حضرت کی خلافت سے پہلے وادی فنا کو
دوڑ گئی تھی اور کسی طرح کا آسیب و مضرت پہنچانا انسے متوقع نہ تھا اب تک کس
طرح یاد فرماتے ہین اگر مجھ مرید نے اس جماعت کو کہ جنکی عداوت حد سے گذر گئی ہو
جنسے بار بار محاربے کیئے اور فرار کا عار اختیار کیا اور اسکے شر کے آثار محو نہین ہوئے اس
عنوان سے کہ بیان واقع ہے یاد کیا اور اسکی تعظیم و احترام کو چھوڑا تو کیا قصور کیا۔
خدا تعالی جسکو عزیز بناتا ہے اسکو کوئی خوار نہین کر سکتا اور اسکے خوار کردہ کو

پاس آیا۔ آپنے جو طیش و غصہ سے خواجہ وفا کے باب مین لکھا تھا مجھی معلوم ہوا مین گنہگار سراسر تقصیر
نہین جانتا کہ کیا چارہ کرے کہ اس قسم کے امور سے معاتب ہو وے مینے اعلی حضرت سے کبھی کبھی
دفعہ التماس کیا کہ نوشتجات شور انگیز فتنہ افزا کی ارسال کی راہ کو بند فرمائے تو اعلی حضرت
نے اسیر التفات نہین کیا صریح یہ فرمایا کہ یہ توقع اپنے بیٹے سے وہ رکھے ہمسے نہ رکھے ہمکو
اس شیوہ کے ترک کرنے کی تکلیف نہ دے۔ اسکا چھوٹنا ہمسے ممکن نہین چنانچہ خورجی بیگم جو
نوشتہ لائی ہے وہ اسپر ناطق ہے اس صورت مین اگر مین لوازم احتیاط مین مشغول ہوکر
اسباب فساد کو نہ مٹاؤن اور متفتن خواجہ سرایون کو کہ نوشتجات مکرر ان کی وساطت سے
باہر جاتے ہین حضور پرنور سے دور نہ رکھون تو کیا کرون کاش اعلی حضرت ان آدمیون پر
ترحم فرماکر اس شغل کو موقوف کر دیتے جسکا حاصل سوائے مزید کلفت و وحشت کے نہین ہے
اور مصلحت کار کو مرعی کرتے تا کہ بمقتضائے ضرورت مجھے اس کام کا اہتمام کرنا لازم نہ ہوتا
اور آپکو آزار نہ پہنچتا ع ای وائے من و دست من و دامن خویش + ہر حال مین خواجہ
وفا کی تقصیر کو معاف کرکے اسکو اپنے پاس بلالیا ہے کہ وہ اورون کی طرح خدمت کرے
اور خواجہ محرم کے لئے لکھ دیا ہے کہ محل مین اسکے جانے کا کوئی مانع نہ ہو لیکن اگر وہ وفا کا
رنگ ڈھنگ اختیار کریگا تو وہ بھی وفا کے پاس بیٹھیگا۔ ملبوس خاصہ کی تحویل کی نسبت مینے
پہلے عرض کیا کہ معمور مر گیا ہے دوسرا آدمی اوسکی جگہ مقرر ہوا ہے وہ بدستور سابق پوشاک
خاصہ پہنچائیگا۔ حق تعالی اس حضرت کو مجھ پر مہربان کرے جس سے کوئی گناہ سوائے امتثال
حکم قضا و قدر کے نہین صادر ہوا اور مثوبات اخروی کا احراز کرامت کرے۔

(۷) عقیدت و اخلاص کی مراسم ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ صحیفہ قدسی جو
بالکل قلم مبارک کا نگاشتہ تھا میرے پاس معتمد خان کی معرفت آیا جو مراتب کہ نظم و
نثر مین لکھی تھی وہ واضح ہوئے مین بندہ شرمسار جسنے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرکے
اپنے برائت ذمہ کا اظہار کیا تھا اور اس سے ایک مدت پہلے عرائض کے بھیجنے کو چھوڑ دیا تھا
اور گفت و شنید کی راہ بند کی تھی۔ اب اس سے مجبور ہے کہ مقدمات کا جواب

معاش و معاد کے لئے انتخاب کرکے امور کا حل وعقد اسکے کفایت و اعتبار کے کف مین سپرد کرتا ہے
تاکہ اصناف خلق کے لئیے بوجہ عدالت زندگانی کرے اور مستحقین کے ایصال حقوق مین امانت
و دیانت کے طریق کو مسلوک کرے اور اپنے تئین سوائے تحویلدار کے کچھ اور نہ جانے جب تک
کہ علماء وقت اس مقدمہ کی حقیقت کو ملاحظہ کرکے نہ معروض کرین تب تک بیت المال
کی ملکیت کا دعوی حضور نہین کر سکتے بالجملہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ مشیت الہی بغیر کوئی
بات غیب سے جلوہ گر نہین ہوتی چنانچہ یہ امر سب پر ظاہر ہے کیا سبب ہے کہ یہ سانحہ
عظمی کہ ظہور اسکا بے شبہ ارادت ازلی اور مکنت و قدرت احدی سے ہوا ہے
اور اس مین کسی کو دخل نہین ہے وہ مالک الملک کی تقدیر کے حوالہ نہین ہوتا اور
قضا کا کام مجھ بندۂ مجبور و مضطر سے منسوب ہوتا ہے اور موجب عتاب و غلطت ہوتا
ہے۔ اعلی حضرت و فور دانش و بینش مین سب سے برتر ہین کسلئے ان مراتب کی تفاصیل کو
خاطر مین نہ لاکر کارہائے الہی مین اورون کو موثر جانتے ہین اور حکیم علی الاطلاق کے
کردہ کو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جو اسکی قدرت کاملہ کی آیات
بینات ہین راضی نہین ہوتے اور وادی پر آشوب سے جو کہین ختم نہین ہوتا عبور نہین
فرماتے تاکہ کدورت کلفت جمعیت و رفاہیت سے تبدیل ہو۔ صبر و شکیبائی کا
اجر فوت نہ ہو۔ اوقات قدسی ساعات جو بدل نہین کھتین ایسے توہمات مین نہ گذرین
کرم عمیم سے دراز نفسی کا عذر خواہ ہے۔

(۵) عقیدت و اخلاص کی مراسم کے ادا کرلنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ مین
سراپا تقصیر شرمندگی و تشویر کی کثرت کے سبب سے ارسال عرائض و اظہار مطالب کی
جرأت نہین کر سکتا تھا لیکن ان ایام مین متواتر حضور نے الوش آن نب سے سرافراز کیا الطاف
والا کا تازہ امیدوار کیا تسلیمات بجا لاکر معروض کرتا ہے۔ اعلی حضرت ان اوقات
مین نغمہ سننے پر التفات نہین فرماتے اور گاین جو کی جنکی سرود سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے
وہ یہان نہین ہے اسلئے مینے لکھا تھا کہ خواجہ بہلول عرض کرے کہ بادشاہزادہ کلان کی

کوئی عزیز نہین بنا سکتا بزرگ وہی ہے جسکو حق جل و علا بحکم تعز من تشاء اپنی تائیدات
سے موئد ہوکر اقران و ہمسرون پر برتری کرامت فرماتا ہے اور اسباب عزت کو محض اپنے
فضل سے آمادہ کرکے اہل عالم مین عزیز و سربلند کرتا ہے اس سے پہلے بکر رخدمت والا مین
معروض ہوا کہ مجھ مرید کا مقصود اکبرآباد کے صوبہ کی طرف آنے سے یہ تھا کہ بادشاہ اسلام
سے بغاوت کرون اور اسکو خارج کرون خدا اسکا گواہ ہے کہ مقصد ناصواب
غیر مشروع اصلاً و قطعاً میرے دل مین نہ آئے تھے بلکہ بیماری کے زمانہ مین اعلی حضرت کے
ہاتھ سے اختیار نکل گیا تھا۔ شاہزادہ کلان کہ مسلمانی کا کوئی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے
قرب و استقلال تمام پیدا کیا۔ امارات جہانبانی کو ظاہر کیا۔ ممالک محروسہ مین کفر و الحاد
کے رایت کو بلند کیا۔ اسکا دفع کرنا عقلاً و شرعاً و عرفاً واجب ہوا تھا اسکو ذمۂ حمیت پر مستحکم
جانکر ان حدود کی عزیمت کی اوّل جنگ ان کفار اشرار سے ہوئی جنہون نے مساجد منہدم
کرکے بتخانے بنائے تھے دوسری لڑائی ملاحدہ نکوہیدہ کردار سے واقع ہوئی میری نیت
بخیر تھی جمعیت قلیل سے معرکہ مین مظفر و منصور ہوا اور چشم زخم سے مصئون رہا اعلی حضرت
نے مجھے گنہگار قرار دیا اور فرط تعصب سے دینی و ملکی مصلحت پر نظر نہ کی اور اسکی تلاش
کی کہ بادشاہزادہ فرعون منش دوبارہ میدان مین آئے اور الحاد کی چہرہ افروزی کرے
اس صورت مین باگ کا ڈھیلا کرنا عباد و بلاد کی خرابی کا باعث ہوتا اس ضروری اجر و ثواب
کی امید مین مجھے اس بار گران اٹھانے پر راضی کیا اور جو اول رعایا و برایا کی پرداخت
کے لئے اور دین مبین کی ترویج کے واسطے اجتہاد پر کمر بستہ کیا دور و نزدیک ارباب
بصیرت و اصحاب خبرت جانتے ہین کہ نیکنامی دنیا و سعادت و آخرت کے لئے دلیل
اس سے بہتر کیا ہوگی۔ اعلی حضرت نے لکھا کہ اورون کے اموال مین تصرف کرنا مسلمانی کے
خلاف ہے اعلی حضرت پر مخفی نہ رہے کہ ملوک و سلاطین کے خزائن و اموال مصلحت ملک و
ملت کے لئے ہین وہ کسی کی ملک میراث نہین ہین اس وجہ سے اس مال کی زکاۃ نہین دیجاتی
خدا تعالی کچھ مدت کے لئے اپنی درگاہ کے نظر یا فتون مین سے کافہ انام کی مہمات

اُکسا تا تھا۔ عالمگیر باپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا اور خیالی باتین بناتا تھا لیکن اگر غور سے
ان خطوط کا مطالعہ کیجیے تو کوئی اس مین کارروائی منافقانہ نہ تھی بلکہ باپ بیٹون کے دل کا
اصلی حال معلوم ہوتا ہے کہ کیا تھا۔ انسان کے دل کا حال ہمیشہ یکسان نہین رہتا خاص کر پریشان
حالی مین۔ شاہجہان بوڑھا اور مریض باپ تھا جسکے بیٹون مین سلطنت کے لئے تنازع تھا ایسے
حال مین اسکا دل کیسی کشمکش مین رہتا ہوگا کبھی اسکو عالمگیر پر غصہ آتا ہوگا کبھی محبت پدری
جوش مین آتی ہوگی۔ شاہجہان کے سارے خطوط عالمگیر کے نام اسکے غصہ و محبت سے
بھرے ہوئے ہین۔ یہ خطوط باپ کے دلی حالتون کی سچی حالت کی تصویر کھینچتے ہین ایسی ہی دارا
و شجاع کی طرف دل کو الفت پدری لے جاتی ہوگی۔ عالمگیر کو باپ سے کچھ عداوت نہ تھی۔
ابتدا مین اُسکا ارادہ یہ نہ تھا کہ مین خود پادشاہ ہون بلکہ وہ باپ کی نیابت مین پادشاہی
کرنا چاہتا تھا الفت پسری کو ترک کرنا نہین چاہتا تھا جب اسکو خوب ثابت ہوگیا تھا
کہ مین سلطنت بادشاہ کی نیابت مین نہین کرسکتا تو بادشاہی کا ارادہ کیا مگر ابھی باپ
کی تعظیم و تکریم کو ترک نہین کیا باپ کے غضب سے ڈرتا رہا ہی باتین جو اسکے دل مین تھین وہی اُسنے
ان خطوط مین ظاہر کین کسی بات کا پردہ نہین رکھا۔ یہ خط و کتابت ایک سچی تصویر ان
دلون کی حالتون کی ہے جو باپ بیٹون کے درمیان ایسی صورتون مین واقع ہوتی ہین

وسعت سلطنت

بادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکھا ہے کہ شاہجہان کی مملکت کا
طول لاہری بندر سے سلت (سلہٹ) تک دو ہزار کروہ بادشاہی کے قریب ہے۔
ہر کروہ کے پانچ ہزار ذراع اور ہر ذراع کے بیالیس انگشت متساوی الخلقت اور عرض اسکا
قلعہ بست سے قلعہ اڑیسہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے اس معظم معمورہ عالم کے صوبجات
بائیس ہین ہر یک مین چند سرکارین ہین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنہ مین بہت
سے دہات پرگنون کی تعداد چار ہزار تین سو پچاس ہے دہات کا شمار معلوم نہین
ان صوبون مین شاہجہان آباد اور اکبرآباد اور لاہور دار السلطنت ہین

گا نہین محل مین معطل ہین انکو بھیجدے معلوم نہ ہوا کہ یہ بات خاطر عاطر پر کیون گران
گذری اگر انکے سر یہ ہونے کے سبب مضائقہ ہے تو ایک جماعت ایسے آدمیون کی گھر مین اور
ہو جو دہے حضور کے خدمتگار میرے پاس رہین تو اُس مین کیا قصور ہے حسب الحکم اس تقریب
مین جو آیہ کریمہ مع ترجمہ خواجہ بہلول نے ارسال کی تھی پہنچی حضور کی رائے خورشید ضیا پر پوشیدہ
نہین ہے کہ مینے خدمت والا مین مکرر عرض کیا ہے کہ اب بات کھلی ہے تو مین لکھتا ہون
کہ اس خطرناک منصب کا قبول کرنا اختیار مین نہین ہے اسلئے مخاطرات کا اندیشہ عاقبت مین
ہوشمندون کا جگر خون کرتا ہے اس بندہ کی خواہش اسکی نہین تھی جو صاحب عقل سلیم و فطرۃ
مستقیم باز خواست اخروی پر ایمان رکھتا ہے کس طرح باختیار راضی ہو سکتا ہے اپنے
اعضا و قوی مین شرط عدالت کو رکھنا کمال صعوبت ہے پھر ایک عالم مین عدالت کرنا
کیسا دشوار ہی اسلئے عالم کا وبال وہ اپنی گردن پر نہین لیتا۔ یوم الحساب کے جواب کے لئے
آمادہ ہوتا ہے مملکت موروثی کی جہات کا نسق جاتا رہا تھا طبقات انام پامال
حوادث ہوتے تھے احکام اسلام برخاست ہو گئے تھے اس مجبور قضا و قدر نے
ازروے اضطرار اس شغل خطیر کو قبول کیا۔ رسوم جہانداری کو ادا کیا جسکے بغیر پیش رفت
کار دشوار معلوم ہوتی ہے اس سبب سے کہ اعلی حضرت کے دوش سے اس بار گران کو
اُتار دیا اور اپنے سر پر اُٹھا لیا اور ہزار رنج و تعب مین گرفتار ہوا اگر انصاف کی نظر سے
دیکھا جاے تو شکایت کی جا نہین ہی اگر بر تقدیر کوئی دوسرا شخص مجھ سے بہتر ان امور
مین مشغول ہوتا حاشا یہ مرید اس دام مین اسیر ہوتا اب زیادہ دراز نفسی نہین کرتا مثوبات
اخروی کی توفیق روز افزون ہو۔

رویو شاہجہان و اورنگزیب کی خط و کتابت پر

ان دونو باپ بیٹون کی خط و کتابت پر نظر ڈالنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے
کہ ساری کارروائیان منافقانہ تھین شاہجہان عالمگیر کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اسکے
ملنے کے لئے بہت شوق ظاہر کرتا تھا اور شجاع و دارا کو عالمگیر سے لڑنے کے لئے

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ مین
۱۷- ٹھٹہ (سندھ)	آٹھ کروڑ دام	بیس لاکھ روپیہ
۱۸- بگلانہ	دو کروڑ دام	پانچ لاکھ
		ہندوستان کی جمع- بیس کروڑ ستتر لاکھ پچاس ہزار
۱۹- کاشمیر	پندرہ کروڑ دام	سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ-
۲۰- کابل	سولہ کروڑ دام	چالیس لاکھ روپیہ
۲۱- بلخ-	آٹھ کروڑ دام	بیس لاکھ روپیہ
۲۲- قندھار	چھ کروڑ دام	پندرہ لاکھ روپیہ
۲۳- بدخشان	چار کروڑ دام	دس لاکھ روپیہ
	میزان کل	بائیس کرور

جسوقت کہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا ہی تو خاندان تیموریہ کی مملکت کی جمع سات سو کروڑ دام (سترہ کروڑ و پچاس لاکھ روپیہ) تھی اس بیس سال کے عرصہ مین چار صوبہ دکن و احمد آباد مین سال سوم جلوس سے آخر سال پنجم تک آفات سماوی و ارضی پڑتی رہین اسلئے جمع نہین بڑھی بلکہ وہ حالت اصلی پر بھی نہین آئی اور انکی جمع کی تخفیف کی گئی- باقی صوبون مین بہ سبب فرط رعیت پروری اور وفور آبادانی و کثرت معموری کے ایک کروڑ دام کی جمع بڑھی اور مجموعہ آٹھ سو کروڑ دام ہوا اور جو ولایتین اس بادشاہ کے عہد مین فتح ہوئین انکی جمع اسی کروڑ دام ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ صوبہ دولت آباد مین ۲۹ کروڑ ان محالون کی جمع ہی جو اس بادشاہ کے عہد مین فتح ہوئی ہین باقی جمع پہلے سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اور صوبہ تلنگانہ مین تیس کروڑ دام صوبہ بلخ مین آٹھ کروڑ دام صوبہ قندھار مین

انکے نام سے صوبے مشہور ہین دارالسلطنت ہین کتنے ایک پرگنے ہین جنمین سے ہر ایک کا
حاصل دس لاکھ روپیہ ہی جو تمام ولایت بدخشان کے حاصل کی برابر ہے اور کتنے ایک تا
ہین جنمین سے ہر دہ کا محاصل بیس ہزار روپیہ ہے ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ یعنی
آٹھ ارب اسی کروڑ دام ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ مین
۱۔ صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد (دہلی)	سو کروڑ دام	ڈھائی کروڑ روپیہ
۲۔ صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۳۔ صوبہ دارالسلطنۃ لاہور	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۴۔ صوبہ اجمیر	ساٹھ کروڑ دام	ڈیڑھ کروڑ روپیہ
۵۔ دولت آباد	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ
۶۔ صوبہ برار	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ
۷۔ احمد آباد	ترپن کروڑ دام	ایک کروڑ بتیس لاکھ پچاسی ہزار
۸۔ [illegible] بنگالہ	پچاس کروڑ دام	ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیہ
۹۔ صوبہ الہ آباد	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ۔
۱۰۔ صوبہ بہار	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۱۔ صوبہ مالوہ	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۲۔ صوبہ خاندیس	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۳۔ صوبہ اودھ	تیس کروڑ دام	پچھتر لاکھ روپیہ
۱۴۔ صوبہ تلنگانہ	تیس کروڑ دام	پچھتر لاکھ روپیہ
۱۵۔ صوبہ ملتان	اٹھائیس کروڑ دام	ستر لاکھ روپیہ
۱۶۔ صوبہ اڈیسہ	بیس کروڑ دام	پچاس لاکھ روپیہ

روپیہ جسکی مثل دنیا کے پردہ پر نہین ہے۔ دار الخلافہ شاہجہان آباد کی عمارات مین پچاس لاکھ
روپیہ سوا اسکے جامع مسجد مین دس لاکھ روپیہ دار السلطنۃ لاہور کی عمارات مین پچاس
لاکھ روپیہ ورباره لاکھ روپیہ کابل کی عمارات دولتخانہ و قلعہ ارک و قلعہ دور شہر اور
کشمیر کی عمارات مین آٹھ لاکھ روپیہ اور قندھار و بست و زمینداور کے حصارون مین
آٹھ لاکھ روپیہ اور اجمیر اور احمد آباد وغیرہ کی عمارات مین بارہ لاکھ روپیہ۔
سو سال سے جواہر خانہ خاصہ مین کل اصناف جواہر اس قدر جمع ہو گئے ہین کہ
روے زمین کے کل سلاطین کے جواہر خانہ مین نہ ہونگے۔ دو کروڑ روپیہ کے جواہر
شاہزادون مین تقسیم ہوئے ہین اور اسکے سوا پانچ کروڑ روپیہ کے اور جواہر ہین
ملبوس خاصہ مین دو کروڑ روپیہ کے جواہر اور آلات مرصع ہین تین تسبیحین اٹھائیس لاکھ
روپئے کی ہین۔ جواہر خانہ اکبر و جہانگیر کے عہد سے بدرجہا بہتر ہو گیا ہے۔

لشکر کا بیان

بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سوا انکے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون و کروڑیون
اور عاملون کے ساتھ رہتے ہین موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ دو لاکھ سوار ہین اور آٹھ
ہزار منصبدار اور سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور ایک لاکھ پچاسی ہزار اور
سوار بادشاہزادون اور کل منصبدارون کے تابینون مین چالیس ہزار تفنگچی و
توپ انداز و گولہ انداز و باندار ہین جنہین سے دس ہزار بادشاہ کی رکاب مین رہتے ہین
اور تیس ہزار صوبجات و قلاع مین سب سے بڑے بیٹے کی تنخواہ چالیس کروڑ دام جسکا حاصل
موافق دوازدہ ماہہ کے ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی
تنخواہ بیس کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ سات لاکھ ہوتا اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ
بارہ کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ بیس لاکھ ہوتے ہین اور سرآمد امراء والاشان سعد اللہ خان
اور امیر الامراء علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ بارہ کروڑ دام اور اور منصبدارون
کی تنخواہ موافق اُن کے منصبون کی ملتی ہے۔

سات کروڑ صوبہ بدخشان مین چار کروڑ ولایت بگلانہ مین دو کروڑ دام تازہ فتوحات
سے جمع مین بڑھی - صوبہ دولت آباد و برار و تلنگانہ مین کہ نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے قدیم
سے ولایت دکن کے نام سے مشہور تھی - پہلے قلعہ دولت آباد مع تمام ولایات کے تصرف مین
نہین آیا تھا قلعہ احمدنگر اسکے توابع مین سے مفتوح ہوا تھا اس لئے صوبۂ دولت آباد کو صوبہ
احمدنگر کہتے تھے اسکے بعد بادشاہ نے سال چہارم سے سال پنجم تک کے درمیان زیادہ تر
محال دولت آباد اور اسکا قلعہ اور تلنگانہ اور قلعے اسکے مضافات کے جو پہاڑون پر واقع
تھے اور رفعت متانت و دشوارکشائی مین زبان زد خلائق تھے تسخیر کئے تو پھر حکم ہوا کہ صوبۂ احمدنگر
دفترون مین صوبۂ دولت آباد لکھا جائے سابق و لاحق ولایتون مین سے اکیسو بیس ہزار
دام خالصہ کی مقرری ہین جسکے موافق دوازدہ ماہ کے تین کروڑ روپیہ ہوتے ہین اور
باقی محصولون کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے پہلے کبھی اس قدر خالصہ نہ ہوا تھا - یہہ
وسعت مملکت کے سبب سے ہوا -

بادشاہ کے خزائن و ذخائر کی شرح

حضرت عرش آشیانی (اکبر) نے اکیاون سال کی فرمانروائی مین خزانہ جمع کیا تھا جسکا اکثر
حصہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے بائیس سال کی سلطنت مین خرچ کر دیا - سلاطین ہند
مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا اور ملک کے بادشاہون کا ذکر تو کیا ہے اس
بادشاہ کی دولت کا حال عجیب ہے - لشکر بہت اسکا خرچ بہت - مہمان نوازی کا
کرورون کا خرچ - انعامات مین جو دولت اسنے دی وہ آدھی و چوتھائی بھی کسی عہد
مین نہین دی گئی ابتدا سریر آرائی سے اس بیس سال کے آخر تک ساڑھے نو کروڑ روپیہ نقد
جنس انعام دیا جس مین نصف نقد و نصف جنس ہی عمارات و مساجد و دولتخانون و
قلعون و باغون و روضون و سبزگاہون و شکارگاہون مین ڈھائی کروڑ روپیہ
خرچ کیا ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ مستقر الخلافہ اکبرآباد مین جنمین سے ساٹھ لاکھ روپیہ سنگ مرمر
کی مسجد مین جو قلعہ کے اندر ہے اور دولت خانہ اور بقاع و باغات مین روضہ مین پچاس لاکھ

اور گنج سنگہ دواور پنجہزاری تھے جو مر گئے تھے چہار ہزاری جو وہ آدمیون سے زیادہ نہ تھے اور سہ ہزاری و پانصدی ایک شخص تھا اور سہ ہزاری ۷ یا ۴ آدمی تھے۔ ہزار و پانصدی بیس شخص تھے اور سو اور ہزاری ۹۵ شخص تھے ناموں کے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

فارسی کتابون مین عہد جہانگیر کے منصبدارون کی پوری فہرست نہین مگر ایک ڈچ سیاح ڈی لایٹ نے جہانگیر کے منصبدارون کی تعداد بتائی ہے اسکو ہم آئین اکبری اور بادشاہنامہ کی فہرست سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔ شاہزادون کے منصبون کو چھوڑ دیا ہے جنکے منصب پانچ ہزار سے اونچے ہوتے ہین —

منصبدار	از آئین	عہد جہانگیری	عہد شاہجہانی از بادشاہنامہ
۵۰۰۰	۳۰	۸	۲۰
۴۵۰۰	۲	۹	۰
۴۰۰۰	۹	۲۵	۲۰
۳۵۰۰	۲	۳۰	۰
۳۰۰۰	۱۷	۳۶	۴۴
۲۵۰۰	۸	۴۲	۱۱
۲۰۰۰	۲۷	۴۵	۵۱
۱۵۰۰	۷	۵۱	۵۲
۱۲۵۰	۱	۰	۰
۱۰۰۰	۳۱	۵۵	۹۷
۹۰۰	۳۸	۰	۲۳
۸۰۰	۲۰	۰	۴۰
۷۰۰	۲۵	۵۸	۶۱
۶۰۰	۴	۰	۳۰

پادشاہزادون کے منصب

(۱) پادشاہزادہ محمد داراشکوہ و مہین پور خلافت چہل ہزاری بیست و پنج ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ۔ (۲) پادشاہزادہ محمد شاہ شجاع بہادر دومین فرزند بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار۔ (۳) پادشاہزادہ اورنگ زیب بہادر سیومین خلف بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار (۴) پادشاہزادہ مراد فرزند چارمین پندرہ ہزاری سے آگے نہین بڑھا۔ پادشاہزادون کو جب تک کوئی خدمت نہ ملے یومیہ ملا کرتا تھا اور جب وہ کسی مہم پر مامور ہوتے تھے تو منصب سے سرافراز ہوتے تھے مگر داراشکوہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ تھا۔ شاہجہان اُس سے بہت محبت رکھتا تھا اپنے سے جدا نہ کرتا تھا جب محمد شجاع دکن کی مہم مین مامور ہوا تو اسکو منصب ملا۔ داراشکوہ سب مین بڑا تھا روتا بسورتا دیوان سے اُٹھ گیا پادشاہ نے ناچار اسکو بدون اسکے کہ کسی خدمت پر مامور ہو منصب عطا کیا۔ شاہجہان چار آدمیون سے زیادہ کسی کو ہفت ہزاری نہین کرتا تھا جب ان چار مین سے ایک مرجاتا تو دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا۔ جب پادشاہ کو حبس بول کا مرض تھا اور سلطنت مین شور فتنہ ہو رہی تھی۔ چار شخص ہفت ہزاری کا منصب رکھتے تھے جنکے نام نیچے لکھے ہین وہ سب شاہجہان کے روبرو مرگئے تھے اور کوئی اُنکی جگہ ہفت ہزاری کے منصب پر نہین پہنچا تھا۔

(۱) جملۃ الملک سعد اللہ خان (۲) علی مردان خان سپہ سالار (۳) سعید خان بہادر (۴) اسلام خان شش ہزاری چھ شخصون سے زیادہ نہ تھے (۱) رستم خان بہادر خان (۲) اعظم خان (۳) معظم خان (۴) میر جملہ (۵) خسرو خان ولد نذر محمد خان (۶) مہاراجہ جسونت سنگھ اور سترہ آدمی پنجہزاری تھے (۱) شاہ نواز صفوی (۲) مکرمت خان صفوی۔ (۳) قلیچ خان بہادر (۴) جعفر خان (۵) خلیل اللہ خان (۶) مہابت خان (۷) اعتقاد خان (۸) بہادر خان روہیلہ (۹) نجابت خان (۱۰) الہ وردی خان (۱۱) بہرام خان ولد نذر محمد خان (۱۲) مرزا راجہ جے سنگھ (۱۳) راجہ جگت سنگھ (۱۴) رانا راج سنگھ (۱۵) مالوجی بھوسلہ (۱۶) راجہ بیٹھلداس (۱۷) راجہ رام سنگھ وزیر خان

پانصدی تک ۲۵۲ منصب داروں میں ۲۲ ہندو تھے اور چار صدی سے دو صدی تک ۳۰۷ منصب داروں میں ۲۵ ہندو تھے۔ شاہجہان کی سلطنت کے بیس سال میں پنجہزاری سے اونچے ۱۲ منصب داروں میں کوئی ہندو نہ تھا اور پنج ہزاری سی پنج صدی تک ۵۸ منصب داروں میں ۱۱۰ ہندو تھے۔

اب ہم شاہجہان اور اُس کی سلطنت کی نسبت وہ تماشے کے واقعات لکھتے ہیں جو ہندوستان کی انگریزی تاریخوں میں تحریر ہیں اور ہماری کتابوں میں کہیں اُنکا پتا نہیں وہیلر صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ شاہجہان کو اسلام کی طرف رغبت اپنی بیوی ممتاز محل کے سبب سے تھی۔ وہ اُسکے مزاج پر حاوی تھی۔ ممتاز محل سارے رنگ ڈھنگ اپنی پھوپھی نورجہان کے سے رکھتی تھی جیسا نورجہان نے جہانگیر کو اپنے اوپر فریفتہ کرلیا تھا ایسا ہی ممتاز محل نے شاہجہان کو۔ وہ پرتگیزوں سے نفرت رکھتی تھی اور اُسکی وجوہ یہ تھیں کہ جہانگیر کی سست سلطنت میں اسکے دو بیٹیوں کو پادریوں نے عیسائی کرلیا تھا مگر اس سے زیادہ اور حال اس تبدیل مذہب کا معلوم نہیں یہہ جوان بیگمیں اسلئے عیسائی مذہب کی طرف راغب ہوئی تھیں کہ انکو حرم کی قید سے رہائی ہوئی اور ایسے مذہب میں داخل ہوئیں جنمیں خاوند کو دوسری بیوی کرنا منع تھا۔

شاہجہان کو پرتگیزوں سے بذاتہ رنجش اس سبب سے تھی کہ جب اُس نے باپ سے بغاوت کی تو پرتگیزوں نے اُسکی اعانت کرنے سے انکار کردیا اور وہ پرویز کی سپاہ میں مل گئے اور شاہجہان سے لڑے۔ ہگلی کا فتح کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ پانچ چھہ سو پرتگیز قید ہوکر آگرہ بھیجے گئے انمیں سے بعض مسلمان ہوگئے اور باقی شہید ہوئے اگر ممتاز محل زندہ ہوتی تو یہ سب نہایت عذاب کے ساتھ مارے جاتے اُسنے اُنکے ٹکڑے اڑانے کی قسم کھائی تھی مگر اُسوقت وہ مرگئی تھی شاہجہان نے بعض پرتگیز عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کیا اور باقی امرا میں تقسیم کیا

۱۱۴ / ۵۶۳	۸ / [illegible]	۴۶ / ۲۲۹	مجموعہ ۵
	۷۳	۱۸	۴۰۰
نہین لکھا۔	۵۸	۱۹	۳۵۰
	۷۲	۳۳	۳۰۰
	۸۵	۱۲	۲۵۰
	۱۵۰	۸۱	۲۰۰
	۴۳۸	۱۶۳	
	۲۴۲	۵۳	۱۵۰
	۰	۱	۱۲۰
	۳۰۰	۲۵۰	۱۰۰
نہین لکھا	۲۴۵	۹۱	۸۰
	۳۹۷	۲۰۴	۶۰
	۰	۱۶	۵۰
	۲۹۸	۴۶۰	۴۰
	۲۴۰	۳۹	۳۰
	۲۳۲	۲۵۰	۲۰
	۱۱۰	۲۲۴	۱۰
	۱۳۸۸	۲۰۶۴	

شاہجہان کے عہد مین تیس برس کے اندر ۱۱۷ امیرون کی پنج ہزاری سے زیادہ منصبون پر ترقی ہوئی مگر ان مین کوئی ہندو نہ تھا ڈی لایٹ نے یہ نہین بیان کیا کہ جہانگیر کے عہد مین کتنے ہندو منصب دار تھے لیکن بادشاہ نامہ مین لکھا ہے جسکا مقابلہ آئین اکبری سے کرکے ہم لکھتے ہین کہ اکبری عہد مین پنج ہزاری سے

دوسری کہانی یہ ہے کہ سفیر ایران کی کسی درشت و گستاخانہ جوابی سے شاہجہان ناراض ہوا تو
اُسنے غصہ ہو کر کہا کہ اے بدبخت کیا شاہ عباس کے دربار مین کوئی شریف آدمی نہ تھا
کہ اُس نے تجھ احمق کو میرے پاس بھیجا ہے۔ سفیر نے کہا کہ ہان میرے پادشاہ کے دربار
مین مجھ سے بہتر بہت سے لائق کامل آدمی ہین مگر وہ سفیر جیسا پادشاہ ہوتا ہے ویسا
بھیجتا ہے۔

ایک دن پادشاہ نے سفیر ایران کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلایا اور حسب
معمول اُسکے حیران اور دق کرنے کے لئے موقع ڈھونڈھتا رہا۔ ایرانی اپنی عادت سے
ہڈیان چن چن کر چھوڑتا تھا تو شاہجہان نے ہنس سے کہا کہ ایلچی جی کتے کیا کھائینگے۔
سفیر نے حاضر جوابی سے کہا کہ کھچڑی جسے پادشاہ کو بڑی رغبت تھی اور وہ کھا رہا تھا
پادشاہ کے سفیر سے پوچھا کہ دہلی کا نیا شہر جو اب تیار ہوا ہے اصفہان کے مقابلہ مین
تمہارے نزدیک کیسا ہے۔ سفیر نے چلاّ کر جواب دیا کہ آپ کے شہر کی گرد سے اصفہان
کا مقابلہ نہین ہوسکتا۔ پادشاہ تو اسکو اپنے عزیز شہر کی بڑی تعریف سمجھا اور سفیر نے ظریفانہ
ہجو کی تہی کہ دہلی کی گرد بہت تکلیف رسان ہے اصفہان مین بھلا وہ کہان ہے۔

ایک اور قصہ ایرانی یہ بیان کرتے ہین کہ شاہجہان نے ایران کے سفیر کو مجبور کیا کہ وہ یہہ
بتلائے کہ ایران اور ہندوستان کے پادشاہون کی قوتون مین کیا نسبت ہے تو
اُسنے عرض کیا کہ ہند کے پادشاہون کو پندرہ سولہ روز کے چاند سے مین مشابہ کرتا ہون
اور ایران کے پادشاہون کو دو سہ روزہ ماہ سے۔ اس ذہانت و خوشامد کے
جواب سے شاہجہان اوّل تو بہت خوش ہوا مگر جب وہ اصل معنی کی تہ کو پہنچا کہ سفیر کا
مطلب اس کہنے سے یہ ہے کہ ہندوستان کی دولت بدر کی طرح زوال پذیر ہے اور ایران
کی سلطنت ماہ دو سہ روزہ کی طرح ترقی پذیر ہے تو اس نے بہت سے پیچ و تاب کھائے
ایرانی ظریف بڑے ہوتے ہین۔ انکو ایسے قصے کہانیان بنانی بہت آسان ہین۔
وہ سفیرون کی ایسی کہانیان بنانے کو سفلہ پن نہ سمجھیں اور ملکون کی طرح ہم نہین سمجھتے

ممتاز محل کی بیٹیوں کا نام نہیں لکھا - اس بیگم کی بہت سی لڑکیاں نہایت کم عمر میں مرگئیں
وہ تو عیسائی مذہب کی اس خوبی کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھیں کہ خاوند سوائے ایک بیوی کے
دوسری بیوی نہیں کرسکتا - جو لڑکیاں جوان ہوئیں اُنپر عیسائی مذہب کی پرچھائیں
بھی نہیں پڑی سوا اسکے محل شاہی میں زنانہ تک عیسائی مذہب کی رسائی زنانہ ہی کے وسیلے
سے ہو سکتی ہے معلوم نہیں کہ پادریوں نے دین عیسوی کے حق کو کس زنانہ لباس میں شاہی
زنانہ تک پہنچایا - غرض تاریخ میں ایسی بے سروپا واقعہ تو یسی مذہبی دیوانگی سے خالی نہیں -

ع برین عقل و دانش بباید گریست +

برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب کوئی ایرانی ہندوستانیوں کی ظریفانہ ہجو کرنی چاہتا
ہے تو یہ چند قصے بیان کیا کرتا ہے کہ ایک سفیر ایران نہ محبت کی باتوں سے نہ دلائل سے
مانتا تھا کہ ہندوستان کے دستور کے موافق دربار میں تسلیمات بجا لائے شاہجہان نے
اسکی غرور و نخوت شکنی کے لئے کئی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہوا - اب اُس نے یہ حکمت نکالی
کہ اپنے دربار کا بڑا دروازہ بند کیا جسمیں سے دیوان خاص و عام میں امیر آتے جاتے
تھے اور اسکی کھڑکی کھول دی سفیر کو بلایا - یہ کھڑکی ایسی چھوٹی تھی کہ اسمیں کوئی آدمی جب تک
نہیں نکل سکتا کہ خم ہو کر سر کو اتنا نہ جھکائے جتنا کہ بادشاہ کی تسلیم کے لئے ضرور ہے اس
تدبیر سے شاہجہان کو امید تھی کہ میں اس کہنے کا مجاز ہونگا کہ میرے دربار میں حاضر ہونے
کے لئے سفیر ایران کو زمین کے قریب اس سے بھی زیادہ سر جھکانا پڑا کہ دربار کا دستور ہے -
لیکن اس مغرور و تیز نگاہ سفیر نے فوراً شاہجہان کی حکمت کو تاڑلیا اور وہ اس کھڑکی میں سے
شاہجہان کی طرف پیٹھ کرکے داخل ہوا تو شاہجہان یہ دیکھ کر کہ اس چال میں بھی سفیر غالب رہا
تو بہت جھنجھلا کر یہ چلایا کہ اے بدبخت کیا تو نے یہ خیال کیا کہ میں اپنے
جیسے گدھوں کے طویلہ میں داخل ہوتا ہوں سفیر نے جواب دیا کہ بیشک میں نے یہی خیال کیا
کہ کون ایسا ہے کہ ایسے دروازہ میں داخل ہو کر یہ نہ یقین کرے کہ میں گدھوں کے سوا
کسی اور سے ملنے نہیں جاتا -

لونڈی کو بلایا وہ منشی سے ناراض اور سپاہی سے راضی تھی اُسنے کہا کہ مین سپاہی کی لونڈی ہون۔ پادشاہ نے اپنا قلم اسکو دیا کہ اسکو سیاہی مین ڈوبا دیکے مجھے دے اسنے یہ ڈوبا بڑے سلیقہ سے دیا جیسے پادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ لونڈی منشی کی ہے جو اس کار کو سلیقہ سے کرنا جانتی ہے۔ لونڈی منشی کو دلادی۔ صاحب ممدوح کو یہ حکایت لکھنی بھی نہین آئی۔ اگر یہ لکھتے کہ شاہجہان نے اپنی دوات دی کہ اس مین پانی ڈال لا تو اُسنے پانی جتنا چاہیے تھا اُتنا دوات مین ڈالا تو اس حکایت کا سر پاؤن ہوتا اہل قلم دوات مین لونڈیون سے پانی ڈلواتے ہین نہ قلم کا ڈوبا۔

صاحب ممدوح پادشاہی محل کی بیگمون کے بیان کرنے پر غرض مین اپنی علمیت کا اظہار اس باب مین بہت کرتے ہین۔ ایسی باتین لکھتے ہین جنکی فرشتون کو بھی خبر نہین ہوتی وہ بیگم کی اصل نسب نامہ بیان کرتے ہین اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے کہ وہ بیگمون کا حال کیسا لکھتے ہون گے۔

بعض انگریزی مورخ اناپ شناپ بغیر تحقیقات کے لکھتے چلے جاتے ہین مگر جنہون نے کچھ غور کیا اور تحقیقات کی محنت کو گوارا کیا ہے وہ کچھ برا بھلا ملا جلا کر لکھتے ہین۔

الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ مین تحریر کرتے ہین کہ اگرچہ شاہجہان کی سلطنت کا خاتمہ درشتی کے ساتھ ہوا مگر شاید ہندوستان مین اسکی سلطنت جیسی خوبی و بہبودی کے ساتھ ہوئی ایسی کبھی اور سلطنت نہین ہوئی۔ اسکے عہد مین جو لڑائیان ہوئین وہ بیگانہ ملکون سے ہوئین مگر اسکی اپنے مملکتون مین امن امان علی التواتر قائم رہا اور ایشیائی قومون کو اکثر ایسی عمدہ گورنمنٹ کا بڑا حصہ میسر ہوتا ہے جیسا کہ اسکی سلطنت مین میسر ہوا۔

وہ لکھتے وزیر صاحب سے جسنے مکرر ہندوستان کے بڑے حصّون کی سیر کی نقل کرتے ہین کہ شاہجہان پادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت نہین کرتا تھا جیسا کہ پادشاہ کیا کرتا ہے بلکہ ایسی جیسی کہ باپ اپنے بچون اور کنبے پر حکومت کیا کرتا ہے اور

ہندوستان مین بھی بہت سی نقلین بھانڈ بنا بنا کے بیان کرتے ہین چنانچہ ایک نقل مشہور ہے
کہ شاہجہان سے عالمگیر نے اسکی قید کی حالت مین کہا کہ تم اپنے لئے ایک کپڑا ایک کھانا ایک
کام پسند کرو تو شاہجہان نے کہا کہ خوراک ایک قلیہ چپاتی اور پوشاک ایک فرغل۔ اور کام
ایک لڑکے پڑھانے کا مجھے پسند ہے اسپر عالمگیر نے کہا کہ لڑکے پڑھانے کے کام کے پسند کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بادشاہی کی بو دماغ سے نہین نکلی ہے۔ دوم ایک بڑھیا
بادشاہ کے پاس بیٹے کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ میرا خاوند تین لاکھ روپیہ چھوڑ مرا ہے
بیٹا سب کا مالک ہونا چاہتا ہے آپ انصاف کیجئے شاہجہان نے یہ انصاف کیا کہ ایک لاکھ
روپیہ بیوی لے۔ ایک لاکھ روپیہ بیٹا ایک لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو تو
اس عورت نے کہا کہ بیوی بیٹا ایک ایک لاکھ روپیہ لین وہ اسکے رشتہ دار ہین آپ میرے
خاوند کے رشتہ مین کیا لگتے ہین جو ایک لاکھ روپیہ لیتے ہین۔ کیا یہ عدالت کی اجرت ہے
ایک شخص شاہجہان کے اس انصاف کا استہزا کرنے لگا تو ایک ظریف نے اسکو جواب دیا
کہ شاہجہان مہذب دیوانی عدالت کے اصول سے واقف تھا کہ اسنے اپنی عدالت
کی اجرت اسی حساب سے لی ہے۔
ایک اور حکایت برنیئر نے لکھی ہے کہ شاہجہان کو ایک کریہ منظر غلام بیجھا بلخ والا تھا کہ
شاہجہان نے گول کنڈہ کے سفیر سے پوچھا کہ تمہارے آقا کا قد و قامت اس غلام کی
برابر ہوگا؟ سفیر نے جواب دیا کہ نہین اسکا قد بادشاہ کے مقدس سر کی برابر اونچا ہے
اب ڈھیلر صاحب اپنی ذہانت سے حکایت اول اور آخر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
شاہجہان نامرد تھا۔ اسکی مردانگی محل سرا باہر معاشرت سے اور محل کے اندر معاشرت
سے جاتی رہی تھی چھچھورپنے اور سفلہ پنے اور بھانڈون کی نقلون کو واقعات تاریخی
سمجھنا اور انپر نتیجہ مرتب کرنا صاحب ممدوح پر ختم ہے۔
پھر وہ ایسی حکایتین کہہ کر شاہجہان کے انصاف و عدل کی خاک اڑاتے ہین کہ ایک
منشی کی لونڈی سپاہی بھگا کر لے گیا۔ منشی نے بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے۔۔

خلاصہ حال شاہجہان کی سلطنت کا

شاہجہان کے عہد مین ہندوستان مین اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہنچ گئی تھی اسکے عہد مین ان صوبون مین جو پہلے سے اسکی زیر حکومت تھے جو زمانہ امن و امان و آسایش و آرام کا گذرا وہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین ہوا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ نے سرکشی نہین کی بلکہ راجپوتون نے وہ وفاداری اور جان نثاری کے کام کئے کہ وہ ہونے مشکل ہین۔ دربار کی وہ شان و شوکت تھی کہ پہلے کبھی کسی کو نصیب نہین ہوئی۔ کچھ دنون اسنے آبائی ملک ماوراءالنہر کی فتح کا ارادہ کیا مگر اسکو یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ اس مین روپیہ کا خرچ زیادہ ہے اور حاصل کم ہے اور خون ریزی بہت ہے۔ دکن مین فتوحات نمایان کین احمد نگر کی سلطنت کو ملیامیٹ کر دیا۔ دو ریاستین گولکندہ اور بیجاپور کی جو باقی رہین انکو باج گذار اور فرمان بردار بنایا۔ بیجاپور مین تخت نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ مین لینے کا دعویٰ کیا۔ اضلاع دکن کی پیمایش کرائی۔ بندوبست دہ سالہ جاری کیا۔ ایک مدت تک بادشاہ کاروبار سلطنت مین ہمہ تن مصروف رہا۔ آخر کار اس محنت و جانکاہی نے اسے مریض بنایا آخر عمر مین دماغ مین ایسا فتور آگیا کہ کاروبار سلطنت کے لایق خود نہ رہا۔ بیٹون نے اسے معزول کیا۔ اسکے سارے وزیر باتدبیر سعداللہ خان و علی مردان خان و افضل خان زندہ نہ رہے جنمین سے ہر یک علامہ فرزانہ تھا وہ اسلام کا پابند تھا دو چار کام حرارت اسلام سے کیئے وہ مسلمانون پر مہربانی اور ہندوؤن پر شفقت کرتا اسلئے عہد سلطنت مین جو ہندوؤن کو امور سلطنت مین عروج ہوا وہ کسی اور سلطنت مین نہین ہوا۔ اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہیئے کہ رعایا پر کوئی نیا خراج و محصول نہین لگایا اور ملک کی آمدنی کو بڑھایا اور دولت کو جمع کر لیا جسکا حال اوپر لکھا ہوا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل اور

اور یہ تعریف وہ کرتا ہے کہ اسکی گورمنٹ مین اہتمام نہایت درستی و تاکید سے ہوتا
تھا اور مبالغہ سے امن و عافیت کو بیان کرتا ہے جو اُس کے عہد مین رعایا کو حاصل تھا
اور پیٹرو ڈیلا دونی جسنے ۱۶۲۳ء مین جہانگیر کی آخر سالون کی سلطنت مین جب کہ
ملک کا انتظام بیٹے کے وقت سے خراب و ابتر تھا تاریخ لکھی ہے اس مین بیان کرتا ہے
کہ شاہجہان کے عہد سلطنت مین سارے آدمی اپنی زندگانی شریفانہ اس چین کے
ساتھ بسر کرتے ہین اسلیئے کہ بادشاہ چھوٹے چھوٹے بہتانون اور تہمتون کے
لگانے پر تعدی و جفا نہین کرتا اور جب وہ اپنی رعایا کو خوشحال اور
کر و فر کے ساتھ زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے تو اُن سے کچھ ڈنڈ نہین لیتا ہے
جیسا کہ اکثر مسلمان بادشاہون کا دستور ہے اسلیئے ہندوستانی اپنی
زندگی بڑے نمود و نمایش وغیرہ کے ساتھ بسر کرتے ہین۔

مسلمانون کو کبھی یہ توقع نہین کرنی چاہیئے کہ غیر قوم کے آدمی انکو جھوٹے سچے
الزامون سے بری رکھین وہ ہمیشہ انکی برائیون کو بڑے طمطراق سے لکھتے ہین۔
اور خوبیون کو مری ہوئی زبان سے کہتے ہین۔ برے کام کی ایک مثال کو قاعدہ
کلیہ بنا دیتے ہین۔ ایکدفعہ ایک بادشاہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ ذمی کی
تعریف کیا ہے تو اُسنے کہا کہ عمدہ ذمی وہ ہے جسکے حلق مین محصل جزیہ تھوک دے تو
وہ چین بجبین نہ ہو اُسکا شکریہ ادا کرے۔ اب اس مضمون کو گبن صاحب جو بڑے
ذہین مورخ ہند ہین اسطرح لکھتے ہین کہ اسطرح کا ہندؤن کا غلام بنانا گویا مسلمانون کا قاعدہ
کلیہ تھا۔ مسلمان خود انصاف کرین کہ ہم غیر قومون کا حال کس طرح لکھتے ہین۔ اور
کیسے کیسے اُنکے بُرے نام رکھتے ہین اور اُنکی خوبیون پر خاک ڈالتے ہین اور
برائیون دکھاتے ہین پس جیسا کہ تم خود اورون کا حال لکھتے ہو ایسے ہی اور بھی
حال لکھتے ہین ہرچہ عوض دارد شکوہ ندارد۔ یہ جھوٹا دعوی جو کچھ ہم لکھتے ہین
وہ سچ ہی لکھتے ہین۔ کنوئے کی بھنگ ہے۔

فہرست مضامین جلد ہفتم

صفحہ ۱ سے سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک ۴۳ تک

اور منتظم تھا۔

واقعات عظیم اسکی سلطنت کے سنہ ۱۶۲۸ سے سنہ ۱۶۵۸ تک کے یہ ہین جن کا بیان اُس کی تاریخ مین کیا گیا۔

سنہ ۱۶۲۷ ۔ شاہجہان کی خاطر سے نورجہان کا قید کرنا۔ آصف خان کا

سنہ ۱۶۲۸ ۔ شاہجہان نے دکن سے مراجعت کی اور جنوری مین تخت پر بیٹھا اور بھائی اور رشتہ دارون کو جو مدعیان سلطنت تھے قتل کیا۔

سنہ ۱۶۲۸ و ۱۶۳۰ ۔ افغانون کی بغاوت دکن اور شمال مین شاہجہان سے۔

سنہ ۱۶۲۹ و ۱۶۳۵ ۔ شاہجہان کی لڑائیان دکن مین احمدنگر و بیجاپور سے بیجاپور کی تسخیر مین ناکامی۔

سنہ ۱۶۳۷ ۔ سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے دادا شاہ جی بھونسلا کا احمدنگر کے پادشاہ کی آزادی کے لئے کوشش کرنا اور ناکام رہنا اور سنہ ۱۶۳۶ مین شاہجہان سے صلح کرنا۔

سنہ ۱۶۳۷ ۔ مین گولکنڈہ اور بیجاپور کے فرمانروایون کا شاہجہان کا باجگذار ہونا اور آخر کو احمدنگر کا مطیع ہونا۔

سنہ ۱۶۳۷ ۔ قندھار کا فتح کرکے دوبارہ ایرانیون سے لینا۔

سنہ ۱۶۴۵ ۔ بلخ پر حملہ اور تھوڑے دنون تک اسپر قبضہ رکھنا اور پھر والی بلخ کو واپس دینا

سنہ ۱۶۴۷ و ۱۶۵۳ ۔ ایرانیون کا قندھار لے لینا اور شاہجہان کے بیٹون اورنگ زیب اور داراشکوہ کا تین دفعہ اُس کی فتح مین کوشش کرنا اور قندھار کا بالکل خاندان تیموریہ کے ہاتھ سے نکلجانا

سنہ ۱۶۵۶ ۔ بیجاپور پر از سر نو شاہجہان کی لشکرکشی۔

سنہ ۱۶۵۷ و ۱۶۵۸ ۔ پادشاہ کے بیٹون مین تخت نشینی پر فساد ہونا اورنگ زیب کا دارا کو شکست دینا اور اپنے بھائی مراد کا قید کرنا اور اپنے باپ کو معزول کرکے مقید کرنا اور ظاہر پادشاہ بننا اور شاہجہان کا آگرہ کے قلعہ مین سنہ ۱۶۶۶ مین مرنا +

تمت

جھجھار سنگھ کا بادشاہ پاس آنا۔ جشن نوروزی۔ تعین خیرات۔ قلعہ بامیان۔ فیل سفید دو عجیب تماشا۔ خان جہان خان لودھی کی بغاوت اور آگرہ سے اوسکا بھاگنا۔ شاہ ایران سے خط و کتابت۔ سکہ شاہجہانی۔ سرحد کابل کے افغانون کی رسوم بدعت کا موقوف کرنا۔

واقعات سال سوم جلوس صفحہ ۹۰ سے ۱۰۵ تک

لشکر کا تعین نظام الملک اور خان جہان کے استیصال کے لئے۔ جشن نوروزی۔ خواجہ ابوالحسن کی روانگی تا سک ترنبک کی فتح کے لئے۔ شائستہ خان کا آنا اور اوسکی جگہ عبد اللہ خان بہادر کا مقرر ہونا و متفرق باتین۔ بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیون سے۔ جادون راے کا مارا جانا۔ شیر کا شکار۔ سعید خان کی فتح پشاور مین۔ متفرقات۔ لشکر شاہی کا غلبہ سرحد ناسک پر۔ آصف خان کا سپہ سالار ہونا و جشن قمری۔ خان جہان پر اعظم خان کا حملہ کرنا اور فتح پانا۔ قلعہ منصور گڈھ کا فتح ہونا۔

واقعات چہارم سال سنہ ۱۰۴۰ھ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۳۳ تک

خان جہان خان کا تعاقب۔ دریا خان و خان جہان خان کا باقی حال اور دنیا کا گذشتہ ہونا۔ قلعہ دھارور کی فتح۔ رندولہ خان کا عادل خان کے اشارہ سے مصالحہ کے لئے آنا۔ جشن نوروز شمسی۔ اعظم خان اور نظام الملک کے معاملات۔ قلعہ پرینڈہ پر حملہ۔ محاصرہ پرینڈہ چھوڑ کر اعظم خان کا دھارور جانا۔ بلاد دکن و گجرات مین امساک باران و گرانی غلہ۔ نوروز۔ قلعہ تلتم کی فتح۔ قلعہ ستوندہ کی فتح۔ بعض سوانح و قلعہ مالگاؤن کی فتح و عید الفطر۔ باقر خان کا غلبہ ملک تلنگانہ پر۔ قلعہ قندھار کی فتح۔ نظام الملک کا انتظام بگڑنا۔ بادشاہی لشکر کی شکست۔ واقعہ ممتاز محل بیگم و شاہجہان کا ماتم اور اولاد۔ اعظم خان کا بادشاہ پاس آنا۔ نظام شاہ محمد عادل خان کو خواب غفلت سے بیدار کرنیکے لئے یمین الدولہ آصف خان کا

بادشاہ کا حال اور اسکی مراجعت کشمیر سے لاہور مین - خلاف شرع جو رسمین تھین اُنکا موقوف ہونا - خانخانان کا مرنا -
سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ھ ۱۶۳۴ صفحہ ۱۷۶ سے ۱۹۲
صوبہ مالوہ وصوبہ خاندیس کے تعینات مصحف عظمت و نظام الملک - جشن وزن قمری بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد مین آنا - زمیندار رتن پور کی تنبیہ - جشن نوروزی - تخت طاؤس - مہم سری نگر کے قبول کرنے مین نجابت خان کی خرابی - ججھار سنگھ بندیلہ و اوسکے بیٹے بکرماجیت کا باغی ہونا اور اوسکے استیصال کے لئے لشکر کا بھیجا جانا - ججھار سنگھ کے قلعون اور دفینون کا ہاتھ آنا اور اوسکا شکست پانا اور اوسکے سر کا کٹ کر آنا - جشن قمری وزن - بادشاہ کا دولتآباد جانا - ججھار سنگھ کی حرم کا بادشاہ کا حال
سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ ۱۶۳۵ صفحہ ۱۹۳ سے ۲۲۳ تک
جہانسی دینا و اوندچہ - عادل خان پاس بادشاہ کا فرمان بھیجنا - قطب الملک کے نام فرمان - ججھار سنگھ کے رشتہ دار و ملک و مال - ساہو کی مالش کے لئے اور نظام الملک قلعون کی تسخیر کے لئے لشکر ونکی روانگی - جشن نوروز - سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادل خان و قطب الملک پاس گئے تھے - اللہ وردی خان کی فتوحات - شائستہ خان کی فتوحات - خاندوران خان کی فوج - سید خان جہان کی دستبرد - دشمنون پر خان زمان کا استیلا - شاہجہان کا فرمان عادل شاہ کے نام جسمین عہد نامہ درج تھا - فرمان مذکور کے جواب مین عادل خان کی عرضداشت - نقل تعہد نامہ عبداللہ خان قطب الملک - بادشاہ کا دولت آباد سے مانڈو جانا اور واقعات ریاست دکن کی تقسیم اور اوسکا اورنگزیب کو حوالہ ہونا - جبلی یا سنغر خان کا گرفتار ہونا

واقعات سال دہم جلوس سنہ ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ء صفحہ ۲۲۴ سے ۲۴۴

واقعات سال یازدہم جلوس سنہ ۱۰۴۷ھ ۱۶۳۷ء صفحہ ۲۴۵ سے ۲۷۵

واقعات سال دوازدہم جلوس سنہ ۱۰۴۸ھ ۱۶۳۸ء صفحہ ۲۷۵ سے ۲۸۱

واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ ۱۶۴۶ء صفحہ ۵۴۳ سے ۱ ۳۹

ترمذ کا بادشاہ کے قبضہ مین آنا - فتح کا جشن - بہادر خان و اصالت خان کی نذر محمد خان سے لڑائی اور نذر محمد خان کا خراسان بھاگنا - بدخشان کی واقعات - اندخود کے وقائع - میر عزیز کا ایران مین نذر محمد خان پاس بھیجنا - بادشاہ کا حال - شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ و بدخشان جانا - سوانح صوبہ بلخ - بلخ اور جانب کے واقعات ایک اور سانحہ - خسرو بیگ ترکمن کا اندجان سے خراسان جانا - بلخ مین بہادر خان و اصالت خان پاس سردارون کا آنا - ایک اور سانحہ - المانون کا احوال - بادشاہ کا کابل چلنا - سانحہ اول بلخ - سانحہ دوم - بدخشان کا سانحہ اول - بدخشان کا سانحہ دوم جنگ طالقان - سوانح غوری مین اول سانحہ - سانحہ دوم - واقعہ سوم - سانحہ چہارم - حوالی بلخ کا اول واقعہ - واقعہ دوم - نذر محمد خان کا اندخود سے صفاہان مین والی ایران پاس جانا وہان سے اوبجکیتو و میمنہ میں آنا اور مایوس پھرنا - بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ مین جانا اور بیگ اوغلی اور عبد العزیز خان اور اوسکے بھائیون سے لڑنا - لشکر شاہی اور اوزبکیہ کی تعداد کا مقابلہ - مہم بلخ مین ناشائستہ امور -

واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء صفحہ ۳۹۱ سے ۴۱۰

نذر محمد خان کا بادشاہ سے پناہ مانگنا اور بادشاہ کا کابل سے اکبر آباد مین آنا - تتمہ حال بلخ و بدخشان اور اون کا نذر محمد خان کو مرحمت کرنا - شاہزادہ کی مراجعت بلخ سے کابل کو - بادشاہ کا حال -

قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا - شاہزادون کا تقرر - دار الخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت - شاہجہان آباد کی جامع مسجد

بادشاہ کا حال

محاصرہ قندھار کے لئے شاہزادہ داراشکوہ کا جانا اور مراجعت کرنا۔ قلعہ لبت کی فتح۔ محاصرہ قندھار کا بیان۔ بادشاہ کا اکبرآباد کی جامع مسجد کے دیکھنے کے لئے جانا +

سال بست وششم جلوس سنہ ۱۰۶۴ ھ مطابق ۱۶۵۳ و ۱۶۵۴ء صفحہ ۴۸۴ سے ۵۰۴

سفیر روم۔ بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لئے سعد اللہ خان کا بھیجنا۔ شاہزادہ بلند اقبال داراشکوہ کو رفیع واعلیٰ مراتب کا دینا +

سوانح سال بست ونہم سنہ ۱۰۶۵ و سال سی ام سنہ ۱۰۶۶ ھ ۱۶۵۵ و ۱۶۵۴ و ۱۶۵۵ و ۱۶۵۶ء صفحہ ۵۰۴ سے ۷۰۴

عیدگاہ شاہجہان آباد۔ سرمور پر لشکر کشی۔ میر جملہ کا شاہزادہ اورنگ زیب کی معرفت پادشاہ سے پناہ مانگنا۔ شاہزادہ اورنگ زیب کا گلکنڈہ جانا۔ اورنگ زیب کا گلکنڈہ میں آنا۔ میر جملہ کا آنا اور سلطان محمد کا قطب الدین کی بیٹی سے نکاح ہونا۔ محمد امین متصدی بندر سورت اور شاہجہان کی عدالت۔ میر جملہ کا بادشاہ کے پاس آنا۔ سعد اللہ خان کی وفات۔ اورنگ زیب کو بیجاپور کی مہم کے لئے بادشاہ کا حکم دینا۔ بادشاہ کا مخلص پور دریائے گنگ کو جانا۔ شاہجہان آباد کی فصیل

سوانح سال سی ویکم سنہ ۱۰۶۷ ھ صفحہ ۵۰۷ سے ۵۴۸ تک

علی مردان خان کا مرنا۔ معظم خان کا اورنگ زیب پر [illegible] اور اورنگ زیب کا بیجاپور کے نامی قلعوں کا فتح کرنا۔ بادشاہ کی علالت۔

سوانح سال سی ودوم جلوس سنہ ۱۰۶۸ ھ صفحہ ۵۴۹ سے

شاہجہان کے بیٹوں اور بیٹیوں کی عادات وخصائل۔ بادشاہ کی بیماری میں امور سلطنت میں فتور پڑنا۔ داراشکوہ کا انتظام سلطنت اور بھائیوں کی بغاوت۔

صاحب ممدوح نے ایک رسالہ مساحت ہندوستان کے واسطے تصنیف کیا ہے اسمین صرف مسطحات کی
ساحت کے قاعدے لکھے ہیں اور سرونگ کا باب بھی ہے اسمین کرونس ہلین ٹیبل سے زمین ناپنے اور
بلندی کا نکت بنانیکے قاعدے لکھے ہین یہ کتاب اٹھارہ دفعہ چھپ چکی پہلی پنجاب مین داخل درس تھی اور انگریزی ہین

ت ۳ ر

شرح مساحت مذکورۂ بالا

محصول ۰ ر

بر کی مساحت مین جسقدر سوالات ہین ان کا حل لکھا ہے۔ سوالات نہیں ہین +

ت ۱۲ ر

رسالہ علم حساب برنارڈ سمتھہ صفحے ۵۰۴

محصول ۲

رڈ سمتھہ کا رسالہ حساب تئیس دفعہ پہلے چھپ چکا ہے اب ہمنے از سر نو ترمیم کرکے تین چالیس صفحے
مضامین کے زیادہ کر دیئے ہین اُردو زبان مین کسی علم حساب کی کتاب مین اوسکی برابر قواعد
ہوتے اور سوالات نہین اسکا ضمیمہ معاون الحساب ہے جسکا جدا اشتہار لکھا ہوا ہے +

ن ۲ ر

رسالہ اعمال تناسب برنارڈ سمتھہ

محصول ۰

مِتھہ نے ایک حساب کی کتاب ہندوستانی طلبہ کے لئے لکھی ہے اسکا ترجمہ دو تین دفعہ چار حصون
سب اعمال ہین کہ نسبت سے تعلق رکھتے ہین بہت سی مثالیں ہندوستانی پیمانون میں ہیں +

الہ کسور عامہ واعشاریہ وجذر وجذر الکعب ہملن سمتھہ

محصول

ہملن سمتھہ کے الجبر اور حساب کی کتاب کا اردو مین ترجمہ کیا تھا اور حساب کی کتاب کو حصون مین
چھاپنا چاہتا تھا مگر وہ پوری نہ چھپی اس مین ایک حصہ ہے جسمین [illegible] کے نکالنے کی
بنائی۔ دوسرے حصہ کا بیان نیچے کیا جاتا ہے +

ٹیلسٹھہ کا غذات امتحان جنمین پانچسو سوالات مع حل ہیں

محصول

سمتھہ کے کاغذات امتحان کا ترجمہ ہے۔ نہایت عمدہ دلچسپ سوالات ہین جو طالب علم
بون کتاب کو پڑھ چکے تو وہ ان سوالون کے حل کرنے سے اپنا امتحان اس علم مین کر سکتا ہے

منتہی الحساب حصہ چہارم

محصول ۰

نے منتہی الحساب چار حصوں مین لکھی تھی جب سے برناڈ سمتھہ کے رسالہ حساب کو چھپوایا
کتاب کا بار بار چھپوانا چھوڑ دیا۔ اسکے حصہ چہارم کی کچھہ جلدین باقی ہین ان مین

[illegible]

ایسے قواعد مع مثالوں کے لکھے ہیں جو پہلے ہماری قدیمی تعلیم میں داخل [illegible] کا نہ
ترتیب و اجتماع و سلسلہ وغیرہ ہیں

ٹوڈہنٹر کی اقلیدس کا اردو ترجمہ جسقدر من جان رہی ہے

قیمت عہ محصول ۲ر

اس کتاب کو تین حصوں میں چھاپا ہے اول حصہ میں مقالہ اول و دوم ہے جسکی قیمت ۱ر
اسکا بیان اوپر اشتہار میں لکھا گیا۔ دوسرے حصہ میں مقالہ سوم و چہارم و پنجم و ششم و
یازدہم کی ۲۱ شکلیں ہیں اور دوازدہم کی دو شکلیں ہیں اور حصہ سوم میں کل مقالوں کی شرح اور
وہ شکلیں ہیں جو اقلیدس کی شکلوں کی برابر کام آتی ہیں اور بہت سے نتائج مع حل کے حل لکھے ہیں

نتائج مقالہ اول و دوم

قیمت ۸ر محصول ۱ر

یہ کتاب بہت روز چھپی تھی مگر معلوم نہیں کہ اب کیوں طلبا اوسکو نہیں خریدتے ہیں چونکہ
اوسکی قیمت آدھی کر دی گئی ہے اسمیں تین سو نتائج حل کر کے لکھے ہیں۔ اس کا
ایک ضمیمہ بھی جسکی قیمت ۲ر محصول ۱ر

مقالہ اول و دوم و سوم و چہارم

چاروں مقالوں کو اسطرح مرتب کیا ہے جس طرح کہ مقالہ اول اور دوم کو بیان کیا ہے

شرح مقالہ اول و دوم و سوم و چہارم

طلبہ کسی کتاب میں اقلیدس کے چار مقالے پڑھیں یہ شرح اونکے لیے مفید ہو سکتی ہے

برنارڈ سمتھ کا جبر مقابلہ

قیمت ۱۲ر محصول ۱ر

میں نے جبر مقابلے ترجمہ کیے ہیں جنمیں بعض کئی کئی دفعہ چھپے لیکن اب جبر مقابلہ بہت
مدرسوں میں پڑھایا جاتا ہے اسلیے ارادہ نہ تھا کہ از سر نو جبر مقابلوں کو چھپواؤں مگر تا
صرف برنارڈ سمتھ کے جبر مقابلہ کی تیسری دفعہ کی چھپوائی ہوئی کچھ جلدیں باقی ہیں
جس کسی کو خریداری منظور ہو وہ اپنی درخواست نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو
پارسل کے منگالے پتا میرا یہ ہے +

محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلوں کا کوچہ